سیریز
پلان
کلیم ایم اے

اس ناول کے تمام نام مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ---------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر ---------- محمد یونس
طابع ---------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ---------- 55/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون۔ اسرائیل سے متعلق نیا ناول پیش خدمت ہے یہودیوں سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے کا آغاز "ناقابل تسخیر مجرم" نامی ناول میں ہوا اور اس کے بعد اس موضوع پر کئی ناول آپ کے مطالعے سے گذرے ہوں گے قارئین کو اس سلسلے کا ہر ناول اس قدر پسند آیا ہے کہ اب قارئین کا مسلسل یہ اصرار رہنے لگا کہ زیادہ سے زیادہ ناول اس سلسلے پر لکھے جائیں۔ ویسے ایک بات ہے۔ قارئین کے ساتھ ساتھ عمران کو بھی شاید ذاتی طور پر یہودیوں کے خلاف مشن سے دلی لگاؤ ہے کیونکہ یہودیوں سے مقابلے کے دوران وہ جس قدر فعال، جس قدر پرجوش اور جس قدر خطرناک بن جاتا ہے ایسا کم ہی دوسرے مشنز میں نظر آتا ہے موجودہ ناول "ٹائٹ پلان" بھی اسی سلسلے کی کہانی ہے لیکن یہ کہانی پہلے آنے والی تمام کہانیوں سے منفرد مقام رکھتی ہے کیونکہ اس ناول میں عمران صرف فلسطینیوں کی مدد یا ان کا انتقام لینے کے لئے حرکت میں نہیں آیا بلکہ یہ مشن براہ راست پاکیشیا کے انتہائی اہم ایٹمی ریسرچ سنٹر کو یہودیوں کی دستبرد سے بچانے کے سلسلے میں ہے اس لحاظ سے یہ مشن عمران کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ اہمیت کا حامل ہے اور اس بار یہودیوں نے پلان ہی ایسا بنایا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس جان توڑ کوشش کے باوجود یہودیوں کو اس مشن سے روکنے میں ناکام اور بے بس نظر آتی ہے یہودیوں کا یہ پلان اس قدر ٹائٹ تھا کہ عمران جیسے آدمی کے لئے بھی اس میں رخنہ ڈالنے کی کوئی گنجائش نظر نہ آرہی تھی اور پھر مشن مکمل ہونے میں صرف دس سیکنڈ رہ گئے اور پھر یہ دس سیکنڈ بھی گذر گئے اور اسرائیل کا پریذیڈنٹ ہاؤس

یہودیوں کے حق میں اور مسلمانوں کے خلاف فاتحانہ نعروں سے گونج اٹھا۔ ملک کے صدر جیسی بردبار اور باوقار شخصیت بھی یہودیوں کی پاکیشیا کے خلاف اس عظیم الشان کامیابی پر بے اختیار رقص کرنے لگی۔ لیکن کیا واقعی ناقابل تسخیر عمران اس بار تسخیر ہوگیا تھا یا ——— ؟ اور اسی یا میں ہی اس ساری کہانی کا لطف پنہاں ہے مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی آپ کو اس سلسلے کی پہلی کہانیوں کی طرح بے حد پسند آئے گی۔

اب آیئے اپنے خطوط کی طرف۔ کیونکہ یہ بھی عمران کے کارناموں سے کم اہم نہیں ہوتے۔

اللہ آباد ضلع رحیم یار خان سے محمد طاہر ہاشمی لکھتے ہیں۔ ناول جاسوس اعظم مجھے بے حد پسند آیا ہے۔ اس میں خاص طور پر وہ پوائنٹس تو بے حد پسند آئے ہیں جس میں آپ نے معاشرے کے تاریک پہلوؤں سے نقاب اٹھایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی ایسے ہی ہم سب قارئین کو معاشرے کے تاریک پہلوؤں سے روشناس کراتے رہیں گے تاکہ ہم سب مل کر اپنی جدوجہد سے ان تاریکیوں کے خلاف جہاد کر سکیں ویسے اس ناول میں ایکشن خاصا سست محسوس ہوا ہے۔

محمد طاہر ہاشمی صاحب! ناول کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ تاریکیاں اس وقت چھٹ جاتی ہیں جب ہم اپنی جدوجہد، محنت اور جذبہ ایمانی کے چراغ ان تاریکیوں میں روشن کر دیں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم سب اپنے اپنے فرائض محنت دیانت اور خلوص کے ساتھ ادا کر کے اپنے پیارے ملک کے ہر کونے سے ان تاریکیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر کے انشاء اللہ روز روشن کی طرح دمکتا جگمگاتا مستقبل اپنے ملک کا نصیب بنا دیں گے۔ جہاں تک ایکشن کا تعلق ہے اس ناول کا ہیرو قاسم تھا۔ اور قاسم کی جسامت کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر آپ ایکشن کو دیکھیں تو میرا خیال ہے آپ کا گلہ دور ہو جائے گا۔

احمد پور شرقیہ سے عبدالماجد بھٹی صاحب نے ایک طویل خط لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ آپ کی تحریریں جاسوسی ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہیں خاص طور پر آپ کے ناولوں میں برائی اور جرائم کے خلاف جس طرح انتھک جدوجہد، بے مثال جرأت اور آخری لمحے تک مقابلے کا سبق ملتا ہے اس نے آپ کے لاکھوں قارئین کے دلوں میں ہمت اور حوصلے کی مشعل روشن کر دی ہے۔ آپ کے ناولوں میں عمران اور اس کے ساتھی پاکیزہ کردار کے جس بلند مقام پر نظر آتے ہیں اس نے معاشرے کے لاکھوں نوجوانوں کو راہ راست سے بھٹکنے سے بچایا ہے۔ میں صرف قاری ہی نہیں ہوں بلکہ پیشے کے لحاظ سے کتب فروش بھی ہوں۔ اس لئے میرا آپ کے ناولوں کے قارئین کے ایک وسیع حلقے سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ اس لئے مجھے اپنے علاوہ آپ کے بیشمار قارئین کے خیالات سے بھی آگاہی رہتی ہے اور میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ صرف الفاظ پر ہی مبنی نہیں ہے بلکہ حقیقتاً ایسا ہی ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ اپنی سدا بہار اور منفرد تحریروں سے خزانہ ادب میں گرانقدر اضافہ فرماتے رہیں۔ جہاں تک تنقید کا تعلق ہے صرف چند پوائنٹس مجھے کھٹکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ اب عمران سے زیادہ کام لیتے ہیں اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران تقریباً عضو معطل ہو کر رہ گئے ہیں۔ دوسرا آپ نے فیاض جیسے عہدیدار کو انتہائی نکما اور بیوقوف بنا کر رکھ دیا ہے۔ تیسرا یہ کہ عمران اب جولیا کو بہت زیادہ تنگ کرنے لگا ہے۔ چوتھا یہ کہ اب عمران نے چیونگم کھانا چھوڑ دیا ہے کہیں وہ بوڑھا تو نہیں ہوگیا کیونکہ بوڑھے چیونگم نہیں کھاتے اور آخری بات یہ کہ آپ کرنل فریدی کے عظیم کردار کو عمران کے مقابلے میں قدرے دبا ہوا پیش کرتے ہیں۔ صرف فورکارنرز میں آپ نے فریدی سے صحیح انصاف کیا ہے۔

عبدالماجد بھٹی صاحب! آپ نے اپنی اور دیگر قارئین کی ترجمانی کرتے ہوئے

جو کچھ لکھا ہے میں اس کے لئے آپ کا بیحد مشکور ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے ملک کے نوجوانوں کو عمران سے بھی زیادہ بلند حوصلہ، محنتی اور پُرجوش دیکھنا چاہتا ہوں اور جہاں تک پاکیزہ کردار کا تعلق ہے تو ان سب صفات کی بنیاد پاکیزہ کردار ہی ہے۔ اگر میری تحریریں یہ فرض ادا کر رہی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ میری محنت رنگ لا رہی ہے اور اس کے لیے میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار ہوں کہ اس نے مجھ ناچیز کو بھی اس عظیم مشن کی تکمیل میں کچھ حصہ ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ جہاں تک آپ کی تنقید کا تعلق ہے میں کوشش کروں گا کہ آپ کے دل سے ان پوائنٹس کی کھٹک دُور ہو سکے لیکن ایک بات بتا دوں کہ عمران نے واقعی چیونگم کھانا چھوڑ دیا ہے اور یہ اس کے زندہ کردار کی ایک نشانی ہے کیونکہ انسان وقت کے ساتھ ساتھ بہت سی چیزیں کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ دُور کیوں جائیں، آپ خود اپنے آپ پر غور کریں۔ آپ بھی یقیناً بہت سی چیزیں وقت کے ساتھ ساتھ چھوڑ چکے ہوں گے۔ مثال کے طور پر شیر خواری۔ اور یہی آپ کے بڑا ہونے کی نشانی ہے۔

جہلم سے راجہ نذیر زخمی لکھتے ہیں۔ "پرنس آف ڈھمپ" میں جولیا مادام اشمارا کو بتاتی ہے کہ وہ عمران کی ایک سو بائیسویں بیوی ہے۔ یہ ایک سو بائیسویں بیوی والا لفظ حلق سے نہیں اترتا۔

راجہ نذیر زخمی صاحب! ایک سو بائیسویں بیوی واقعی حلق سے نہیں اتر سکتی اور آپ تو ویسے بھی زخمی ہیں۔ یہی دعا کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے اور آپ کے زخم جلد از جلد مندمل ہو جائیں۔ اب اجازت دیجئے

والسّلام

مظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمران اپنے فلیٹ کی عقبی جانب کھلی ٹیرس پر سر کے بل کھڑا اپنی مخصوص ورزش میں مصروف تھا۔ گرمیوں کے موسم میں وہ یہ ورزش عقبی ٹیرس پر ہی پوری کرتا تھا جب کہ سردیوں میں وہ اپنے بیڈ روم کے قالین پر ہی اُلٹا کھڑا ہو جاتا تھا۔ فلیٹ کا عقبی حصہ چونکہ فرنٹ حصے سے بالکل علیحدہ تھا اس لئے دوسری طرف کی کوئی آواز اس کے کانوں تک نہ پہنچتی تھی۔ سر کے بل کم از کم ایک گھنٹہ کھڑا رہنا عمران کی وہ مخصوص ورزش تھی جو وہ ہر حال میں لازماً کرتا تھا۔ صبح کی نماز اور لانگ واک کے بعد وہ پہلا کام یہی کرتا کہ سر کے بل اُلٹا کھڑا ہو جاتا اور پھر اگر کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو تو وہ بعض اوقات دو دو گھنٹے اسی طرح ورزش میں مصروف رہتا تھا۔ لیکن ابھی اُسے ورزش کرتے ہوئے پندرہ منٹ ہی گذرے تھے کہ ٹیرس کا عقبی دروازہ کھلا اور سلیمان کی شکل نظر آئی۔

"سلطان صاحب آئے ہیں" ——— سلیمان نے اندر آتے ہی

بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ واہ! زہے نصیب ـــــ شکر ہے آج صبح صبح میں نے آئینہ دیکھ لیا تھا۔ ورنہ تمہاری شکل دیکھ کر تو روزانہ جھاڑو دینے والے کی شکل ہی نظر آتی ہے ـــــ کتنا مال ساتھ لاتے ہیں" ـــــ عمران نے ویسے ہی الٹا کھڑے کھڑے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مال کیسا ـــــ الٹا ناشتہ بھی کرانا پڑے گا" ـــــ سلیمان نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یعنی کیا مطلب! ـــــ بادشاہ سلامت تشریف لائیں اور ان کے ساتھ زر و جواہر سے بھرے ہوئے تھال نہ آئیں ـــــ یہ کیسے ممکن ہے۔ لاکھ زمانہ مہنگائی کا ہو۔ پھر بھی بھرم و وقار تو بہرحال رکھنا ہی پڑتا ہے ان بادشاہوں کو" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"بادشاہ سلامت نہیں ـــــ سر سلطان آئے ہیں" ـــــ سلیمان نے زچ ہو کر کہا۔

"ارے صبح صبح سر ـــــ واہ! اس کا مطلب ہے آج ناشتے میں لذیذ نہاری ملے گی ـــــ واہ! اسے کہتے ہیں قسمت ـــــ جلدی پکاؤ۔ کہیں تمہاری باتیں سن کر مغز ہی نہ غائب ہو جائے سر کا" ـــــ عمران نے دوسرے زاویے سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں جا رہا ہوں ـــــ میں نے اطلاع دے دی ہے ـــــ اب آپ جانیں اور آپ کا کام ـــــ ویسے ایک بار دن کا ناشتے کی آفر کر دیکھیے گا ـــــ آج ناشتے کا سامان صرف میری ذات تک ہی محدود ہے خدا حافظ" ـــــ سلیمان نے جلدی سے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے

میں غائب ہو گیا۔

"یعنی کہ اپنے سر سلطان! ـــــ ہونہہ ان کے سر کی نہاری میں کیا ملے گا ـــــ صرف ہڈیاں ـــــ مغز تو مدت ہوئی غائب ہو چکا ہو گا۔ مگر یہ سر کو صبح صبح سوجھی کیا ـــــ شاید صبح کی سیر کرتے ہوئے آ نکلے ہوں گے" ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ خون چہرے پر جمع ہو جانے کی وجہ سے اس کا چہرہ ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ دکھائی دے رہا تھا۔ کچھ دیر کھڑا وہ سر کو آگے پیچھے اور دائیں بائیں گھما کر گردن کے پٹھوں کو ایڈجسٹ کرتا رہا۔ پھر دروازہ کھول کر اندرونی راہداری میں داخل ہو گیا۔

"کہاں ہے وہ بدتمیز ـــــ گھنٹہ ہو گیا ہے مجھے آئے ہوئے ـــــ نواب صاحب کی شکل ہی نظر نہیں آئی" ـــــ اسی لمحے لمبے ڈرائنگ روم سے سر سلطان کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"ہوشیار خبردار! ـــــ نواب ابن نواب ـــــ صاحب ابن صاحب تشریف لا رہے ہیں" ـــــ عمران نے خود ہی بلند آواز میں چوبداروں کے سے لہجے میں کہا اور پھر اکڑتا ہوا ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گیا اس کے جسم پر صرف پتلون تھی۔ باقی جسم عریاں تھا اور پسینے کی بوندیں اس کے سرخ و سفید مضبوط اور کسے ہوئے جسم پر اس طرح لرز رہی تھیں جیسے گلاب کے پھولوں پر شبنم کے قطرے لرزتے ہیں۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ ـــــ صبح گاہی بخیر" ـــــ عمران نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی بڑے مودبانہ انداز میں کہا۔

"وعلیکم السلام ـــــ یہ صبح بخیر تو ہوتا ہے ـــــ صبح گاہی بخیر کیا

ہوتا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے تحسین آمیز نظروں سے عمران کے جسم کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شکر کریں میں نے آپ کی عمر کا لحاظ کرتے ہوئے صبح گا ہی کہا ہے ۔۔۔ ورنہ جی تو صبوحی کہنے کو چاہتا تھا لیکن مجھے معلوم ہے آپ پچھلی نسل کے بزرگ ہیں قریب از ریٹائرمنٹ ۔۔۔ اس لئے نصیحتوں کا پنڈورا باکس صبح ہی صبح کھول کر بیٹھ جائیں گے ۔۔۔ ویسے آپ کی آمد سے میرا بلڈ پریشر بڑھ گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اس نے صوفے پر پڑا ہوا سلیپنگ گاؤن اٹھا کر پہن لیا تھا۔

"بلڈ پریشر بڑھ گیا ہے ۔۔۔ تم ایسا کیا کرو کہ اب یہ اُلٹا کھڑے ہونے کی ورزش چھوڑ دو ۔۔۔ ورنہ یہ بلڈ پریشر زیادہ بڑھ گیا تو بڑا خطرناک مرض ہے ۔۔۔ مجھے دیکھو! ۔۔۔ میں گذشتہ دس سالوں سے بلڈ پریشر کا مریض ہوں ۔۔۔" سر سلطان نے کہنا شروع کیا۔

"بس بس ۔۔۔ پلیز صبح صبح میرے فلیٹ میں آپ بیماریوں کی پٹاری نہ کھولیں ۔۔۔ شام کو بے شک کھول لیں۔ کیونکہ شام کو جمعدار فلیٹ کی صفائی کرنے آتا ہے۔ بیماریاں پٹاری سمیت باہر پھینک آئے گا ۔۔۔ مگر صبح صبح پلیز ۔۔۔" عمران نے ہاتھ اٹھا کر ان کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی تو بلڈ پریشر کی بات کر رہے تھے" ۔۔۔ سر سلطان نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جی وہ میں بیماری کی بات نہیں کر رہا تھا ۔۔۔ جدید زمانے کے آداب کے مطابق تو آپ کی آمد کی وجہ سے مجھے دلی مسرت ہوئی ہے۔

ظاہر ہے دل کو جب مسرت ہوتی ہے تو وہ اور زیادہ تیزی سے دھڑکنے یعنی پمپ کرنے لگتا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ بلڈ پریشر کا بڑھ جانا ہے" عمران نے بھی اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے کسی استاد کو کند ذہن بچے کو سمجھانے کے تکلیف دہ عمل سے گذرنا پڑ رہا ہو۔

"اچھا اچھا ۔۔۔ بہرحال تم واقعی جدید زمانے کے آدمی ہو ۔۔۔ لیکن آج میری یہاں آمد تمہیں بھی قدیم زمانے کا آدمی بنانے کے سلسلے میں ہے اس لئے ذرا جلدی سے تیار ہو جاؤ" ۔۔۔ سر سلطان نے بڑے پُراسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یعنی آپ کوئی ٹائم مشین ایجاد کر کے لے آئے ہیں ۔۔۔ لیکن سوچ لیجئے۔ ہو سکتا ہے کہ میں اس ٹائم مشین کے ذریعے گذرے وقتوں میں پہنچ کر جب واپس آؤں تو آپ کا وہ شجرہ نسب باقی نہ رہے جو آپ اس وقت دنیا کو بتاتے رہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"تم میرے شجرہ نسب کی فکر نہ کرو ۔۔۔ فی الحال تو سر رحمان کے شجرہ نسب کی آئندہ کڑیاں جوڑنے کا پروگرام بن رہا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی کا شجرہ نسب ۔۔۔ اوہ! کیا مطلب ۔۔۔ ٹائم مشین نے ان کے شجرہ نسب میں گڑبڑ کر دی ہے ۔۔۔ چلو چنگیز خان نہ سہی ہلاکو خان سہی ۔۔۔ بات تو ایک ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں صاف بات کروں تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔ سر رحمان نے

تمہاری شادی نواب مشرف مرزا کی اکلوتی بیٹی نواب زادی توقیر جہاں المعروف بے بی ٹوسکی سے حتمی طور پر طے کر دی ہے ___ اور یہ ذمہ داری مجھ پر ڈال دی گئی ہے کہ میں تمہیں اس شادی پر ہر صورت میں رضامند کردوں ___ ورنہ دوسری صورت میں سر رحمان نے دھمکی دی ہے کہ وہ تم سمیت سارے خاندان کو گولی مار کر خودکشی کر لیں گے ___ یہ بھی بتادوں کہ تمہاری والدہ اور تمہاری بہن ثریا بھی اس شادی کے خلاف ہیں لیکن سر رحمان کی دھمکی نے انہیں بھی خاموش کر دیا ہے" ___ سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بوسکی سے شادی ___ یعنی کہ اب کپڑے سے شادی ہوگی ___ میرے خیال میں ڈیڈی حضور کو اب واقعی ریٹائر ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ وہ آج بوسکی سے میری شادی طے کر رہے ہیں ___ تو کل پاپلین وغیرہ سے طے کرنا شروع کر دیں گے" ___ عمران نے حیرت سے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

"بوسکی نہیں ٹوسکی ___ توقیر جہاں اصل نام ہے۔ پیار سے اُسے سب ٹوسکی کہتے ہیں ___ اب ظاہر ہے تم نواب مشرف مرزا کا حدود اربعہ پوچھو گے ___ تو پہلے بتادوں کہ نواب مرزا پاکیشیا کے قدیم جاگیردار گھرانے کے فرد ہیں ___ دارالحکومت کے گرد پھیلی ہوئی وسیع و عریض جاگیر اب بھی ان کی ملکیت ہے ___ جس میں سینکڑوں مربع زرعی اراضی ___ لاتعداد پھلوں کے باغ ___ [illegible] وغیرہ وغیرہ شامل ہیں ___ اور مشرف مرزا گذشتہ اٹھارہ بیس سالوں سے مستقل طور پر یورپ میں رہتے چلے آرہے ہیں ___ یہاں کا سارا کاروبار ان کے

مینیجرز سرانجام دیتے ہیں ___ ان کی ایک ہی بیٹی ہے جس کی والدہ اس کے بچپن میں ہی فوت ہو گئی تھی لیکن نواب مشرف مرزا نے اپنی بیٹی کی محبت کی خاطر دوسری شادی نہ کی اور بیٹی کو ماں اور باپ بن کر پالا پوسا ___ اب وہ اس کی شادی کرنے کے لئے طویل عرصے کے بعد پاکیشیا واپس آئے ہیں ___ چونکہ تمہارے دادا آنریبل سر جہانداد خان اور نواب مشرف مرزا کے والد نواب رفعت مرزا آپس میں گہرے دوست تھے اس لئے نواب مشرف مرزا نے یہاں پہنچتے ہی تمہارے والد کا پتہ معلوم کیا اور پھر وہ اپنی بیٹی سمیت تمہارے والد کی کوٹھی پہنچ گئے اور انہوں نے سر رحمان کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگا دی کہ ان کی بیٹی کے لئے کوئی شایان شان رشتہ تلاش کیا جائے ___ تمہارے والد کے ذہن میں فوراً تمہارا خیال آیا۔ چنانچہ انہوں نے تمہارے متعلق انہیں پوری تفصیل بتادی" ___ سر سلطان نے مزے لے لیکر کہتے ہوئے کہا۔

"اچھا کیا تفصیل بتائی انہوں نے ___؟" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"بقول تمہارے والد کے انہوں نے نواب مشرف مرزا کو بتا دیا کہ تم ان کے اکلوتے بیٹے ہو ___ تم نے ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی کیا ہوا ہے۔ لیکن تم انتہائی ناخلف لڑکے ہو ___ بزرگوں کا بالکل احترام نہیں کرتے ___ سخت منہ پھٹ ہو ___ علیحدہ فلیٹ میں رہتے ہو اور آوارہ گردی کرتے ہو" ___ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ ___ پھر تو فوراً رشتے سے انکار ہو گیا ہو گا" ___ عمران

نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"انکار نہیں ہوا ___ بلکہ اقرار ہو گیا ___ تمہاری یہ ساری منفی خصوصیات نواب مشرف مرزا کی بیٹی کو بے حد پسند آگئیں اور نواب صاحب کو صرف اس بات نے اپیل کیا کہ تم خاندانی آدمی ہو ___ بس انہوں نے فوراً رشتہ طے کر کے اگلے ماہ شادی کی تاریخ بھی طے کر دی" ___ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یعنی کہ میری شکل و صورت دیکھے بغیر ___ کیا وہ بے بی اور ان کے قبلہ گاہی والد محترم نابینا تو نہیں ہیں" ___ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بات نہیں ___ سر رحمان نے انہیں تمہارا ایک فوٹو دکھایا تمہاری بی ایس سی کی ڈگری والا ___ وہی اس وقت ان کے پاس موجود تھا جس میں تمہاری کسی نیولے کی طرح شکل ہے اور کان ہاتھیوں کی طرح بڑے بڑے اور باہر کو نکلے ہوئے ہیں ___ یہ کمزوری میری نہیں ___ بلکہ بقول سر رحمان کے تمہاری ہونے والی بیگم کی ہے ___ بہرحال بے بی ڈنگی نے یہ فوٹو دیکھ کر رضامندی میں سر ہلا دیا کہ ایک فرمانبردار شوہر کی بالکل ایسی ہی شکل و صورت ہونی چاہیئے" ___ سر سلطان واقعی مزے لے رہے تھے۔

اتنے میں سلیمان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر ناشتے کا بھرپور سامان موجود تھا۔

"ارے تم تو کہہ رہے تھے کہ آج ناشتہ نہیں ملے گا ___ میں سر سلطان کو ٹال دوں ___ صرف تمہاری ذات تک محدود ناشتے

کا سامان ہے ___ پھر کیا ہمسایوں کے گھر چوری کی ہے" ___ عمران نے چونک کر ٹرالی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنی بات خوامخواہ مجھ پر نہ ڈال دیا کریں ___ سر سلطان کے لئے ناشتے کی کمی ہے ___ میرے ہوتے ہوئے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ معزز مہمان بغیر ناشتہ کئے چلے جائیں ___ یہ اور بات ہے کہ آپ کا بھرم رکھنے کے لئے مجھے اپنے ذاتی بنک بیلنس کو ہوا لگوانی پڑی ہے" ___ سلیمان نے ناشتے کا سامان میز پر رکھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا اور سر سلطان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"شکریہ سلیمان ___ ویسے عمران تمہارے ناشتے کی بڑی تعریفیں کرتا رہتا ہے" ___ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بس جی انہیں تو میرے ناشتے کو نظر لگانے کے سوا اور کام ہی کیا ہے" سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور جلدی سے خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا اور سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"فکر نہ کرو ___ ابھی تک تمہارا واسطہ توسوں سے پڑا ہے ___ اب توسی آکر تمہیں سیدھا کرے گی" ___ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"توسی ___ کیا مطلب" ___ سر سلطان نے چونک کر پوچھا

"وہ توقیر جہاں المعروف توسی زیادہ صحیح نام بنتا ہے ___ کیا خیال ہے" ___ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ناشتے پر جھک گیا۔

"اوہ ___ اس کا مطلب ہے کہ تم اس رشتے پر رضامند ہو ___ خدا کا شکر ہے ___ میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہیں منانے کے لئے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں گے" ___ سر سلطان نے اطمینان کا طویل سانس

لیتے ہوئے کہا۔

"اب پاپڑ بیلنے کی مشینیں بن گئی ہیں اس لئے پاپڑ بیلے بلاتے بازار سے مل جاتے ہیں ـــــ لیکن آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں رضامند ہو گیا ہوں" ـــــ عمران نے ناشتے کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی تو سلیمان سے کہہ رہے تھے" ـــــ سر سلطان نے بھی ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وہ تو میں سلیمان کو شیر دھمکی ـــ اوہ سوری! ـــ وہ کیا محاورہ ہے بڑا گھٹیا سا محاورہ ہے وہ گیدڑ والا" ـــــ عمران نے کہا۔

"گیدڑ بھبکی" ـــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہی وہی ـــ پتہ نہیں محاوروں کو شیر چھوڑ کر گیدڑ کیوں پسند آگئے ہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو عمران! ـــ شادی تو بہرحال تم نے کرنی ہے ـــ آج نہ کرو گے تو کل کرو گے ـــ یہ رشتہ بہت اچھا ہے۔ تمہارے ہم پلہ خاندان ہے" ـــــ سر سلطان نے وکالت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ صدیقی کہلاتے ہیں ناں" ـــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"صدیقی ـــ ہاں! کیا مطلب" ـــــ؟ سر سلطان نے حیرت سے چونک کر پوچھا۔

"یعنی آپ کا نام سر سلطان علی صدیقی ہے ـــــ اور صدیقی کا مطلب بھی آپ کو معلوم نہیں ہوا آج تک" ـــــ عمران نے کہا۔

"مطلب تو مجھے معلوم ہے ـــــ لیکن یہ اچانک صدیقی کیسے یاد آگیا تمہیں" ـــــ؟ سر سلطان نے کہا۔

"میں سوچ رہا تھا کہ اب مجھے ٹائم مشین کی خدمات حاصل کرنا ہی پڑیں گی ـــ صدیقی تو بڑا معزز اور محترم خاندان ہوتا ہے ـــ جبکہ آپ تو رشتے ناطے کرانے میں خداداد صلاحیتوں کے مالک ہیں اس لئے شاید نہیں پیچھے کوئی گڑبڑ نہ ہو گئی ہو" ـــــ عمران نے کہا اور سر سلطان کے چہرے پر غصے کی جھلکیاں نمودار ہونے لگیں۔

"اب تم گھٹیا باتوں پر اتر آئے ہو" ـــــ سر سلطان کے لہجے میں ہلکا سا غصہ تھا۔

"ارے ارے نہیں ـــ آپ ناراض نہ ہوں ـــ ابھی تو صرف اندازے کی بات کر رہا ہوں اور اندازہ صحیح بھی ہو سکتا ہے اور غلط بھی" ـــ عمران نے بڑے شریفانہ انداز میں کہا تو سر سلطان نہ چاہنے کے باوجود بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"بہرحال تم ایسا کرو کہ ایک بار جا کر نواب مشرف مرزا اور ان کی بیٹی سے مل لو ـــ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی تمہیں پسند آجائیں ـــــ میری آمد کا مقصد تو یہی تھا کہ میں تمہیں ساتھ لے کر جاؤں ـــ لیکن میرا خیال ہے کہ اگر تم اکیلے مل لو تو زیادہ بہتر ہے" ـــــ سر سلطان نے ناشتہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ اگر اکیلا ملنا ہوتا تو آپ کو ناشتہ کیوں کراتا ـــ اب تو آپ کو ناشتہ حلال کرنا ہی پڑے گا ـــ ویسے آپ کی بات درست ہے کہ مجھے ان لوگوں سے مل لینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ مجھے وہ پسند نہ آئیں۔ انہیں میں پسند آجاؤں" ـــــ عمران نے سر ہلاتے

ہوتے کہا۔

"تمہیں تو وہ بغیر دیکھے پسند کر چکے ہیں ——— لیکن ایک بات بتا دوں اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ تم اپنی احمقانہ باتوں سے انہیں اس رشتے سے بدظن کر کے یہ رشتہ ختم کرا دو گے تو ایسی بات مت سوچو ——— سر رحمان اس رشتے کو اپنی آن کا سوال بنائے بیٹھے ہیں ——— ان لوگوں کے جانے کے بعد جب سر رحمان نے تمہاری والدہ اور ثریا سے اس رشتے کا ذکر کیا تو گھر میں ایک قیامت برپا ہو گئی ——— تمہاری والدہ اور ثریا نے سختی سے انکار کر دیا۔ لیکن سر رحمان بگڑ گئے اور آخر کار تمہاری والدہ اور بہن ثریا دونوں کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اس بات سے تم صورت حال سمجھ سکتے ہو" ——— سر سلطان نے کہا۔

"میں تو مان ہی نہیں سکتا کہ اماں بی نے شکست تسلیم کر لی ہو ——— وہ خالص آفریدی پٹھان خون کی حامل ہیں ——— ایک بار منہ سے ناں نکل گیا تو قیامت صغریٰ کیا کبریٰ بھی کیوں نہ قائم ہو جائیں ان کی ناں، ہاں میں نہیں بدل سکتی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات بالکل درست ہے ——— بھابھی واقعی ایسی ہی ہیں اس لئے ثریا نے جب قیامت برپا ہوتے دیکھی تو مجھے فون کر کے بلا لیا ——— اور بھابھی چاہے کسی کی مانیں نہ مانیں، میری بات مان لیتی ہیں ——— میں نے بڑی مشکل سے انہیں سمجھا بجھا کر خاموش کیا" ——— سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یعنی ابھی صرف خاموش ہوئی ہیں اور آپ نے انہیں شکست تسلیم کرنا کہہ دیا ——— ان کی خاموشی کسی آئندہ بڑی قیامت کی ریزرویشن ہو گی

ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال اب تم جانو اور تمہارا کام ——— ویسے اگر تم وعدہ کرو کہ وہاں جا کر الٹی سیدھی حرکتیں نہ کرو گے تو میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں" ——— سر سلطان نے کہا۔

"او کے! ——— آپ ذرا اخبار دیکھئے ——— میں تیار ہو کر ابھی آتا ہوں ——— آجکل ویسے بھی فراغت ہے ——— تو فراغت میں نواب مشرف مرزا اور ان کی اکلوتی صاحب زادی کی زیارت نصیب ہو جائے تو چلو وقت تو کٹے گا ہی ——— میں ابھی آیا تیار ہو کر" ——— عمران نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر باتھ روم کی طرف چل دیا۔

سر سلطان مسکرا کر خاموش ہو گئے۔ اور پھر میز پر پڑا اخبار اٹھا کر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

آج چونکہ دفتر میں ہفتہ وار تعطیل تھی اس لئے سر سلطان نے بھی شاید وقت گذارنے کے لئے اس دلچسپ مشغلے کو زیادہ مناسب سمجھا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران جب باتھ روم سے باہر نکلا تو سر سلطان اسے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ کیسا لباس پہن لیا ہے تم نے" ——— سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران کے جسم پر اس کا مخصوص ٹیکنی کلر لباس تھا۔ گہرے زرد رنگ کی پتلون جس پر بینڈ ماسٹروں کی یونیفارم جیسی گہرے سرخ رنگ کی دو پٹیاں اوپر سے نیچے تک موجود تھیں۔ گہرے

نیلے رنگ کی قمیض ـــــ جس پر سفید رنگ کے دھاگے کی طرح پتلی
ٹائی لہرا رہی تھی ۔ اور گہرے سرخ رنگ کا چھوٹا کوٹ ـــــ آنکھوں
پر بڑے بڑے شیشوں والی گاگل ۔ جس کے شیشوں کا بیرونی رنگ
گہرا سرخ تھا ۔ البتہ اندر سے ان کا رنگ لائٹ براؤن تھا اور اس
کی کمانیاں بٹی ہوئی رسی کے سے انداز میں بنی ہوئی تھیں یوں لگتا
تھا جیسے سرخ رنگ کے دو بڑے بڑے شیشوں کو دونوں طرف
سے رسی سے باندھ کر کانوں کے ساتھ منسلک کر لیا گیا ہو ۔

"دیکھئے ـــ آپ نے چونکہ ساتھ جانا ہے ـــ اس لئے مجبوراً
آپ کو شرمندگی سے بچانے کے لئے مجھے یہ لباس پہننا پڑا ہے ۔"
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"تمہارا مطلب ہے کہ اس کارٹون نما لباس میں ملبوس ہونے کے
باوجود میں تمہارے ساتھ چلوں گا ـــ ہرگز نہیں" ـــ سر سلطان
نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"دیکھئے سر سلطان ! ـــ آپ نے خود ہی تو کہا ہے کہ بے بی بوسکی
یورپ میں پلی ہے ـــ ظاہر ہے اس کے خیالات بھی خالصتاً
یورپین ہوں گے اور آجکل یورپ میں اس لباس کا کریز ہے ۔ اس
لئے اس لباس میں وہ فوراً مجھے پسند کر لے گی ـــ اور اگر میں نے
بوڑھوں جیسا سیدھا سادہ لباس پہن لیا تو پھر مجھے شکایت نہ کیجئے کہ
بے بی بوسکی نے رشتے سے انکار کر دیا ہے" ـــ عمران نے سر سلطان
کو سمجھاتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ! ـــ تم کہہ تو ٹھیک رہے ہو ـــ آجکل کے لڑکے اور

لڑکیاں پسند تو ایسا ہی اوٹ پٹانگ لباس کرتی ہیں ۔ لیکن پھر بھی ـــ"
سر سلطان نے تذبذب بھرے لہجے میں کہا ۔

"اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ یہ لباس آپ کو شرمندگی سے بچا
لے گا ـــ ورنہ وہ بے بی بوسکی فوراً ہی کہہ دے گی کہ سر سلطان
جیسے معزز آدمی کے ساتھ یہ نوجوان بوڑھا گھامڑ کون آرہا ہے ۔
اب آگے آپ کی مرضی ـــ آپ کہیں تو میں تھری پیس سوٹ
پہن لیتا ہوں" ـــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"اوکے ـــ ٹھیک ہے ـــ شاید تم درست ہی کہتے ہو
کل میں نے یورپ کے موجودہ فیشنوں پر ایک فلم دیکھی ہے اس
میں واقعی ایسے ہی اوٹ پٹانگ لباس تھے" ـــ سر سلطان
نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر کھڑے ہو گئے ۔
عمران کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رینگ رہی تھی ۔

خاکی رنگ کی بکتر بند گاڑی کی طرح بنی ہوئی ہر طرف سے بند جیپ انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی شمال مشرق کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ اس سے آگے ایک عام فوجی جیپ تھی جس میں برین گنوں سے مسلح دو فوجی بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے پشت ملائے ہوئے تھے ان میں سے ایک کا رُخ بکتر بند ٹائپ جیپ کی طرف تھا جب کہ دوسرے کا رُخ اس کی مخالف سمت میں۔ اوپر ایک تیز رفتار فوجی ہیلی کاپٹر اُڑ رہا تھا۔

ابھی صبح ہونے میں کچھ دیر باقی تھی اس لئے ملگجا سا اندھیرا ہر طرف چھایا ہوا تھا۔ یہ سڑک اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب کے مشرق بعید میں واقع ٹیلوں کی مانند چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان واقع تھی ہر دو کلومیٹر کے فاصلے پر فوجی چوکی موجود تھی جہاں جدید ترین اسلحے سے لیس چاک و چوبند اور مستعد اسرائیلی فوجی کھڑے تھے لیکن ان دونوں

جیپوں کو روکنے کی کہیں کوشش نہ کی گئی تھی۔ دونوں جیپیں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی آخر کار خاردار تاروں سے بنے ہوئے ایک اونچے گیٹ کے سامنے پہنچ کر رُک گئیں۔ اس گیٹ کے دونوں اطراف سے خاردار تاروں کا سلسلہ ویران علاقے میں نجانے کہاں تک چلا گیا تھا۔ لیکن ان خاردار تاروں کے درمیان دُور تک کہیں کوئی عمارت نظر نہ آ رہی تھی۔ بس اونچے اونچے ٹیلے ہی ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ البتہ ان ٹیلوں کے درمیان فوجی جیپیں کبھی کبھی اِدھر اُدھر گشت کرتی ہوئی نظر آ جاتی تھیں۔

ان جیپوں کے گیٹ پر رُکتے ہی گیٹ کے اوپر موجود مائیکروفون سے تیز سائرن بجنے لگا اور چند لمحوں بعد جب سائرن کی آواز بند ہوئی تو گیٹ خود بخود کھل گیا اور سپاہیوں والی فوجی جیپ تو ایک سائیڈ پر رُک گئی جب کہ بکتر بند جیپ تیزی سے آگے بڑھی اور گیٹ کے اندر داخل ہو کر سیدھی آگے دوڑتی چلی گئی۔ کافی آگے جا کر وہ دائیں طرف مڑی اور پھر ایک اونچے ٹیلے کے دامن میں جا کر رُک گئی۔ اس کا عقبی بند دروازہ کھلا اور اس میں سے فوجی وردی میں ملبوس ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا نوجوان باہر نکلا۔ اس نے غور سے اِدھر اُدھر دیکھا اور پھر مڑ کر جیپ کے کھلے دروازے کے اندر اشارہ کیا۔ دوسرے لمحے ایک اُدھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر عام شہریوں جیسا لباس تھا ہاتھ میں ایک بریف کیس اٹھائے باہر آ گیا۔ بریف کیس کے ہینڈل اور اس اُدھیڑ عمر کی کلائی ایک چین کے ذریعے آپس میں بندھی ہوئی تھیں۔

"تشریف لائیے ڈاکٹر" ——— فوجی آفیسر نے کہا اور ٹیلے کی دوسری طرف

چل پڑا۔ ادھیڑ عمر جسے ڈاکٹر کہہ کر پکارا گیا تھا سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے
چل پڑا۔
ٹیلے کی دوسری طرف دو مستعد فوجی موجود تھے جنہوں نے ان دونوں
کو دیکھتے ہی فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جس کا فوجی انداز میں جواب آ
فوجی آفیسر نے دیا جب کہ ڈاکٹر خاموش اور لاتعلق سا کھڑا رہا۔
"شناخت سر" ——— ایک فوجی جوان نے آفیسر سے مخاطب ہو کر
کہا اور آفیسر نے جیب سے پیتل کا ایک گول ٹکڑا نکال کر اس فوجی کی
طرف بڑھا دیا جس پر کوئی مدھم سا نشان کندہ تھا۔
فوجی جوان نے پیتل کا گول ٹکڑا لے کر اسے غور سے دیکھا پھر اپنی
جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک پتلا سا باکس باہر نکالا جس کے درمیا
ایک پتلی سی درز نظر آ رہی تھی اس نے پیتل کے اس ٹکڑے کی سائیڈ
کو اس درز میں رکھ کر اسے دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پیتل
کا وہ ٹکڑا اس باکس کے اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کھٹاک کی آوا
ایک بار پھر ابھری اور اسی درز سے وہ پیتل کا ٹکڑا اچھل کر باہر آ گیا۔
"یہ لیجئے سر" ——— فوجی جوان نے پیتل کا ٹکڑا آفیسر کو واپس دیتے
ہوئے کہا اور ٹکڑا اسے دے کر باکس کو واپس جیب میں ڈال لیا۔
چند لمحوں بعد ٹیلے کے درمیان ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری
اور پھر کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح ٹیلے کا اوپر والا حصہ سالم شکل
میں اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ اب نیچے ایک پتلی لیکن پختہ سڑک اندر جاتی
صاف دکھائی دے رہی تھی۔
فوجی آفیسر نے ڈاکٹر کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ دونوں

اس سڑک پر چلتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ ان کے اندر جاتے ہی اسی
طرح گڑگڑاہٹ کے ساتھ راستہ ان کے عقب میں بند ہو گیا۔
"اس قدر پُراسراریت کی آخر کیا ضرورت ہے" ——— ادھیڑ عمر ڈاکٹر
نے منہ بناتے ہوئے پہلی بار کہا۔
"آپ کا تعلق صرف سائنسی آلات کے ساتھ ہے ڈاکٹر لارنس! ———
آپ انسانوں کو نہیں جانتے ——— یہ ساری پُراسراریت مشن کو انسانوں
سے بچانے کے لئے ہے" ——— فوجی آفیسر نے قدرے خشک لہجے میں
جواب دیا اور ڈاکٹر لارنس نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔
تنگ راستہ سائیڈ دیواروں سے نکلنے والی ہلکی ہلکی روشنی کی وجہ
سے خاصا روشن تھا اس لئے وہ دونوں اطمینان سے چلتے ہوئے آگے
بڑھتے گئے۔ کچھ دور جا کر راستہ موڑ کاٹ کر بند ہو گیا۔ فوجی آفیسر نے
دیوار کی سائیڈ میں بنی ہوئی درز میں پیتل کا وہی گول ٹکڑا ڈالا اور
چند لمحوں کے انتظار کے بعد دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں
میں غائب ہو گئی۔ اب سامنے ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ وہ دونوں اس
کمرے میں داخل ہوئے تو دیوار دوبارہ برابر ہو گئی اور کمرہ کسی لفٹ کی
طرح نیچے اترتا چلا گیا۔
کچھ دیر بعد کمرہ ساکت ہوا تو دیوار ایک بار پھر کھل گئی اب سامنے
ایک اور طویل راہداری نظر آ رہی تھی جس میں جگہ جگہ مستعد فوجی سپاہی
کھڑے تھے۔
راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو ان دونوں کے قریب
پہنچتے ہی خود بخود کھل گیا۔ اندر ایک بڑا ہال تھا جس کے درمیان ایک

بڑی سی بیضوی میز موجود تھی۔ جس کے گرد پانچ اونچی نشست کی کرسیاں موجود تھیں۔

"تشریف لے جائیے ڈاکٹر! ـــــ چیفس آپ کے منتظر ہیں" ـــــ فوجی آفیسر نے دروازے کے باہر رکتے ہوئے ڈاکٹر لارنس کو اندر جانے کا اشارہ کیا اور ڈاکٹر لارنس سر ہلاتا ہوا اندر ہال میں داخل ہو گیا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ اس کے عقب میں خود بخود بند ہو گیا۔

چار کرسیاں پُر تھیں جن پر فوجی یونیفارم پہنے چار افراد بیٹھے تھے جب کہ ایک کرسی خالی تھی۔ ان چاروں افراد کے کاندھوں اور سینوں پر مختلف شکلوں اور ساخت کے چمکدار سٹار موجود تھے۔

"تشریف لائیے ڈاکٹر لارنس! ـــــ ہم سب آپ کے منتظر ہیں ـــــ میرا نام کرنل جیمز ہارڈ ہے۔ مختصر طور پر آپ مجھے کرنل ہارڈ کہہ سکتے ہیں ـــــ میں اسرائیل کی خفیہ ترین سپیشل ایجنسی ریڈ ایمرڈ کا چیف ہوں" ـــــ ایک لمبے قد اور سفید مونچھوں والے طاقتور جسم کے مالک فوجی نے آگے بڑھتے ہوئے ڈاکٹر لارنس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ کرنل ہارڈ! ـــــ مجھے آپ سے ملاقات کر کے بیحد مسرت ہو رہی ہے" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے بریف کیس والے ہاتھ کی بجائے دوسرا ہاتھ مصافحے کے لئے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ڈاکٹر لارنس! ـــــ کرسی پر تشریف رکھیے تاکہ میں آپ کا تعارف دوسرے شرکاء سے کرا دوں" ـــــ کرنل ہارڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر لارنس کو خالی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

ڈاکٹر لارنس سر ہلاتا ہوا خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بریف کیس اپنے سامنے میز پر رکھ دیا جب کہ اس کی چین بدستور اس کی کلائی سے بندھی ہوئی تھی۔

"پہلے میں ڈاکٹر لارنس کا تعارف کرا دوں ـــــ ڈاکٹر لارنس سات پشتوں سے خالص یہودی ہیں ـــــ عظیم اسرائیل کی حکومت نے ایک خفیہ منصوبے پر کام کرنے کے لئے ان کی خدمات خاص طور پر حاصل کی ہیں ـــــ ویسے ان کا تعلق ویسٹرن کارمن کی ایک خفیہ دفاعی لیبارٹری سے ہے ـــــ یہ مخصوص قسم کے خلائی جنگی ہتھیار تیار کرنے میں پوری دنیا میں سب سے آگے ہیں ـــــ انہوں نے ایک خاص منصوبہ ہماری حکومت کو بھیجا۔ جس پر ہماری حکومت نے اپنے سائنسدانوں سے مل کر غور کیا تو اسے قابل عمل قرار دے دیا گیا۔ چنانچہ ڈاکٹر لارنس کو ویسٹرن کارمن کی اس لیبارٹری سے اس طرح اغوا کیا گیا کہ ویسٹرن کارمن کی حکومت کو آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ڈاکٹر لارنس کہاں چلے گئے ہیں ـــــ یہاں ایک خصوصی لیبارٹری میں یہ اس منصوبے پر گذشتہ دو سالوں سے برابر کام کرتے رہے ہیں۔ اور اب یہ منصوبہ تکمیل تک پہنچ گیا ہے ـــــ اس سلسلے میں تمام ضروری انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ لیکن اس منصوبے کو آخری لمحات تک دشمنوں سے بچانے کے لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ چار خصوصی ایجنسیوں کو حرکت میں لایا جائے ان میں ایک خصوصی ایجنسی ریڈ ایمرڈ ہے جس سے بیرونی دنیا ابھی واقف ہی نہیں ہے" ـــــ کرنل ہارڈ نے کسی سیاست دان کی طرح تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر لارنس اور

باقی تینوں فوجی آفیسرز خاموش بیٹھے اس کی تقریر سنتے رہے ۔
" یہ تو تھا ڈاکٹر لارنس کا مختصر تعارف ـــــ اب میں آپ حضرات کو
کا تعارف کرا دیتا ہوں ـــــ ڈاکٹر لارنس! ـــــ آپ کے دائیں ہاتھ
پر جو صاحب تشریف فرما ہیں ـــــ یہ کرنل جاگورا ہیں، ان کا تعلق ایک
خفیہ ایجنسی ٹارڈ سے ہے اور یہ ٹارڈ کے چیف ہیں ـــــ ان کے
ساتھ کرنل آرمر ہیں اور یہ بھی ایک خفیہ ایجنسی کے چیف ہیں اور ان
کے ساتھ جو صاحب بیٹھے ہیں ان کا نام کرنل ڈوجان ہے ۔ یہ بھی
ایک خفیہ فوجی ایجنسی کے چیف ہیں" ـــــ کرنل ہارڈ نے باقی
تینوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور وہ جس جس کا نام لیتا، وہ سر ہلا
دیتا ۔ جواب میں ڈاکٹر لارنس بھی سر ہلا دیتا ۔ لیکن اس کے چہرے پر
بیزاری کے ہلکے سے تاثرات بہرحال موجود تھے ۔
" شکریہ کرنل ہارڈ اور دیگر کرنل صاحبان! ـــــ میں ایک سائنسدان
ہوں اس لئے میرا خفیہ ایجنسیوں سے نہ کبھی تعلق رہا ہے ـــــ اور
نہ میں ان کی کارکردگی سے واقف ہوں ـــــ لیکن صدر صاحب
وزیر اعظم صاحب کا اصرار تھا کہ میں یہاں پہنچ کر آپ حضرات سے
اس منصوبے کے چند پہلوؤں پر ڈسکس کروں ـــــ چنانچہ ان کی
ہدایات کے مطابق اس وقت میں یہاں موجود ہوں" ـــــ ڈاکٹر لارنس
نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
" ڈاکٹر لارنس! ـــــ آپ شاید خفیہ ایجنسیوں کے سربراہوں کی اس
میٹنگ کو اپنے منصوبے کی نسبت فضول خیال کر رہے ہیں ـــــ ایسی
بات نہیں ہے ـــــ ہم سب کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ ہم

[اس] منصوبے کو دشمن ایجنٹوں سے بچا کر مکمل کرنے میں مدد کریں اور
یہ چار ایجنسیاں تو وہ ہیں جن سے بیرونی دنیا واقف بھی نہیں ہے
... اس منصوبے میں اسرائیل کی معروف ایجنسیاں بھی شامل ہیں۔
... جن میں جی۔پی فائیو اور ریڈ آرمی شامل ہیں" ـــــ کرنل ہارڈ
... نے کہا۔
" لیکن آخر ایسا کیا خطرہ ہے کہ اس قدر ایجنسیاں کام کر رہی ہیں۔
... پلان تو سیدھا سادہ اور سائنسی ہے ـــــ مجھے تو ان سارے
... جھگڑوں میں پڑنے کی سمجھ ہی نہیں آ رہی" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے
... منہ بناتے ہوئے کہا۔
" آپ پہلے ہمیں اپنے منصوبے کے متعلق مختصر طور پر بتائیں ـــــ اس
... کے بعد یہ سوچنا ہمارا کام ہے کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں" ـــــ کرنل
ہارڈ نے بھی قدرے تلخ لہجے میں کہا۔
" یہ ٹھیک ہے ـــــ واقعی مجھے اس پریشانی میں پڑنے کی ضرورت
... ـــــ اگر حکومت آپ سے کوئی کام لینا چاہتی ہے تو ضرور لے۔
... طور پر میں بتا دوں کہ میرا پلان یہ ہے کہ میں اسرائیل میں بیٹھ کر
... بٹن دباؤں گا اور پاکیشیا کی وہ خفیہ ترین لیبارٹری جس کی حفاظت
... پاکیشیا نے نجانے کیا کیا سائنسی اور دفاعی انتظامات کر رکھے ہیں
... میں مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی ـــــ یہ پاکیشیا والا ٹارگٹ
... حکومت نے دیا ہے ـــــ ورنہ میرے فارمولے پر عمل کرتے
... پوری دنیا میں کسی بھی ٹارگٹ کو اسی طرح اسرائیل میں بیٹھ کر صرف
... بٹن دبانے سے تباہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے

خشک لہجے میں کہا اور کرنل ہارڈ سمیت باقی سارے کرنل حیرت سے
ایک دوسرے کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے انہیں ڈاکٹر لارنس کی
بات پر یقین نہ آیا ہو۔

"آپ حضرات کو شائد یقین نہیں آرہا ——— اور یہی میرے فارمولے
کی اصل بات ہے ——— پوری دنیا میں کسی سائنسدان کو اس بات
پر یقین نہیں آسکتا ——— ایکریمیا ——— روسیاہ ——— ویسٹرن کارمن
گریٹ لینڈ ——— آرانس ——— اور اس طرح کے دوسرے ترقی یافتہ
ممالک کے سائنسدان بھی اس بات پر یقین نہیں کر سکتے ——— کیونکہ
بظاہر یہ ممکن نہیں ہے ——— لیکن میں نے جو فارمولا ایجاد کیا ہے
اس کے تحت یہ سو فیصد ممکن ہے اور اس کے پہلے تجربے کے لئے
حکومت اسرائیل نے پاکیشیا کی خصوصی لیبارٹری کو منتخب کیا ہے ———
میں نے اس پر کام شروع کر دیا ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے
کے بعد میں اس ٹارگٹ کو ہٹ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ اس
کے بعد پوری دنیا اسرائیل کی مٹھی میں آجائے گی ——— وہ دنیا کے
کسی بھی ملک کا کوئی حصہ ——— کوئی لیبارٹری ——— کوئی اہم مرکز
صرف بٹن دبانے سے تباہ کر سکتی ہے ——— میں نے بیس سال اس
فارمولے پر ذہنی جنگ لڑی ہے ——— جب یہ فارمولا کامیاب
ہو گیا تو میں نے اسے عظیم اسرائیل کو عظیم ترین بنانے کے لئے استعمال
کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر میں نے انتہائی خفیہ طور پر اس کے متعلق حکومت
اسرائیل کو آگاہ کیا ——— حکومت اسرائیل نے اس فارمولے کو استعمال
کرنے کا فیصلہ کیا اور میں اپنے عظیم ملک اسرائیل پہنچ گیا۔ اور اب آپ

صاحبان کے سامنے ہوں ——— اس بریف کیس میں اگر آپ سمجھ رہے
ہوں کہ وہ فارمولا ہو گا۔ تو ایسی بات نہیں ہے ——— اصل فارمولا
میرے ذہن میں ہے ——— البتہ میں نے حکومت اسرائیل سے
وعدہ کیا ہے کہ پہلے ٹارگٹ کی کامیابی کے بعد میں اصل فارمولا اسرائیلی
حکومت کے حوالے کر دوں گا" ——— ڈاکٹر لارنس نے کہا۔

"کیا آپ اپنے فارمولے کی وضاحت فرمائیں گے ———" کرنل
آرمر نے کہا۔

"آپ فوجی لوگ ہیں ——— آپ سائنسی اصطلاحات تو سمجھ ہی
نہیں سکتے ——— پھر آپ فارمولا کیسے سمجھ سکتے ہیں ——— مختصر طور
پر اتنا بتا دوں کہ میری فیلڈ خلائی سائنس ہے ——— میں نے ایسی
ریز ایجاد کی ہیں جنہیں زمین سے کسی خلائی سیارے تک پہنچایا جائے
گا بالکل عام سائنسی ریز کی طرح ۔ عام سے خلائی سیارے تک ۔ چاہے
وہ خلائی سیارہ کمرشل ہو یا فوجی ——— اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ———
خلا میں اس وقت کئی ملکوں کے کمرشل اور فوجی خلائی سیارے مخصوص
مدار میں حرکت کر رہے ہیں ——— البتہ یہ ریز جیسے ہی کسی خلائی
سیارے میں پہنچیں گی ——— وہاں خلائی سیارے کے مخصوص ایندھن
میں جذب ہونے کے بعد ان میں سے ایسی ریز نکلیں گی۔ جنہیں
زمین سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور انہیں کسی بھی خلائی لیبارٹری میں
چیک نہ کیا جا سکے گا ——— یہ ریز جنہیں میں نے لارنس ریز کا
نام دیا ہے اس قدر طاقتور ہوں گی کہ آپ بس اتنا سمجھ لیں کہ اگر ایک
سورج کی توانائی کو ایک پوائنٹ پر جمع کر لیا جائے تو یہ ریز ان

سے بھی زیادہ طاقتور ہوں گی ــــــ اس کے بعد ان ریز کو واپس کسی بھی ٹارگٹ پر فائر کیا جا سکتا ہے اور آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ جس ٹارگٹ پر انہیں فائر کیا جائے گا اس ٹارگٹ کا کیا حشر ہو گا ــــــ بس یہی میرا فارمولا ہے۔“ ڈاکٹر لارنس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ ڈاکٹر لارنس ! ــــ آپ نے تو واقعی ایسی ایجاد کی ہے جو شاید آئندہ دس صدیوں تک بھی ایجاد نہ ہو سکتی تھی ــــ خلائی ایندھن میں جذب ہو کر عام سی ریز کا اس قدر طاقتور لیکن کنٹرول کی جانے والی ریز میں بدل جانا واقعی ناممکن سی بات ہے ــــــ یہ تو بتائیں کہ اس خلائی سیارے کا کیا حشر ہو گا جس کے ایندھن سے یہ ریز نکلیں گی“ ــــــ کرنل جاگورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو کوئی پوچھنے کی بات نہیں ہے ــــ ظاہر ہے وہ سیارہ بھی مکمل طور پر تباہی کا شکار ہو جائے گا ــــ لیکن دنیا کا کوئی سائنسدان کبھی یہ معلوم نہ کر سکے گا کہ یہ سیارہ کیوں تباہ ہوا ــــ زیادہ سے زیادہ انہیں صرف اتنا معلوم ہو سکے گا کہ سیارے کے ایندھن میں کوئی فنی نقص پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا درجہ حرارت اچانک بڑھ گیا اور خلائی سیارہ تباہ ہو گیا۔ اور بس اس سے زیادہ کچھ نہیں معلوم کیا جا سکے گا“ ــــ ڈاکٹر لارنس نے جواب دیا۔

”لیکن ڈاکٹر لارنس ! ــــ ایک ہی وقت میں خلا میں ایک سیارہ تباہ ہوتا ہے ــــ اور زمین پر کوئی ٹارگٹ تباہ ہوتا ہے ــــ اور ظاہر ہے کہ وہ سیارہ اس وقت اس ٹارگٹ کے قریب ترین ہی ہو گا تو اس سے دنیا بھر کے سائنسدان چونک نہیں پڑیں گے“ ــــ کرنل ڈوجان

نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا اور کرنل ڈوجان کی بات سن کر ڈاکٹر ...نس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

”گڈ ــــ ویری گڈ ! ــــ آپ کا نام اگر میں بھولتا نہیں تو کرنل ڈوجان ...ہے ــــــ اس کا مطلب ہے کہ آپ سائنس سے قدرے واقف ...ہیں ــــــ نرے اور خشک فوجی یا سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہیں“ ــــــ ڈاکٹر لارنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈوجان جس خفیہ ایجنسی کے چیف ہیں ــــــ اس خفیہ ایجنسی کا ...تعلق سائنسدانوں سے ہے ــــــ اس ایجنسی کے ذمے دنیا بھر کی سائنسی ایجادات سے باخبر رہنا اور انہیں اڑانے سے ہے ــــ“ کرنل ...گورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ ویری گڈ ! ــــ اسی لئے آپ کے ذہن میں یہ سوال ابھرا ہے ...جس میں اس کا جواب دیتے ہوئے بتاؤں کہ یہی اس فارمولے کی سب سے حیرت انگیز بات ہے کہ ضروری نہیں کہ جس خلائی سیارے ...ٹارگٹ کے لئے منتخب کیا جائے وہ اس ٹارگٹ سے قریب ہو ... میں مثال کے طور پر بتاتا ہوں کہ پاکیشیا میں ٹارگٹ کی تباہی کے لئے ...میں نے جو خلائی سیارہ منتخب کیا ہے وہ ایک کمرشل سیارہ ہے ــــ جو ...یورپ کے ملکوں کے مدار پر حرکت کرتا ہے ــــ اس کا کسی ...طرح بھی پاکیشیا سے کوئی تعلق نہیں ہے ــــــ اس لئے جیسے ہی یہ ...خلائی سیارہ تباہ ہوتا ہے اور ساتھ ہی پاکیشیا میں ہمارا ٹارگٹ ...تباہ ہوتا ہے تو دنیا کا کوئی سائنسدان کبھی بھی ان دونوں کے درمیان ...تعلق قائم کرنے کا تصور بھی نہ کر سکے گا ــــــ اور دوسری بات یہ

کہ پاکیشیا والے چاہے لاکھ سر پٹک لیں ——— وہ کبھی بھی معلوم نہ کر سکیں گے کہ ان کی اس اہم دفاعی ایٹمی لیبارٹری کو کس نے اور کس طرح تباہ کیا ہے" ——— ڈاکٹر لارنس کے لہجے میں اب اکتاہٹ کی بجائے ہلکا سا جوش نمایاں تھا۔

"ڈاکٹر لارنس! ——— اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کوئی ریسیور قسم کا آلہ پہلے ٹارگٹ پر پہنچائیں گے تاکہ ریز کو وہ ریسیو کر سکے" ——— کرنل جاگوار نے کہا۔

"اوہ نہیں ——— اگر یہ بات ہوتی تو پھر تو یہ عام سا فارمولا بن جاتا ——— ریسیور پہنچانے کا مطلب یہ ہوا کہ منصوبے کو دوسروں کے ہاتھ میں دے دیا جائے ——— ایسی بات نہیں ——— میری مشین ان ریز کو اس طرح کنٹرول کر سکے گی کہ وہ پوری دنیا میں کسی مخصوص ٹارگٹ پر فائر کی جا سکتی ہیں ——— صرف اس ٹارگٹ کو اس مشین پر ایڈجسٹ کرنا ہوگا ——— ریسیور اور فائرنگ دونوں کام یہی مشین کرے گی" ——— ڈاکٹر لارنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر لارنس! ——— دنیا کی کوئی بھی ریز ہوں وہ طول بلد یا عرض بلد پر سفر کرتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں ریز دو قسم کی ہو سکتی ہیں۔ لانگ سائیکل یا شارٹ سائیکل ——— اگر آپ کی ریز لانگ سائیکل ہوں گی تو وہ شارٹ سائیکل پر موجود ٹارگٹ کو ہٹ نہیں کر سکیں گی ——— اسی طرح اگر وہ شارٹ سائیکل ہوئیں تو لانگ سائیکل پر موجود ٹارگٹ کو ہٹ نہ کر سکیں گی ——— جب کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ آپ دنیا کے کسی بھی ٹارگٹ کو ہٹ کر سکتے ہیں" ——— کرنل ڈوجان نے کہا۔

"گڈ ——— آپ کے سوالات نے میری بوریت واقعی دور کر دی ہے اب میں مزید وضاحت کر دوں ——— یہ ریز پوری دنیا کے بالائی بنفشی سطح پر بیک وقت پھیل جائیں گی ——— طول بلد اور عرض بلد دنیا کے پیمانے ہیں خلا کے نہیں ہیں۔ البتہ جو ہمارا ٹارگٹ ہوگا، ہماری مشین عین اس ٹارگٹ کے اوپر بالائی بنفشی سطح پر ایک کریک پیدا کرے گی یوں سمجھیے کہ ایک سوراخ ——— اور وہ تباہ کن ریز جو اس سوراخ کے اوپر موجود ہوں گی اس سوراخ سے گذر کر سیدھی اس ٹارگٹ پر پڑیں گی ——— اور جیسے ہی وہ ریز اس سوراخ سے گذریں گی مخصوص کیمیائی عمل کے تحت وہ سوراخ بھی ہمیشہ کے لئے بند ہو جائے گا اس طرح صرف وہ ٹارگٹ تباہ ہو جائے گا اور باقی ریز ضائع ہو جائیں گی ——— ڈاکٹر لارنس نے جواب دیا۔

"اوہ تو یہ ہے فارمولا ——— اگر آپ چند مزید سوالات کی اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ بالائی بنفشی سطح پر موجود کریک تو وہاں چھوٹا ہوگا لیکن نظام سے زمین کی گردش اور پھر ٹارگٹ تک فاصلے کی وجہ سے وہ وسیع علاقے میں بھی پھیل سکتا ہے ——— اس طرح اس کریک سے گذرنے والی ریز ایک لیبارٹری تو زیادہ سے زیادہ دو یا تین کنٹرول پر مشتمل ہوگی تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ شاید دس بارہ پورے شہر کو ہی تباہ کر دے ——— کرنل ڈوجان نے کہا۔

"نہیں! ——— ایسا نہیں ہوگا ——— یہ سوالات ہم نے حل کر لئے ہیں اور یہی میرے فارمولے کا اصل راز ہے ——— آپ دو ایکڑوں کی بات کر رہے ہیں ——— میں دو مربع فٹ کو تباہ کر سکتا ہوں اور اس

دو مربع فٹ کے ارد گرد کا علاقہ قطعی طور پر محفوظ رہ سکتا ہے۔ البتہ
اسے اگر پھیلایا جائے تو واقعی پورا ملک تباہ ہو سکتا ہے ۔۔۔۔ لیکن
ایسا کوئی بھی حکومت کرنا نہیں چاہے گی کیونکہ اس سے عالمی توازن
درہم برہم ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا
"کرنل ڈوجان! ۔۔۔ ہمیں سائنسی بکھیڑوں میں پڑنے کی ضرورت
نہیں ہے ۔۔۔ یہ کام ڈاکٹر لارنس کا ہے اور حکومت کا ہے کہ وہ کیا
سوچتی ہے اور کیا کرتی ہے ۔۔۔۔ ہمارا کام یہ ہے کہ موجودہ ٹارگٹ
ہٹ ہو جانے تک دنیا بھر کے سیکرٹ ایجنٹوں کو اس کی بھنک نہ پڑ
سکے ۔۔۔۔ اس لئے ڈاکٹر لارنس! ۔۔۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کی یہ
لیبارٹری جس میں بیٹھ کر آپ ٹارگٹ ہٹ کریں گے کتنے رقبے پر
پھیلی ہوئی ہے ۔۔۔۔ اور آپ نے اس کے لئے کونسی لیبارٹری منتخب
کی ہے تاکہ ہم اس کی حفاظت کی سپر پروف پلاننگ کر سکیں" ۔۔۔۔
کرنل ہارڈ نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔
"یہ مشین ۔۔ ایک خفیہ لیبارٹری میں تیار ہو رہی ہے اور اس
لیبارٹری سے صرف اسرائیل کے چند گنے چنے افراد ہی واقف ہیں
البتہ میں آپ کی سہولت کے لئے یہ بتا دوں کہ یہ مشین ایک بڑے ٹرالر
پر لادی جا سکتی ہے ۔۔۔۔ اس لئے فیصلہ کیا گیا ہے کہ تل ابیب
کے مرکز میں واقع وسیع و عریض عمارت ریڈ اسکوائر میں اس مشین کو
نصب کیا جائے اور پھر اسی ریڈ اسکوائر سے پاکیشیا کا ٹارگٹ ہٹ
کیا جائے ۔۔۔۔ ابھی اس مشین میں ٹارگٹ فٹنگ کے لئے ایک
ہفتے کا کام باقی ہے ۔ ایک ہفتے بعد یہ مشین ریڈ اسکوائر لائی جائے گی۔

اس کے بعد وہاں اس پر دو روز مزید تنصیب کے سلسلے میں گذر جائیں
گے اور پھر ٹارگٹ ہٹ ہونے کے لئے تیار ہو گا ۔۔۔۔ پھر جیسے ہی
صدر مملکت حکم دیں گے ، میں اس مشین کا ایک بٹن پریس کر دوں گا اور
دوسرے لمحے پاکیشیا کی وہ اہم ترین ایٹمی لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو چکی
ہو گی" ۔۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے جواب دیا۔
"ریڈ اسکوائر تو انتہائی گنجان آبادی میں واقع ہے ۔۔۔ کیا اس
کے لئے کوئی علیحدہ جگہ ایڈجسٹ نہیں ہو سکتی" ۔۔۔۔ کرنل ہارڈ نے
تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
"اس عمارت کا انتخاب صدر مملکت نے خود کیا ہے ۔۔۔ میرا خیال
ہے کہ وہ شاید وزیر اعظم کے ساتھ خود اس موقع پر موجود رہنا چاہتے
ہیں ۔۔۔۔ اور شاید اسی نقطہ نظر سے بھی اس عمارت کو منتخب کیا
گیا ہے کہ یہاں دشمن کے ایجنٹ آسانی سے کوئی وار نہ کر سکیں گے
کیونکہ بہرحال یہ غیر سائنسی عمارت ہے ۔۔۔۔ کسی کو شک نہیں ہو
سکتا کہ اس عمارت میں کوئی سائنسی منصوبہ بھی مکمل کیا جا سکتا ہے ۔
البتہ اگر آپ کو کوئی اعتراض ہو تو مجھے بہرحال کوئی اعتراض نہیں۔
کسی بھی عمارت کو آپ منتخب کر سکتے ہیں" ۔۔۔۔ ڈاکٹر لارنس
نے جواب دیا۔
"ایک منٹ ۔۔۔ میں صدر مملکت سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ کرنل
ہارڈ نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا وائرلیس
فون جیسا آلہ نکالا۔ اس پر موجود نمبر ڈائل کئے اور پھر ایک بٹن دبا کر
اس نے اسے کان سے لگا لیا۔

"ہیلو — ہیلو — میں کرنل ہارڈ چیف آف ریڈ ایرو بول رہا ہوں" — کرنل ہارڈ نے بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس — پی اے ٹو پریذیڈنٹ اٹنڈنگ یو" — چند لمحوں بعد ایک مدھم سی آواز اس آلے سے نکل کر ہال میں گونجی۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کرائیں — میں ٹاپ سیکرٹ میٹنگ ہال سے بول رہا ہوں" — کرنل ہارڈ نے کہا۔

"یس سر — ہولڈ آن کیجئے" — دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد صدر مملکت کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل ہارڈ" — پریذیڈنٹ کے لہجے میں قدرے حیرت تھی۔

"سر — ڈاکٹر لارنس کے ساتھ ہماری تفصیلی میٹنگ ہو گئی ہے — جو منصوبہ انہوں نے بتایا ہے اس کے مطابق —" کرنل ہارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"کرنل ہارڈ — اس منصوبے کا کوڈ نام ریڈ ٹارگٹ رکھا گیا ہے آپ منصوبے کی بجائے ریڈ ٹارگٹ کا لفظ استعمال کریں" — صدر مملکت نے کرنل ہارڈ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یس سر — ریڈ ٹارگٹ کے لئے ڈاکٹر لارنس نے بتایا ہے کہ ریڈ اسکوائر عمارت منتخب کی گئی ہے — جبکہ یہ عمارت انتہائی گنجان آبادی میں ہے — سر — اس کے لئے کوئی اور عمارت مخصوص نہیں کی جا سکتی" — کرنل ہارڈ نے جواب دیا۔

"نہیں — ریڈ اسکوائر کو ہی پی اے ٹو سے کرنل ڈیوڈ اور ریڈ آرمی کے کرنل فرانک سے طویل مشوروں کے بعد منتخب کیا گیا ہے۔ اس میں

چند پوائنٹس کو سامنے رکھا گیا ہے — پہلا پوائنٹ یہ کہ یہ غیر اہم عمارت ہے جس کا کسی سائنسی تجربے سے کوئی تعلق کبھی نہ رہا ہے دوسرا پوائنٹ یہ کہ باقی کسی بھی عمارت میں مخصوص نقل و حرکت روسیاہی ایکریمین یا فلسطینی ایجنٹوں کی نظروں میں آ سکتی ہے — تیسرا پوائنٹ یہ ہے کہ گنجان آبادی کی وجہ سے اس کی حفاظت زیادہ آسانی سے کی جا سکتی ہے — اور آخری پوائنٹ یہ کہ ریڈ ٹارگٹ جیسا کہ ڈاکٹر لارنس نے آپ کو بتایا ہوگا پاکیشیا کے خلاف ہے اور اگر بالفرض محال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس منصوبے کی بھنک مل جاتی ہے اور وہ اسے سبوتاژ کرنے کے لئے یہاں آتی ہے تو انہیں آسانی سے روکا جا سکتا ہے" — صدر مملکت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر — لیکن اس کا مطلب ہوا کہ ریڈ اسکوائر کی حفاظت پی اے ٹو اور ریڈ آرمی کے ذمہ ہو گی — پھر ہماری ایجنسیوں کے کیا فرائض ہوں گے" — کرنل ہارڈ نے کہا۔

"ریڈ اسکوائر تو سمجھئے کہ صرف جہاں پر ٹارگٹ اپنا کام کرنے والا ہے اس کی حفاظت آپ اور آپ کی ساتھی تینوں ایجنسیوں کی ذمہ داری ہو گی — ڈاکٹر لارنس کو اس جگہ کا نقشہ دے کر آپ کے پاس بھیج دیا گیا ہے — اس نقشے کے مطابق آپ نے اس جگہ کی حفاظت کرنی ہے۔ اس جگہ سے پی اے ٹو اور ریڈ آرمی کا کوئی تعلق نہ ہوگا — یہ ایجنسیاں چونکہ مختلف دنیا کی سائنسی فیلڈ میں کام کرتی ہیں اس لئے آپ نے اسے خاص طور پر ایکریمین اور روسیاہی ایجنٹوں کی نظروں سے محفوظ رکھنا ہے — کیونکہ یہ فارمولا دیکھ کے ہر ملک سے

لئے اہم ہو سکتا ہے ۔ اس فارمولے اور مشین کے ساتھ ساتھ آپ نے
ڈاکٹر لارنس کی بھی حفاظت کرنی ہے ۔ اس کے بعد جب یہ مشین
ریڈ اسکوائر میں منتقل ہو جائے گی تو ریڈ اسکوائر کی اندرونی حفاظت کی
ذمہ داری آپ کی ایجنسی ریڈ ایرو کے ذمہ ہو گی ۔۔۔ ٹارگٹ مکمل
ہو جانے کے بعد ڈاکٹر لارنس واپس اسی جگہ پہنچ جائیں گے اور اس کے
بعد ہمارے دوسرے سائنسدان اس فارمولے پر ان کے ساتھ مل کر کام
کریں گے ۔ اس دوران بھی اس سارے فارمولے کی حفاظت آپ کی
ذمہ داری ہو گی ۔۔۔ میرے خیال میں اب آپ ساری بات سمجھ گئے
ہوں گے " ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا ۔

" یس سر ! ۔۔۔ ویسے اگر پہلے ہمیں ان باتوں سے آگاہ کر دیا جاتا تو
شاید اس میٹنگ کی ضرورت ہی پیش نہ آتی " ۔۔۔ کرنل ہارڈ نے کہا ۔

" کرنل ہارڈ ! ۔۔۔ یہ فارمولا ۔ منصوبہ ۔۔۔ سب کچھ سپیشل ٹاپ
سیکرٹ قرار دیا گیا ہے اس لئے ہر ایجنسی کو صرف اس وقت اس سے
آگاہ کیا جا سکتا ہے جب اس کی ضرورت ہو " ۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی
ناخوشگوار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ٹھیک ہے سر ۔۔۔ سوری سر ۔۔۔ میں سمجھ گیا سر " ۔۔۔ کرنل ہارڈ
نے جلدی سے معذرت بھرے لہجے میں کہا ۔

" اوکے ۔۔۔ گڈ بائی " ۔۔۔ صدر مملکت نے جواب دیا اور کرنل ہارڈ
نے بٹن دبا کر آلہ واپس جیب میں رکھ لیا ۔

" ڈاکٹر لارنس ! ۔۔۔ اب ہم سب ساری پلاننگ اچھی طرح سمجھ گئے ہیں
آپ وہ نقشہ ہمیں دیں تاکہ ہم آپ کی اور آپ کی مشینری کی مکمل حفاظت

کی پلاننگ کر سکیں " ۔۔۔ کرنل ہارڈ نے مسکراتے ہوئے ڈاکٹر لارنس سے کہا ۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔ ویسے مجھے ان حفاظتی انتظامات سے کوئی دلچسپی
نہیں ۔ اس لئے کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ جب تک آپ ڈسکس کریں میرے
لئے کچھ دیر آرام کرنے کا بندوبست ہو جائے " ۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے
جیب سے ایک چابی نکال کر کلائی میں بندھی ہوئی چین کا تالا کھولتے ہوئے کہا ۔

" یس سر ۔۔۔ ضرور سر " ۔۔۔ کرنل ہارڈ نے کہا اور ڈاکٹر لارنس نے
کلائی سے چین اتار کر بیگ اور چابی کرنل ہارڈ کی طرف بڑھا دی ۔

" اس چابی سے یہ بیگ کھلے گا اور وہ لفافہ اس کے اندر ہے ۔ میں نے
بہرحال اسے نہیں دیکھا ۔۔۔ مجھے تو یہاں آنے کے لئے بکتر بند جیپ میں
بیٹھتے ہوئے یہ بیگ دیا گیا تھا " ۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے کہا ۔

" اوکے ۔۔۔ آیئے ! میں آپ کو ریسٹ روم تک پہنچا آؤں " ۔۔۔
کرنل ہارڈ نے بریف کیس میز پر ہی چھوڑتے ہوئے کہا ۔ البتہ اس نے چابی
اپنی جیب میں ڈال لی تھی ۔ اور ڈاکٹر لارنس سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ۔
باقی چیفس بھی احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈاکٹر لارنس سلام کرنے کے
انداز میں سر ہلاتا کرنل ہارڈ کے پیچھے چلتا ہوا دروازے کی طرف
بڑھ گیا ۔

انتہائی متمول ترین افراد کی مخصوص رہائشی ذیشان کالونی کی فراخ اور خوبصورت سڑک پر عمران کی نئی سرخ رنگ کی سپورٹس کار پھسلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ سر سلطان سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ اسٹیئرنگ عمران کے ہاتھوں میں تھا اور نجانے کیوں۔ چلنے کے بعد عمران نے جس رفتار سے سپورٹس کار کو سڑکوں پر دوڑایا تھا اس کی وجہ سے سر سلطان نے خود مسلسل آنکھیں بند رکھی تھیں بلکہ شاید وہ دل ہی دل میں کلمے کا ورد بھی کرتے رہے تھے۔ کیونکہ اس قدر تیز رفتاری ان کے بوڑھے اعصاب شاید برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ عمران کو منع بھی نہ کر سکتے تھے۔ کار میں موجود ٹیپ سے عمران نے اونچی آواز میں کوئی انتہائی بے ہنگم سا پرشور انگلش میوزک بھی لگا دیا تھا جس کی وجہ سے سر سلطان کو مسلسل یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ چڑیلوں کے جلوس میں ہوا میں تیرتے جا رہے ہوں۔ ذیشان کالونی میں داخل ہونے کے

بعد عمران نے کار کی رفتار تو کم کر دی تھی لیکن میوزک کا شور اسی طرح تھا۔

"اب خدا کے لئے اس چڑیلوں اور بدروحوں کے شور کو بھی بند کر دو" ـــــ سر سلطان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ جدید خلائی دور کا میوزک ہے جناب! ـــــ آج کے نوجوانوں کا پسندیدہ ترین میوزک ـــــ اور آپ اسے چڑیلوں اور بدروحوں کا کہہ کر اس کی توہین کر رہے ہیں ـــــ آپ کا مطلب ہے کہ اب میں سہگل کی آواز میں غزل لگا کر بے بی بوسکی کے حضور میں حاضر ہوں تاکہ وہ فوراً مجھے ریجیکٹ کر دے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا تو اس لئے تم نوجوان بن رہے ہو ـــــ بہرحال اس بات سے تمہارے ارادے کا پتہ چل گیا کہ تم اس رشتے پر رضامند ہو ـــــ میں اس خوشی میں اس بے ہنگم شور کو بھی برداشت کر لوں گا" ـــــ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو کوشش کر رہا ہوں کہ ڈیڈی خودکشی نہ کر لیں ـــــ ان کا سر ہماری دشمنی میں چلتا پھرتا رہے ـــــ لیکن آگے بدقسمتی سے جو ہونا ہے وہی ہو گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک وسیع و عریض کوٹھی کے شاندار پھاٹک کے سامنے کار روک دی۔ پھاٹک کے ستون پر سیاہ رنگ کی نیم پلیٹ موجود تھی جس پر چمکیلے حروف میں سر اشرف مرزا کے الفاظ دور سے ہی چمکتے نظر آ رہے تھے۔

کار کے رُکتے ہی سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی نوجوان باہر نکل آیا۔ اس کے جسم پر خاکی رنگ کی نئی یونیفارم تھی اور کاندھے سے برین گن لٹک رہی تھی۔ وہ بڑے غور سے عمران اور سر سلطان کو دیکھ رہا تھا۔

عمران نے ہاتھ بڑھا کر میوزک آہستہ کر دیا۔

"یس سر" ——— نوجوان نے سر سلطان کے قریب آکر قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ لیکن لہجہ خالصتاً غیر ملکی تھا۔

"نواب صاحب کو یہ کارڈ دے دیں اور ساتھ ہی کہہ دیں کہ سر رحمان کے صاحبزادے علی عمران بھی آئے ہیں" ——— سر سلطان نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ اس نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ نوجوان نے کارڈ دیکھا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ! سیکرٹری وزارت خارجہ ——— یس سر" ——— نوجوان کے لہجے میں ہلکی سی بوکھلاہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ جلدی سے مُڑ کر سائیڈ پھاٹک میں غائب ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ عظیم الشان پھاٹک خود بخود کھلتا گیا۔ عمران کار اندر لے گیا۔ اور وسیع و عریض لان کے اختتام پر انتہائی وسیع پورچ میں جا کر اس نے اپنی سپورٹس کار روک دی۔ وہاں ایک نئی کیڈلاک اور ایک جاگور کار پہلے سے موجود تھیں جو بالکل نئے ماڈل کی تھیں۔ ان کے سامنے عمران کی سپورٹس کار بالکل ہی چھوٹی سی محسوس ہونے لگی تھی۔

پورچ میں پہنچ کر عمران اور سر سلطان جیسے ہی کار سے باہر نکلے گہرے کشمشی رنگ کا سوٹ پہنے ایک نوجوان تیزی سے ان کی طرف بڑھا

"تشریف لائیے سر ——— نواب صاحب ابھی آپ سے ملاقات فرمائیں گے" ——— نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جائیے جناب! ——— وہ آپ کا ایج گروپ ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے سر سلطان سے کہا۔

"اوہ ——— نہیں آؤ" ——— سر سلطان نے ہنس کر عمران کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔ سوٹ پہنے ہوئے نوجوان البتہ بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔

"سوچ لیجئے ——— جنریشن گیپ کا مسئلہ کھڑا ہو سکتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم آؤ تو سہی" ——— سر سلطان نے کہا اور پھر اس نوجوان کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ایک راہداری سے گذر کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔

یہ کمرہ واقعی کسی قدیم جاگیردار کا ڈرائینگ روم لگتا تھا گو فرنیچر بے حد قیمتی اور نیا تھا لیکن اس کی سجاوٹ کے انداز اور فرنیچر کی ساخت قدیم انداز کی تھی۔

"دیکھا وہی جنریشن گیپ ——— مجھے تو یوں لگ رہا ہے جیسے میں الف لیلی کے زمانے کے محل میں آگیا ہوں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

چند لمحوں بعد ایک سائیڈ پر موجود ریشمی پردہ ہلا اور ایک سُرخ و سفید رنگ اور لمبے قد کا بوڑھا اندر داخل ہوا۔ اس آدمی کے سر بھنوؤں اور مونچھوں کے بال برف کی طرح سفید تھے جو اس کے انتہائی

سُرخ وسفید چہرے پر بے حد بھلے لگ رہے تھے۔ آنکھوں پر انتہائی قیمتی اور نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ جسم پر ہلکے نیلے رنگ کا دھاری دار تھری پیس سوٹ تھا۔ پیروں میں گرگابی لیدر کے نرم اور قیمتی بوٹ تھے۔ وہ واقعی مردانہ وجاہت اور وقار کا مجسمہ تھا۔ ظاہر ہے یہی نواب مشرف مرزا ہو سکتے تھے۔ اس لئے سر سلطان انہیں دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ البتہ عمران بڑے اطمینان سے بیٹھا ہونٹوں سے ہلکی ہلکی سیٹی بجاتا رہا۔ اس کا پیر بھی سیٹی کے ساتھ ساتھ ردھم میں چل رہا تھا۔

"ہمیں نواب مشرف مرزا کہتے ہیں ۔۔۔ آپ سر سلطان ہیں۔ آپ سے مل کر ہمیں بے حد مسرت ہوئی ہے ۔۔۔ سر رحمان نے آپ کا غائبانہ تعارف کرایا تھا ۔۔۔ ہمیں بے حد مسرت ہوئی کہ آپ نے یہاں چل کر آنے کی تکلیف کی ہے اور ہمیں عزت بخشی ہے" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے بڑے باوقار لہجے میں کہا اور مصافحے کے لئے سر سلطان کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"مجھے بھی آپ جیسی شاندار شخصیت سے مل کر دلی مسرت ہو رہی ہے ۔۔۔ آپ میرے تصورات سے زیادہ شاندار اور وجیہہ شخصیت کے مالک ہیں" ۔۔۔ سر سلطان کے لہجے میں بھی بے پناہ خلوص تھا۔

"تعریفی کلمات کے لئے ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں ۔۔۔ تشریف رکھیے" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گئے جو بڑے لاتعلقانہ انداز میں بیٹھا مسلسل سیٹی بجائے چلا جا رہا تھا۔

"یہ آپ کے صاحبزادے ہیں شاید" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے کہا۔

"جی نہیں ۔۔۔ یہ علی عمران ہیں ۔۔۔ سر رحمان کے اکلوتے صاحبزادے" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ مارننگ جناب! ۔۔۔ آپ نے یہ سوٹ کس درزی سے سلوایا ہے ۔۔۔ بے چارہ شاید بہت بوڑھا ہو گیا ہو گا اس لئے کوٹ کے دائیں کالر میں ایک جگہ سلائی کا ٹانکا ٹیڑھا ہو گیا ہے ۔۔۔ نجانے یہ بوڑھے آخری لمحوں تک کیوں کام کرتے رہتے ہیں ۔۔۔ خوامخواہ اچھے بھلے سوٹ کا ستیاناس کر دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بیٹھے ہی بیٹھے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو آپ ہیں علی عمران ۔۔۔ گڈ! بے بی سے آپ کا جوڑا بالکل ٹھیک رہے گا ۔۔۔ اس کی طبیعت بالکل آپ جیسی ہے ۔۔۔ غیر مہذب۔ نکتہ چیں" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے بجائے برا منانے کے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا جب کہ سر سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

"بے بی سے جوڑ ۔۔۔ اوہ! کیا قدیم لفظ استعمال کر رہے ہیں آپ نواب صاحب! ۔۔۔ شاید آپ موجودہ دور کے اخلاقیات سے واقف نہیں ہیں ۔۔۔ موجودہ دور میں اسے فرینڈشپ کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ۔۔۔ اب مجھے پوری طرح اطمینان ہو گیا ہے کہ یہ رشتہ سو فیصد کامیاب رہے گا ۔۔۔ گڈ سر سلطان! ۔۔۔ یوں سمجھئے کہ میرے کاندھوں سے ایک بڑا بوجھ اتر گیا ہے" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پردہ ایک بار پھر ہلا اور دوسرے لمحے جیسے کمرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح بجلی سی چمک گئی۔ ایک کشیدہ قامت، متناسب جسم کی مالک اور انتہائی سرخ و سفید رنگت کی مالک خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔ البتہ اس کے جسم پر انتہائی چست قسم کا نیم عریاں لباس تھا۔ ایسا لباس کہ سرسلطان کو بے اختیار آنکھیں جھکانی پڑیں۔ یہ لباس سرخ رنگ کا تھا اور اس پر سنہری رنگ کی ٹیڑھی پٹیاں نمایاں تھیں۔ چہرے پر مختلف رنگوں کے دائرے اس طرح بنے ہوئے تھے جیسے وہ افریقہ میں رہتی آئی ہو۔ کاندھوں تک لٹکتے ہوئے سنہرے بالوں کے ساتھ عجیب و غریب قسم کے سپرنگ جگہ جگہ سے بندھے نہ صرف لٹک رہے تھے بلکہ تیزی سے لرز بھی رہے تھے۔

"ہائے" ۔۔۔ آنے والی نے اندر آتے ہی اونچی آواز میں کہا۔

"ہائے ہائے" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی اٹھ کر سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ ہارٹ اٹیک کیس ۔۔۔ ڈاکٹر ۔۔۔ ایمرجنسی ۔۔۔ پلیز ڈیڈی یہ کلاؤن کہیں ڈیڈ باڈی میں نہ بدل جائے" ۔۔۔ لڑکی نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے عمران کو اس طرح دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا جیسے وہ اسے گرنے سے بچانا چاہتی ہو۔

"یہ کلاؤن نہیں ہے بے بی! ۔۔۔ سر رحمان کا بیٹا علی عمران ہے"۔ نواب مشرف مرزا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عالی" ۔۔۔ لڑکی جو ظاہر ہے نواب مشرف مرزا کی اکلوتی بیٹی توقیر جہاں المعروف بے بی ٹوسکی تھی ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گئی۔

ان کی آنکھیں تیزی سے پھیلتی جا رہی تھیں۔

"یہ ہے ۔۔۔ عالی آم ران ۔۔۔ اوہ ڈیڈی! ۔۔۔ آپ شاید جوک کے موڈ میں ہیں ۔۔۔ یہ تو کلاؤن ہے ۔۔۔ ایک دم کلاؤن"۔ لڑکی کے لہجے میں واقعی بے پناہ حیرت تھی۔

"مس ہائے ہائے! ۔۔۔ تمہارا ہنٹر کہاں ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں پوچھا۔

"ہنٹر ۔۔۔ میننگ سٹرائپ" ۔۔۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میننگ رائٹ ۔۔۔ بٹ سٹرائپ از ناٹ ہنٹر ۔۔۔ ہنٹر از ہنٹر۔ سرسلطان! ۔۔۔ ہنٹر کی صحیح انگریزی کیا ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو ہنٹر کو ۔۔۔ بے بی! تم چاہو تو اس کو اپنے کمرے میں لے جا سکتی ہو" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس ۔۔۔ کم آن مسٹر کلاؤن ۔۔۔ عالی آم ران" ۔۔۔ لڑکی نے جھپٹ کر تیزی سے عمران کا بازو پکڑا اور پھر اسے گھسیٹتے ہوئے ان پردے کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے ارے ۔۔۔ ابھی سے ۔۔۔ ارے ابھی وہ نکاح ۔۔۔ وہ شادی ۔۔۔ ارے ارے" ۔۔۔ عمران واقعی چوکڑی بھول گیا تھا وہ ج نے کیا سوچ کر آیا تھا۔ لیکن بے بی ٹوسکی اس کی سوچ سے بھی کہیں آگے تھی۔

"وہ نو نکاح ۔۔۔ نو میرج ۔۔۔ یہ سب کسٹمز ہیں ۔۔۔ اولڈ کسٹمز ۔۔۔

کم آن ــــ کم آن کلاؤن کم آن" ــــ لڑکی اُسے اسی طرح کھینچتی ہو
پردے کے پیچھے دروازے سے نکال کر ایک راہداری میں بھگاتی چلی
گئی ۔ اور عمران کو پیچھے سر سلطان کی طنزیہ ہنسی کی آوازیں سنائی دیں
تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیے ۔ اور پھر راہداری کے آخر میں
موجود ایک دروازے میں داخل ہو کر ہی اس نے عمران کا بازو چھوڑا
یہ کمرہ واقعی یورپ کی کسی نوجوان لڑکی کا کمرہ لگتا تھا ۔ کمرے کی دیواروں
پر تقریباً عریاں فوٹو تھے جن میں کھلاڑی بھی تھے ــــ میوزک گروپ
کے افراد کے فوٹو بھی ــــ اور اسی طرح دوسرے فیشن کی دنیا کے افراد
کے فوٹو ــــ ایک طرف جدید قسم کا ڈیک موجود تھا ــــ اور ایک
عجیب و غریب ساخت کا بیڈ ــــ غرضیکہ ہر چیز بالکل ہی انوکھی اور
منفرد تھی ۔

"ہلّو کلاؤن ! ــــ یو آر کنگ چارمنگ ــــ کم آن ڈانس
ودمی" ــــ بے بی ٹوسکی نے عمران کا بازو چھوڑتے ہی کہا اور جھپٹ
کر ڈیک کا بٹن دبا دیا ۔ دوسرے لمحے کمرہ صحیح معنوں میں چڑیوں اور بندروں
کے شور سے گونجنے لگا ۔ اس کے مقابلے میں عمران نے کار میں جو کیسٹ
لگایا تھا وہ واقعی سہگل کی غزل لگ رہی تھی ۔

اور دوسرے لمحے بے بی عمران پر اس طرح جھپٹی جیسے عقاب
کسی چڑیا پر جھپٹتا ہے اور پھر اس نے عمران کو دونوں بازوؤں میں جکڑ کر
نہ صرف اپنے جسم کے ساتھ لگا لیا بلکہ اس خوفناک انداز میں اچھلنے لگی کہ
جیسے اُسے مرگی کا دورہ پڑ گیا ہو ۔ دوسرے لمحے عمران کی آنکھیں بند ہو
گئیں اور جسم ڈھیلا پڑ گیا ۔ اس نے شاید اس خوفناک اور جدید بلا کے مقابلے

بے ہوش ہو جانا ہی غنیمت سمجھا تھا ۔ لیکن بے بی ٹوسکی نے ذرا برابر بھی عمران
کی حالت کو محسوس نہ کیا ۔ وہ اسی طرح اُسے اپنے جسم سے چمٹائے مسلسل
اچھلتی کودتی رہی ۔ لیکن جلد ہی اس کا جوش ختم ہو گیا ۔ اور اس نے زور
سے دھکا دے کر عمران کو بیڈ پر اچھال دیا ۔ عمران واقعی اس طرح بیڈ پر
گرا جیسے اُسے ہوش نہ ہو ۔

"ہائے ــــ ویری چارمنگ پوز ــــ بٹ یہ اولڈ ڈریس ــــ
لیو اٹ ــــ لیو اٹ" ــــ بے بی ٹوسکی نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے
اس نے عمران کی آنکھوں پر موجود عینک اچکی اور اُسے ایک طرف اچھال
کر اس نے اس کی ٹائی کھولنی شروع کر دی ۔ عمران خاموش پڑا ہوا تھا ۔
آج تک ہر ٹائپ کی لڑکیوں کو انگلیوں پر نچانے والا عمران واقعی پہلی بار
اس بے بی ٹوسکی کے مقابلے میں شکست تسلیم کر چکا تھا ۔

ٹائی ایک طرف اچھال کر بے بی نے اس کی قمیض پتلون سے باہر
کھینچی اور پھر اس کے بٹن کھول کر عمران کو ہٹا کر کوٹ اور قمیض اتاری اور
ان دونوں کو ایک طرف پھینک دیا ۔

"اوہ ! ــــ تھرڈ کلاس ڈریس ــــ سو اولڈ ڈریس" ــــ بے بی نے
اس کے جسم پر بنیان دیکھ کر چیختے ہوئے کہا ۔ اور دوسرے لمحے سر کی
تیز آواز سے عمران کی بنیان پھٹتی چلی گئی ۔ اب معاملہ واقعی عمران کی
برداشت سے باہر ہوتا جا رہا تھا ۔ یہ بے بی تو واقعی کوئی خوفناک بلا
ثابت ہو رہی تھی ۔

"اوہ ! ــــ دس پینٹ سو اولڈ ڈریس" ــــ بے بی کی ایک بار
پھر چیخ سنائی دی اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ عمران کی پتلون کی بیلٹ

پر پڑا تو عمران اس طرح اچھلا جیسے کوئی سپرنگ اُچھلتا ہے۔ کیونکہ اب اُسے یقین ہوگیا تھا کہ اس بلا نے اس کی پتلون بھی اتار دینی ہے عمران اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا۔ اب سوائے پتلون کے اس کے جسم پر اور کچھ نہ تھا۔

"ھلائے ھلائے ـــــ یُو آر ویری ایڈوانس گرل ـــــ بٹ ناٹ سو کم آن ڈانس وِد می ـــــ کاکروچ ڈانس" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ موڈ میں آگیا ہے۔

"ھلائے ـــــ کاکروچ ڈانس ـــــ وٹ از دِس ـــــ" بے بی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"کاکروچ ڈانس تم نہیں جانتی ـــــ اوہ پوّر ہائے گرل ـــــ یُو ڈونٹ نو کاکروچ ڈانس ـــــ کم آن ـــــ میں تمہیں سکھاؤں" ـــــ عمران نے اس طرح منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اُسے بے بی کے کاکروچ ڈانس نہ جاننے پر شدید مایوسی ہوئی ہو۔

"ویری گڈ ـــــ گڈ آئیڈیا کاکروچ ڈانس ـــــ ویری چارمنگ نیم" بے بی نے انتہائی مسرت سے کندھے سکوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نئے نام سے وہ واقعی لطف اندوز ہو رہی ہے۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ بے بی کی زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران نے اچھل کر اُسے لات جما دی تھی۔ اور بے بی کسی گیند کی طرح اُڑتی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائی تھی۔ اچانک لگنے والی ضرب نے اُسے چیخنے پر مجبور کر دیا تھا۔

وہ چیختی ہوئی دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی پلٹی عمران نے اس کے جسم

زوردار تھپکی دی اور بے بی کا جسم فضا میں کسی لٹو کی طرح گھوما اور دوسرے لمحے وہ سر کے بل فرش پر آنے لگی ہی تھی کہ عمران نے ایک بار پھر اچھل کر لات جما دی اور بے بی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ گھومتی ہوئی دوسری دیوار سے جا ٹکرائی۔

"اِٹ اِز کاکروچ ڈانس" ـــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی بے بی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور ایک بار پھر بے بی بُری طرح ہاتھ پیر پٹختی ہوئی چھت کی طرف بلند ہوئی اور پھر تیزی سے نیچے آنے لگی تھی کہ عمران نے ہاتھ کی تھپکی دی اور اس بار بے بی کے حلق سے ایسی چیخ نکلی جیسے اس کے جسم سے روح باہر نکل رہی ہو۔ اور وہ اڑتی ہوئی کھلے دروازے سے باہر راہداری میں ایک زوردار دھماکے سے جا گری۔

"اِٹ از اے فرسٹ سٹیپ آف کاکروچ ڈانس ـــــ ناؤ کم آن فار سیکنڈ سٹیپ" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جان بوجھ کر آہستہ سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"اوہ نو ـــــ اوہ ـــــ نو" ـــــ بے بی بُری طرح دہشت زدہ ہو کر چیخی اور دوسرے لمحے وہ اُٹھ کر اس طرح بھاگتی گئی جیسے اس کے پیروں میں ملین فِٹ ہوگئی ہو۔

"لاحول ولا قوۃ ـــــ اب تو ڈیڈی کو واقعی خودکشی کر لینی چاہیئے۔" عمران نے اس کے بھاگتے ہی منہ بنا کر کہا۔ اور پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی اپنی قمیض اٹھا کر پہننی شروع کر دی۔ قمیض پہن کر اس نے کوٹ اٹھایا اور اُسے ابھی وہ پہن ہی رہا تھا کہ دُور سے دوڑتے

ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ عمران اسی اطمینان سے کوٹ پہنتا رہا۔

"کیا کیا ہے تم نے نانسنس بے بی کے ساتھ ——— وہ بیہوش ہو گئی ہے اس کے جسم پر ضربات کے نشانات ہیں" ——— نواب مشرف مرزا کی غصے سے کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ان کے پیچھے دو مسلح غیر ملکی نوجوان تھے جن کی آنکھوں میں بھی شدید نفرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ارے ——— آپ نے بے بی کی پرورش کس قدیم ماحول میں کی ہے ——— اسے تو کاکروچ ڈانس ہی نہیں آتا تھا ——— ابھی تو میں نے اسے کاکروچ ڈانس کا پہلا سٹیپ سکھایا ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بک رہے ہو ——— کیسا کاکروچ ڈانس" ——— نواب مشرف مرزا چیخ پڑے۔

"آپ کو کیا معلوم اولڈ مین ——— یہ جوانوں کا ڈانس ہے ——— آج کے جدید خلائی دور کا ڈانس ——— کہاں ہے بے بی ——— آج میں اسے پورا کاکروچ ڈانس سکھا کر ہی جاؤں گا ——— چچ چچ ——— اس قدر ماڈرن ازم کے دعوے ——— اور کاکروچ ڈانس آتا ہی نہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے بے بی کے کاکروچ ڈانس نہ جاننے کی وجہ سے شدید ترین مایوسی ہو رہی ہو۔

"آؤ میرے ساتھ ——— میں پوچھتا ہوں بے بی سے ——— اگر واقعی تم نے اسے ضربات پہنچائی ہیں تو پھر تم زندہ یہاں سے واپس نہیں جا سکو گے ——— اور اگر واقعی یہ کوئی ڈانس ہے تو کم از کم بے بی اس سے ضرور واقف ہو گی" ——— نواب مشرف مرزا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ گئے۔ وہ مسلح نوجوان تیزی سے ایک سائیڈ پر ہٹ گئے اور عمران کے آگے بڑھتے ہی وہ اس کے پیچھے اس طرح چلنے لگے جیسے عمران کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہوں۔

چند لمحوں بعد وہ ڈرائینگ روم میں پہنچ گئے جہاں ایک صوفے پر بے بی آنکھیں کھولے کراہ رہی تھی۔ اور ایک ڈاکٹر اس پر جھکا اسے انجکشن لگا رہا تھا۔ سر سلطان ہونٹ چباتے ہوئے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔

"کیا ہوا تھا" ——— سر سلطان نے عمران اور مشرف مرزا کے اندر داخل ہوتے ہی چونک کر ان دونوں کو دیکھا۔ تو عمران نے ہلکے سے مسکراتے ہوئے انہیں آنکھ مار دی۔

"سر سلطان! ——— آپ تو کہہ رہے تھے کہ بے بی بوسکی بہت ماڈرن لڑکی ہے ——— مگر اسے تو کاکروچ ڈانس ہی نہیں آتا ——— میں نے سکھانے کی کوشش کی تو یہ چیختی ہوئی بھاگ گئی ——— اور یہ اولڈ مین مجھ پر رعب ڈال رہا ہے جیسے میں اس کا ملازم ہوں" ——— عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ" ——— نواب مشرف مرزا نے مڑ کر عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا اور تیزی سے بے بی کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا تھا اسے ڈاکٹر" ——— نواب مشرف مرزا نے غراتے ہوئے انداز میں ڈاکٹر سے پوچھا۔

عمران بڑے اطمینان سے اس طرح لاتعلق ہو کر صوفے پر بیٹھ گیا جیسے اس سارے واقعہ سے اس کا ذرا برابر بھی تعلق نہ ہو۔ البتہ اس کے چہرے پر ابھی تک مایوسی کے آثار نمایاں تھے۔

"بے بی بظاہر تو بالکل ٹھیک ہے ۔۔۔۔ ضربات کے باہر کھال تو نشانات ہیں ۔۔۔ لیکن کھال سے اندر کوئی ضرب نہیں پہنچی ۔۔۔ بے بی کا ذہن البتہ دہشت زدہ ہے ۔۔۔ ویسے بے بی بالکل خطرے سے باہر ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں مڑ کر کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ۔۔۔ کھال پر نیل پڑے ہوئے ہیں اور اندر کوئی ضرب نہیں ہے ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نواب صاحب! ۔۔۔ میں خود حیران ہوں ۔۔۔ پوری میڈیکل پریکٹس میں ایسا کیس میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا کہ باہر سے اس قدر شدید ضرب لگائی جائے اور اندر اس کا ذرا برابر بھی اثر نہ ہو ۔۔۔ لیکن بہرحال ہے ایسا ۔۔۔ اور اس حقیقت کو اگر میں نے خود چیک نہ کیا ہوتا تو کبھی یقین نہ کرتا" ۔۔۔ ڈاکٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن بے بی بول کیوں نہیں رہی ۔۔۔ کراہ کیوں رہی ہے ۔۔۔؟" نواب مشرف مرزا نے کہا۔

"صرف دہشت کی وجہ سے ۔۔۔ صرف اس ذہنی تصور کی وجہ سے کہ انہیں ضربات آئی ہیں ۔۔۔ ویسے یہ ہر لحاظ سے نارمل ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں اعصابی سکون کا انجکشن لگا دیا ہے ۔۔۔ یہ چند منٹ بعد بالکل نارمل ہو جائیں گی" ۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا اور اپنا بیگ اٹھا کر وہ تیزی سے واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے سر سلطان! ۔۔۔ کیا آپ ڈاکٹر کی بات پر یقین کریں گے" ۔۔۔؟ نواب مشرف مرزا نے سر سلطان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں ممکن نہیں ہے ۔۔۔ یہی تو کاکروچ ڈانس کا حسن ہے۔ جس قدر نیلے رنگ کے دھبے جلد پر زیادہ ابھرتے آئیں گے اس قدر ڈانس میں مہارت بڑھتی جائے گی ۔۔۔ آپ کو پہلا سٹیپ سکھاؤں" ۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بے بی نارمل ہو جائے اس کے بعد میں تم سے بات کرتا ہوں ۔۔۔ تم فی الحال بیٹھ جاؤ" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے بڑے تلخ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران ایک بار پھر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اس کا کسی بات سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"ڈیڈی ۔۔۔ ڈیڈی ۔۔۔ پلیز ہیلپ می ۔۔۔ ہیلپ می" ۔۔۔ یکلخت بے بی ٹوسکی ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس نے بری طرح چیخنا شروع کر دیا اس کا خوبصورت چہرہ خوف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"او مائی بے بی! ۔۔۔ ڈونٹ وری ۔۔۔ آل از نارمل ۔۔۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ تم نارمل ہو" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے جلدی سے اٹھ کر اس کے عریاں کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو کاکروچ ڈانس کا پہلا سٹیپ بھی مکمل نہیں ہوا بے بی ٹوسکی! کم آن فار سیکنڈ سٹیپ ۔۔۔ کم آن یو یور ایڈوانس گرل" ۔۔۔ اچانک عمران نے صوفے سے اٹھ کر بے بی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نو ۔۔۔ نو ۔۔۔ یو بروٹل مین ۔۔۔ تم ظالم ۔۔۔ قاتل ۔۔۔ وحشی ۔۔۔ وہ نو ۔۔۔ پلیز ڈیڈی" ۔۔۔ بے بی نے عمران کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا وہ واقعی عمران سے بری طرح خوفزدہ

ہوگئی تھی۔

"تم واپس بیٹھ جاؤ ۔۔۔ ورنہ میں گولی مار دوں گا" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے چیختے ہوئے کہا۔

"بٹ وہ کاکروچ ڈانس" ۔۔۔ عمران نے اس طرح کہا جیسے کاکروچ ڈانس کے بغیر زندگی مکمل ہونے کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

"لعنت بھیجو اس کاکروچ ڈانس پر" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے غراتے ہوئے کہا۔

"مگر آپ بے بی سے پوچھ لیں ۔۔۔ بغیر کاکروچ ڈانس کے یہ بیچاری تو ایڈوانس کہلا بھی نہیں سکتی ۔۔۔ صرف نیم عریاں کپڑے پہننے ، بالوں میں سپرنگ لہرانے ۔۔۔ اور مردوں کو اپنے جسم سے چمٹا کر ڈانس کرنے سے تو ایڈوانسمنٹ مکمل نہیں ہو سکتی ۔۔۔ کاکروچ ڈانس لازمی ہے" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی ! ۔۔۔ فار گاڈ سیک ۔۔۔ پلیز اسے گٹ آؤٹ کہہ دیں ۔۔۔ میں اس سے فرینڈشپ بریک کرتی ہوں" ۔۔۔ بے بی نے چیخ کر کہا۔

"تم بریک کرتی ہو تو مجھے کیا ضرورت ہے اسے جوڑنے کی ۔۔۔ میں تو پہلے ہی تمہاری حالت دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا ۔۔۔ ٹھیک ہے مکمل بریکیج ۔۔۔ سر سلطان ! ۔۔۔ پلیز آپ سر رحمان کو بتا دیں کہ بے بی نے فرینڈشپ بریک کر دی ہے" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے سر سلطان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ خود فون پر بات کر لیں ۔۔۔ وہ اس معاملے میں بے حد کچی ہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس نے بڑے

شرارتی انداز میں ایک بار پھر سر سلطان کو آنکھ مار دی۔

"اوکے ۔۔۔ میں خود بات کرتا ہوں ۔۔۔ بے بی ! تم جاؤ اپنے کمرے میں" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور بے بی سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور پھر تیر کی طرح دوسری طرف پردے کے پیچھے غائب ہو گئی۔

نواب مشرف مرزا نے پاس پڑا ہوا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ جبکہ عمران اٹھ کر ڈرائینگ روم میں اس طرح ٹہلنے لگا جیسے اس ساری بات سے وہ بری طرح اکتا گیا ہو۔ ڈرائینگ روم میں جگہ جگہ گروپ فوٹو لگے ہوئے تھے مختلف ممالک میں اپنے ملنے والوں اور دوستوں کے ساتھ نواب کے فوٹو۔ اور عمران ان تصویروں کو دیکھتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"ہیلو ۔۔۔ کون بول رہا ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے رسیور اٹھتے ہی نواب مشرف مرزا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جی میں ملازم بول رہا ہوں سر رحمان کا جناب" ۔۔۔ ان کے لہجے کی ہٹ سن کر دوسری طرف سے سر رحمان کے بوڑھے ملازم کی کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔ کمرے میں مکمل خاموشی ہونے کی وجہ سے رسیور سے نکلنے والی ہلکی آواز آسانی سے سنائی دے رہی تھی۔

"سر رحمان سے بات کراؤ فوراً ۔۔۔ میں نواب مشرف مرزا بول رہا ہوں" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے تیز لہجے میں کہا۔

"بہتر جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی سر رحمان کی آواز سنائی دی۔

"یس — رحمان بول رہا ہوں نواب صاحب! — خیریت ہے اس وقت فون کیا ہے" — سر رحمان کی دھیمی مگر باوقار آواز سنائی دی۔

"سر رحمان! — آئی ایم سوری! — میں نے آپ کے لڑکے کے ساتھ بے بی کا جو میرج کا پروگرام بنایا تھا وہ کینسل کر دیا ہے — بے بی نے اسے خود بریک کر دیا ہے" — نواب مشرف مرزا نے تلخ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے نواب صاحب! — مردوں کی زبان اتنی جلدی کیسے بدل سکتی ہے" — سر رحمان کے لہجے میں غصہ عود کر آیا تھا۔

"مردوں عورتوں کی زبان احمقوں کی باتیں ہیں — جب بے بی نے یہ رشتہ بریک کر دیا ہے تو بس بریک کر دیا ہے — تمہارے بیٹے نے بے بی کو دہشت زدہ کر دیا ہے" — نواب مشرف مرزا نے بھی مزید تلخ لہجے میں کہا۔

"دہشت زدہ کر دیا ہے — کیا مطلب! — کیا وہ کوئی جن بھوت ہے" — سر رحمان کو اب اصل بات کا کہاں علم تھا اس لئے ان کی حیرت بجا تھی۔

"جن بھوت نہیں ہے — کلاؤن ہے — مسخرہ ہے — پہلے بے بی نے اُسے پسند کیا لیکن پھر اس نے بے بی کو کاکروچ ڈانس سکھانا شروع کر دیا — بے بی کے جسم کو ایسی حیرت انگیز ضربات پہنچائیں کہ باہر تو نیل پڑ گئے۔ لیکن اندر کچھ نہ ہوا — مگر بے بی ذہنی طور پر اس سے دہشت زدہ ہو گئی ہے — تمہارا بیٹا یہاں پاکیشیا میں رہ کر یورپ

سے بھی زیادہ ایڈوانس ہے — بے بی اس قدر ایڈوانس لڑکے کے ساتھ گذارہ نہیں کر سکتی۔ اس نے یہ رشتہ بریک کر دیا ہے — اس لئے آئی ایم سوری سر رحمان! — اسے اب ہمیشہ کے لئے ختم سمجھو اور اب میں پاکیشیا میں بے بی کا رشتہ بھی نہیں کروں گا — میں تو سمجھا تھا کہ صرف یورپ کے لڑکے ایڈوانس ہیں — یہاں کے احمق اور گھامڑ ہوں گے اس لئے بے بی سے دب کر رہیں گے — اب مجھے کیا معلوم تھا کہ یہاں اس قدر ایڈوانس لڑکے رہتے ہیں" — نواب مشرف مرزا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران تمہارے پاس آیا ہے — اب کہاں ہے" — ؟ سر رحمان نے ایک لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"وہ اس وقت یہاں موجود ہے" — نواب مشرف مرزا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا جو مسلسل دیوار پر موجود ایک گروپ فوٹو کو تکے جا رہا تھا۔

"اس سے میری بات کراؤ" — سر رحمان نے کہا۔

"ادھر آؤ — اپنے ڈیڈی سے بات کرو" — نواب مشرف مرزا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور جلدی سے اس نے رسیور لے لیا۔

"ہائے ہائے ڈیڈی" — عمران نے خالصتاً امریکی لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے — تم اکیلے وہاں کیوں گئے تھے — اور تم نے یہ حرکت کی ہے کہ بے بی تم سے دہشت زدہ ہو گئی ہے" — ؟ سر رحمان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"ابھی تو میں نے صرف دو بار حلیے کی ہے اور آپ گھبرا گئے ہیں۔ ورنہ آپ جس ایڈوانس لڑکی سے میرا رشتہ طے کر رہے تھے اس رشتے کے بعد تو ہر فقرے میں کم از کم آپ کو ایک سو بار ہائے ہائے سننا پڑتی۔ بہرحال میں اکیلا یہاں نہیں آیا، سر سلطان بھی میرے ساتھ آئے ہیں اور میں نے کوئی حرکت نہیں کی ہے۔ صرف بے بی کو مزید ایڈوانس بنانے کی کوشش کی ہے ——— اُسے ایڈوانس کاکروچ ڈانس سکھانے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہ لڑکی بیچاری تو بڑی بیک ورڈ ٹائپ ہے ——— کاکروچ ڈانس کے پہلے سٹیپ پر ہی سر چیز بریک کر بیٹھی ہے ——— اگر کاکروچ ڈانس مکمل ہو جاتا تو پھر شاید اس کی ساری ہڈیاں ویلڈ کرانا پڑتیں اور کھال کی دوبارہ سلائی کرنی پڑتی ——— بہرحال آپ سر سلطان سے پوچھ لیں ——— مجھے آپ کا کیا ہوا رشتہ بے حد پسند آیا تھا ——— اب آخر میں آپ کی مونچھ تو نیچی نہ کرا سکتا تھا" ——— عمران کی زبان چل پڑی تو ظاہر ہے آسانی سے کہاں رکنے والی تھی وہ ایک ہی سانس میں مسلسل بولتا چلا گیا۔

"میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں ——— تم نے اس غریب لڑکی کے ساتھ نجانے کیا چکر چلایا ہے کہ وہ بیچاری دہشت زدہ ہو گئی ہے ——— بہرحال تم نے ایک اچھا اور خاندانی رشتہ ضائع کر دیا ہے"۔ سر رحمان نے جواب دیا۔

"غریب لڑکی ! ——— اوہ ! سر سلطان نے تو بتایا تھا کہ نواب مشرف مرزا جاگیردار ہیں ——— اوہ ڈیڈی ! ——— میرے پاس تو زیادہ رقم بھی نہیں ہے۔ دو چار روپے پڑے ہوں گے جیب میں ——— چلو یہی بہت

ہیں۔ میں ان کی امداد کر دوں گا ——— باقی چیک دے دوں گا" ——— عمران نے نواب مشرف مرزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس کا سرخ و سفید چہرہ غصے کی شدت سے پھڑکنے لگا تھا۔

"شٹ اپ نانسنس ! ——— فوراً واپس آجاؤ" ——— دوسری طرف سے سر رحمان نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بڑے اطمینان سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"سر سلطان پلیز ——— میں آپ کی وجہ سے خاموش ہوں۔ ورنہ اس لڑکے کی لاش یہاں سے باہر جاتی ——— اس نے ہماری توہین کی ہے ——— آپ اسے لے کر فوراً یہاں سے چلے جائیں" ——— نواب مشرف مرزا نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے پیر پٹخ کر کہا۔

"چلو عمران ! ——— تمہارے ساتھ آنے کی وجہ سے میری بھی بڑی عزت ہوئی ہے ——— اصل حماقت مجھ سے ہوئی کہ میں تمہیں جاننے کے باوجود تمہارے ساتھ آ گیا" ——— سر سلطان نے بھی ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"نواب مشرف مرزا صاحب ! ——— آپ کا اسرائیل سے کیا تعلق ہے؟" اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر سلطان بھی عمران کی بات سن کر اس بری طرح چونک پڑے جیسے ان کے پیر میں اچانک بچھو نے کاٹ لیا ہو۔

"کیا مطلب ! ——— تم کیوں پوچھ رہے ہو" ——— نواب مشرف مرزا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ بتائیے تو سہی" ——— عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

"بے بی اسرائیل کی یونیورسٹی میں پڑھتی رہی ہے ——— میرے اسرائیل
حکام سے بڑے اچھے تعلقات ہیں۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو ——— ؟
تمہارا مطلب" ——— نواب مشرف مرزا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا
"کرنل ڈیوڈ آپ کا کب سے واقف بنا ہے" ——— ؟ عمران نے
دوسرا سوال کیا۔
"کئی سالوں سے وہ میرا دوست ہے ——— وہ اسرائیل کا بہت
طاقتور آدمی ہے ——— تم اُسے کیسے جانتے ہو ——— اور تمہیں کیسے
معلوم ہوا کہ وہ میرا دوست ہے" ——— ؟ نواب مشرف مرزا اب تک
حیرت کا مسلسل اظہار کر رہے تھے۔
"وہ ایک فوٹو میں آپ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے ——— ایک بار میں
اسرائیل یونیورسٹی میں داخلے کے لئے گیا تھا تو مجھے اس کی تنظیم جی۔پی فائ
نے پکڑ لیا تھا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ نے مجھے چھوڑ دیا ——— وہ بہت اچھا
آدمی ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ اچھا ——— میں حیران تھا کہ تم اچانک یہ ساری باتیں کیوں کرنے
لگے ہو ——— وہ واقعی بہت اچھا آدمی ہے" ——— نواب مشرف مرزا
نے جواب دیا۔ اب وہ نارمل ہو چکے تھے۔
"اس کو معلوم ہے کہ آپ ڈیڈی کے دوست ہیں اور یہاں پاکیشیا
میں آتے ہیں" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔
"نہیں ——— میں تو اچانک آ گیا تھا ——— البتہ کل میری اس کے
نائب سے بات ہوئی تھی ——— میں نے اُسے بتا دیا ہے کہ میں نے بے بی
کا رشتہ کر دیا ہے۔ ڈیوڈ کو خوشخبری دے دے ——— اس کے نائب

نے بتایا ہے کہ آجکل وہ ایک اہم ترین مشن میں مصروف ہے اس سے فارغ
ہونے کے بعد ہی بات ہو سکتی ہے ——— البتہ بے بی یہاں آتے ہوئے
اس سے ملی تھی" ——— نواب مشرف مرزا نے اپنی سفید مونچھوں کو تاؤ دیتے
ہوئے کہا۔
"آپ نے اس کے نائب کو بتا دیا تھا کہ رشتہ کس سے ہوا ہے ——— میرا
مطلب ہے کہ میرا نام، ڈیڈی کا نام ——— ؟ عمران نے پوچھا۔
"ارے نہیں ——— نائب کو کیا بتانا تھا ——— خود اس سے بات ہوتی
تو دوسری بات تھی ——— ویسے میں نے اُسے صرف اتنا بتایا تھا کہ یہاں
ایک جاگیردار خاندان میں رشتہ ہوا ہے" ——— نواب مشرف مرزا
نے جواب دیا۔
"اب آپ اُسے بتائیں گے کہ رشتہ ختم ہو گیا ہے" ——— ؟ عمران
نے پوچھا۔
"ظاہر ہے۔ وہ میرا بہت گہرا دوست ہے ——— بے بی سے بڑا
پیار کرتا ہے ——— لیکن آخر تم اس میں اس قدر دلچسپی کیوں لے رہے
ہو ——— ؟ نواب مشرف مرزا نے جواب دیا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، اچانک پاس پڑا ہوا
ٹیلیفون گنگنا اٹھا اور نواب مشرف مرزا نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔
"یس" ——— نواب مشرف مرزا نے سخت لہجے میں کہا۔
"اسرائیل سے کرنل ڈیوڈ کا فون ہے جناب ! ——— وہ آپ سے
خود بات کرنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز
سنائی دی۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ عمران کی طرف ایسے دیکھ رہے تھے جیسے کہہ رہے ہوں کہ دیکھا اس کا انتہائی طاقتور آدمی انہیں کس طرح خود فون کر رہا ہے۔

"آپ پلیز انہیں میرے نام کے متعلق کچھ نہ بتائیں" ۔۔۔ عمران نے یکلخت رسیور پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو مرزا ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ ہٹا لیا۔ اور اب وہ صوفے پر بیٹھنے کی بجائے ان کے قریب کھڑا ہو گیا تھا۔

"یس ڈیئر ڈیوڈ! ۔۔۔ مرزا بول رہا ہوں" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"مرزا ۔۔۔ میں نے پاکیشیا کے لئے تمہارے ذمہ جو کام لگایا تھا وہ خود بخود یہاں ہو گیا ہے۔ اس لئے اب تم تکلیف نہ کرنا ۔۔۔ اور سنو! تم کب واپس آ رہے ہو ۔۔۔ ایک ہفتے کے اندر آ جاؤ" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی تیز آواز سنائی دی۔

"کام ۔۔۔ کونسا کام" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"بے بی ٹوسکی نے تمہیں بتایا نہیں ۔۔۔ میں نے اسے تمہارے لئے ایک لیٹر دیا تھا ۔۔۔ موسٹ امپارٹنٹ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ بے بی کو کیوں دیا ۔۔۔ وہ تو سخت لاپرواہ لڑکی ہے ۔۔۔ کیا کام تھا" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے کہا۔

"چھوڑو اس لیٹر کو ۔۔۔ اس سے لے کر فوراً جلا دینا ۔۔۔ اور ہاں! میرے اسسٹنٹ نے مجھے بتایا ہے کہ تم نے بے بی کا رشتہ وہاں کسی جاگیردار خاندان میں کر دیا ہے ۔۔۔ تم نے اس سے بات کی تو مجھے تمہارے یہاں کا فون نمبر ملا ۔۔۔ اور اسی سے مجھے پتہ چلا کہ تم نے ایکریمین سٹلائٹ کے ذریعے اسرائیل سے بات کی ہے۔ اس لئے مجھے پتہ چل گیا کہ اس ذریعے سے براہ راست پاکیشیا بات ہو سکتی ہے ۔۔۔ ورنہ میں تو یہی سمجھتا تھا کہ براہ راست بات نہیں ہو سکتی ۔۔۔ بہرحال ایک ہفتے کے اندر آ جاؤ۔ یہ ضروری ہے" ۔۔۔ ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"ایک ہفتے میں ۔۔۔ لیکن ابھی تو میرا یہاں طویل عرصے تک ٹھہرنے کا پروگرام بن گیا تھا۔ مگر اب شائد میں جلدی آ جاؤں۔ کیونکہ بے بی نے رشتہ بریک کر دیا ہے ۔۔۔ وہ لڑکا بے حد ایڈوانس ہے ۔۔۔ بہرحال واپسی میں ایک ہفتے سے زیادہ لگے گا۔ لیکن تم کیوں ایک ہفتے کی بات کر رہے ہو بار بار" ۔۔۔ نواب مشرف مرزا نے کہا۔

"یہ بات بتائی نہیں جا سکتی۔ ایک سرکاری راز ہے ۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے ۔۔۔ میں نے اس لیٹر کے لئے بات کی تھی تم اس لیٹر کو فوراً لے کر جلا دینا ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ وہاں پاکیشیا میں کسی کو نہ بتانا کہ تم اسرائیل کے دوست ہو ۔۔۔ یا میرے دوست ہو ۔۔۔ وہاں اسرائیل اور خاص طور پر میرے بہت سے دشمن ہیں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ میری وجہ سے تمہیں یا بے بی کو نقصان پہنچ جائے ۔۔۔ اچھا گڈ بائی ۔۔۔ میں بے حد مصروف ہوں۔ پھر فارغ ہو کر فون کروں گا" ۔۔۔ دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ نواب مشرف مرزا نے ایک طویل

سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ڈلوڈ کے یہاں دشمن کون ہو سکتے ہیں" ——— نواب مشرف مرزا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"آپ بے بی سے وہ لیٹر لے لیں" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں لے لوں گا ——— تم کون ہوتے ہو مشورہ دینے والے مجھے" ——— نواب مشرف مرزا یکلخت غصے سے اکھڑ گئے۔

"بلاؤ بے بی کو ——— اور منگواؤ اس سے لیٹر۔ ابھی میرے سامنے" ——— اچانک عمران کا چہرہ بدل گیا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ غراہٹ تھی۔

"کک ——— کیا مطلب! ——— تم مجھ پر غرا رہے ہو ———؟" نواب مشرف مرزا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

لیکن دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور نواب مشرف مرزا چیختے ہوئے کرسی سمیت نیچے جا گرے۔ اور اس بری طرح پھڑکنے لگے جیسے [illegible] روح نکلنے سے پہلے ذبح کی ہوئی مرغی پھڑکتی ہے۔ چند لمحے پھڑکنے کے بعد وہ ساکت ہو گئے۔

"یہ کیا کیا تم نے ———؟" سر سلطان نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"آپ خاموش رہیں ——— یہ معاملہ انتہائی مشکوک ہے" ——— عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر ———" رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ نواب مشرف مرزا نے اپنی کوٹھی میں ہی چھوٹی سی ذاتی ایکسچینج نصب کرائی ہوئی ہے تاکہ اسے نمبر ڈائل نہ کرنے پڑیں۔

"بے بی سے بات کراؤ" ——— عمران کے حلق سے نواب مشرف مرزا

کی آواز بلند ہوئی۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد بے بی کی آواز سنائی دی۔

"ہائے ڈیڈی۔"

"بے بی ——— تمہارے انکل ڈلوڈ کا فون آیا ہے ——— وہ کہہ رہا ہے کہ اس نے تمہیں کوئی موسٹ امپارٹنٹ لیٹر دیا تھا" ——— عمران بالکل نواب مشرف مرزا کے لہجے میں بول رہا تھا۔

"اوہ ڈیڈی! ——— آئی ایم ویری سوری ——— یس ڈیڈی! انہوں نے دیا تھا ——— آئی فارگیٹ اٹ کمپلیٹلی۔ اِٹ اِز اِن مائی بیگ" ——— بے بی کی چونکی ہوئی آواز سنائی دی۔

"وہ لیٹر لے کر فوراً یہاں میرے پاس آ جاؤ ——— فوراً" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ ڈیڈی! ——— میں میوزک سن رہی ہوں ——— میں سرونٹ کے ہاتھ بھیج دیتی ہوں" ——— بے بی نے لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ نو بے بی! ——— اِٹ اِز موسٹ امپارٹنٹ ——— پلیز آ جاؤ فوراً۔ آئی ایم ویٹنگ فار یو" ——— عمران نے جواب دیا۔

"وہ ——— وہ کلاؤن تو موجود نہیں ہے ——— گٹ آؤٹ ہو گیا وہ۔ ریلی ڈیڈی! ——— وہ بے حد بزدل ہے ——— آئی ڈس لائک ہم" ——— بے بی نے کہا۔

"وہ چلا گیا ہے ——— جلدی آؤ۔ فوراً ——— پلیز اِٹ اِز ویری سیریس میٹر" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"او، کے ڈیڈی" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا
"آپ اس دروازے کا خیال رکھیں ۔۔۔ میں ادھر کھڑا ہوتا ہوں۔ باہر مسلح آدمی موجود ہیں۔ انہیں کسی بات کی خبر نہیں ہونی چاہیئے" ۔۔۔۔ عمران نے سر سلطان سے کہا اور جلدی سے ریشمی پردے والے دروازے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

"تم جہاں بھی جاتے ہو ۔۔۔ کوئی نہ کوئی چکر چلا دیتے ہو" ۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی سائیڈ میں کھڑے ہو گئے۔

اسی لمحے عمران کی سائیڈ والا ریشمی پردہ ہلا اور ریبے بی اندر داخل ہوئی۔ سامنے صوفے پر بیہوش پڑے ہوئے نواب مشرف مرزا کو دیکھتے ہی چیخنے کے لئے اس کا منہ مخصوص زاویے پر آنے ہی لگا تھا کہ عمران عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور اس نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر دوسرا بازو اس کی گردن کے گرد ڈال کر مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو ریبے بی کا بری طرح پھڑکتا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ بیہوش ہو چکی تھی۔ عمران نے جلدی سے اس کے جسم کو سائیڈ صوفے پر دھکیل دیا اور پھر اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گرنے والے ایک لفافے کو قالین سے اٹھا لیا۔ یہ عام سا لفافہ تھا جیسے کوئی عام آدمی کسی عام سے لفافے میں کسی آدمی کو کوئی رقعہ ڈال کر دیتا ہے مگر اس کے کونے پر موسٹ امپارٹنٹ کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اور لفافہ بند تھا۔

عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لفافے کو سائیڈ سے پھاڑا اور انگلیوں کی مدد سے اندر موجود کاغذ باہر نکال لیا۔ لفافہ وہیں قالین پر پھینک کر اس نے کاغذ پڑھنا شروع کر دیا۔ کاغذ پر صرف چند سطریں ہاتھ سے انگریزی

میں لکھی ہوئی تھیں جن کا مطلب یہ تھا کہ وہاں پہنچ کر کسی طرح وہاں کے ایٹمی ریسرچ مرکز کے اندر کسی اہم سائنسدان کے بارے میں تفصیلات جمع کر لینا ۔۔۔ ہو سکتا ہے اس کی ضرورت پڑ جائے۔ ریڈ کارڈ مل سکتا ہے ۔۔۔ بس یہی الفاظ تھے۔ نہ ہی مشرف مرزا کا نام تھا اور نہ پاکیشیا کا اور نہ کرنل ڈیوڈ کا۔

عمران نے کاغذ جیب میں ڈال لیا۔

"کیا ہے اس میں" ۔۔۔۔ سر سلطان نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ دروازے کا خیال رکھیں ۔۔۔ میں ایک اہم کال کرنا چاہتا ہوں" عمران نے ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے خشک لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز فوراً سنائی دی۔

"اسرائیل کرنل ڈیوڈ سے رابطہ قائم کرو ۔۔۔ طریقہ تمہیں معلوم ہے" ۔۔۔ عمران نے نواب مشرف مرزا کے لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔۔۔ کوشش کرتا ہوں" ۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی کئی لکیریں نمودار ہو گئی تھیں چند لمحوں بعد ٹیلیفون گنگنا اٹھا اور عمران نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"بات کیجیے سر" ۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

"ہیلو مرزا ۔۔۔ کیا بات ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

"ڈیوڈ ۔۔۔ میں نے لیٹر پڑھ لیا ہے اور اسے جلا بھی دیا ہے۔ لیکن سمجھ میں کچھ نہیں آیا" ۔۔۔ عمران نے نواب مشرف مرزا کے لہجے میں کہا۔

"میں نے احتیاطاً تمہارے لئے ایک کام تجویز کیا تھا ۔۔۔ صدر مملکت

سے میں نے تمہارے لئے ریڈ کارڈ کی سفارش کی تھی۔ وہ ہچکچا رہے تھے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ شاید اس کام کی وجہ سے ان کی ہچکچاہٹ دور ہو جائے لیکن اب حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ اس کام کی ضرورت نہیں رہی ۔۔۔ بہرحال تم بے فکر رہو۔ ریڈ کارڈ میری ذمہ داری رہی ۔۔۔ ایک ہفتے بعد صدر صاحب یقیناً اتنے خوش ہوں گے کہ میں ان سے دستخط کرا لوں گا"۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"یہ تم آخر بار بار ایک ہفتے کی بات کیوں کر رہے ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تمہارا اس سے کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ یہ سپیشل ٹاپ سیکرٹ ہے ۔۔۔ بس یوں سمجھو کہ ایک ہفتے بعد نہ صرف میری بلکہ پورے اسرائیل کی دیرینہ حسرت پوری ہو جائے گی ۔۔۔ بہرحال اب مجھے فون نہ کرنا ۔۔۔ اب ایک ہفتے تک میں بے حد مصروف رہوں گا"۔۔۔ ڈیوڈ نے گول مول سا جواب دیا اور رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"مجھے معلوم کرنا ہی پڑے گا کہ اس ایک ہفتے میں کیا ہونے والا ہے۔ ویسے اس نواب مشرف مرزا کا مرنا اب ضروری ہو گیا ہے۔ ورنہ یہ ڈیوڈ سے بات کرے گا"۔۔۔ عمران نے کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے ایک چھوٹا سا پستول نکالتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ غضب نہ کرنا ۔۔۔ یہ وی آئی پی شخصیت ہیں"۔۔۔ سر سلطان نے جلدی سے چیختے ہوئے کہا۔

"وی آئی پی کی تو مجھے پرواہ نہیں ہوتی ۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ ابھی یہ اقدام غلط ہے ۔۔۔ پہلے معلوم تو ہو کہ ایک ہفتے میں اسرائیل میں کیا ہونے والا ہے۔ ہو سکتا ہے میرے خدشات غلط ہوں ۔۔۔ ویسے

بھی اب ڈیوڈ ایک ہفتے تک اسے نہیں مل سکے گا ۔۔۔ او کے ۔۔۔ آیئے اب نکل چلیں"۔۔۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور پستول واپس جیب میں ڈال کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سر سلطان کا متوحش چہرہ بڑی مشکل سے نارمل ہوا اور پھر وہ بھی سر جھٹکتے ہوئے عمران کے پیچھے چل پڑے۔ راہداری سے گذر کر وہ برآمدے میں پہنچے تو وہاں دو برین گنوں سے مسلح غیر ملکی موجود تھے۔ عمران ان کی طرف توجہ دیئے بغیر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ جب تک نواب اور اس کی بیٹی کے متعلق انہیں معلوم ہوگا وہ کوٹھی سے باہر پہنچ چکے ہوں گے۔ اس لئے اس نے کسی قسم کی احتیاطی ہدایات انہیں دینے کی ضرورت ہی نہ سمجھی۔

سر سلطان کے کار میں بیٹھتے ہی عمران نے کار سٹارٹ کی اور اُسے موڑ کر بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پھاٹک تک پہنچنے سے پہلے ہی نجانے کہاں بیٹھے ہوئے آپریٹر نے میکنزم کے تحت پھاٹک کھول دیا اور عمران کی کار تیزی سے باہر نکلی اور دائیں طرف مڑ گئی۔

"اب بتاؤ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے"۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔

"مختصر بتا دیتا ہوں ۔۔۔ وہ بھی اس لئے کہ میرے ذہن میں خدشات کے سانپ رینگ رہے ہیں ۔۔۔ نواب مشرف مرزا کے اسرائیلی حکام سے گہرے تعلقات ہیں ۔۔۔ خاص طور پر وہاں کی انتہائی طاقتور تنظیم جی۔ پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ سے ۔۔۔ جس سے میرا کئی بار براہ راست ٹکراؤ ہو چکا ہے وہ میکل سلیمانی والا کیس تو آپ کو یاد ہو گا ۔۔۔ کرنل بالڈون سے مقابلہ ہوا تھا ۔۔۔ نواب مشرف مرزا ریڈ کارڈ بنوانا چاہتا ہے۔ ریڈ کارڈ جاری ہونے

کا مطلب ہے کہ پوری دنیا میں پھیلے ہوئے یہودی اور تمام یہودی تنظیموں کے لئے وہ وی آئی پی شخصیت بن جائے گا۔ اس کی جائیداد اور ذات کا تحفظ ان کا فرض بن جائیگا۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ نواب مشرف مرزا نے بہرحال ڈیوڈ کے سامنے اور اسرائیل میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہ کیا ہوگا ورنہ یہودی کسی مسلمان کو مرکر بھی ریڈ کارڈ جاری نہیں کر سکتے۔ لیکن میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ نواب مرزا کوئی ایجنٹ ہیں ـــــ میرا خیال ہے کہ ڈیوڈ شاید حفظ ماتقدم کے طور پر انہیں اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا رہتا ہے یا کرنا چاہتا ہوگا ـــــ بہرحال مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔ لیکن ڈیوڈ نے خط میں نواب مشرف مرزا کے ذمے یہ کام لگایا ہے کہ یہاں کے ایٹمی ریسرچ مرکز کے کسی سائنسدان کے بارے میں تفصیلات جمع کر رکھے۔ لیکن پھر نجانے کیا ہوا کہ اس نے پروگرام بدل دیا۔ اب ایک ہفتے کے اندر اسرائیل کسی ایسے مشن کو مکمل کر رہا ہے جو ہو سکتا ہے پاکیشیا کے خلاف ہو یا نہ ہو۔ لیکن ڈیوڈ کا یہ فقرہ کہ ایک ہفتے بعد اسرائیل کا صدر اتنا خوش ہوگا کہ وہ اس سے ریڈ کارڈ پر آسانی سے دستخط کرالے گا اور پھر یہ کہ ایک ہفتے بعد ڈیوڈ کی ذاتی اور پورے اسرائیل کی دیرینہ حسرت پوری ہو جائے گی ـــــ بس انہی فقروں نے میرے ذہن میں کھٹک پیدا کر دی ہے ـــــ عمران نے کار چلاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اس کا مطلب ہے کہ نواب مشرف مرزا سے ہمیں ہوشیار رہنا چاہیئے۔ سر رحمان کی وجہ سے اس کا تعارف یہاں حکومت کے انتہائی اعلیٰ ترین طبقے سے ہو گیا ہے ـــــ یہ ناممکن بھی نہیں ہے کہ دراصل یہ یہودی ایجنٹ ہی ہو ـــــ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

میں کوشش کروں گا کہ ممبر زیرو سے اس کی نگرانی کراؤں۔ لیکن اگر اس ایک [illegible]تے میں واقعی اسرائیل میں کوئی سازش پاکیشیا کے خلاف پروان چڑھ رہی ہے تو ہو سکتا ہے کہ مجھے فوری طور پر اس سازش کو کچلنے کے لئے اسرائیل جانا پڑے [illegible]یسا ہوا تو پھر آپ خود اس کا خیال رکھیں گے ـــــ ڈیڈی کو کسی طرح [illegible]یف کر دیں میرا نام درمیان میں نہ آئے تو وہ خود ہی ساری چیکنگ کر لیں گے ـــــ عمران نے جواب دیا اور سر سلطان نے سر ہلا دیا۔

میں آپ کو کوٹھی پر ڈراپ کر دیتا ہوں" ـــــ عمران نے ایک چوک [illegible]پہنچ کر کار کو دائیں ہاتھ پر ٹرن کرتے ہوئے کہا۔

ہاں! ـــــ آج تعطیل ہے اس لئے میں کوٹھی ہی جاؤں گا ـــــ ویسے تم کیسے معلوم کرو گے کہ وہاں اسرائیل میں کیا ہو رہا ہے" ـــــ سر سلطان نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

ایک آئیڈیا ہے میرے ذہن میں ـــــ کوشش تو بہرحال کرتا ہوں۔ [illegible]نا تو ہو سکتا ہے میں اکیلا خود وہاں چلا جاؤں ـــــ بہرحال دیکھیئے۔" [illegible]ن نے کہا اور پھر کار میں خاموشی چھا گئی۔

عمران نے سر سلطان کو ان کی کوٹھی کے گیٹ پر ڈراپ کیا اور پھر تیزی سے کار آگے بڑھاتا ہوا وہ دانش منزل کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے چونک کر سر اٹھایا۔

"اوہ کرنل فرانک آپ! — آؤ" — کرنل ڈیوڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو — میں یہاں سے گذر رہا تھا کہ میں نے سوچا ملتا چلوں" — کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"بہت شکریہ! — کیا چلے گا" — ؟ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تکلف رہنے دو — کسی چیز کی خواہش نہیں ہے — اب تو بس صرف ایک ہی خواہش ہے — دیکھو کب پوری ہوتی ہے" — کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ریڈ آرمی کا چیف ہو اور اس کی خواہش پوری نہ ہو — مجھے تو بتاؤ — کوئی لونڈیا پسند آگئی ہے تو یقین کرو کہ رات کو تمہارے قدموں میں پڑی ہوگی" — کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے لونڈیا کو گولی مارو — تم کہاں بات لے گئے ہو — میں تو ریڈ ٹارگٹ مشن کی بات کر رہا تھا" — کرنل فرانک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا — لیکن تمہاری کیا خواہش ہوگی — مجھ سے پوچھو — میرے لئے ایک ایک لمحہ کاٹنا مشکل ہو رہا ہے — میرا تو دل چاہتا ہے کہ صرف پاکیشیا کا ایک مرکز ہی تباہ نہ ہو — پورا پاکیشیا ہی تباہ ہو جائے — لیکن یہ سیاسی لوگ نجانے کیوں ڈرتے رہتے ہیں — میرا بس چلے تو پاکیشیا کے ایک ایک آدمی کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دوں" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے — کاش! اس عمران کو پتہ چل جائے کہ یہ ...ی ہماری طرف سے ہوئی ہے — وہ لازماً پاگلوں کی طرح انتقام لینے یہاں دوڑا آئے گا اور میں اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ اپنے ہاتھوں سے توڑنا چاہتا ہوں" — کرنل فرانک نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اُسے پتہ چل جائے — یہ تو بعد کی بات ہے۔ بس یہ دعا کرو کہ ریڈ ٹارگٹ مشن مکمل ہونے سے پہلے اُسے پتہ نہ چلے — ورنہ ...ستان کی روح نجانے کیا کر ڈالے" — کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

"کیا بات کر رہے ہو — اس مشن کا سوائے چند آدمیوں کے اور کسی

کو بھی علم نہیں ہے ـــــ اور مشن مکمل ہونے میں باقی دن ہی کتنے رہ گئے ہیں ـــــ اس کی بات چھوڑو ـــــ ویسے کرنل ڈیوڈ! ـــــ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم دونوں کوئی مشن بنا کر پاکیشیا جائیں اور وہاں جا کر عمران کا عبرتناک حشر کریں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"یہی تو مسئلہ ہے ـــــ ہماری تنظیموں کی ساخت ہی ایسی ہے کہ ہم اسرائیل سے باہر جا ہی نہیں سکتے ـــــ بہرحال میں نے تو اسرائیل میں داخلے کے تمام مراکز کی احتیاطاً نگرانی شروع کرا دی ہے ـــــ تم میرا مذاق نہ اڑاؤ تو میں دل کی بات تمہیں بتاؤں کہ میرے دل میں ہر وقت یہی خطرہ رہتا ہے کہ کسی بھی وقت عمران اپنی ٹیم کے ساتھ اچانک یہاں ٹپک پڑے گا ـــــ اس ریڈ ٹارگٹ مشن سے پہلے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارے تو اعصاب پر عمران سوار ہو گیا ہے ـــــ کسی اور کو نہ بتانا ورنہ ہو سکتا ہے کہ ریٹائر کر دیئے جاؤ ـــــ ویسے تمہارا وہم دور کرنے کے لئے بتا دوں کہ صدر مملکت کو پہنچنے والی ایک رپورٹ میری نظروں سے گزری ہے ـــــ یہ رپورٹ ہماری فارن سیکرٹ سروس کے ایشیائی سیل کی طرف سے تھی ـــــ اس رپورٹ کے مطابق پاکیشیا میں عمران تفریح کرتا پھر رہا ہے۔ اس رپورٹ میں خاص طور پر عمران کی مصروفیات کی تفصیلات درج تھیں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے جو خدشہ میرے دل میں ہے ـــــ وہی صدر مملکت کے دل میں بھی ہے ـــــ اسی لئے انہوں نے خاص طور پر عمران کی مصروفیات چیک کرائی ہوں گی ـــــ ورنہ وہ اب اتنا اہم آدمی

نہیں ہے کہ اس کی مصروفیات کی تفصیلات صدر صاحب کو پیش کی جائیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو" ـــــ کرنل فرانک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ کوئی بات کرتا، میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے آپ کے لئے کال ہے جناب" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے ـــــ بات کراؤ" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ـــــ سپیشل سیکرٹری سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ کرنل ڈیوڈ آف جی۔ پی فائیو سپیکنگ" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے لہجے کو اور زیادہ باوقار بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ! ـــــ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل سیل کو اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پاکیشیا کال کی ہے ـــــ تھرو ایکریمین سٹلائٹ" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے قدرے کرخت لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ یس! ـــــ میرے پرسنل فرینڈ نواب مشرف مرزا پاکیشیا گئے ہوئے ہیں ـــــ میں نے ان سے بات کی تھی اور انہوں نے بھی مجھ سے دو بار بات کی ہے ـــــ لیکن یہ روٹین کال تھی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کال میں کسی موسٹ امپارٹنٹ لیٹر کی بات کی تھی جسے آپ نے فوری طور پر جلا لے کے لئے کہا ہے ۔۔۔ کیا آپ اس لیٹر کی وضاحت کریں گے ۔۔۔ اٹ از مور سیریس میٹر ناؤ اے ڈیئر" ۔۔۔ سپیشل سیکرٹری کے لہجے میں آہستہ آہستہ کرختگی بڑھتی جا رہی تھی ۔

"آپ کا لہجہ توہین آمیز ہے مسٹر سیکرٹری ! ۔۔۔ کیا آپ مجھ پر غداری کا الزام لگانا چاہتے ہیں ۔۔۔ مجھ پر ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ پر" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ یکلخت غصے سے پھٹ پڑا ۔

"یہ آپ کے ذہن میں غداری کی بات کیوں آئی ہے ۔۔۔ او کے ۔ مجھے صدر مملکت کو فوری رپورٹ کرنی پڑ گئی ہے ۔۔۔ آپ اس فون پر موجود رہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

"نانسنس ۔۔۔ پاگل ہو گیا ہے" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے کہا ۔ لیکن اس کے چہرے پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے ۔

"کیا چکر ہے کرنل ڈیوڈ ! ۔۔۔ معاملہ سیریس لگتا ہے" ۔۔۔ کرنل فرانک نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"خاک سیریس لگتا ہے ۔۔۔ تم بھی تو جانتے ہو نواب مشرف مرزا کو ۔۔۔ صدر صاحب بھی جانتے ہیں ۔۔۔ کینیڈین مشن الیون تھرٹی کے سلسلے میں ہم نے اس سے خاص کام بھی لیا تھا ۔۔۔ یہ سپیشل سیکرٹری خواہ مخواہ مجھ سے جلتا ہے ۔۔۔ اس نے ایک نجی معاملے کو اہمیت دے دی ہے" ۔ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک نے بھی سر ہلا دیا ۔

"او کے ۔۔۔ میں چلتا ہوں ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ کرنل فرانک اٹھ کھڑا ہوا ۔

"اچھا ۔ ملاقات کا شکریہ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک تیز تیز قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا ۔

"اس کا چہرہ بتا رہا ہے کہ یہ بھی حاسد ہے ۔۔۔ ہونہہ" ۔۔۔ کرنل فرانک کے جاتے ہی کرنل ڈیوڈ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا ۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا ۔

"یس" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جان بوجھ کر لہجے کو باوقار بناتے ہوئے کہا ۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس سے کال ہے جناب آپ کے لئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ہیڈ کوارٹر ایکس چینج آپریٹر کی آواز سنائی دی ۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جھٹکے دار لہجے میں جواب دیا ۔

"ہیلو ۔۔۔ میں سپیشل سیکرٹری آف پریذیڈنٹ بول رہا ہوں" ۔۔۔ سپیشل سیکرٹری کی آواز دوبارہ رسیور پر سنائی دی ۔

"یس فرمایئے ! ۔۔۔ اب کیا فرمانا چاہتے ہیں آپ" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا ۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے خشک لہجے میں کہا گیا ۔

"ہیلو" ۔۔۔ دوسرے لمحے اسرائیل کے صدر مملکت کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی ۔

"یس سر ! ۔۔۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں سر" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ صدر کی آواز سنتے ہی بھیک مانگنے والوں جیسا ہو گیا تھا ۔

"یہ کال کا کیا مسئلہ ہے کرنل! ـــــ سپیشل سیکرٹری نے ابھی مجھے رپو
دی ہے ـــــ آجکل کے حالات آپ جانتے ہیں ـــــ ہم اپنے سلسل
سے بھی چوکنا ہیں" ـــــ صدر صاحب نے نرم لہجے میں کہا۔

"سر! ـــــ آپ نواب مشرف مرزا سے واقف ہیں ـــــ کینیڈ
الیون تھرٹی مشن میں ہم نے ان سے خاص کام بھی لیا تھا۔ جن کے ریڈ
کے بارے میں میں نے آپ سے درخواست کی تھی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے

"اوہ ہاں! ـــــ ٹھیک ہے۔ لیکن ان کا پاکیشیا سے کیا تعلق ہے"
صدر نے چونک کر پوچھا۔

"سر ـــــ وہ بین الاقوامی شخصیت ہیں ـــــ مجھے بھی اب معلوم ہوا ہے
ان کی پاکیشیا میں بھی جاگیر ہے ـــــ وہ آجکل اپنی اکلوتی بیٹی کے رش
کے لئے پاکیشیا گئے ہوتے ہیں سر ـــــ یہ دو ہفتے پہلے کی بات ہے سر
جب ریڈ ٹارگٹ سے متعلق ابھی کوئی بات سامنے نہ آئی تھی ـــــ لیکن
آپ کو یاد ہو گا کہ دو ہفتے پہلے خصوصی میٹنگ میں فارن سیل کی ایک
رپورٹ میں پاکیشیا کے ایٹمی ریسرچ سنٹر کی تباہی کی بات ڈسکس ہوئی تھی
تو جناب! ـــــ میں نے سوچا کہ اگر اس سلسلے میں نواب مشرف مرزا کو ا
کیا جائے تو بہتر ہو گا ـــــ نواب ایک روز پہلے پاکیشیا جا چکا تھا چنا
میں نے اس کی بیٹی کو ایک عام سا خط دیا جس میں میں نے صرف اتنا
تھا کہ ایٹمی ریسرچ سنٹر کے کسی اہم سائنسدان کے بارے میں تفصیلات
اگر وہ جمع کرے تو ریڈ کارڈ والا کام ہو سکتا ہے ـــــ میرا خیال تھا
وہ ضرور ایسا کرے گا ـــــ اس طرح اس سائنسدان کے روپ میں
کوئی آدمی اس اہم مرکز کے اندر داخل ہو کر اسے تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن

پھر جیسے ہی ریڈ ٹارگٹ کا مشن سامنے آیا میں نے ایکریمین سفارت کے
ذریعے پاکیشیا کال کی کہ اب وہ یہ کام نہ کرے۔ تب پتہ چلا کہ اس کی بیٹی نے
اُسے خط ہی نہیں دیا۔ چنانچہ میں نے اُسے ہدایت کی کہ وہ اس سے خط لیکر
اُسے جلا دے۔ ریڈ کارڈ بن جائے گا۔ بس سر اتنی سی بات ہے۔ ویسے
میں نے اس خط میں نہ اپنا نام لکھا تھا نہ نواب مشرف مرزا کا اور نہ پاکیشیا کا لفظ
لکھا تھا ـــــ پھر جناب! اس کی کال بھی آگئی کہ اس نے خط جلا دیا ہے۔
یہ ہے جناب ساری بات ـــــ جناب! میں ہیکل سلیمانی کی قسم کھا کر کہتا
ہوں کہ میں نے ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں بولا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! ـــــ آپکا سابقہ ریکارڈ بے داغ ہے کرنل ڈیوڈ! ـــــ اس
لئے میں آپ کی بات پر یقین کر رہا ہوں۔ لیکن آپ کو اس قسم کا کام کرنا
نہیں چاہیئے۔ اور اب جبکہ یہ بات سامنے آگئی ہے کہ نواب مشرف مرزا کا
تعلق پاکیشیا سے ہے تو اب نہ صرف یہ کہ اُسے ریڈ کارڈ تو بہرحال جاری
دی نہیں سکتا لیکن اب مجھے اس کی نگرانی کی بھی ہدایات دینی پڑیں گی
ویسے موجودہ حالات میں آپ کا یہ قدم ہمارے ریڈ ٹارگٹ منصوبے کے خلاف
بھی جا سکتا ہے اب مجھے نئے سرے سے فارن سیل کو ہدایات دینا ہوں گی
کہ وہ پاکیشیا میں نواب مشرف مرزا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان کسی
رابطے کے ہونے یا نہ ہونے کی فوری رپورٹ کرے۔ بہرحال آپ آئندہ
محتاط رہیں اور ساتھ یہ بھی کہ اب احتیاطاً آپ اسرائیل میں داخل ہونے
والوں کی کڑی نگرانی شروع کرا دیں میں اس منصوبے کی تکمیل تک یہاں
کسی مشکوک آدمی کا سایہ بھی برداشت نہیں کرنا چاہتا" ـــــ صدر مملکت

کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

"وہ جناب میں نے جی۔ پی فائیو کو پہلے ہی الرٹ کر دیا ہے اب مزید سخت آرڈر دے دیتا ہوں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جواب دیا۔

"اوکے!ـــ میں ریڈ آرمی کو بھی آرڈر دے دیتا ہوں۔ وہ بھی اپنے طور پر نگرانی شروع کرا دیں" ـــــ صدر مملکت نے کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا کرنل ڈیوڈ نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور جیب سے رومال نکال کر چہرے پر پسینے کے قطرے پونچھنے لگا۔

"خوامخواہ اس نواب کو کال کر بیٹھا ـــ یہ تو مصیبت کھڑی ہو گئی تھی۔ بہرحال بلا ٹلی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے انتہائی سخت نگرانی کے احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔ ہدایات دے کر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"صدر صاحب تو مجھ سے بھی زیادہ عمران سے خائف ہیں ـــ کاش! یہ نواب ان دنوں پاکیشیا نہ جاتا ـــ اگر کہیں اس کا کوئی رابطہ اس شیطان عمران سے نکل آیا تو پھر میرا کورٹ مارشل یقینی ہو جائے گا" ـــ کرنل ڈیوڈ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا کرسی پہ بیٹھا ہوا بلیک زیرو احتراماً کھڑا ہو گیا۔

"آج بڑے دنوں بعد دانش منزل کیسے یاد آگئی عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار اب کیا کیا جائے ـــ ساری دانش بلکہ اس کی منزل پر تمہارا اکلوتا قبضہ ہے ـــ اس لئے جب دانش سے کھوپڑی خالی ہو جاتی ہے تو مجبوراً تمہاری خدمت میں حاضری دینی پڑتی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا تو خیال ہے کہ جب آپ یہاں آتے ہیں تو دانش ساتھ آتی ہے۔ ورنہ آپ کی عدم موجودگی میں تو یہ بیچاری خالی منزل ہی رہ جاتی ہے ـــ ویسے آج آپ بڑے مخصوص لباس میں ہیں ـــ کوئی خاص پروگرام ہے" ـــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"خاص پروگرام ہے بڑی مشکل سے یہ لباس بچا کر لایا ہوں ——— ورنہ آج شاید ننگا ہی سڑکوں پر دوڑنا پڑتا" ——— عمران نے کہا تو بلیک زیرو زور سے ہنس پڑا۔

"کیا ہوا ——— کیا کوئی خاص بات ہو گئی تھی" ——— بلیک زیرو نے پوری طرح دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی کو خودکشی سے بچانے کے لئے ایک محترمہ بے بی ٹوسکی سے واسطہ پڑ گیا تھا ——— خدا کی پناہ ——— اس بے بی نے تو مجھے ٹکٹی کا ناچ نچا دیا۔ پھر مجھے مجبوراً اُسے کاکروچ ڈانس سکھانا پڑا۔ تب ڈیڈی خودکشی سے بچ سکے" ——— عمران نے گول مول سا جواب دیا۔

"بے بی ٹوسکی ——— کاکروچ ڈانس ——— اور سر رحمان کی خودکشی ——— میں سمجھا نہیں" ——— بلیک زیرو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سمجھ جاتے تو دانش منزل پر قبضہ کر کے کیوں بیٹھے رہتے ——— پھر تفصیل بتاؤں گا۔ فی الحال تم میری ریڈ ڈائری لے آؤ اور ذرا تگڑی قسم کی بلیک کافی بھی بنا لانا ——— لیکن بلیک کافی ہو، بلیک زیرو نہ ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ریڈ ڈائری ——— لیکن وہ تو شاید اسرائیل سے متعلق ہے" ——— بلیک زیرو ریڈ ڈائری کا نام سن کر باقی سب کچھ بھول گیا تھا۔

"شاید نہیں ——— حقیقت میں ایسی ہی ہے ——— میں سوچ رہا ہوں کہ یہاں پڑے پڑے سب بور ہو رہے ہیں ——— کیوں نہ ایک ہفتہ تعطیلات منا آئیں اسرائیل میں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کچھ چھپا رہے ہیں" ——— بلیک زیرو سنجیدہ ہو گیا۔

"پہلے ڈائری تو لے آؤ ——— میرے خیال میں یہاں عورت جراثیم کش دوا مجھے خصوصی چھڑکاؤ کرانا پڑے گا ——— نجانے یہاں اکیلے رہتے رہتے یں عورتوں والے جراثیم کیوں سرایت کر جاتے ہیں" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بغیر کوئی جواب دیئے اُٹھ کر یزی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ریڈ ڈائری کی طلبی کی وجہ سے اس ے دماغ میں خاصے تگڑے قسم کے کیڑے کلبلانے لگے تھے۔

تھوڑی دیر بعد اس نے ایک پتلی سی سرخ جلد والی ڈائری لا کر ن کے سامنے رکھ دی۔

"آپ اسے دیکھیں ——— میں کافی بنا لاتا ہوں" ——— بلیک زیرو ے سنجیدہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

عمران نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا اور پھر ڈائری کھول کر اس کے صفحے پلٹنے لگا۔ ڈائری میں کچھ نام اور ان کے سامنے ٹیلیفون نمبر اور پتے ج تھے۔ کہیں کہیں طویل عبارتیں بھی تھیں۔ عمران خاموش بیٹھا صفحے پلٹتا رہا۔ اس کی نظریں کہیں چند لمحوں کے لئے رک جاتیں پھر وہ صفحے پلٹنے شروع کر دیتا۔

"یہ لیجئے ——— اسی لمحے بلیک زیرو کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اس ے بلیک کافی کا کپ عمران کے سامنے رکھ دیا تھا۔

"ارے اتنی جلدی ——— کمال ہے۔ اسے دانش منزل کی بجائے س ہوٹل کہنا چاہئے ——— بہر حال شکریہ" ——— عمران نے چونک کر مسکراتے ہوئے کہا پھر کپ اٹھا کر اس کی چسکیاں لینی شروع یں۔ لیکن اس کی نظریں مسلسل ڈائری کے صفحات پر جمی ہوئی تھیں۔

بلیک زیرو اب اپنی کرسی پر خاموش بیٹھا ہوا تھا ۔

کافی دیر تک ورق گردانی کے بعد عمران نے ایک طویل سانس لے کر ڈائری بند کر کے ایک طرف رکھ دی اور پھر کپ اٹھا کر مسلسل چسکیاں لینے لگا ۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ــــ میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ دانش کہیں سے کرایہ پر حاصل کی جائے" ــــ عمران نے کپ ایک طرف رکھتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا ۔

"آپ اگر مناسب سمجھیں تو مجھے کچھ بتا دیں ــــ شاید میری کند عقل کام آجائے" ــــ بلیک زیرو نے بڑے سنجیدہ مگر طنزیہ لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا ۔

"واقعی اب جراثیم کش سپرے ضروری ہو گیا ہے ــــ میرے خیال میں اب صرف ایک آنچ کی کسر رہ گئی ہے تمہارے عورت بننے میں ۔ وہی روٹھنے والا انداز ــــ وہی طنزیہ باتیں" ــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نہ چاہنے کے باوجود بھی بے اختیار ہنسنے پر مجبور ہو گیا ۔

"آخر آپ مجھ سے ہر بات کیوں چھپاتے ہیں" ــــ بلیک زیرو نے کہا ۔

"چھپانے کی کوئی بات نہیں طاہر ــــ بہرحال تم سُن لو" ــــ عمران نے کہا اور پھر اس نے نواب مشرف مرزا کے گھر جانے سے لیکر واپس آنے تک کے تمام واقعات مختصر طور پر بتا دیئے اور ساتھ ہی اپنے خدشات بھی ۔

"اوہ! ــ اب میں سمجھ گیا ــــ آپ چاہتے ہیں کہ معلوم کیا جائے کہ وہ کرنل ڈیوڈ ایک ہفتے میں کس نئے مشن پر کام کر رہا ہے" ــــ بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"شکر ہے تم سمجھ گئے ــــ اب بھی نہ سمجھتے تو میں کیا بگاڑ لیتا تمہارا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"آپ براہ راست کرنل ڈیوڈ سے کیوں نہیں پوچھ لیتے نواب مشرف مرزا کے لہجے میں بات کر کے" ــــ بلیک زیرو نے کہا ۔

"وہ دانش منزل کا مکین نہیں ہے اس لئے اس کی کھوپڑی میں بہرحال دانش کے کچھ نہ کچھ خلیات موجود ہیں ــــ تمہارا مطلب ہے جیسے وہ سپیشل ٹاپ سیکرٹ کہہ رہا ہے وہ فون پر اس کی تفصیل بتا دے گا ــــ بہت خوب" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے واقعی شرمندگی سے سر جھکا لیا ۔ اسے خود احساس ہو گیا تھا کہ اس کی تجویز خاصی احمقانہ ہے ۔

چند لمحے آپریشن روم میں خاموشی طاری رہی ۔ پھر اچانک بلیک زیرو چونک پڑا ۔

"عمران صاحب! ــ ایک بار آپ نے بتایا تھا کہ ایکریمیا کے محکمہ دفاع میں آپ کا کلاس فیلو جوناتھن اسرائیلی محکمہ دفاع میں ڈیپوٹیشن پر گیا ہوا ہے ــــ اگر وہ وہاں ہے تو کیا وہ نہیں بتا سکے گا" ــــ بلیک زیرو نے کہا ۔

"ارے وہ مارا ــ اب ہوئی ناں بات ــــ جوناتھن والی بات تو میرے ذہن میں ہی نہیں آئی تھی ــــ وہ واقعی وہیں ہے اس سے معلوم کیا جا سکتا ہے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

جلدی سے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا آپ براہ راست اسرائیل فون کر رہے ہیں" ——— بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"نہیں ——— ایکریمیا اس کی بیوی کو فون کر رہا ہوں ——— وہ محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً انتہائی اعلیٰ درجے کا زن مرید ہے۔ اس لئے اس کی بیوی کو اس کی مصروفیات کی رتی رتی بھر خبر رہتی ہے ——— اور اگر نہ بھی ہو تو اس سے اس کا فون نمبر تو معلوم ہو جائے گا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"ہیلو ——— مسز جوناتھن سے بات کرائیے" ——— عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی کہا۔

"میں مسز جوناتھن ہی بات کر رہی ہوں ——— کون صاحب بول رہے ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"ارے بھابھی جولین! ——— آپ ابھی تک مسز جوناتھن ہی ہیں ——— کمال ہے۔ آپ کو تو مستقل مزاجی اور صبر و تحمل کا عالمی ایوارڈ ملنا چاہیئے" عمران نے بڑے شوخ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— کہیں تم عمران تو نہیں ہو" ——— دوسری طرف سے بولنے والی نے چونک کر پوچھا۔

"اچھا ——— یعنی ابھی تک یادداشت بھی قائم ہے ——— کمال ہے ——— حد ہے ——— خوامخواہ مدر ٹریسا کو عالمی ایوارڈ دے دیا گیا" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ شیطان تم ——— تم کہاں غائب ہو گئے تھے ——— تم نے تو پچھلی وعدہ کیا تھا کر مل کر جاؤ گے۔ پھر تم خاموشی سے واپس چلے گئے" ——— دوسری طرف سے بولنے والی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ بھابھی دراصل آپ سے ملنے کے بعد کس کافر کا دل چاہتا ہے جانے کو ——— یہ تو وہ بدذوق جوناتھن ہے جو آپ کو چھوڑ کر سے تل ابیب میں پڑا ہے" ——— عمران نے جواب دیا اور اس بری طرح کھل کھلا کر ہنسی کہ آپریشن روم اس کی مترنم ہنسی سے اٹھا۔

"وہ نوکری کر رہا ہے ——— تمہاری طرح شہزادہ نہیں ہے کہ اسے مفت ملتی رہے" ——— جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نہہ نوکری ——— مجھے معلوم ہے وہ کیسی نوکری کر رہا ہے ——— میں رگ رگ سے واقف ہوں ——— بس خوش قسمت ہے کہ اسے جیسی سیدھی سادی اور بھولی بھالی بیوی مل گئی ہے" ——— عمران منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ——— مجھے سب معلوم ہے ——— ویسے پچھلے تین دنوں نے فون نہیں کیا ——— تین دن پہلے کہہ رہا تھا کہ وہ اب ایک کے لئے انتہائی مصروف رہے گا" ——— جولین نے جواب دیا عمران نے اس کے لہجے میں تشویش کا چھپا ہوا عنصر محسوس کر لیا تھا اور کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"آپ نے آنکھیں بند کر کے اس کی بات پر یقین کر لیا ——— واہ! کہتے ہیں عقلمندی ——— یعنی جانتے بوجھتے بھی کچھ نہ جاننا" ——— عمران

نے بات کو گھماتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ــــ تم کم از کم مجھے چکر نہیں دے سکتے ــــ تم جانتے تو ہو میری عادت کو ــــ جب تک میں اس کی بات کی پوری تصدیق دوسرے ذرائع سے نہ کر لوں، میں اعتبار نہیں کرتی ــــ اس لئے تم ان باتوں کو چھوڑو ــــ یہ بتاؤ کہ آج فون کیسے کیا" ــــ جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے اطلاع ملی تھی کہ جونا تھن آجکل تل ابیب کی ایک ویٹرس کے ساتھ چھٹیاں منا رہا ہے ــــ میں نے سوچا کہ شائد بھابھی جولین نے اس سے فراغت حاصل کر لی ہو تو میں امیدواروں میں نام درج کرا دوں"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آخر تمہیں بجز اس کرنے کے لئے میں ہی ملی ہوں ــــ تمہارے اپنے ملک میں کوئی لڑکی نہیں ہے" ــــ جولین نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

"میرے ملک میں لڑکیاں تو بہت ہیں۔ لیکن بھابھی جولین ایک بھی نہیں ہے ــــ اب بتایئے میں کیا کروں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بھابھی بھی کہتے ہو ــــ اور بری نظریں بھی رکھتے ہو۔ پورے شیطان ہو" ــــ جولین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بری نظریں ــــ کمال ہے۔ میری نظریں بری کیسے ہو سکتی ہیں ــــ میں نے تو آنکھوں پر نیکی کے کنٹکٹ لینز لگوا رکھے ہیں ــــ ویسے جب تک آپ مسز جوناتھن ہیں تو یقیناً بھابھی ہیں لیکن پھر ــــ" عمران نے

[illegible] جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"منہ دھو رکھو ــــ میں ہمیشہ مسز جوناتھن ہی رہوں گی۔ اور ہاں! [illegible]ویٹرس والی بات تمہیں کس نے بتائی ہے" ــــ جولین نے کہا۔

"چھوڑیں! ــــ جب آپ کو اعتبار ہے تو میں کیوں آپ کے اعتماد کو [illegible] پہنچاؤں" ــــ عمران نے بھی برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ــــ تم میری عادت جانتے ہو ــــ میں ابھی جہاز پر بیٹھ [illegible]بیب پہنچ جاؤں گی ــــ اور اگر تمہاری بات غلط نکلی تو پھر [illegible] کیا ہوگا ــــ میں وہاں سے سیدھی پاکیشیا آؤں گی اور جتنا میرا [illegible] خرچ ہوگا، اتنے جوتے ماروں گی" ــــ جولین نے کہا۔

"[illegible]ب آپ اتنی بھی تعلیم یافتہ نہیں ہیں ــــ کیا ہوا جو آپ کے پاس [illegible]ٹمس کی ماسٹر ڈگری ہے ــــ لیکن اتنی گنتی آپ کو یاد ہی نہیں رہ [illegible] ــــ ویسے بھابھی! ــــ آپ نے جو تصدیق کرائی تھی تو کیا پتہ چلا تھا کہ [illegible] ہفتے میں جوناتھن کی کیا مصروفیات ہیں" ــــ؟ عمران بات [illegible]تے تے اپنے اصل مطلب پر آ گیا۔

"مجھے اس کے ایک ساتھی نے بتایا تھا کہ آجکل وہ ولیسٹرن کارمن کے [illegible]شمندان ڈاکٹر لارنس کے ساتھ ایک خفیہ پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ [illegible] ہفتے کا ایسا کام ہے جس دوران اسے ایک مخصوص عمارت سے باہر [illegible] نے دیا جائے گا ــــ نہ کسی سے مل سکے گا اور نہ کسی کو کوئی فون [illegible] گا ــــ صرف وہ ہی نہیں۔ اس پراجیکٹ پر کام کرنے والا ہر [illegible] ــــ یہ پراجیکٹ صدر اسرائیل کی خصوصی ہدایات پر مکمل کیا جا رہا [illegible] ــــ ارے ہاں عمران! ــــ اب مجھے یاد آیا کہ اس نے بتایا تو

پراجیکٹ پاکیشیا کے خلاف ہے ۔۔۔ کوئی ریز ہیں جن سے پاکیش
کوئی اہم مرکز تباہ کیا جائے گا ۔۔۔ اس وقت تو مجھے خیال نہ آیا تھا،
مجھے یاد آگیا ہے کہ تم بھی تو پاکیشیا میں رہتے ہو" ۔۔۔ جولین نے با
کرتے کرتے چونک کر کہا۔

"اس نے پاکیشیا نہیں، کوئی اور ملک کہا ہوگا ۔۔۔ کیونکہ پاکیشیا تو انتہا
پسماندہ ملک ہے ۔۔۔ اس میں تو کوئی ایسا اہم مرکز نہیں جسے اسرا
جیسا دور دراز کا ملک تباہ کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرے
آپ بھول رہی ہیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے اس نے پاکیشیا کا ہی نام لیا تھا
بہرحال تم اس چکر کو چھوڑو ۔۔۔ یہ تو ملکوں کی آپس کی باتیں ہیں ۔۔۔
مجھے سچ سچ بتاؤ کہ کیا تمہاری اطلاع درست ہے" ۔۔۔؟ جول
نے کہا۔

"ارے بھابھی! ۔۔۔ میں تو آپ سے مذاق کر رہا تھا ورنہ بیچارے جوز
میں اتنا دم خم کہاں کہ وہ کسی ویٹرس کو آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکے" ۔۔۔
عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ آئندہ ایسا مذاق نہ کیا کرو۔ ورنہ میں ابھی سارے کام چھو
تل ابیب پہنچ جاتی ۔۔۔ اچھا اب بتاؤ کہ کیسے فون کیا تھا" ۔۔۔ ج
نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بس میں بیٹھا اپنے دوستوں کا البم دیکھ رہا تھا کہ جوناتھن اور آ
کی تصویریں سامنے آگئیں ۔۔۔ میں نے سوچا کہ شاید جوناتھن تل ابی
سے واپس آگیا ہو۔ اس لئے چلو گپ شپ ہی کر لیں" ۔۔۔ عمران

بات گول کرتے ہوئے کہا۔

"بس ایک ہفتے کے اس پراجیکٹ کے بعد وہ واپس آجائے گا" ۔۔۔
جولین نے جواب دیا۔

"ویسے یہ پراجیکٹ مکمل کہاں ہو رہا ہے ۔۔۔ کسی لیبارٹری میں ہو رہا
ہوگا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ تو مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ ظاہر ہے ایسا ہی ہوگا ۔۔۔ تم اپنی سناؤ۔
تم نے شادی کی ہے یا ابھی تک کنوارے ہی پھر رہے ہو" ۔۔۔؟ جولین
نے کہا۔

"فی الحال تو اُمید پر زندہ ہوں ۔۔۔ دیکھیں بھابھی جولین کب خالی جولین
کہلاتی ہیں ۔۔۔ اچھا خدا حافظ" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر جلدی سے رسیور
رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے عمران صاحب! ۔۔۔ واقعی آپ کے خدشات
درست ثابت ہوئے ہیں ۔۔۔ یہ پراجیکٹ پاکیشیا کے خلاف ہے۔
لیکن وہ کونسا مرکز تباہ کرنا چاہتے ہوں گے ۔۔۔ اور کس طرح کریں گے"۔
بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر لارنس کا نام سامنے آنے کے بعد اتنا تو میں دعوے کے ساتھ
کہہ سکتا ہوں کہ اس پراجیکٹ کا تعلق یقیناً خلائی سائنس سے ہوگا۔ کیونکہ
ویسٹرن کارمن کا ڈاکٹر لارنس خلائی دفاعی سائنس میں اتھارٹی کی حیثیت
رکھتا ہے۔ نسلاً یہودی ہے اس لئے اس نے یقیناً کوئی ایسی اہم ایجاد
کی ہے کہ اسرائیل نے اُسے طلب کر لیا ہوگا ۔۔۔ اب مجھے ویسٹرن کارمن
فون کرنا پڑے گا تاکہ جولین کی بات کی تصدیق ہو سکے" ۔۔۔ عمران نے

انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل ھاورڈ سے بات کرائیں ——— میں پاکیشیا سے چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو بول رہا ہوں" ——— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ——— ہولڈ آن کریں" ——— دوسری طرف سے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہیلو ——— کرنل ھاورڈ سپیکنگ" ——— چند لمحوں بعد رسیور پر ایک اور بھاری آواز سنائی دی۔ یہ ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔

"ایکسٹو چیف آف پاکیشیا سیکرٹ سروس سپیکنگ کرنل ھاورڈ ——— آپ کے ملک میں خلائی دفاعی سائنس پر ایک سائنسدان کام کر رہے ہیں ڈاکٹر لارنس ——— کیا ان سے ملاقات ہو سکتی ہے ——— میں نے ایک اہم سائنسی فارمولے پر ان سے کچھ گفتگو کرنی ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر ایکسٹو ! ——— ویری سوری ! ——— ڈاکٹر لارنس تو گذشتہ ڈیڑھ سال سے غائب ہیں ——— ڈیڑھ سال قبل وہ لیبارٹری سے اپنی شہری رہائش گاہ جا رہے تھے کہ راستے میں غائب ہو گئے ——— اور پھر ہماری ہزار کوششوں کے باوجود آج تک ان کا پتہ نہیں چل سکا ——— ایک اور سائنسدان ہیں وہ بھی ڈاکٹر لارنس کے ہم پلہ ہیں ڈاکٹر ریگزاک ——— اگر آپ ان سے

رابطہ قائم کرنا چاہیں تو میں بات کرا دوں ——— ویسے مسٹر ایکسٹو ! آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں ——— پھر یہ سائنسی فارمولے سے آپ کی دلچسپی" ——— کرنل ھاورڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ میرا ذاتی شغل ہے کرنل ھاورڈ ! ——— اوکے۔ تھینک یو" ——— عمران نے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"ڈاکٹر لارنس اسرائیل میں کام کر رہا ہے ——— ایکریمیا کی رہنے والی ایک عام عورت کو اس کا پتہ ہے ——— اور ولیسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا چیف کہہ رہا ہے کہ وہ گمشدہ ہے ——— یہ کیا مطلب ہوا" ——— ؟ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جولین عام عورت ہے اس لئے اسے پتہ بھی چل گیا ——— بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا پتہ عام لوگوں کو ہوتا ہے ——— لیکن خاص لوگ ان سے واقف نہیں ہو سکتے ——— یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ گمشدگی کا باقاعدہ ڈرامہ رچایا گیا ہو ——— بہرحال اب یہ بات طے ہے کہ اسرائیل ڈاکٹر لارنس کی مدد سے کوئی ایسا پراجیکٹ مکمل کر رہا ہے ——— جو ایک ہفتے میں مکمل ہو جائے گا ——— اور اس کا مقصد کسی قسم کی ریز سے پاکیشیا کا کوئی اہم مرکز تباہ کرنا ہے ——— اور جہاں تک نواب اشرف مرزا کو کرنل ڈیوڈ کے بھیجے ہوئے خط سے پتہ چلتا ہے - یہ مرکز یقیناً پاکیشیا کا ایٹمی ریسرچ مرکز ہے جو ہمیشہ اسرائیل اور کافرستان کی نظروں میں کھٹکتا رہتا ہے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کی۔

"تو پھر اب آپ کا کیا پروگرام ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے ہونٹ

کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"پروگرام ظاہر ہے ــــ اس پراجیکٹ کو مکمل ہونے سے پہلے ختم کرنا پڑے گا ــــ چاہے کچھ ہی کیوں نہ ہو جائے ــــ مجھے ایک بار ٹیم لے کر اسرائیل جانا ہو گا" ــــ عمران نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک ہفتہ تو بہت کم مدت ہے ــــ اسرائیل میں داخلے کی منصوبہ بندی میں ہی ایک ہفتہ گذر جائے گا" ــــ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ــــ اگر منصوبہ بندی کی جائے تو ــــ لیکن اب ہمارے پاس منصوبہ بندی کا وقت نہیں ہے اس لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی جائے گی بس ڈائریکٹ ایکشن ــــ اور پھر ہم نہیں یا پراجیکٹ نہیں" ــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ جوش سے تمتما رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ــــ اس صورت حال میں یہ صحیح فیصلہ ہے ــــ لیکن عمران صاحب! ــــ اس مشن پر میں خود بھی کام کروں گا۔ یہ میرا بھی فیصلہ ہے ــــ اور اگر آپ نے اسے تسلیم نہ کیا تو پھر میں خودکشی کر لوں گا"۔ بلیک زیرو نے باقاعدہ بچوں جیسی ضد کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

"مارے گئے ــــ بڑی مشکل سے ڈیڈی کو خودکشی سے بچایا تھا۔ اب تم خودکشی پر تل گئے ہو ــــ یار بلیک زیرو! ــــ کہیں ہمارے ملک میں خودکشی کا مرض وبائی صورت تو اختیار نہیں کر گیا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ اب میری بات کو مذاق میں نہ اڑائیں ــــ میں سنجیدہ ہوں

بلیک زیرو واقعی بے حد سنجیدہ تھا۔

"تو یہاں کون رہے گا ــــ ہو سکتا ہے ہمیں وہاں کتنا وقت لگ جائے ــــ اور وہاں نجانے کیا حالات پیش آئیں" ــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا آپ کا کام ہے ــــ آپ ایکسٹو ہیں ــــ بہر حال میں اس مشن میں ضرور حصہ لوں گا ــــ اور خالی خولی حصہ نہیں بلکہ بھرپور انداز میں" بلیک زیرو واقعی ضد پر اتر آیا تھا۔

"اوکے ــــ تم واقعی فارغ بیٹھے بیٹھے بور ہو چکے ہو ــــ ٹھیک ہے جولیا پیچھے رہے گی اور اس کی مدد کے لئے نعمانی۔ صدیقی۔ چوہان اور خاور کو ہم چھوڑ جائیں گے ــــ یہ لوگ پیچھے کسی بھی مسئلے کو سنبھال سکتے ہیں ــــ اور تم ایکریمیا میں ایکسٹو کے فارن ایجنٹ کے روپ میں ہمارے ساتھ اس مشن میں شامل ہو گے ــــ تم ہم سے پہلے ایکریمیا پہنچ جاؤ گے ہم تمہیں وہاں سے ساتھ لے لیں گے" ــــ عمران نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! ــــ آپ واقعی گریٹ ہیں۔ آپ بے فکر رہیں میں فارن ایجنٹ پامر کے روپ میں کوشش کروں گا کہ آپ کے اعتماد پر پورا اتروں" ــــ بلیک زیرو نے وفور مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے ــــ اب سنو! ــــ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں کو فوری طور پر تیار ہونے کا حکم دے دو ــــ ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا بھی ہمارے ساتھ جائیں گے میں اس دوران ضروری انتظامات کر لوں گا۔ ہم کل صبح کی فلائٹ

سے پہلے ایکریمیا جائیں گے اور پھر وہاں سے سیدھے تل ابیب ——
براہ راست اور سیدھا کام —— جو ہوگا دیکھا جائے گا —— تم آج
رات ایکریمیا چلے جانا" —— عمران نے کہا۔

"لیکن تل ابیب جاکر ہم نے کیا کرنا ہوگا" —— بلیک زیرو نے ہچکچاتے
ہوئے پوچھا۔

"یہاں سے گندے انڈے خرید کر لے جائیں گے —— سنا ہے وہاں
گندے انڈے اچھے بھاؤ بک جاتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کو بڑا منافع
ہوگا" —— عمران نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اٹھ کر بیرونی دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

بلیک زیرو نے شرمندگی سے ایک بار پھر سر جھکا لیا۔ وہ اب دل ہی
دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ آخر وہ کیوں اس طرح کی احمقانہ باتیں
شروع کر دیتا ہے۔ بہرحال چند لمحوں بعد اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا
اور جولیا کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"تو آپ مسز جوناتھن ہیں —— اور آپ کا کہنا ہے کہ آپ کا شوہر ایکریمیا
سے یہاں محکمہ دفاع میں ڈیپوٹیشن پر آیا ہوا ہے اور آپ اس سے ملنے
آئی ہیں" —— کرنل ڈیوڈ نے سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک بھرے بھرے
جسم والی خوبصورت ایکریمین عورت کو غور سے دیکھتے ہوئے چبا چبا کر بات
کرنے والے لہجے میں کہا۔ اُسے تھوڑی دیر پہلے اطلاع ملی تھی کہ ایکریمیا سے
آنے والی ایک عورت کو مشکوک سمجھ کر روک لیا گیا ہے اور اس نے یہ بیان
دیا ہے۔ اس پر اس نے اس عورت کو جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پہنچانے
کا حکم دیا تھا۔ وہ آجکل بے حد محتاط ہو گیا تھا۔ کیونکہ صدر مملکت نے نگرانی
کے انتہائی سخت ترین آرڈر دے رکھے تھے۔ اور اس عورت کے ہیڈ کوارٹر
پہنچنے کی اطلاع ملتے ہی وہ اپنے دفتر سے اٹھ کر اس خاص کمرے میں
گیا تھا جہاں اس عورت کو پہنچایا گیا تھا۔

"میں نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے —— اگر آپ کو یقین نہیں

آرہا تو آپ تصدیق کرا سکتے ہیں ــــ لیکن میں پہلے بھی اسرائیل آتی رہی ہوں ــــ آج سے پہلے تو میرے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا گیا" ــــ عورت نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

"پہلے آپ یقیناً پروگرام بنا کر آتی ہوں گی ــــ لیکن اب آپ اچانک آگئی ہیں اس لئے آپ کو مشکوک سمجھا گیا ہے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ساتھ کھڑے نائب سے ایک کاغذ لے کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ! تو یہ بات ہے ــــ لیکن جب کوئی عورت اپنے شوہر کی چوری پکڑنے آتے تو اسے اچانک ہی آنا پڑتا ہے" ــــ عورت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چوری پکڑنے کے لئے ــــ کیا مطلب" ــــ؟ کرنل ڈیوڈ چوری کا لفظ سنتے ہی بری طرح اچھل پڑا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ میرا شوہر یہاں کسی ویٹرس سے عشق لڑا رہا ہے ــــ میں اسے چیک کرنے آئی ہوں" ــــ عورت نے ہونٹ ــــ چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا! ــــ لیکن کس نے اطلاع دی تھی آپ کو ــــ؟ کرنل ڈیوڈ اب بات منہ سے لینے لگ گیا تھا۔

"کالے چور نے دی ہو ــــ آپ سے مطلب ــــ میری بات سن لیں۔ میں ایکریمیا کی معزز شہری ہوں ــــ کوئی سمگلر وغیرہ نہیں ہوں ــــ اس لئے آپ میرے ساتھ تمیز سے بات کریں" ــــ عورت نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"آپ جیسی عورت کے خاوند کو یقیناً کسی ویٹرس سے عشق کرنا ہی پڑتا

ہوگا ــــ جب آپ مجھے اتنا غصہ دکھا رہی ہیں تو اس غریب سے آپ کا سلوک کیسا ہوتا ہوگا" ــــ کرنل ڈیوڈ نے غصے کی بجائے ہنستے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ــــ آپ کو معزز عورتوں سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے" ــــ عورت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختی ہوئی کرسی سمیت نیچے فرش پر جا پڑی۔ کرنل ڈیوڈ کا زوردار تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا۔

"ڈیم فول ــــ بکواس کرتی ہے ــــ جانتی نہیں کہ میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے ــــ میں چاہوں تو تمہیں یہیں زندہ دفن کر دوں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے ــــ اب تم دیکھنا کہ میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں ــــ تم نے مجھے گالیاں دی ہیں ــــ مجھے گھٹیا عورت سمجھ رکھا ہے تم نے ــــ اب تم نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میرا شوہر اسرائیل کے صدر کے خاص پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اور میں اسرائیل کے صدر سے ابھی بات کرتی ہوں کہ میرا شوہر تو اسرائیل کے لئے کام کر رہا ہے اور اس کی بیوی کو گالیاں دی جاتی ہیں ــــ تھپڑ مارے جاتے ہیں" ــــ عورت نے فرش سے اٹھتے ہوئے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اسرائیل کے صدر کا خاص پراجیکٹ ــــ کیا مطلب! ــــ کیا کہنا چاہتی ہو تم" ــــ؟ کرنل ڈیوڈ اس عورت کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

" اب جو کچھ میں کہوں گی صدر سے کہوں گی —— تم میری صدر سے
بات کراؤ" —— عورت نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔
اسی لمحے پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ
نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔
" یس " —— کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔
" راجر بول رہا ہوں جناب! —— اس عورت مسز جوناتھن کے شوہر
جوناتھن کے بارے میں انکوائری کرائی گئی ہے —— یہ عورت درست
کہہ رہی ہے —— اس کا شوہر جوناتھن ایک سائنسدان ہے او
ایکریمیا سے ڈیپوٹیشن پر اسرائیل آیا ہوا ہے —— اور جناب! آجکل وہ
کسی اہم ترین پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے کوئی اس سے
نہ مل سکتا ہے —— اور نہ فون پر بات ہو سکتی ہے —— محکمہ دفاع
کے حکام نے کہا ہے کہ اس عورت کو سمجھا بجھا کر عزت سے واپس بھجوا دیا جائے
دوسری طرف سے تیز تیز لہجے میں جواب دیا گیا۔
" ٹھیک ہے" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ عورت جو
جولین تھی خاموش کھڑی تھی۔ اس کے گال پر کرنل ڈیوڈ کی انگلیوں کے
نشانات اُبھر آتے تھے۔
" تمہاری انکوائری مکمل ہو گئی ہے —— تم صحیح عورت ہو۔ اس لئے
تم واپس جا سکتی ہو —— لیکن پہلے تم مجھے یہ بتاؤ گی کہ تمہیں کیسے معلوم
ہوا کہ تمہارا شوہر اسرائیل کے کسی خاص پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے ——
کرنل ڈیوڈ نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے اسسٹنٹ
[illegible] کا اشارہ بھی کر دیا۔

" مجھے تین دن پہلے میرے شوہر نے خود فون پر بتایا تھا" —— جولین
نے ہونٹ کاٹتے ہوتے کہا۔
" پھر تم کیوں اُسے چیک کرنے اچانک آگئیں —— کیا تمہیں اپنے
شوہر پر اعتبار نہیں ہے" —— ؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔
" شوہر بہرحال مرد ہوتے ہیں —— اور مردوں پر اعتبار کرنا دنیا کی
سب سے بڑی حماقت سمجھی جاتی ہے" —— جولین نے ہونٹ کاٹتے
ہوئے جواب دیا۔ گو اسسٹنٹ کے کرسی سیدھی کرنے پر کرنل ڈیوڈ نے
اُسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا لیکن وہ کرسی پر نہ بیٹھی تھی ویسے
ہی کھڑی رہی تھی۔
" نجانے تم عورتوں کے دماغ میں کس نے یہ وہم بٹھا دیا ہے ——
بہرحال مجھے بتاؤ کہ تمہیں کس نے اطلاع دی تھی کہ وہ یہاں ویٹرس سے
عشق کر رہا ہے" —— ؟ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔
" کہا تو ہے کہ کالے چور نے بتایا تھا" —— جولین نے ایک بار پھر
غصیلے لہجے میں کہا۔
" احمق عورت! —— آخری بار کہہ رہا ہوں کہ میرے سوالوں کے ٹھیک
ٹھیک جواب دو —— ورنہ میں تمہاری ایک ایک ہڈی علیحدہ کر دونگا۔
میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے اور میں جی۔ پی فائیو کا چیف ہوں —— اسرائیل
کا صدر بھی مجھ سے ڈرتا ہے —— سمجھی" —— کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر
غصے سے بلبلا اٹھا۔
" میرے ایک دوست نے بتایا تھا" —— جولین نے ہونٹ کاٹتے
ہوتے کہا اس نے جوناتھن سے اس جی۔ پی فائیو کے ظلم کے کئی قصے سن

رکھے تھے اس لئے اس نے سوچا کہ اس سے اُلجھا نہ ہی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

"کون دوست ـــــ تفصیل بتاؤ۔ اور سنو! ـــــ غلط بیانی کر کے تم اپنے آپ کو پھنسوا لوگی ـــــ تم جو کچھ کہو گی ہم اس کی باقاعدہ تصدیق کریں گے ـــــ یہ ہمارا طریقہ کار ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن آخر تم اتنی انکوائری کیوں کر رہے ہو ـــــ میں کوئی مجرم تو نہیں ہوں ـــــ ایک معزز عورت ہوں" ـــــ جولین نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ سوچنا ہمارا کام ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں ـــــ تم صرف میرے سوالوں کا جواب دو" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے دوست کا نام علی عمران ہے اور وہ پاکیشیا میں رہتا ہے ـــــ وہ وہاں کے ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس کا اکلوتا لڑکا ہے ـــــ اس کا فلیٹ کنگ روڈ پر ہے ـــــ اور کچھ پوچھنا ہے ـــــ کر لو تصدیق" جولین نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ لیکن بات ختم کرتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑی۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں اس کے کانوں تک پھیل چکی تھیں اور اس کے چہرے پر ایسے آثار تھے جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑے گا۔

"ک ـــ ک ـــ کیا کہہ رہی ہو تم" ـــــ؟ کرنل ڈیوڈ نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"لیکن ابھی تو تم بڑے رعب سے بات کر رہے تھے ـــــ پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے ـــــ کیا تم علی عمران کو جانتے ہو" ـــــ جولین کے لہجے

بے پناہ حیرت تھی۔

"چھی طرح جانتا ہوں ـــــ وہ تمہارا کیسے دوست بن گیا ہے" ـــ؟ نل ڈیوڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میرے شوہر جوناتھن کا کلاس فیلو ہے ـــــ ان دونوں نے ٹھے ہی آکسفورڈ یونیورسٹی سے سائنس میں ڈی۔ ایس۔ سی کیا ہے ـــــ ب بھی ایکریمیا آتا ہے ہم سے ضرور ملتا ہے ـــــ لیکن تم اُسے ے جانتے ہو ـــــ اور پھر تم اس کا نام سنتے ہی خوفزدہ ہو گئے تھے کوئی دہشت پسند ہے ـــــ وہ تو ایک سیدھا سادا اور مسخری تیں کرنے والا نوجوان ہے" ـــــ جولین کے لہجے میں واقعی شدید ت تھی۔ وہ واقعی عمران کے اصل رُوپ سے واقف نہ تھی۔ وہ سے ایک ایسا لاڈلا نوجوان سمجھتی تھی جو باپ کی دولت پر شہزادوں طرح عیش کرتا پھرتا تھا لیکن یہاں جی۔ پی۔ فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ ے چہرے پر علی عمران کا نام سنتے ہی جو تاثرات پیدا ہوتے تھے اس نے اُسے واقعی چکرا دیا تھا۔

"وہ جو کچھ بھی ہے ـــــ وہ ہم جانتے ہیں ـــــ آپ اب پلیز پوری تفصیل سے بتائیں کہ آپ کی اس سے کیا بات ہوئی ـــــ کب بات ہوئی ـــــ اور اس نے آپ سے کیا کہا ـــــ اور آپ نے اس سے کہا ـــــ ایک ایک لفظ سوچ سمجھ کر بتائیے ـــــ علی عمران کا نام میان میں آ جانے کے بعد اب معاملہ بے حد سنگین ہو گیا ہے" ـــــ ل ڈیوڈ کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ لیکن ساتھ ہی وہ تم سے آپ پر آ گیا تھا۔

"معاملہ سنگین ہو گیا ہے ـــــ آخر آپ کیوں پہیلیاں بجھوا رہے ہیں"

"کیسا معاملہ ـــــ اور اس معاملے سے میرا کیا تعلق" ـــــ جولین ا
زیادہ اُلجھ گئی۔ اب وہ چونکہ کھڑے کھڑے تھک گئی تھی اور یہ کرنل
اس کی جان آسانی سے چھوڑتا نظر نہ آرہا تھا اس لئے مجبوراً وہ دوبارہ
کرسی پر بیٹھ گئی۔
"مسز جوناتھن! ـــ آپ کا شوہر واقعی ہمارے ملک کے
ایک اہم ترین پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ اس لئے اب آپ ہمارے
لئے معزز و محترم بن گئی ہیں ـــــ لیکن یہ پراجیکٹ انتہائی اہم ہونے
کے ساتھ ساتھ انتہائی خفیہ بھی ہے ـــــ اور پاکیشیا کے علی عمران
نے ہمیں دھمکی دی دی ہے کہ وہ اس پراجیکٹ کو تباہ کر دے گا۔
آپ اسے نہیں جانتیں ـــــ وہ ایک مشہور سیکرٹ ایجنٹ ہے ا
اسرائیل کے ساتھ اس کی دشمنی ذاتی حدود تک پہنچ گئی ہے اس لئے
اب جب کہ اس عمران کا نام سامنے آگیا ہے اور اس نے آپ سے
غلط بیانی کی ہے ـــــ تو ہمارا اس کے اصل مقصد تک پہنچنا انتہائی
ضروری ہے ـــــ یہ تفصیل میں نے اس لئے بتا دی ہے تاکہ آپ
ہمارے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوئے پوری تفصیلات بتا دیں۔
ویسے میں اپنے تھپڑ کے لئے آپ سے معذرت خواہ ہوں" ـــ کرنل
ڈیوڈ کا لہجہ یکسر بدل گیا تھا۔
"وہ مشہور سیکرٹ ایجنٹ ہے ـــــ وہ احمق سا نوجوان ـــــ
بہرحال ہوگا مجھے کیا ـــــ میں آپ کو تفصیل بتا دیتی ہوں" ـــــ
جولین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے عمران سے فون
ہونے والی تمام تفصیلات بتا دیں۔ کرنل ڈیوڈ کرید کرید کر پوچھتا رہا

ـر کے ایک ایک لفظ بتاتی رہی۔
"تو آپ کو اس عمران کی بات پر یقین نہ آیا تھا کہ اس نے مذاق کیا ہے۔
اور آپ تحقیقات کے لئے خود چلی آئیں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ساری
تفصیلات پوچھ لینے کے بعد کہا۔
"اس نے فون کرنے کا کوئی واضح مقصد نہ بتایا تھا۔ بس اس بات پر
میں ٹھٹک گئی اور مجھے شک پڑ گیا کہ ہو سکتا ہے اُسے صحیح اطلاع ملی ہو۔
وہ اس نے پہلے تو ہمدردی کے طور پر مجھے بتایا ہو۔ لیکن پھر اُسے ٹال گیا
ہو۔ اس لئے میں سارے کام چھوڑ کر یہاں آگئی" ـــــ جولین نے
جواب دیا۔
"تو آپ نے عمران کو بتا دیا کہ یہ پراجیکٹ پاکیشیا کے خلاف ہے اور
ریز سے تباہ کیا جائے گا ـــــ اور ڈاکٹر لارنس اس پراجیکٹ پر کام
کر رہا ہے ـــــ آپ نے اسرائیل پر نادانستگی میں بے حد ظلم کیا ہے۔
بہرحال اس میں آپ کا تصور نہ تھا ـــــ اور ہم کبھی سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ
جس پراجیکٹ کو اس قدر خفیہ رکھا جا رہا ہے اس کی اہم باتوں سے آپ
جیسی عام عورت واقف ہے ـــــ مجھے اب صدر صاحب سے براہ راست
بات کرنی پڑے گی" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر ٹیلیفون کا رسیور
اٹھا لیا۔
"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے پوچھا۔
"پریذیڈنٹ ہاؤس کال ملاؤ ـــــ صدر صاحب سے میں براہ راست
بات کرنا چاہتا ہوں ـــــ موسٹ ایمرجنسی بات ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ
نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ عمران ایسا آدمی ہے" ——— جولین نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اب وہ اس وقت کو کوس رہی تھی جب وہ یہاں آئی تھی لیکن ظاہر ہے اب وہ اس عجیب و غریب چکر میں ملوث ہو گئی تھی اس لیے مجبور تھی۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"چند منٹ بعد پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجیے گا" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا وہ رسیور اٹھائے خاموش بیٹھا رہا۔

"ہیلو ——— پی۔ اے ٹو پریذیڈنٹ" ——— چند لمحوں بعد صدر کے پی۔ اے کی آواز رسیور پر ابھری۔

"یس ——— میں کرنل ڈیوڈ اٹنڈ کر رہا ہوں" ——— کرنل ڈیوڈ نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجیے" ——— پی۔ اے نے کہا اور دوسرے لمحے صدر مملکت کی آواز رسیور پر ابھری۔

"کیا بات ہے کرنل ڈیوڈ! ——— کیوں براہ راست کال کی ہے" ——— صدر کے لہجے میں ہلکی سی ناخوشگواری تھی۔

"سر ——— ریڈ ٹارگٹ کے سلسلے میں ایک اہم ترین انکشاف ہوا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر مسز جزامین کی آمد سے لے کر اب تک اس کے ساتھ ہونے والی تمام گفتگو اس نے تفصیل سے دوہرا دی۔ سوائے تھپڑ مارنے اور گالیاں دینے والی بات کے ظاہر

ہے وہ یہ بات صدر کو کیسے بتا سکتا تھا۔

"اوہ! ——— ویری بیڈ ——— اس کا مطلب ہے کہ اس عمران کو اس پراجیکٹ کے بارے میں تفصیل کا علم ہو گیا ہے ——— ویری بیڈ نیوز" ——— صدر نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"سر ——— آپ بے فکر رہیں ——— عمران اس بار اگر آیا بھی تو اس کی لاش بھی واپس نہ جا سکے گی" ——— کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہر بار تم لوگ یہی فقرے کہتے رہتے ہو ——— اور ہر بار وہ اسرائیل کو بے پناہ نقصان پہنچا کر کامیاب لوٹ جاتا ہے ——— اب مجھے تم لوگوں پر قطعاً اعتبار نہیں رہا" ——— صدر مملکت نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرتے ہوئے ہونٹ چبا رہے ہوں۔

"جناب! ——— اب تک اتفاقاً وہ کامیاب ہوتا رہا ہے ——— ورنہ یہ کوئی بات نہیں جناب! ——— کہ وہ ہر بار کامیاب ہو جاتے" ——— کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی ان کی بات کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اب اور ہو بھی کیا سکتا ہے ——— دو ہی صورتیں ہیں ——— ایک تو یہ کہ اس پراجیکٹ کو ختم کر دیا جائے جو اب ناممکن ہے کیونکہ اس پراجیکٹ پر اسرائیل بے پناہ رقم بھی خرچ کر چکا ہے اور کام بھی کر چکا ہے ——— اس لئے اب ہم اس موقع پر جب پراجیکٹ مکمل ہونے میں صرف چند روز باقی رہ گئے ہیں صرف اس خوف سے کہ عمران کو اس پراجیکٹ کا علم ہو گیا ہے، پیچھے نہیں ہٹ سکتے ——— اس لئے دوسری صورت یہی رہ گئی ہے کہ اگر عمران اس پراجیکٹ کو ختم کرنے

کے لئے آئے تو اس کا خاتمہ ہر صورت میں کر دیا جائے" ——— صدر
مملکت کا لہجہ اُلجھا ہوا تھا۔
"یس سر ——— آپ بے فکر رہیں سر ——— اس بار ہم اپنی جان کی
بازی لگا کر اس کا خاتمہ کر دیں گے ——— آپ بالکل بے فکر رہیں سر"
کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔
"بالکل ٹھیک ——— اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر اس بار
عمران کامیاب ہو گیا تو آپ واقعی جان کی بازی ہار جائیں گے ———
آپ کو اور کرنل فرانک دونوں کو گولی مار دی جائے گی ——— اور سُن لو
کہ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے ——— اس فیصلے میں کوئی تبدیلی یا نظر ثانی نہیں
ہو گی ——— پہلے میں نے سوچا تھا کہ تم دونوں کو ہٹا کر اسرائیل کی
دوسری خفیہ تنظیموں کو تمہاری جگہ آگے لایا جائے ——— لیکن پھر میں
نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا ہے کہ ان کی نسبت تم دونوں عمران سے
زیادہ واقف ہو ——— وہ نئے ہوں گے ——— اس لئے ہو سکتا ہے وہ
عمران کے حربوں کو نہ سمجھ سکیں ——— چنانچہ ریڈ اسکوائر کی حفاظت
جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کی ذمہ داری ہو گی ——— تم دونوں جو چاہو
انتظام کرو۔ اس سے مجھے کوئی غرض نہیں ——— میں صرف اتنا
چاہتا ہوں کہ ریڈ ٹارگٹ مکمل ہونے میں کوئی رکاوٹ نہ پڑے ———
ویسے دونوں کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم ریڈ اسکوائر میں مشن کو
پہنچنے سے پہلے اس عمران کو پکڑ لو" ——— صدر مملکت نے انتہائی
تیز لہجے میں کہا۔
"بہتر سر! ——— اگر عمران نے اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کی

...لازماً پکڑا جائے گا سر ——— آپ بے فکر رہیں سر" ——— کرنل
...نے جواب دیا۔
"جہاں تک میں عمران کی فطرت کو سمجھتا ہوں ——— وہ لازماً اس
...ٹ کو تباہ کرنے آئے گا ——— اور چونکہ اب اس کے پاس
...ت کم ہو گا بلکہ نہ ہونے کے برابر ہو گا۔ اس لئے وہ اس بار یقیناً ڈائریکٹ
...ن کرنے کی کوشش کرے گا ——— ایسی صورت میں اس کا پکڑا
...نا زیادہ آسان ہو گا۔ اس لئے اس بار اُسے واپس نہیں جانا چاہیے۔
...نہ دوسری صورت میں میں اپنے فیصلے پر عملدرآمد کرانے پر مجبور ہوں گا"
...نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"یس سر" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔
"اوکے ——— اور کوئی بات" ——— صدر مملکت نے خشک لہجے
...ں کہا۔
"جناب! ——— یہ مسز جوناتھن کے بارے میں کیا حکم ہے" ———؟
...ل ڈیوڈ نے کہا۔
"یہ عام عورت ہے ——— اب یہ اتفاق تھا کہ اس کے تعلقات عمران
...ے تھے ——— اور پھر اس کا شوہر بھی ہمارے لئے کام کر رہا ہے۔
...لئے تم اسے جہاز پر سوار کرا کر واپس بھجوا دو" ——— صدر مملکت
...نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک
...یل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔
"تم نے سُن لیا مسز جوناتھن! ——— تمہاری ذرا سی حماقت نے کیا گل
...ئے ہیں ——— صدر مملکت نے تم پر مہربانی کی ہے کہ تمہیں زندہ واپس

بھیجنے کے احکامات دے دیئے ہیں —— لیکن ایک بات بتا دوں
ایکریمیا میں بھی ہماری خفیہ آنکھیں مسلسل تمہاری نگرانی کرتی رہیں گی۔
اگر تم نے وہاں اپنے ساتھی سے بھی اب اس پراجیکٹ یا ہمارے درمیان ہ
والی گفتگو کا ذکر کیا تو تمہارے جسم میں دوسرے لمحے سینکڑوں سوراخ ہو جا
گے" —— کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں —— آپ بے فکر رہیں۔ میں محتاط رہوں گی" ——
جولیانا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے وہ اب دل ہی دل میں سو
رہی تھی کہ جسے وہ عام سا مسخرہ سمجھتی تھی وہ تو اس قدر اہم شخصیت ہے
اسرائیل جیسے ملک کا صدر بھی اس سے خوفزدہ ہے۔ لیکن اس نے اپ
خیالات کا اظہار نہ کیا۔

"میرے ساتھ آؤ اور اپنے سامنے ایکریمیا جانے والے جہاز
سوار کرا دو —— اس وقت [illegible] ہے جو
پرواز کر جائے گا" —— کرنل ڈیوڈ نے اپنے [illegible] سے مخاطب ہو کر
کہا اور پھر خود اٹھ کر [illegible] سے بیرونی دروازے سے باہر نکل گیا۔

قبرص کے دارالحکومت نکوشیا کے شاندار فائیو سٹار ہوٹل کے ایک
یں اس وقت عمران اور اس کے سارے ساتھی موجود تھے وہ سب
کے مقامی باشندوں کے میک اپ میں تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں
ت پاکیشیا سے سمگلروں کی خفیہ لانچوں کے ذریعے پہلے کافرستان گیا
ہاں سے وہ نئے میک اپ میں بین الاقوامی پرواز کے ذریعے
پہنچے اور ایک بار پھر وہاں سے انہوں نے میک اپ تبدیل کئے
ص کے مقامی باشندوں کے میک اپ میں ایک پرواز کے ذریعے
قبرص کے دارالحکومت نکوشیا پہنچ گئے۔ پہلے عمران کا پروگرام
ے براہ راست ایکریمیا پہنچنے کا تھا اور پھر وہ ایکریمیا سے اسرائیل
تھا لیکن بعد ازاں اس نے پروگرام بدل دیا۔ بلیک زیرو کو اس نے
پہلے بھجوا دیا تھا اس لئے کافرستان پہنچنے کے بعد بلیک زیرو ان کے
آ ملا تھا اور عمران نے اپنے ساتھیوں سے اس کا تعارف یہ کہہ کر
تھی کہ اس کا نام راشد ڈار ہے اور وہ کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس

کا مقامی ایجنٹ ہے۔ چنانچہ بلیک زیرو اب راشد ڈار کے میک اَپ
ان کے ہمراہ تھا۔ اس سے پہلے بلیک زیرو جب بھی ٹیم میں شامل
تھا تو وہ اپنے آپ کو ہمیشہ لئے دیئے رکھتا تھا لیکن اس بار اس
اپنی پالیسی بدل دی تھی اور اب وہ ٹیم کے تمام ممبروں کے ساتھ
طرح گھل مل گیا تھا اور اس کے شوخ اور دلچسپ فقروں نے
ساتھیوں کو ذہنی طور پر اس کے قریب کر دیا تھا۔ بلیک زیرو نے
آپ کو ایک شوخ طبیعت اور کھلنڈرے نوجوان کے طور پر متعارف
تھا۔ اس نے ساتھیوں کو بتایا تھا کہ وہ کافرستان کی ملٹری انٹیلی جنس
ڈیسک ورک کرتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس کے زیادہ تر رشتہ دار پاکیشیا
میں رہتے ہیں اس لئے ذہنی طور پر وہ کافرستان کی نسبت پاکیشیا
اچھا سمجھتا تھا اور پھر اس نے پاکیشیا کی ملٹری انٹیلی جنس کو کافرستان
ایک اہم راز سپلائی کر دیا جس کے بارے میں کافرستان کے حکام کو
پڑ گیا تھا۔ انہوں نے انکوائری کی لیکن وہ کوئی ثبوت حاصل نہ کر سکے
اس لئے میرا کورٹ مارشل تو نہ ہوا، البتہ انہوں نے مجھے سروس سے
کر دیا۔ چونکہ میں صرف ڈیسک ورک کرتا تھا اس لئے انہوں نے
میری نگرانی بھی نہ کی اور پھر میں آوارہ گردی کرتے ہوئے مسٹر ناٹران
سے ٹکرا گیا اور مسٹر ناٹران کے ساتھ کام کرنے لگا اور اس کے بعد ا...
کیس میں عمران کے ساتھ بھی میں نے کام کیا تھا اور عمران صاحب کو میں
پسند آ گیا تھا اس لئے اس مشن میں عمران صاحب نے مجھے ساتھ شامل
کر لیا ہے۔ اس طرح اس نے ایک کہانی بنا کر سب کو مطمئن کر دیا
ویسے وہ سب ایکسٹو کے انتظامات کے دل ہی میں قائل ہو گئے

...پاکیشیا سے روانہ ہونے سے لے کر اس فائیو سٹار ہوٹل تک وہ مسلسل
...تے رہے تھے اور ہر جگہ ان کے کاغذات پہلے سے تیار تھے۔
...ن کے ساتھ بلیک زیرو کے علاوہ ٹیم میں سے صرف کیپٹن شکیل،
...ور تنویر شامل تھے۔ جب کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو بھی عمران
...ساتھ لایا تھا۔ جوزف اور جوانا پر بھی عمران نے میک اپ کیا تھا۔ وہ
...بھی اس وقت قبرصی باشندوں کے میک اپ میں تھے البتہ ان کے
...ڈول بہرحال اسی طرح تھے کیونکہ رنگ اور ناک نقشہ تو بدلا جا سکتا
...ڈیل ڈول نہ بدلا جا سکتا تھا۔

عمران یہاں پہنچنے کے بعد کافی دیر تک غائب رہا تھا اور ابھی تھوڑی
...پہلے واپس آیا تھا اور واپس آنے کے بعد بھی وہ مسلسل مختلف لوگوں
...ٹیلیفون کرنے میں مصروف رہا تھا اس لئے باقی ساتھی خاموش بیٹھے
...ے تھے۔

"ہاں تو مہربانو! ۔۔۔ قدردانو! ۔۔۔ آپ سب نے اب تک کل کتنی
...کھیاں ماری ہیں خاموش بیٹھے بیٹھے" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی
...تھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ ہم تو مکھیاں مارتے رہے اور آپ مکھیاں نگلتے
...ہے" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ مسئلہ تو غلط ہو گیا ۔۔۔ مری ہوئی مکھیاں نہیں نگلی جاتیں۔
...مکھیاں نگلی جاتی ہیں ۔۔۔ اس لئے آپ سب حلق میں انگلیاں
...ہیں اور جتنی مری ہوئی مکھیاں نگلی ہیں سب باہر نکال دیجئے ۔۔۔ یہاں
...ڈل انتظامیہ کو آرڈر دے دیتا ہوں۔ وہ آپ کو زندہ مکھیاں سپلائی

کر دیں گے تاکہ آپ اپنا شغل جاری رکھ سکیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو اس کے اس خوبصورت جوا
جھینپنے پر مجبور ہو گیا۔

"عمران صاحب!۔۔۔۔ آپ نے ابھی تک کوئی پروگرام نہیں بتایا۔
یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ اس بار ہمیں قبرصی باشندوں کے روپ
تل ابیب میں داخل ہونا ہو گا۔۔۔۔۔ لیکن وہاں پہنچ کر ہم نے کیا
ہے"۔۔۔۔۔ صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تل ابیب کے ایئرپورٹ پر اترتے ہی ہم مشین گنیں بغلوں سے
گے اور پھر انہیں مسلسل چلاتے ہوئے سیدھے پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ
گے۔۔۔۔۔ وہاں پریذیڈنٹ کو گولی مار کر اسی طرح واپس ایئرپور
اور وہاں سے یہاں آکر اطمینان سے مکھی ڈش کھائیں گے"۔۔۔۔۔
نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"آپ مذاق چھوڑیں۔ سیدھی بات کریں۔۔۔۔۔ ایکسٹو نے اس
کے متعلق جس قدر ہمیں بریف کیا ہے اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ
پاس انتہائی کم وقت ہو گا۔۔۔۔۔ لیکن ہم نے اس کم وقت میں کر
ہے۔۔۔ آخر کوئی لائحہ عمل تو آپ کے ذہن میں بھی ہو گا"۔۔۔۔
نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے کبھی اس نے بتایا ہے کچھ۔۔۔۔ جواب بتائے گا۔۔۔۔
خوامخواہ اپنا دماغ کھپا رہے ہو"۔۔۔۔۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے
"نہیں۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ مشن انتہائی اہم اور خطر
ہے۔ اس لئے ہمیں اس بارے میں پوری تفصیلات کا علم ہونا چاہ

صفدر نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے صفدر!۔۔۔۔۔ مشن واقعی انتہائی اہم اور
خطرناک ہے۔۔۔۔ ہم یہاں تک پہنچ تو گئے ہیں۔ یہ نیا راستہ میں نے اس
لئے منتخب کیا ہے کہ قبرص اور اسرائیل کے تعلقات بے حد دوستانہ ہیں۔
اس لئے قبرصی باشندوں کے لئے اسرائیلی حکام اور عوام کے دلوں میں فاصلا
نرم گوشہ موجود ہے اور کوئی لمبا راستہ اختیار کرنے کے لئے میرے پاس
وقت بھی نہیں ہے۔۔۔۔۔ دوسری بات یہ کہ اس بار اس مشن کا
براہ راست تعلق پاکیشیا سے ہے۔ اس لئے میں اس مشن میں فلسطینی
تنظیموں کو شامل نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔ ویسے بھی جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی
والوں نے فلسطینیوں پر کڑی نگرانی کا انتظام کر رکھا ہو گا۔۔۔۔۔ لیکن
اصل مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک یہ پتہ نہیں چل رہا کہ یہ پراجیکٹ کہاں
قائم ہوا ہے۔۔۔۔ جب تک اس جگہ کا حتمی پتہ نہ چل جائے ہمارا
تل ابیب جانا فضول ہو گا"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ تو درست ہے۔۔۔۔ لیکن اس بات کا کیسے پتہ چلے گا"۔۔۔۔؟
صفدر نے جواب دیا۔

"مجھے پتہ چلا ہے کہ اسرائیل کے پریذیڈنٹ ہاؤس میں ایک قبرصی ملازم
ہے وہ وہاں جائنٹ سیکرٹری ہے۔۔۔۔۔ اور جائنٹ سیکرٹری ایسا
عہدہ ہوتا ہے جو اہم ترین ملکی رازوں سے باخبر ہوتا ہے۔۔۔۔۔ میں
اس آدمی کے مکمل کوائف حاصل کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے ذریعے
اس پراجیکٹ کے اصل سپاٹ تک پہنچا جا سکے"۔۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیا۔

"ایسا نہ ہو کہ ان کوائف کا پتہ کرنے میں دیر ہو جائے اور ادھر لوگ پراجیکٹ ہی مکمل کر لیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے بات کرتے ہوئے

"نہیں ـــــ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے تک اس بات کا حتمی پتہ چل جائے گا ـــــ اور اگر پتہ نہ چلا، تب بھی شام کی فلائٹس سے میں نے تل ابیب کے لئے سیٹیں بک کرا دی ہیں۔ ہم بہرحال شام کو تل ابیب روانہ ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ـــــ ہمیں وہاں اسلحے کی ضرورت تو پڑے گی لیکن ظاہر ہے ہم ساتھ کوئی اسلحہ نہیں لے جا سکتے۔ اس کے لئے کیا پلاننگ کی گئی ہے" ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"یہاں سے دو چار حسین عورتیں ساتھ لے جائیں گے ـــــ میرے خیال میں اتنا اسلحہ ہی کافی رہے گا۔ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور بلیک زیرو کے ساتھ ساتھ باقی سب ممبرز بھی ہنس پڑے۔

"ماسٹر! ـــــ اسلحے والا مسئلہ میں حل کر سکتا ہوں ـــــ جب میں ماسٹر کلرز میں تھا تو میں اکثر تل ابیب آتا جاتا رہتا تھا۔ وہاں میرا ایک نجی دوست ہے جو ویسے تو پکا یہودی ہے لیکن اگر اسے بھاری رقم ادا کر دی جائے تو وہ نہ صرف ہمارے لئے محفوظ پناہ گاہ کا بندوبست کر سکتا ہے ـــــ بلکہ کاریں اور ضروری اسلحہ بھی مہیا کر سکتا ہے" ـــــ جوانا نے کہا۔

"لیکن اگر اس نے ساتھ ہی مخبری بھی کر دی تب" ـــــ؟ عمران نے

مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ـــــ میں اس کی فطرت سے اچھی طرح واقف ہوں ـــــ وہ مر تو سکتا ہے لیکن یہ کام نہیں کر سکتا" ـــــ جوانا نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"او کے ـــــ اگر ایسی بات ہے تب تو تم نے واقعی میرا ایک بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے ـــــ ورنہ نجانے مجھے ان انتظامات کے لئے مزید کتنے پاپڑ بیلنے پڑتے ـــــ لیکن اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اب اصل شکل میں ساتھ لے جانا پڑے گا۔ ورنہ وہ یہودی لامحالہ بدک جائے گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! ـــــ ایکریمیا میں کالے لوگوں کی خاصی اکثریت ہے۔ اس لئے میں اور جوزف اگر اصل شکل میں بھی وہاں جائیں تو کسی نے شک نہیں کرنا ـــــ اسرائیل میں بھی ایکریمیا سے کالے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں یہ وہاں کے لئے معمول کی بات ہے ـــــ اور پھر ہم دونوں آپ کے ساتھ پہلے کبھی اسرائیل نہیں گئے اس لئے ہماری وجہ سے آپ پہچانے بھی نہیں جا سکتے" ـــــ جوانا نے جواب دیا۔

"لیکن ایسا نہ ہو کہ تمہارا قبرصی میک اپ اترنے کے ساتھ ساتھ تمہاری عقل میں آجانے والی روشنی بھی ساتھ ہی غائب ہو جائے" ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور جوانا کے ساتھ ساتھ باقی سب ممبران بھی ہنس پڑے۔

"ماسٹر! ـــــ میری عقل سے آپ بے فکر رہیں ـــــ اتنی عقل مجھ میں ہے کہ میں آپ کو مشورہ دے سکتا ہوں" ـــــ جوانا نے ہنستے

ہنس دیا۔

"اور کیا ۔۔۔ پھر مجھے تمہارے لئے کاغذات بنوانا پڑیں گے"

"ٹھیک ہے آؤ ۔۔۔ تم دونوں کا میک اپ صاف کر دوں ۔۔۔
اب تم دونوں اپنی اصل شکلوں میں ہی ساتھ جاؤ گے" ۔۔۔ عمران نے
کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور جوانا بھی مسکراتا ہوا کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا

تل ابیب کے شمال مشرق میں واقع ایک بازار نوادرات کی دکانوں
کے لئے بے حد مشہور تھا۔ یہاں کی دکانوں پر واقعی ایسی نادر چیزیں مل
جاتی تھیں جنہیں صحیح معنوں میں نوادرات کہا جا سکتا تھا اس بازار کا نام
البرٹ سٹریٹ تھا۔ اور البرٹ سٹریٹ میں سب سے بڑی دکان شاٹیک
ہاؤس تھی جو ہر وقت نوادرات کے شوقین لوگوں سے بھری رہتی تھی
شاٹیک ہاؤس کا مالک شاپور تھا جس کا شمار نہ صرف تل ابیب کے
امیر ترین افراد میں ہوتا تھا بلکہ شاپور کے تعلقات اسرائیل کے اعلیٰ ترین
حکام سے بھی بے حد خوشگوار تھے وہ اسرائیل کے ساتھ ساتھ ایکریمیا
کا شہریت بھی رکھتا تھا ۔ اس لئے ایکریمیا میں اس کا آنا جانا رہتا تھا۔
اس کا نوادرات کا بزنس بے حد کامیاب تھا اس نے پوری دنیا میں
اپنے ایجنٹ چھوڑ رکھے تھے جو وہاں سے نوادرات کوڑیوں کے مول
خرید کر اسے بھیجتے رہتے اور وہ ایکریمیا اور اسرائیل میں انہیں سونے

سے بھی زیادہ مہنگے داموں فروخت کرتا رہتا تھا۔ ایکریمیا کی معروف ترین انٹیلٹن سٹریٹ میں بھی اس کا نوادرات کا بہت بڑا سٹور تھا لیکن وہاں کا سارا انتظام اس کے بیٹے کے سپرد تھا۔ شاپور مستقل طور پر اسرائیل میں ہی رہتا تھا البتہ انتظامی معاملات کے سلسلے میں اُسے اکثر ایکریمیا کے سٹور میں بھی جانا پڑتا تھا۔

اس وقت شاپور سٹور کے پیچھے بنے ہوئے اپنے انتہائی شاندار اور آرام دہ دفتر میں بیٹھا ایک قدیم اور خوبصورت صراحی کو سامنے رکھے غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بھاری جسم کا مالک تھا اور اس کی توند بھی خاصی باہر کو نکلی ہوئی تھی لیکن اس کے جسم کی نسبت، اس کا چہرہ بالکل کسی بچے کی طرح چھوٹا تھا۔ اس کے چہرے پر بچوں جیسی معصومیت ہر وقت طاری رہتی تھی، لیکن اس کی چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں کسی کوبرے سانپ جیسی چمک تھی اور یہی چمک بتاتی تھی کہ وہ کاروباری معاملات میں بیحد ہوشیار اور عیار واقع ہوا ہے۔ یہی شاپور تھا جس کا ذکر جوانا نے عمران سے کیا تھا۔

شاپور کی زندگی کا ایک دوسرا رخ بھی تھا جس سے بہت کم لوگ واقف تھے وہ ناجائز اسلحے کا بھی بہت بڑا سمگلر تھا لیکن اس نے اس کاروبار کو اس قدر خفیہ رکھا ہوا تھا کہ بظاہر کوئی بھی اس کی زندگی کے اس رُخ سے واقف نہ تھا۔ سب اُسے نوادرات کا بہت بڑا بیوپاری ہی سمجھتے تھے۔

شاپور صراحی کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ دفتر کا دروازہ کھلا اور ایک

نوجوان اندر داخل ہوا

"سر! ——— دو صاحب آپ سے ذاتی طور پر ملنا چاہتے ہیں" ——— نوجوان نے اندر آتے ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں! ——— کیا کسی نوادر کی قیمت میں کمی کرانا چاہتے ہیں" ——— شاپور نے چونک کر نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"نو سر ——— انہوں نے شوروم کا چکر ضرور لگایا ہے لیکن انہوں نے کسی نوادر کو پسند نہیں کیا ——— اور پھر انہوں نے آپ سے ذاتی طور پر ملنے کی درخواست کی ہے ——— دونوں ہی حبشی ہیں اور دونوں کا تعلق ایکریمیا سے ہے ——— ان میں سے ایک کا نام جوانا اور دوسرے کا نام جوزف ہے" ——— نوجوان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوانا اور جوزف! ——— ایکریمین حبشی ——— اچھا بھیج دو اندر"۔ شاپور نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور شاپور نے چونک کر دیکھا تو بے اختیار کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اے ماسٹر کلرز کے جوانا ——— تو یہ تم ہو ——— اوہو ——— بڑے عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے ——— تم تو گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو گئے تھے ——— سنا تھا کہیں ایشیا میں چلے گئے ہو" ——— شاپور نے بڑے بے تکلفانہ انداز میں کہا لیکن اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

"یہ میرا ساتھی ہے جوزف ——— اور تم ابھی ویسے کے ویسے پکّے یہودی ہو ——— مصافحے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھایا کہ اس طرح کچھ دینے کا

شک پڑتا ہے" —— جوانا نے مسکراتے ہوئے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"ارے یہ بات نہیں جوانا! —— دراصل تم سے جب بھی میں نے مصافحہ کیا —— اس کے بعد میں کم از کم ایک مہینہ مجھے انگلیوں پر پلاسٹر چڑھا کے رکھنا پڑتا ہے"۔ شاپور نے ہنستے ہوئے کہا اور جوانا ہنس پڑا۔

"ویسے تم نے اپنی جوڑی ڈھونڈ ہی لی ہے —— مسٹر جوزف بھی تمہاری ہی طرح کا سپیشل دیو ہیں" —— شاپور نے جوانا کے ساتھ کھڑے ہوئے جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاپور! —— آپ کی بے تکلفی جوانا سے ہو گی مجھ سے نہیں —— اس لئے مجھ پر فقرہ کسنے والے بعد میں باقی بچ جانے والے دانت گنتے رہتے ہیں —— چونکہ یہ پہلی ملاقات ہے اس لئے اسے لاسٹ وارننگ سمجھیں" —— جوزف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ویری سوری مسٹر جوزف! —— واقعی مجھے ایسا فقرہ نہیں کہنا چاہئے تھا —— دراصل مسٹر جوانا سے میری بڑی بے تکلفی ہے۔ اس لئے انہیں آپ کا ساتھی سمجھتے ہوئے میں نے ایسا کہہ دیا۔ ویری سوری" شاپور نے فوراً ہی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چھوڑو جوزف! —— دماغ ٹھنڈا رکھا کرو —— ہر جگہ جھگڑا اچھا نہیں لگتا" —— جوانا واقعی کوئی مدبر لگ رہا تھا۔

"تشریف رکھیے —— فرمائیے! کیا پینا پسند کریں گے —— ویسے یہاں سادہ پانی بہت ٹھنڈا ملتا ہے" —— شاپور نے کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی مخصوص یہودی طبیعت کے مطابق کہا اور جوانا تو کھل کھلا کر ہنس پڑا البتہ اس بار جوزف بھی مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

"جس کام کے لئے میں آیا ہوں اس کے بعد تم ہمیں تل ابیب کا سب سے قیمتی مشروب پلانا فخر سمجھو گے" —— جوانا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ جوزف بھی خاموشی سے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے جسموں پر انتہائی قیمتی اور شاندار کپڑے کے نقرئی پیس سوٹ تھے اور ان سوٹوں میں ان کی شخصیت کچھ اور زیادہ بارعب نظر آ رہی تھی۔

"اچھا! —— کیا کام ہے جلدی بتاؤ —— تم نے تو میرے خون کی رفتار تیز کر دی ہے" —— شاپور نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"کوئی مداخلت تو نہ ہو گی —— یا نیلچ —— ؟" جوانا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات ہے —— ایک منٹ" —— شاپور نے جلدی سے کہا اور کرسی سے اٹھ کر اپنے عقب میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا اس نے الماری کے پٹ کھولے اور اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن دبایا تو تیز سرسراہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرے کے دونوں دروازوں اور پر روشندانوں اور ایک کھڑکی پر فولادی چادریں گر گئیں۔

"اب یہ کمرہ ہر لحاظ سے محفوظ ہے —— کھل کر بات کرو" —— شاپور نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"او کے —— بڑا سودا ہے —— یوں تو اور بھی یہاں سپلائر بے شمار ہیں —— لیکن میں نے سوچا کہ شاپور دوست ہے اس سے بات نہ کی تو بعد میں ناراض ہو جائے گا" —— جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک کاغذ نکال کر شاپور کی طرف بڑھا دیا۔

شاپور نے مسرت بھرے انداز میں کاغذ اس کے ہاتھ سے جھپٹا اور

پھر اس کی نظریں تیزی سے اس پر پھسلنے لگیں۔

"یہ کیا ہے ـــــ کیا یہاں مستقل اڈہ جمانا ہے جو تہہ خانوں اور خفیہ راستوں والی کوٹھی ـــــ تین آٹھ سلنڈر نئی کاریں لینا چاہتے ہو۔ اور یہ میک اپ کا اس قدر جدید سامان ـــــ اور یہ اسلحہ ـــــ ارے خدا کی پناہ ـــــ اس قدر جدید ترین اسلحہ ـــــ اور یہ ٹرانسمیٹر بھی انتہائی جدید قسم کے ہیں" ـــــ شاپور کے چہرے پر بے پناہ حیرت امڈ آئی۔

"میں تو درمیانی آدمی ہوں۔ دونوں طرف سے کمیشن لینے والا ـــــ تم بات کرو سپلائی کر سکتے ہو ـــــ یا کسی اور سے بات کر لوں" ـــــ اس بار جوانا نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"سپلائی تو ہو سکتی ہے ـــــ لیکن اس میں کافی دن لگیں گے ـــــ ایکریمیا سے مال منگوانا پڑے گا ـــــ لیکن اس پر خرچہ کافی لگ جائے گا" ـــــ شاپور نے اپنی مخصوص طبیعت کے مطابق خالصتاً کاروباری انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو کاغذ واپس دو اور سادہ پانی پلواؤ ـــــ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ـــــ صرف دو گھنٹوں کے اندر سب کچھ چاہئے ـــــ ادائیگی نقد ہو گی ـــــ مگر تم تو کئی دنوں کی بات کر رہے ہو واپس دو کاغذ" ـــــ جوانا نے خشک لہجے میں کہا۔

"ارے ارے چھری تلے دم لو ـــــ اب اس قدر بھی کیا جلدی ہے۔ دو گھنٹے تو اس طرح کہہ رہے ہو جیسے تم نے ہفتہ پہلے آرڈر دے رکھا ہو اب میں سب کچھ تیار کر کے تو رکھ نہ سکتا تھا ـــــ جتنی بھی جلدی کیوں نہ کی جائے ـــــ بہرحال دو دن تو لگ ہی جائیں گے لیکن خرچہ ڈبل

ہو جائے گا" ـــــ شاپور نے جلدی جلدی جواب دیتے ہوئے کہا لیکن ...غذ اس نے اپنے ہاتھ میں ہی رکھا تھا۔

"دیکھو شاپور! ـــــ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے ـــــ یہاں ...ی پارٹیاں ہیں جو یہ سب کچھ ایک گھنٹے میں مہیا کر سکتی ہیں میں تو تمہیں ...و گھنٹے دے رہا ہوں ـــــ آخری بات کرو ـــــ دو گھنٹوں کے اندر اندر ...ب کچھ مہیا کر سکتے ہو تو ٹھیک ہے ـــــ رقم بتاؤ ـــــ ورنہ تمہاری ہماری ...ت چیت ختم" ـــــ جوانا کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

"یار ایک تو تم جب بھی آتے ہو ـــــ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر آتے ...ـــــ بہرحال اب تم میرے پاس آ ہی گئے ہو تو ٹھیک ہے ـــــ ...و گھنٹے میں سب کچھ مہیا ہو جائے گا لیکن رقم ـــــ ایک منٹ ـــــ مجھے ...ساب کر لینے دو" ـــــ شاپور نے کہا اور جلدی سے میز پر رکھا ہوا کیلکولیٹر ...ٹھا کر اس پر حساب کرنے میں مصروف ہو گیا۔

جوانا نے معنی خیز نظروں سے جوزف کی دیکھا اور جوزف سر ہلاتے ...وئے مسکرا دیا۔

شاپور کافی دیر تک حساب کتاب میں مصروف رہا اور پھر اس نے ایک ...ویل سانس لیتے ہوئے کیلکولیٹر واپس میز پر رکھ دیا۔

"یہ کوٹھی تم کتنے عرصے تک رکھنا چاہتے ہو" ـــــ ؟ شاپور نے ...وانا سے پوچھا۔

"عرصہ طے نہیں ہے ـــــ ویسے زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ ـــــ اس سے زیادہ نہیں" ـــــ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہو جائے گی سپلائی ـــــ پچاس لاکھ ڈالر خرچ

آئیں گے" ـــــ شاپور نے جواب دیا۔

"پچاس لاکھ ڈالر ـــــ اور اس سامان کے لئے ـــــ میرا خیال ہے یا تمہاری کھوپڑی خراب ہے یا پھر یہ کیلکولیٹر ـــــ ڈربی کو جانتے ہو اس نے صرف پانچ لاکھ ڈالر طلب کئے ہیں ـــــ اور تم پچاس لاکھ ڈالر ایسے مانگ رہے ہو جیسے میں تم سے پورے اسرائیل کو کرائے پر حاصل کر رہا ہوں" ـــــ جوانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ڈربی نے پانچ لاکھ ڈالر مانگے ہیں ـــــ اس بڈھے کھوسٹ کی عقل ماری گئی ہے" ـــــ شاپور نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ جوانا نے جان بوجھ کر ایک اور سپلائر کا نام لے دیا تھا۔

"تمہارے خراب ـــ نہیں کیا ـــــ کاغذ واپس کرو اور سادہ پانی پلاؤ" جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو چالیس لاکھ ڈالر دے دینا ـــــ سنو! جو دس لاکھ ڈالر منافع ہونا تھا وہ میں چھوڑ رہا ہوں ـــــ آخر تم میرے دوست ہو جوانا" ـــــ شاپور نے کہا

"میری پارٹی نے مجھے صرف پانچ لاکھ ڈالر تک کا اختیار دیا ہے۔ اگر تم پانچ لاکھ ڈالر میں سودا کر سکتے ہو تو ہاں یا ناں میں جواب دو ـــــ میں بیس فیصد کمیشن بھی تمہیں اس پانچ لاکھ ڈالر میں سے ہی دینا ہو گا ـــ بولو ہاں یا ناں" ـــــ جوانا کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"پانچ لاکھ ڈالر میں تمہارا بیس فیصد کمیشن بھی شامل ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ اب مجھے یہ دھندہ چھوڑ کر خودکشی کر لینی چاہئے ـــــ یہ لو کاغذ اور جاؤ اس بڈھے ڈربی کے پاس ـــــ آئی ایم سوری" ـــــ شاپور نے

نتہائی تلخ لہجے میں کہا اور کاغذ واپس جوانا کے ہاتھ میں دے دیا۔

کے ـــــ چونکہ اب تم سادہ پانی بھی نہ پلاؤ گے اس لئے یہ فولادی
ین ہٹاؤ اور رقم اس ڈربی کو کمانے دو ـــــ تمہاری قسمت شاید یہی نیند
ہے ـــــ گڈ بائی" ـــــ جوانا نے کاغذ کو واپس جیب میں رکھتے
ے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

شاپور کاغذ جوانا کو دے کر اسے دیکھ رہا تھا چند لمحے مزید غور سے
ے دیکھتا رہا۔

رے ارے ـــــ تم میں یہی بڑی خرابی ہے۔ بڑی جلدی ناراض ہو جاتے
ـــــ اچھا چلو تم جیتے ـــــ چلو پانچ لاکھ ڈالر دے دینا ـــــ اب تو
ش ہو ـــــ اب تو میں نے تمہیں مفت میں سب کچھ دے دیا ہے ـــــ
ن تم اپنی پارٹی سے لے لینا" ـــــ شاپور نے آخر کار ہتھیار ڈالتے
ہوئے کہا۔

"تم زیادہ کاروباری نہ بنا کرو میرے سامنے ـــــ میرے دماغ میں
نہیں واقع ہوئی کہ میں اپنا کمیشن چھوڑ دوں۔ پھر مجھے کیا ضرورت ہے
ے مغز ماری کرنے کی" ـــــ جوانا نے بری طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو دو فیصد کمیشن بھی لے لینا ـــــ نکالو کاغذ" ـــــ شاپور
ے کہا۔

"دو فیصد نہیں بیس فیصد ـــــ بولو! ـــــ دوں کاغذ یا جاؤں" ـــــ
دا پنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

"یار! ـــــ اب ساری باتیں تم ہی اپنی منواتے رہو گے ـــــ چلو پانچ
ے لینا ـــــ بس اب تو خوش ہو جاؤ" ـــــ شاپور نے کہا۔

آخری بات کر رہا ہوں ـــــ پندرہ فیصد کمیشن لونگا۔ اس سے ایک
بھی کم نہیں ـــــ جوزف میرا بزنس پارٹنر ہے۔ یہ نمبر ایک کنجوس آدمی
اس نے تو پورا دس فیصد لینا ہے ـــــ مجھے تو پانچ فیصد پر ہی گ
کرنا پڑے گا ـــــ صرف تمہاری دوستی کی خاطر پانچ فیصد کا نقصان ا
رہا ہوں" ـــــ جوانا نے کہا۔

"اب تک میں اپنے آپ کو یہودی سمجھتا تھا لیکن میرے خیال میں تم
یہودی ہو ـــــ اچھا دو کاغذ ـــــ منظور ہے مجھے ـــــ نکالو رقم"
شاپور نے کہا اور جوانا مسکرا دیا۔ اس نے کوٹ کی جیب سے نکالا اور شاپو
طرف بڑھا دیا۔

"جوزف ! ـــــ شاپور کو چار لاکھ پچیس ہزار ڈالر دے دو ـــــ پچھ
ڈالر کمیشن یا پندرہ فیصد کے حساب سے" ـــــ جوانا نے جوزف
مخاطب ہو کر کہا اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے جیب میں ہاتھ ڈالا
بڑی مالیت کے نوٹوں کی چار گڈیاں نکال کر میز پر رکھ دیں اور پھر پانچ
گڈی سے اس نے کمیشن کے نوٹ نکال کر واپس جیب میں رکھے ا
باقی نوٹ بھی شاپور کے سامنے میز پر رکھ دیئے۔

"گڈ ـــــ تم میں یہی خوبی ہے کہ سودا نقد کرتے ہو۔ اس لیے ہم کو
بھی راضی ہو جاتے ہیں ـــــ اوکے ! ـــــ دو گھنٹے بعد مجھے فون کر
میں تمہیں کوٹھی نمبر اور کالونی بتا دوں گا ـــــ باقی تمہارا مطلوبہ سامان ا
کوٹھی میں موجود ہوگا" ـــــ شاپور نے جلدی سے نوٹ سمیٹتے ہوئے

"دیکھو شاپور ! ـــــ مال بالکل فرسٹ کلاس اور ڈیمانڈ کے عین مطابق
چاہیئے ـــــ کسی چیز میں ذرا برابر بھی کمی ہوئی تو ڈبل رقم حلق میں ہاتھ ڈ

لوں گا ـــــ میرا نام جوانا ہے" ـــــ جوانا نے کرسی سے اٹھتے
ے کہا۔

"ے تم فکر نہ کرو ـــــ شاپور غلط کام نہیں کرتا اور یہی شاپور اور دوسروں
ہے ـــــ اور ہاں ! ـــــ یہ کاریں کس کے نام خریدی جائیں گی۔
ٹھی کس کے نام پر کرائے پر لی جائے گی اور اس میں ٹیلیفون کس
سے لگے گا" ـــــ شاپور نے اچانک عقبی الماری کی طرف مڑتے
ئے کہا۔

"میرے نام سے ـــــ جوانا سن آف آرتھر کنگسٹن رونلڈ مارتھ پول ایکمیلیا"
نے جواب دیا اور شاپور نے سر ہلا دیا۔ اس نے الماری کے پٹ
ل کر بٹن دبا دیئے اور فولادی چادریں واپس چھت میں غائب ہو گئیں۔

"اوکے ـــــ تمام کاغذات بھی کوٹھی میں موجود ہوں گے" ـــــ
ور نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اتنے بڑے سودے کے باوجود تم نے اب سادہ پانی بھی نہیں
چھا" ـــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ دراصل تم نے دو گھنٹوں کی شرط جو لگا دی ـــــ آخر انتظامات
بھی تو کرنے ہیں" ـــــ شاپور نے جلدی جلدی کہا اور جوانا مسکرا دیا۔
جوانا پھر واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جوزف بھی اٹھا اور اس کے پیچھے
چلتا ہوا کمرے سے باہر آگیا۔ مختصر سی راہداری سے گزر کر وہ دونوں
روم میں آ گئے۔

"اب یہاں سے کچھ خرید بھی لیں ـــــ ورنہ خواہ مخواہ کسی کو شک پڑ
جائے گا" ـــــ جوانا نے کہا اور ایک سٹال کی طرف بڑھ گیا جہاں قدیم

زمانے کا اسلحہ موجود تھا۔ اس نے ایک ہنٹر منتخب کیا جس پر خاردار تار لپٹی ہوئی تھی۔

"اس ہنٹر کی کیا تاریخ ہے مسٹر" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہنٹر کی ——— جناب ایک منٹ" ——— کاؤنٹر مین نے کہا اور جلدی سے دراز سے ایک بک نکال کر اس کے صفحے پلٹنے لگا۔

"جناب! ——— یہ ہنٹر قدیم رومن بادشاہ جوگسٹاؤ کا خاص ہنٹر ہے۔ وہ اپنے غلاموں کو ہر روز اس ہنٹر سے مارا کرتا تھا ——— اور روزانہ اس ہنٹر سے مرنے والوں کی تعداد کسی صورت بھی دس انسانوں سے کم نہ ہوتی تھی اور جوگسٹاؤ بیس سال حکومت کرتا رہا ——— اس لحاظ سے اس تاریخی ہنٹر سے لاکھوں آدمیوں کی کھالیں اتاری گئی ہیں ——— بے حد تاریخی ہنٹر ہے جناب" ——— کاؤنٹر مین نے خالصتاً کاروباری انداز میں کہا۔

"بہت خوب! ——— تم شاید ریت کے بوروں کو رومن باشندے کہہ رہے ہو۔ ورنہ اس ہنٹر کو تو خون اور انسانی کھال کے ٹکڑوں سے لتھڑا ہوا ہونا چاہیئے ——— جب کہ یہ اس طرح صاف ستھرا اور چمک رہا ہے جیسے ابھی فیکٹری سے تیار ہو کر آیا ہو ——— کتنے ہنٹر اس کتاب کی مدد سے بیچ چکے ہو" ——— جوانا نے ہنستے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین نے دانت نکال دیئے۔

"جناب! ——— یہ بادشاہ کا ہنٹر تھا اور بادشاہ کا ہنٹر گندا کیسے رہ سکتا ہے ——— اس کی باقاعدہ صفائی پر ایک سو آدمی مقرر تھے" ——— کاؤنٹر مین بھی پرانا گھاگ تھا اور جوانا ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"میں تمہیں بتاؤں کہ یہ ہنٹر کس فیکٹری کا بنا ہوا ہے ——— ایکریمیا کے ویسٹ وڈ ایونیو میں تھری سٹار فیکٹری یہ ہنٹر ڈیکوریشن کے لئے بناتی ہے ——— میں خود اس فیکٹری میں کام کرتا رہا ہوں اور ہو سکتا ہے یہ ہنٹر میرے ہاتھوں ہی بنا ہو" ——— جوانا نے ایک بار پھر ہنستے ہوئے کہا اور کاؤنٹر مین کا چہرہ تاریک پڑ گیا۔

"جناب! ——— اب کیا عرض کروں ——— یہ نیا ہنٹر نہیں ہے نوادرات میں شامل ہے ——— بہرحال آپ کوئی اور چیز دیکھ لیں" ——— کاؤنٹر مین نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"کتنے پیسے ہیں اس ہنٹر کے۔ بولو ——— اصل قیمت۔ نوادرات سے ہٹ کر" ——— جوانا نے کہا۔

"جناب! ——— یہ نوادرات میں شامل ہے ——— اس کی قیمت دس ہزار ڈالر ہے" ——— کاؤنٹر مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واہ! ——— خوب اُلّو بناتے ہو تم ان بوڑھے کروڑ پتیوں کو ——— پچاس ڈالر کا ہنٹر دس ہزار ڈالر ——— آؤ جوزف! ——— کسی اور دکان سے یہ بیس ڈالر میں بھی مل جائے گا" ——— جوانا نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"ویسے ایک بات ہے جوانا ——— اگر تم کاروبار کرو تو یقیناً ارب پتی بن جاؤ ——— جس طرح تم نے اس یہودی سے بزنس ٹاک کی ہے۔ میں تو تمہاری صلاحیتوں پر حیران رہ گیا ہوں ——— میں تو چپ کر کے اسے پچیس لاکھ ڈالر دے دیتا ——— اور کیا واقعی تم ہنٹر بنانے والی فیکٹری میں کام کرتے رہے ہو" ——— ؟ شوروم سے باہر آتے ہی جوزف

نے تعریف اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم پرنس آف ڈھمپ کے سیکرٹری ہو۔ اس لئے دولت تمہارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی جبکہ جوانا نے اپنی زندگی میں بڑے کٹھن دن دیکھے ہیں ــــ بچپن اور نوجوانی میں انہی یہودیوں کی ملازمت کی ہے میں نے۔ اس لئے میں ان کی رگ رگ سے واقف ہوں ــــ میں نے کبھی کسی ہنڈر بنانے والی فیکٹری میں کام نہیں کیا۔ وہ تو میں نے اصل بات اگلوانے کے لئے ایک فرضی نام لے دیا تھا ــــ یہ یہودی اسی لئے پوری دنیا پر چھائے ہوئے ہیں کہ یہ فطری طور پر دوسروں کو بیوقوف بنانے میں انتہائی مہارت رکھتے ہیں" ــــ جوانا نے بازار میں چلتے ہوئے جوزف کو سمجھاتے ہوئے کہا
"اب کیا کرنا ہے ــــ ایسے آوارہ گردی کرتے رہے تو کہیں کوئی مشکوک ہی نہ سمجھ لے" ــــ جوزف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"ہم ایکریمین ہیں اور ریڈ انڈین ہیں۔ ہمیں کس نے مشکوک سمجھنا ہے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ ایئرپورٹ پر کس قدر سخت چیکنگ تھی۔ لیکن ہمارے کاغذات سرسری طور پر چیک کئے گئے ــــ گورے لوگوں کے کاغذات تو کیا ان کے چہروں کو واشر کے ذریعے چیک کیا جا رہا تھا ــــ بس کسی ہوٹل میں بیٹھ کر کھاتے پیتے ہیں اور دو گھنٹے بعد جب ٹھکانا مل جائے گا تو فون کر کے پرنس کو اطلاع کر دیں گے" ــــ جوانا نے کہا اور پھر ایک بڑے سے ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔
"اگر تمہیں معلوم تھا کہ سب سامان پانچ لاکھ ڈالر میں مل جائے گا تو جوتے کھانے میں چار گھنٹے لگانے کا کیا فائدہ ــــ خوامخواہ دس لاکھ ڈالر جیتنے کے لئے اتنا وقت لگانا پڑا ــــ ادھر باس ایک ایک لمحہ انتظار

[illegible] تظار رہا ہو گا" ــــ جوزف نے بھی اس کے پیچھے گیٹ کی طرف [illegible]تے ہوئے کہا۔
"میں نے تو اپنے اندازے سے پانچ لاکھ ڈالر کہے تھے اور کام میرے [illegible]زے کے مطابق ہی بن گیا ــــ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ زیادہ رقم پر [illegible]ت بنتی ــــ ان یہودیوں کا کوئی سر پیر نہیں ہوتا۔ اور پھر فالتو رقم [illegible] آئے گی۔ ابھی تو ہمارے پاس پانچ لاکھ پچھتر ہزار ڈالر ہیں ــــ میرا [illegible]ہے کہ پرنس کو اطلاع کرنے کے بعد ان کے یہاں پہنچنے تک میں [illegible] بارہ لاکھ ڈالر اور جیت لوں" ــــ جوانا نے ہوٹل میں داخل ہو کر [illegible]ی خالی میز پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
"جس طرح تم آسانی سے شارپنگ کر لیتے ہو۔ اس صورت میں تمہیں [illegible] اور کام کی ضرورت ہی نہ تھی ــــ خوامخواہ پیشہ ور قاتل بنے پھرتے [illegible]" ــــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ڈیئر جوزف! ــــ یہ تو صرف مجبوری کی وجہ سے مجھے ایسا کرنا پڑ [illegible]ہے ورنہ جو مزہ آدمیوں کی گردنیں توڑنے میں آتا ہے وہ تاش کے پتے لگانے میں کہاں" ــــ جوانا نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا اور جوزف مسکرا دیا۔
اسی لمحے ویٹر ان کے قریب آیا تو جوانا [illegible] کے ہاتھ سے مینو لیکر بہت بڑی مقدار میں کھانے کا آرڈر دے دیا اور ویٹر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔ اتنے بڑے آرڈر کے بعد اسے موٹی ٹپ ملنے کی امید پیدا ہو گئی تھی۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں تل ابیب کے انتہائی شاندار اور وسیع و عریض ایئرپورٹ کے ایک کمرے میں بیٹھے شراب نوشی میں مصروف تھے۔

"اس بار شاید یہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں آنے کی ہمت ہی نہ کریں ——— اب باقی دن ہی کتنے رہ گئے ہیں کام مکمل ہونے میں" ——— کرنل فرانک نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو اس طرح وہم پڑتا ہے کہ جیسے ہم یہاں بیٹھے شراب ہی پیتے رہیں گے ——— اور عمران اور اس کے ساتھی شہر میں دندناتے پھر رہے ہوں گے ——— یقین کرو، میرا دل چاہتا ہے کہ ایئرپورٹ تو ایک طرف ——— ساری سرحدوں پر موجود چیکنگ چوکیوں پر خود موجود رہوں۔ نجانے یہ شیطان یہاں آنے کے لئے کونسا راستہ اختیار کریں" ——— کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارے تو اعصاب پر یہ عمران سوار ہو گیا ہے ——— ایسی کوئی ت نہیں ——— اس بار ہم نے اس قدر سخت چیکنگ کر رکھی ہے ، چڑیا بھی اندر نہیں آسکتی ——— اور باقی صرف دو روز رہ گئے ہیں ، وروز بعد تو صدر مملکت کے حکم سے کوئی فلسطینی ، عربی اور ایشیائی سوائے ، پورٹ کے راستے سے تل ابیب میں داخل نہ ہو سکے گا ——— اور یرپورٹ پر پہنچنے والے ایک ایک آدمی کی مکمل اور مسلسل نگرانی ہو گی۔ پھر کہاں سے آسکیں گے یہ لوگ" ——— کرنل فرانک نے مسکراتے دتے جواب دیا۔

"ضروری نہیں کرنل فرانک! ——— کہ وہ عمران یا اس کے ساتھی کسی یشیائی ، عربی یا فلسطینیوں کے میک اپ میں آئیں ——— میک اپ کے معاملے میں اس کی شہرت بے حد اچھی ہے ——— ہو سکتا ہے کہ وہ کسی یورپی یا ایکریمین میک اپ میں آئیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس سلیمانی ٹوپی آجائے اور وہ کسی کو نظر آئے بغیر آجائیں ——— لیکن کچھ نہیں ہو سکتا۔ ہمارے آدمی ہر اجنبی کو چاہے وہ کسی بھی ملک کا شہری ہو، نگرانی کر رہے ہیں۔ اس لئے تم فکر نہ کرو ——— اس بار اگر وہ آئے تو کسی صورت بھی بچ کر نہ سکیں گے" ——— کرنل فرانک نے جام کا آخری گھونٹ حلق میں تارتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— قبرص سے آنے والی پرواز آنے والی ہے" ——— اسی مے ایک نوجوان نے اندر داخل ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اسے کیا چیک کرنا ہے ـــــ بہرحال آؤ فرانک ! ـــــ شاید کوئی خوبصورت قبرصی حسینہ نظر آجائے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور فرانک بھی مسکراتا ہوا اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ وہ ڈیوڈ کی عیاشی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھا۔

وہ دونوں امیگریشن کاؤنٹر کے قریب آکر کھڑے ہوگئے۔ ایئرپورٹ پر جگہ جگہ جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کے منجھے ہوئے ایجنٹ پھیلے ہوئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد پرواز کے مسافر کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگے ان میں بوڑھی عورتوں کی تعداد زیادہ تھی اور انہیں دیکھ کر کرنل ڈیوڈ کے ہونٹ بھینچ گئے۔ قبرصی نوجوانوں کی تعداد بھی کافی تھی لیکن اتفاق تھا کہ ان مسافروں میں نوجوان حسینہ ایک بھی نہ تھی۔

امیگریشن کاؤنٹر کے سامنے مسافروں کی ایک طویل قطار لگ گئی تھی اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کی تیز نظریں اس قطار میں موجود ایک ایک چہرے کو ٹٹول رہی تھیں لیکن سب عام سے قبرصی چہرے تھے۔

اچانک ایک قبرصی نوجوان جس نے سستا سا نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا جو جگہ جگہ سے مسلا ہوا تھا اس کے بال پریشان تھے۔ اور آنکھیں قدرے پھٹی پھٹی سی تھیں قطار میں سے نکل کر ان دونوں کی طرف بڑھنے لگا۔ قطار میں موجود افراد کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں بھی چونک پڑے۔

"آپ کرنل ڈیوڈ ہیں جناب" ـــــ نوجوان نے کرنل ڈیوڈ کے قریب آکر بانس کی طرح پھٹی ہوئی آواز میں کہا۔

"اوہ ! ـــــ کون ہو تم ـــــ اور کیسے جانتے ہو مجھے" ـــــ کرنل ڈیوڈ

نے غور سے اس نوجوان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جج ـــــ جج ـــــ جناب ! ـــــ میں نے تو آپ سے ملنا تھا ـــــ یہ میری خوش قسمتی ہے جناب ! ـــــ کہ آپ سے یہیں ملاقات ہو گئی اور میرا ٹیکسی کا کرایہ بچ گیا ـــــ میرے پاس آپ کی خالہ کیتھرائن کا خط ہے جناب" ـــــ نوجوان نے جلدی جلدی کہا اور پھر جیب سے ایک مڑا تڑا سا لفافہ نکال کر بڑے ادب سے کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا دیا۔

"خالہ کیتھرائن کا ـــــ وہ قبرص میں کیسے پہنچ گئیں ـــــ وہ تو کاسٹریا میں رہتی ہیں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور نوجوان کے ہاتھ سے لفافہ لے لیا۔

"وہ جناب ! ـــــ قبرص آئی تھیں میری ماں سے ملنے کے لئے ـــــ میری ماں ان کی ملازم رہ چکی ہیں جناب ـــــ اور میری ماں کافی عرصے سے بیمار تھیں اور میں بے کار تھا۔ اس لئے ہمارے حالات بے حد خراب تھے ـــــ آپ کی خالہ بے حد فیاض واقع ہوئی ہیں جناب ـــــ میں نے انہیں کاسٹریا میں فون کر کے ان سے امداد کی درخواست کی تو وہ خود ہی ہمارے گھر آگئیں ـــــ انہوں نے ہمیں ماں کے علاج کے لئے رقم دی اور جناب ! ـــــ میری نوکری کی سفارش کے لئے یہ رقعہ انہوں نے آپ کے نام دیا ہے ـــــ میں اسی لئے یہاں حاضر ہوا ہوں" ـــــ نوجوان نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ! ـــــ خالہ کیتھرائن واقعی ایسی ہیں ـــــ حاتم طائی کی بیٹی ہیں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور رقعہ جیب میں رکھ لیا۔

"تم کتنا پڑھے ہوئے ہو" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر نوجوان

کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جناب! ــــ میں نے اکاؤنٹنگ میں ڈپلومہ لیا ہوا ہے ــــ میرے کاغذات بیگ میں ہیں۔ میں لے آتا ہوں جناب! ــــ ادھر قطار میں پڑا ہوا ہے میرا بیگ سر" ــــ نوجوان نے کہا اور پھر تیزی سے قطار کی طرف مڑنے لگا۔

"رک جاؤ ــــ تم کرنل ڈیوڈ کے پاس کھڑے ہو ــــ اور خالہ کیتھرائن کے مجھ پر بڑے احسانات ہیں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے ایک ایجنٹ کو بیگ لانے کا اشارہ کیا۔ ایجنٹ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پرانا سا بیگ اٹھا کر اس نے کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھایا۔ لیکن نوجوان نے اسے لیا اور کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔

"رہنے دو ــــ کیا نام ہے تمہارا" ــــ کرنل ڈیوڈ نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"گلبرٹ جناب ــــ گلبرٹ اناسی جناب پورا نام ہے" ــــ نوجوان نے جلدی سے جواب دیا۔

"او کے کرنل فرانک! ــــ میں اب چلتا ہوں ــــ آؤ گلبرٹ میرے ساتھ" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور مڑ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ نوجوان سر جھکائے اور ہاتھ میں بیگ اٹھائے اس کے پیچھے چل پڑا۔ جبکہ کرنل فرانک دوسری طرف بڑھ گیا۔

"جیپ میں بیٹھو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے گلبرٹ سے کہا اور گلبرٹ جلدی سے جیپ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"ڈرائیور ــــ ہوٹل توماچی چلو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے فرنٹ سیٹ پر

بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔

"دیکھو! ــــ ہوٹل توماچی کا مالک میرا احسان مند ہے ــــ میں تمہیں اس کے حوالے کر دیتا ہوں۔ وہ اپنے ہوٹل میں تمہارے لئے کوئی جگہ نکال لے گا اور تنخواہ بھی معقول دے گا ــــ لیکن نوکری دل لگا کر کرنا ــــ اگر مجھے تمہارے کام کے بارے میں کوئی شکایت ملی تو گولی سے اڑا دوں گا" ــــ ڈیوڈ نے مڑ کر سخت لہجے میں گلبرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ــــ آپ کا بیحد شکریہ! ــــ میں کبھی کام میں کوتاہی نہیں کروں گا" ــــ گلبرٹ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ مسکرا کر رہ گیا۔

جیپ مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ایک درمیانے درجے کے ہوٹل کے گیٹ پر رک گئی۔

"ڈرائیور! ــــ جا کر توماچی کو بلا لاؤ" ــــ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا اور ڈرائیور سر ہلاتا ہوا نیچے اترا اور تیزی سے ہوٹل کے اندر غائب ہو گیا۔

"تم بھی نیچے اتر کر کھڑے ہو جاؤ" ــــ کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا اور نوجوان گلبرٹ بیگ اٹھائے جلدی سے جیپ سے نیچے اترا اور کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ڈرائیور کے ساتھ ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی اور گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ کرنل ڈیوڈ کی بجائے عزرائیل کی خدمت

میں حاضری دے رہا ہو۔

"جج ۔۔۔ جج ۔۔۔ جناب !۔۔۔ حکم جناب" ۔۔۔ آنے والے نے جو
کا مالک توماچی تھا انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"توماچی !۔۔۔ یہ نوجوان میری خالہ کا رقعہ لے کر آیا ہے ۔۔۔ قریبی
اور کہتا ہے کہ اکاؤنٹنگ میں ڈپلومہ رکھتا ہے ۔۔۔ میں اسے تمہار
حوالے کرتا ہوں ۔۔۔ اس کے لئے کوئی معقول جاب پیدا کرو۔ لیکن اگر
کام میں کوتاہی کرے تو مجھے اطلاع دینا۔ میں اسے کھڑے کھڑے گولی
دوں گا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جیپ میں بیٹھے بیٹھے بڑے نخوت بھر
تحکمانہ انداز میں کہا۔

"جج ۔۔۔ جج ۔۔۔ جی بہت بہتر جناب !۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی جناب
توماچی تو آپ کا خادم ہے جناب" ۔۔۔ توماچی نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"چلو ڈرائیور" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑے لاتعلقانہ انداز میں ڈرائیور سے
کہا اور ڈرائیور اچھل کر سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے
آگے بڑھ گئی۔

"آؤ مسٹر ۔۔۔ کیا نام ہے تمہارا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کے جاتے ہی توماچی
کا لہجہ یکسر بدل گیا۔

"میرا نام گلبرٹ ہے جناب" ۔۔۔ نوجوان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میرے ساتھ آؤ" ۔۔۔ توماچی نے کہا اور مڑ کر دوبارہ ہوٹل میں داخل ہو
نوجوان اس کے پیچھے چلتا ہوا ہوٹل میں داخل ہو گیا۔ ہوٹل گھٹیا درجے کا
تھا۔ وہاں منشیات اور شراب پورے دھڑلے سے استعمال ہو رہی تھی۔
ایک راہداری سے گزر کر توماچی گلبرٹ کو لے کر ایک دفتر نما کمرے میں آ گیا۔

بیٹھو" ۔۔۔ توماچی نے میز کے پیچھے رکھی ہوئی گھومنے والی کرسی پر
بیٹھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے میز پر موجود گھنٹی پر زور سے ہاتھ
مارا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

"البرٹ کو بلاؤ" ۔۔۔ توماچی نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ نوجوان نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"جناب !۔۔۔ میرے کاغذات دیکھیں گے" ۔۔۔ نوجوان نے دوبارہ
میز کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ اسرائیل کی سب سے بڑی ڈگری ہے۔
اس کے بعد کسی کاغذ کی ضرورت نہیں رہتی" ۔۔۔ توماچی نے مسکراتے
ہوئے کہا اور نوجوان بھی مسکرا کر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک موٹے پیٹ اور چھوٹے قد کا عجیب بے ڈھنگا
آدمی اندر داخل ہوا۔

"یس باس" ۔۔۔ آنے والے نے جگالی کرتی ہوئی بھینس کی طرح منہ
چلاتے ہوئے پوچھا۔

"البرٹ !۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے اس نوجوان کی نوکری کی سفارش کی
ہے ۔۔۔ تم اسے ساتھ لے جاؤ۔ ایک کمرہ رہنے کو دے دو اور کسی بھی
کام پر لگا دو" ۔۔۔ توماچی نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کتنی تنخواہ دینا ہو گی جناب" ۔۔۔؟ موٹے البرٹ نے منہ بناتے
ہوئے پوچھا۔

"مجبوری ہے ۔۔۔ معقول ہی دینا ہو گی ۔۔۔ ورنہ کرنل ڈیوڈ کو جانتے
ہو۔ ایک لمحے میں ہوٹل کا سارا بزنس ٹھپ ۔۔۔ اور ہم سب ساری عمر

جیلوں میں پڑے سڑتے رہیں گے "____ توماچی نے البرٹ سے بھی زیادہ بُرا منہ بناتے ہوئے کہا۔

" او۔کے ____ آؤ مسٹر" ____ البرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور گلبرٹ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

" اچھا جناب! ____ بہت بہت شکریہ جناب" ____ نوجوان نے مسکراتے ہوئے توماچی کو سلام کیا اور البرٹ کے پیچھے چلتا ہوا دفتر سے باہر آ گیا۔

" دیکھو! ____ ہمارے پاس جاب تو نہیں ہے۔ لیکن ہم کرنل صاحب کو انکار نہیں کر سکتے ____ میں منیجر ہوں اس ہوٹل کا ____ اس لئے تمہاری کوئی ڈیوٹی وغیرہ نہیں ہے ____ جو جی چاہے کرتے پھرو۔ تنخواہ تمہیں مل جائے گی اور رہائش کے لئے کمرہ بھی ____ کھانا ملازموں کے ساتھ کھا لیا کرنا ____ البرٹ نے اس طرح کہا جیسے وہ یہ سب کچھ بادل نخواستہ کہہ رہا ہو۔ اور گلبرٹ مسکرا دیا۔

البرٹ نے کاؤنٹر پر پہنچ کر ایک ویٹر کو بلایا اور اسے گلبرٹ کے متعلق ہدایات دینے لگا ویٹر مڑ کر حیرت سے نوجوان کو دیکھنے لگا۔

" جاؤ اسے لے جاؤ ____ البرٹ نے کہا اور ویٹر گلبرٹ کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتا ہوا ایک کونے میں موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا گلبرٹ اس کے پیچھے تھا۔ سیڑھیاں چڑھ کر وہ دوسری منزل پر پہنچا جہاں مختلف کمروں کے دروازے تھے۔ ویٹر نے ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔

" یہ تمہارا کمرہ ہے ____ جاؤ عیش کرو ____ ویٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور گلبرٹ مسکراتا ہوا کمرے کے اندر چلا گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا اور

پھر تیزی سے وہ ملحقہ باتھ روم میں چلا گیا۔ اس نے شاور کھولا اور بیگ کی زپ کھول کر اس میں موجود ایک پیکڈ سوٹ باہر نکال لیا۔ پھر اس نے بیگ کے نچلے حصے کو توڑ کر علیحدہ کیا اور اندر سے مختلف ٹائپ کے چھوٹے چھوٹے آلات نکال کر باہر فرش پر رکھنے لگا۔ ان کی تعداد آٹھ کے قریب تھی۔ وہ کاغذوں میں لپٹے ہوئے تھے۔ اور ایک سائیڈ سے اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر بھی نکال لیا۔ اور پھر اپنا لباس اتار کر اس نے پیکڈ سوٹ کھولا اور اسے پہننے لگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ بالکل مختلف سوٹ میں ملبوس ہو چکا تھا اس کے بعد اس نے بیگ میں سے نکلے ہوئے ایک چھوٹے سے ڈبے کو اٹھایا اور اسے کھول دیا۔ اس میں دو چھوٹی چھوٹی شیشیاں موجود تھیں اس نے ایک شیشی کا ڈھکن کھولا اور پوری شیشی اس نے اپنی ہتھیلی پر انڈیل لی یہ سبز رنگ کا محلول تھا۔ اس نے یہ محلول اپنے بالوں پر ملنا شروع کر دیا۔ جیسے جیسے وہ محلول بالوں میں ملتا جاتا تھا بالوں کا ہلکا سنہرا رنگ تبدیل ہوتا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس کے بال گہرے سیاہ رنگ کے ہو گئے اور ان میں ہلکے ہلکے کرل بھی نمودار ہو گئے تھے۔

نوجوان نے دوسری شیشی کھولی اور اسے ہتھیلی پہ پلٹ کر اس نے اس میں موجود بے رنگ کا محلول اپنے ہاتھوں۔ کلائیوں، چہرے اور گردن پر اچھی طرح مل لیا۔ چہرے کا رنگ تبدیل ہونے لگا اور تھوڑی دیر بعد اس کے چہرے، گردن، ہاتھوں اور کلائیوں کا رنگ تپتے ہوئے تانبے جیسا ہو گیا اس نے ناک کے اندر انگلی ڈال کر دو سپرنگ نکال لئے جس سے ناک کی ساخت بدل گئی۔ اور پھر اس نے اپنا منہ کھولا اور نچلے دانتوں کے اوپر

چڑھے ہوئے مصنوعی دانتوں کا خول کھینچ کر باہر نکال لیا۔ اس طرح اس کے بھاری جبڑے کی ساخت بھی یکسر بدل گئی اس نے یہ سارا سامان واپس بیگ میں ڈال دیا اور پھر اپنا اتارا ہوا سوٹ بھی بیگ میں رکھ لیا۔ اور بیگ سے نکلے ہوئے تمام آلات اس نے فرش سے اٹھا کر اپنے کوٹ کی اندرونی جیبوں میں رکھ لئے۔ اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی سیٹ کی اور بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر اس نے شاور کے بالکل قریب کر لیا تھا تاکہ پانی کا شور آواز پر حاوی رہے۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ چند لمحوں بعد ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنی بند ہو گئیں اور ٹرانسمیٹر پر سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"ہیلو لانگ مین۔ اوور" ——— نوجوان نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس ——— لانگ مین ڈرائی کلینر ——— اوور" ——— دوسری طرف سے ایک نامانوس سی آواز ابھری

"ہوٹل توباچی سے مغرب کی طرف بازار میں ایک کیفے ہے۔ کیفے جوشاک وہاں آجاؤ ——— اوور اینڈ آل" ——— نوجوان نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے شاور بند کیا اور آئینے پر ایک نظر ڈالتا ہوا وہ جھکا اور اس نے بیگ اٹھایا اور کمرے میں آکر اس نے ایک وارڈروب کھول کر اس کے نچلے خانے میں بیگ رکھ کر اس نے الماری کے پٹ بند کئے اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ راہداری خالی پڑی تھی وہ تیزی سے باہر نکلا۔ اس نے دروازہ بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا سیڑھیاں اترتا ہوا ہال میں آگیا۔ پہلے وہ قریب کی ایک خالی میز پر بیٹھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے جیبوں کو ٹٹولتا ہوا اس طرح اٹھا جیسے اسے جیبیں خالی ہونے پر حیرت ہو رہی ہو۔ اور پھر وہ سر جھکائے تیز تیز قدم اٹھاتا

دنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے انداز میں مایوسی تھی۔ وہ اس رح ظاہر کر رہا تھا جیسے وہ کچھ پینے کے لئے یہاں آیا ہو۔ لیکن رقم لانی بھول گیا ہو۔

ہوٹل سے باہر آکر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مغربی طرف چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ کیفے جوشاک تک پہنچ گیا۔ کیفے جوشاک کے باہر ایک بک سٹال تھا۔ جوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک مڑا تڑا سا نوٹ نکالا اور بک سٹال سے ایک اخبار خرید لیا۔ اور پھر اسے ایک طرف کھڑا ہو کر یوں کھول کر دیکھنے لگا۔ جیسے اسے کسی خاص خبر کی تلاش ہو۔ ابھی وہ صفحے ہی پلٹ رہا تھا ایک حبشی نوجوان ایک سائیڈ سے اس کی طرف بڑھا۔

"میرے پیچھے دائیں ہاتھ پر گلی میں آجاؤ" ——— حبشی نے قریب سے گزرتے ہوئے انتہائی آہستہ سی آواز میں کہا۔ اور اسی طرح آگے بڑھتا گیا۔ چند لمحے مسلسل اخبار کو الٹنے پلٹنے کے بعد نوجوان نے مایوسی سے اسے واپس بند کر کے تہہ کیا اور برے برے منہ بناتا آگے بڑھنے لگا۔ وہ حبشی دائیں طرف کو جانے والی گلی میں بڑے اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس نے ایک بار بھی مڑ کر نہ دیکھا تھا۔ نوجوان بھی ہاتھ میں اخبار پکڑے اس کے پیچھے لاتعلق کے سے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ گلی کا اختتام ایک اور سڑک پر ہوا۔ حبشی دائیں طرف گھوم کر نوجوان کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا۔

نوجوان نے اپنی رفتار آہستہ کر لی اور پھر اسی طرح آہستہ آہستہ چلتا ہوا جب وہ گلی کے سرے پر پہنچا تو سفید رنگ کی ایک بڑی کار جس کے شیشے کلرڈ تھے رینگتی ہوئی گلی کے سامنے پہنچی اور اس کے فرنٹ سائیڈ کا دروا

کھل گیا۔ نوجوان نے اِدھر اُدھر دیکھا اور دوسرے لمحے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر وہ کار کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ جھٹکا لگنے سے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"اور سناؤ جوانا! ـــ کیسا جا رہا ہے مشن" ـــ نوجوان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ یہ عمران تھا۔

"سب ٹھیک ہے ماسٹر ـــ بس آپ کا انتظار تھا ـــ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی" ـــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــ پریشانی مونث ہوتی ہے اور مونث اپنی قسمت میں کہاں۔ یہ تو اب کرنل ڈیوڈ کی قسمت میں رہ گئی ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ ـــ کیا وہ آپ سے ٹکرا چکا ہے" ـــ؟ جوانا نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اس بیچارے نے کیا ٹکرانا تھا ـــ میں ایئرپورٹ پر اس سے ٹکرا گیا ـــ اور پھر کرنل ڈیوڈ اپنی خالہ کیتھرائن کے رقعے کی لاج رکھتے ہوئے مجھے خود یہاں ہوٹل تو ماچی میں چھوڑ گیا ـــ لیکن شاید اب تک وہ واپس بھی پہنچ گیا ہو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو آپ نے انتہائی حیرت انگیز بات بتائی ہے ـــ کرنل ڈیوڈ آپ کو کیسے یہاں چھوڑ گیا ـــ اور واپس پہنچنے والی کیا بات ہوئی"۔ جوانا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سیانے کہتے ہیں کہ تیروں سے بچنے کے لئے سب سے محفوظ جگہ وہ ہوتی ہے جہاں تیر نشانے پر پھینکے جا رہے ہوں۔ کیونکہ سب کا نشانہ تو

ب جوانا جیسا نہیں ہو سکتا ـــ لہٰذا تیر باقی ہر جگہ پہنچ سکتے ہیں سوائے ں جگہ کے جہاں انہیں پھینکا جانا مقصود ہو ـــ میرے پاس کچھ ایسے آلات تھے جنہیں میں ہر قیمت پر لے آنا چاہتا تھا۔ قبرص میں تو اتنی سخت چیکنگ نہ تھی اس لئے وہاں سے تو اطمینان سے نکل آئے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ یہاں تل ابیب میں انتہائی سخت ترین چیکنگ ہو رہی ہے س لئے میں نے چھوٹا سا ڈرامہ کھیلا ـــ مجھے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی خالہ کیتھرائن کاسٹریا میں رہتی ہے جو بے اولاد ہے اور کرنل ڈیوڈ اس کے مرنے کے بعد اس کی وسیع و عریض جائیداد پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ چنانچہ میں نے اس کی خالہ کی طرف سے سفارشی رقعہ تیار کیا۔ مجھے معلوم تھا کہ کرنل ڈیوڈ اپنی خالہ کیتھرائن کو کسی طرح بھی ناراض کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ س لئے میں مطمئن تھا ـــ میرا پروگرام تھا کہ ایئرپورٹ پہنچ کر میں کرنل ڈیوڈ کو فون کر دوں گا اور پھر خالہ کیتھرائن کا نام سنتے ہی وہ دوڑتا ہوا ایئرپورٹ پہنچ جائے گا ـــ لیکن اتفاق ہے کہ وہ مجھے ایئرپورٹ پر ہی نظر آ گیا۔ اس کے ساتھ ریڈ آرمی کا کرنل فراہک بھی تھا۔ چنانچہ میں خود ہی اس تک پہنچ گیا اور اس کے بعد کیسی چیکنگ ـــ بس میں اس کی جیپ میں سوار ہوٹل تو ماچی پہنچ گیا۔ یہاں لباس اور میک اپ بدل کر تمہیں کال کر کے بلایا اور اب تمہارے ساتھ ہوں" ـــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ کمال ہے ـــ آپ کا ذہن بھی کمال کا ہے ماسٹر ـــ آپ نے چیکنگ سے بچنے کے لئے خود کرنل ڈیوڈ کو ہی استعمال کر ڈالا۔ اُسے تو حاس بھی نہ ہوگا کہ وہ کسے اپنے ساتھ لے کر آیا ہے" ـــ جوانا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ بات نہیں ــــ میں کرنل ڈیوڈ کی فطرت سے واقف ہوں۔ اس نے ہیڈکوارٹر پہنچتے ہی سب سے پہلے اپنی خالہ کیتھرائن کو فون کیا ہوگا کہ خالہ کیتھرائن کے رُقعے کو کتنی عزت دی گئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے خالہ کیتھرائن بیچاری کو کسی رُقعے کا علم تک نہ ہوگا ــــ بس اس کے بعد کرنل ڈیوڈ کا دماغ لٹو کی طرح گھوم گیا ہوگا اور وہ پاگل کتے کی طرح گلبرٹ کو پکڑ کر گرد[illegible] کے لئے ہوٹل تو اچی پہنچے گا ــــ لیکن وہاں گلبرٹ کا بیگ پڑا اُسے ملے گا۔ گلبرٹ تو لانگ مین کی خوبصورت کار میں بیٹھا سفر سے لطف اندوز ہورہا ہے" ــــ عمران نے جواب دیا اور جوانا کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اُسے شک تو ضرور پڑے گا کہ گلبرٹ کے رُوپ میں کوئی ایسا آدمی تل ابیب آیا ہے جو اس کا دشمن ہے" ــــ جوانا نے چند لمحوں بعد کہا۔

"ہاں ــــ لیکن اُسے یہ تو تصور ہی نہ ہوگا کہ گلبرٹ کے میک اپ میں میں ناچیز ہو سکتا ہوں ــــ میری آمد کا تو اُسے تصور تک نہ ہوگا۔ وہ نجانے کیا کیا سوچتا رہے گا ــــ سوچتا رہے ــــ سوچنے سے دماغ میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور کرنل ڈیوڈ کے دماغ کو سب سے زیادہ روشنی کی ہی ضرورت ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ پر رُک گئی۔ جوانا نے دو بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو پھاٹک کھل گیا۔ اور جوانا کار اندر لیتا چلا گیا۔ پھاٹک کھولنے والا جوزف تھا۔

"ویری گڈ ــــ بڑی اچھی کوٹھی ماری ہے ــــ خوب ٹھاٹ ہو رہے

ہیں" ــــ عمران نے پورچ میں کار رُکتے ہی نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"بس وہ یہودی قابو آگیا تھا ــــ فل ڈیمانڈ اسی نے مہیا کر دی ہے جو آپ نے لسٹ دی تھی" ــــ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ ویری گڈ نیوز ــــ اس کا مطلب ہے کہ باقی ساتھیوں کے پہنچتے ہی ہم اپنا مشن شروع کر سکتے ہیں" ــــ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"یہ جوانا تو یہودیوں کا بھی باپ ہے ــــ ایسے سودے بازی کی اس یہودی سے کہ میں تو حیران رہ گیا" ــــ اسی لمحے جوزف نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ واہ! پھر تو پاکیشیا چل کر اسے کسی بزنس میں ڈال دیں کم از کم تمہاری چھ بوتلوں کا خرچہ تو بزنس سے نکال ہی لیا کرے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

وہ تینوں چلتے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ گئے اور عمران نے میز پر رکھا ہوا ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ واقعی وقت ضائع کرنے کا عادی نہ تھا۔

کرنل ڈیوڈ کو ہیڈ کوارٹر پہنچے ہوئے ابھی چند ہی لمحے گذرے تھے کہ سامنے پڑے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

"ارے میں نے تو خالہ کیتھرائن سے بات کرنا تھی ــــ یہ کون ٹپک پڑا۔" کرنل ڈیوڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل فرانک بات کرنا چاہتے ہیں سر" ــــ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ــ اب کیا ہو گیا کرنل فرانک کو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ! ــــ میں فرانک بول رہا ہوں" ــــ چند لمحوں بعد کرنل فرانک کی آواز رسیور پر ابھری۔

"ہاں کرنل! ــ کیا بات ہے ــــ ابھی تو ہم علیحدہ ہوئے ہیں۔

کوئی خاص خبر" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وہ نوجوان جو تمہاری خالہ کا رقعہ لے آیا تھا کہاں ہے" ــــ کرنل فرانک نے پوچھا۔

"گلبرٹ کی بات کر رہے ہو ــــ کیوں، اس کا خیال تمہیں کیسے آ گیا" ــــ؟ کرنل ڈیوڈ کرنل فرانک کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"میں وہیں ایئرپورٹ پر ہی تمہیں کہنا چاہتا تھا کہ اس کے کاغذات، بیگ اور چہرے کو چیک ہونے دو ــــ لیکن تم اسے لے کر فوراً چلے گئے ــــ میرے ذہن میں نامعلوم سا خدشہ رینگ رہا ہے ــــ وہ ہے کہاں ــــ؟ اسے اچھی طرح چیک کر لو" ــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"ارے کرنل! ــ کمال ہے ـ انسان کو اس قدر وہمی بھی نہیں ہونا چاہیے ــــ میری خالہ کا رقعہ اس کے مخصوص پیڈ پر تھا اور خالہ کا طرزِ تحریر اور دستخط میں اچھی طرح پہچانتا ہوں ــــ اس لئے اس کی چیکنگ کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی ــــ خالہ کا بھیجا ہوا آدمی کبھی غلط نہیں ہو سکتا" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اگر تم مطمئن ہو تو ٹھیک ہے ــــ گڈ بائی" ــــ کرنل فرانک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور رکھنے کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے بے ساختہ سا قہقہہ مارا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔

"یس سر" ــــ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"کاسٹریا میں خالہ کیتھرائن کا نمبر ملاؤ ــــ میں نے ان سے بات کرنی ہے ــــ اگر وہ وہاں نہ ہوں تو ان کے بٹلر سے ان کا موجودہ نمبر معلوم کر کے وہاں کال کر لینا ــــ خالہ کی عادت ہے کہ وہ جہاں جاتی ہیں وہاں کے

فون نمبر سے لازماً بٹلر کو آگاہ رکھتی ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"کرنل فرانک کہتا تو مجھے ہے یقین اعصاب اس کے اپنے جواب دے چکے ہیں ——— بھلا اب خالہ کیتھرائن کے آدمی پر بھی اسے شک پڑنے لگ گیا ہے۔ کمال ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ چونک کر سیدھا ہو اور اس نے رسیور اٹھایا۔

"یس" ——— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر ——— کاسٹریا میں اپنی خالہ سے بات کیجئے" ——— آپریٹر نے کہا۔

"ارے تو خالہ کاسٹریا پہنچ بھی چکی ہیں ——— بڑی چست ہو گئی ہیں خالہ" کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہیلو" ——— چند لمحوں بعد اس کی بوڑھی خالہ کی کانپتی ہوئی آواز رسیور پر ابھری۔

"ہیلو خالہ! ——— میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں تل ابیب سے۔ آپ کا بھانجا ——— آپ خیریت سے تو ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بیٹا ——— ابھی زندہ ہوں اور ابھی میرا مرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے" ——— خالہ کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

"ارے خالہ! ——— مریں آپ کے دشمن ——— میں نے تو اس لئے ن کیا تھا کہ وہ آپ کی آپا کا بیٹا گلبرٹ آپ کا رقعہ لے کر میرے پاس تھا ——— میں نے اسے بہت اچھی جاب دلا دی ہے" ——— کرنل ڈ نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— کونسی آپا کا بیٹا گلبرٹ ——— میں نے تو کسی کوئی رقعہ نہیں دیا۔ اور مجھے رقعہ دینے کی کیا ضرورت ہے ——— جتنی دہ تم نے اسے دلائی ہوگی۔ اس سے زیادہ تو میں خود اسے دے تی ہوں" ——— خالہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب! ——— آپ کی آپا قبرص میں نہیں تی۔ جو بیمار بھی اور آپ اسے پوچھنے گئی تھیں ——— اور آپ نے ن کے بیٹے گلبرٹ کو نوکری دلانے کے لئے مجھے رقعہ بھیجا تھا ——— وہ رقعہ پ کے پیڈ پر تھا اور آپ کے دستخط تھے ——— میں اچھی طرح پہچانتا وں" ——— کرنل ڈیوڈ کا حلق خشک ہو گیا تھا۔

"تمہارا شاید دماغ خراب ہو گیا ہے ڈیوڈ ——— میں تو پچھلے پانچ سالوں سے کاسٹریا سے باہر نہیں گئی ——— اور میری کوئی آپا قبرص میں نہیں رہتی۔ ورنہ میں کسی گلبرٹ کو جانتی ہوں" ——— خالہ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— فراڈ ہو گیا ——— اوہ اچھا خالہ گڈ بائی" ——— کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے کرسی کی گدی میں اچانک طاقتور سپرنگ نکل آئے ہوں۔ جنہوں نے اسے اوپر اچھال دیا ہو۔ اسے خالہ کی ناراضگی کی پرواہ بھی نہ

رہی تھی۔ اس کا ذہن سائیں سائیں کر رہا تھا۔ وہ پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا باہر اپنی جیپ تک پہنچا۔ اس نے ڈرائیور کی بھی پرواہ نہ کی اور خود ہی جیپ دوڑاتا ہوا ہوٹل توماچی کی طرف بڑھتا گیا۔

"میں اس گلبرٹ کو گولی مار دوں گا ——— زندہ دفن کر دونگا اسے۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا" ——— کرنل ڈیوڈ ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھانے کے ساتھ ساتھ ہذیانی انداز میں بڑبڑاتا جا رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد جیپ ہوٹل توماچی کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ کرنل ڈیوڈ نے پوری قوت سے بریک مارے تو ٹائر زوردار چیخیں نکالتے ہوئے سڑک کے سینے پر جم گئے۔ آنے جانے والے افراد پہلے تو حیرت سے رک کر دیکھتے اور پھر جیپ پر موجود جی۔ پی فائیو کا مخصوص نشان دیکھ کر کان دبائے تیزی سے آگے بڑھ جاتے۔

کرنل ڈیوڈ جیپ رکتے ہی اچھل کر نیچے اترا اور پھر دوڑتا ہوا وہ ہوٹل توماچی کے ہال میں داخل ہوا۔

"کہاں ہے وہ گرگٹ ——— کہاں ہے ——— نکالو اسے باہر ———"

کرنل ڈیوڈ نے اندر پہنچتے ہی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کو وردی میں دیکھ کر ہال میں موجود تمام افراد اس بری طرح سہم گئے جیسے چڑیوں کے ڈربے میں بلی کے گھس آنے پر چڑیاں موت کے خوف سے سہم جاتی ہیں۔ ہال میں موجود شور یکلخت انتہائی گھمبیر سناٹے میں تبدیل ہو گیا اور وہاں صرف کرنل ڈیوڈ کی چیخ دار آواز ہی گونج رہی تھی۔

"سر ——— سر ——— کونسا گرگٹ سر ———؟" کاؤنٹر کے ساتھ کھڑے موٹے البرٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے کرنل ڈیوڈ کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور چٹاخ ... زوردار آواز کے ساتھ ہی البرٹ کے چہرے پر زوردار تھپڑ پڑا۔

"ا... کے بیٹے ——— تخم حرام ——— میں یہاں گرگٹ پوچھنے آیا ہوں۔ ... ہوا سے گرگٹ ——— اوہ ——— وہ ——— وہ کیا نام تھا اس حرامی کا ——— ... گلبرٹ ——— ہاں! ——— گلبرٹ کہاں ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے ... چیختے ہوئے کہا۔ گو اسے خود ہی احساس ہو گیا تھا کہ غلطی اس سے ہوئی ہے اور اس نے گلبرٹ کی بجائے گرگٹ کہا ہے۔ اور تھپڑ کھایا ہے ... بیچارے البرٹ نے۔ لیکن ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ۔ کرنل ڈیوڈ تھا وہ اپنی ... غلطی کیسے تسلیم کر لیتا۔

"گگ ——— گگ ——— گلبرٹ ——— وہ کون ہے جناب" ——— البرٹ نے تھپڑ کھانے کے باوجود اس طرح دانت نکالتے ہوئے پوچھا جیسے کرنل ... ڈیوڈ نے اسے زوردار تھپڑ مارنے کی بجائے شاباش دیتے ہوئے ... کندھے پر تھپکی دی ہے۔

"سر ——— سر ——— آپ سر ——— ادھر تشریف لائیے سر ——— حکم سر"۔ ... لمبے راہداری سے توماچی دانت نکالتا ہوا آگے بڑھا۔ وہ شاید اپنے ... میں تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی دھاڑ سن کر باہر آ گیا تھا۔

"تشریف لائیے کے بچے ——— الو کی دم ——— وہ گرگٹ ——— اوہ ... کا ستیاناس ——— ایک تو اس نے نام ہی ایسا رکھ لیا ہے ——— گلبرٹ ... سے وہ گلبرٹ ——— جسے میں تمہارے پاس چھوڑ گیا تھا ———؟" کرنل ڈیوڈ نے پہلے جیسے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— اوہ جناب! ——— وہ نوجوان ——— وہ اوپر اپنے کمرے

میں ہے جناب" ---- البرٹ نے جلدی سے جواب دیا۔ وہ اب سمجھا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کس کے بارے میں پوچھ رہا ہے۔ کیونکہ اس نے اس نوجوان کے نام پر کچھ زیادہ دھیان نہ دیا تھا۔

"اوہ! ---- کہاں ہے کمرہ ---- میرے ساتھ آؤ جلدی ---- کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ہولسٹر سے سروس ریوالور بھی نکال لیا۔

"ادھر جناب ---- سیڑھیوں پر جناب" ---- موٹا البرٹ کرنل ڈیوڈ کو اس طرح ریوالور نکالتے دیکھ کر بوکھلا کر سیڑھیوں کی طرف دوڑ پڑا اس کے دوڑنے کا انداز ایسا تھا جیسے مینڈک کا بچہ اچھل رہا ہو۔

کرنل ڈیوڈ دو دو سیڑھیاں پھلانگتا ہوا البرٹ سے پہلے اوپر والی منزل پر پہنچ گیا جب کہ البرٹ ابھی تک سیڑھیاں چڑھ رہا تھا اس نے اب ہانپنا شروع کر دیا تھا۔

"کونسا کمرہ ہے موٹے مینڈک ---- جلدی بتاؤ" ---- کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

"کمرہ ---- کمرہ ---- اوہ! وہ تو ٹریسی کو معلوم ہے ---- ٹریسی ---- ٹریسی" ---- البرٹ نے بوکھلائے انداز میں کہا اور پھر وہیں سیڑھیوں پر ہی مڑ کر اس نے زور سے ٹریسی ٹریسی پکارنا شروع کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہی وہی ویٹر جو گلبرٹ کو کمرے تک چھوڑ گیا تھا۔ دوڑتا ہوا سیڑھیوں کے قریب آیا۔

"سر ---- کمرہ نمبر گیارہ" ---- ٹریسی نے وہیں سے چیخ کر کہا اور اس کی آواز کرنل ڈیوڈ تک پہنچ گئی جو اس طرح ہونٹ بھینچے کھڑا تھا جیسے اگر ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو وہ ابھی البرٹ کے ساتھ ساتھ ہال میں موجود

شخص کو گولیوں سے اڑا دے گا۔

کمرہ نمبر گیارہ سیڑھیوں کے تقریباً سامنے ہی تھا اس لئے ڈیوڈ بھاگتا ہوا دروازے پر پہنچا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے دروازے پر لات ماری اور دروازہ ایک دھماکے سے اندر کی طرف کھلا اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر اندر داخل ہوا اور ساتھ ہی وہ لٹو کی سی تیزی سے ایک ایڑیوں پر گھوم گیا۔

"خبردار! ---- گولی مار دوں گا" ---- گھومنے کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ تیز آواز میں چیخ رہا تھا۔ لیکن کمرہ تو خالی پڑا تھا وہاں گلبرٹ ہوتا تو خبردار ہوتا۔

خالی کمرے کا احساس ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھا اور اس کا دروازہ بھی اس نے پہلے کی طرح لات مار کر کھولا اور پھر پہلے کی طرح گھومتے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا لیکن باتھ روم بھی سنسان پڑا تھا۔

"کہاں ہے وہ ---- نکالو اسے ---- ورنہ میں تمہیں زندہ دفن کر دوں گا ---- میں نے اسے تمہارے حوالے کیا تھا" ---- باتھ روم کو خالی دیکھ کر وہ چیختا ہوا باہر کو لپکا۔ لیکن دروازے کے قریب پہنچ کر وہ ایک جھٹکے سے رکا اور پھر تیزی سے گھوم گیا۔ باتھ روم کی ایک سائیڈ پر سے ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا نظر آ گیا تھا۔ وہ تیزی سے اس ٹکڑے کی طرف لپکا اور پھر اس نے وہ ٹکڑا اٹھا لیا۔ ٹکڑا ہلکے گلابی رنگ کا تھا اور اس پر کچھ ہندسے لکھے ہوئے تھے۔

"جج ---- جج ---- جناب! ---- اس کا بیگ الماری میں پڑا ہے۔"

جناب! ــــ وہ نیچے تو نہیں آیا ــــ میں تو جناب! تب سے کا...
کے پاس کھڑا ہوں جناب" ــــ اسی لمحے البرٹ نے انتہائی سہمے
ہوئے لہجے میں باتھ روم کے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا۔

"ہوں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں ہنکارا بھرا۔ اس کی تیز نظریں
فرش پر جمی ہوئی تھیں جہاں گرد پر عجیب سے نشانات بنے ہوئے تھے۔
ایک طرف دو خالی شیشیاں بھی پڑی تھیں۔ وہ کچھ دیر تک غور سے ان
نشانات کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر وہ خالی شیشیاں اٹھا لیں
لیکن ان شیشیوں پر کوئی لیبل موجود نہ تھا۔ اس نے انہیں باری باری سونگھا
اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے شیشیاں جیب میں
ڈالیں اور باتھ روم سے نکل کر کمرے میں آ گیا۔ یہاں توماچی بھی پریشانی کے
عالم میں بیمار بکرے کی طرح تھوتھنی لٹکائے کھڑا تھا۔ وہ کرنل ڈیوڈ کی عادت
جانتا تھا کہ کرنل ڈیوڈ، گلبرٹ کو غائب پا کر پورے ہوٹل کی اینٹ سے
اینٹ بجا دینے سے بھی نہ ٹلے گا۔

"کہاں ہے وہ بیگ ــــ لے آؤ" ــــ کرنل ڈیوڈ نے سنجیدہ لہجے میں
کہا۔ اب وہ اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا بلکہ اس کی پریشانی پر سوچ کی لکیریں
بھی نمودار ہو گئی تھیں اور توماچی نے کرنل ڈیوڈ کو اس انداز میں دیکھا تو
اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے۔ ویٹر ٹرلیسی بھی
دروازے کے قریب کھڑا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کا حکم سنتے ہی وہ تیر کی طرح
بھاگا اور الماری کھول کر اس میں سے وہ پرانا سا بیگ باہر نکال لایا۔
جس کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس میں موجود کپڑوں کی جھلک صاف نظر
آ رہی تھی۔

"کیا ہے اس میں ــــ باہر نکالو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کرخت لہجے میں کہا تو ٹرلیسی نے جلدی سے بیگ خالی کرنا شروع کر دیا
...ن میں وہی سوٹ تھا جو گلبرٹ نے اس وقت پہنا ہوا تھا ــــ جب وہ
...یپورٹ پر کرنل ڈیوڈ سے ملا تھا۔

"اور تو جناب اس میں کچھ نہیں ہے" ــــ ٹرلیسی نے بیگ کو الٹ کر
...ش پر پٹختے ہوئے کہا۔

"اس لباس کی تلاشی لو" ــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ٹرلیسی نے واقعی
...نے ماہرانہ انداز میں لباس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ لیکن بھوکے پیٹ
...ی طرح لباس کی تمام جیبیں خالی تھیں

"ہو سکتا ہے ــــ گلبرٹ لباس بدل کر گھومنے پھرنے گیا ہو ــــ اور
تھوڑی دیر میں واپس آ جائے ــــ" توماچی نے ڈرتے ڈرتے کہا

"وہ اب واپس نہیں آئے گا ــــ وہ فراڈ آدمی تھا ــــ میری نگاہ...
جعلی رقعہ بنا کر لایا تھا لیکن اس نے کرنل ڈیوڈ سے فراڈ کرنے کی جرأت
...ہے ــــ اب میں اسے پاتال سے بھی کھینچ نکالوں گا" ــــ کرنل ڈیوڈ
نے غراتے ہوئے انداز میں کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ
گیا۔ چند لمحوں بعد وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے ہال میں پہنچا اور پھر ہوٹل کے گیٹ
سے باہر نکل کر تقریباً بھاگتا ہوا اپنی جیپ تک پہنچا اچھل کر جیپ میں بیٹھا
دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی ساتھ ہی اس نے
...یش بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا اور ٹرانسمیٹر سے
...ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ ہونٹ بھینچے جیپ آگے بڑھائے
لے جا رہا تھا۔

"یس سر — جیمزی اٹنڈنگ سر — اوور" — چند لمحوں بعد
ہیڈ کوارٹر انچارج جیمزی کی آواز سنائی دی۔
"جیمزی! — میں ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں — تب تک ایک نمبر
نوٹ کر لو۔ اور دیکھو کہ کیا یہ فون نمبر ہے یا کسی اور چیز کا نمبر ہے —
میرے آنے تک اس کے بارے میں مکمل رپورٹ تیار کرو۔ اوور" — کرنل
ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور ایک ہاتھ سٹیرنگ پر رکھ کر اس نے دوسرے
ہاتھ سے جیب سے وہی گلابی رنگ کا کاغذ نکالا اور اس پر موجود
نمبرز جیمزی کو لکھوانے لگا۔

"یس سر — میں معلوم کرتا ہوں سر۔ اوور" — دوسری طرف
سے جیمزی نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے — "اوور اینڈ آل" — کہہ کر ٹرانسمیٹر
آف کر دیا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ تک مختلف سڑکوں پر گھومنے کے بعد کرنل
ڈیوڈ ہیڈ کوارٹر کی عمارت میں داخل ہو گیا۔ اپنے دفتر میں پہنچتے ہی اس
نے سب سے پہلے انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔

"جیمزی! — معلوم کیا کہ وہ کس چیز کے نمبرز ہیں —" کرنل ڈیوڈ
نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر — یہ فون نمبرز ہیں — اور یہ نمبرز نوادرات کے شوروم
کے مالک شاپور کے ذاتی آفس کے نمبر ہیں" — جیمزی نے جواب دیا۔

"شاپور کے ذاتی دفتر کے نمبر — لیکن یہ شاپور تو صرف نوادرات
کا بیوپاری ہے" — کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جناب! — ایک اڑتی اڑتی افواہ یہ بھی ہے کہ وہ ناجائز طور پر

اسلحے کا کاروبار بھی کرتا ہے — لیکن جناب! اس کے خلاف چونکہ کبھی
کوئی ثبوت نہیں ملا — اور پھر اس کے تعلقات انتہائی اعلیٰ حکام تک
ہیں — خاص طور پر وزیر اعظم صاحب سے اس کے تعلقات بے حد گہرے
ہیں۔ اس لئے آج تک کسی نے باقاعدہ طور پر اس کے خلاف تحقیقات کی
بھی جرأت نہیں کی سر" — جیمزی نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"ناجائز اسلحے کا کاروبار — اوہ! — تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے
میں اس سے اب اگلواؤں گا" — کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تیز لہجے
میں کہا اور انٹر کام کا رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ تیزی سے مڑا اور پھر چند
لمحوں بعد اس کی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے شاپور کے شوروم کی طرف
بڑھی جا رہی تھی۔

"یہ — یہ گرگٹ لازماً عمران ہو گا — اس نے شاپور سے ناجائز
اسلحہ خریدا ہو گا — یا جا کر خریدے گا — ان شیشیوں کی مخصوص بو بتا
رہی ہے کہ ان میں میک اپ میٹریل تھا۔ اور اس قسم کی چالاکی سوائے
عمران کے اور کوئی نہیں کر سکتا — کاش! مجھے وہیں ایئر پورٹ پر ذرا سا
شک پڑ جاتا — اوہ کاش! — اب اگر یہ فوراً پکڑا نہ گیا تو صدر مملکت
تو مجھے زندہ دفن کر دیں گے — اور وہ سالا حاسد کرنل فرانک بنے
گا — اوہ — اوہ — مجھے ہر صورت میں اسے ڈھونڈنا ہے۔ ہر صورت
میں" — کرنل ڈیوڈ جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑاتے چلا
جا رہا تھا۔ اس کے چہرے کے عضلات بری طرح کھنچے ہوئے تھے اور
آنکھیں پھیل کر کناروں سے باہر کو نکلی جا رہی تھیں۔
تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ شاپور کے شاندار شوروم کے سامنے رک

گئی اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا شوروم میں داخل ہو گیا۔ شوروم اس وقت تقریباً خالی تھا۔ اکا دکا گاہک مختلف کاؤنٹرز پر نظر آ رہے تھے۔

"س س۔۔۔ سر۔۔۔ آپ" ۔۔۔ اچانک ایک طرف بیٹھا ہوا مینجر بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھا۔ کرنل ڈیوڈ جی۔ پی۔ فائیو کا انچارج ہونے کی وجہ سے پورے اسرائیل میں شیطان کی طرح نہ صرف مشہور تھا بلکہ اسرائیل کی تقریباً آدھی سے زیادہ آبادی اس کی شکل سے بھی بخوبی واقف تھی اس لئے اس کے اندر داخل ہوتے ہی مینجر اسے پہچان کر بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھ کر اس کی طرف دوڑا تھا

"وہ تمہارا مالک شاپور کہاں ہے" ۔۔۔۔ ؟ کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہاں سر۔۔۔ وہ اپنے دفتر میں ہیں ۔۔۔ انہیں بلایا جائے سر" ۔۔۔ مینجر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ مجھے وہیں دفتر میں لے چلو" ۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر مینجر اسے تنگ اور چھوٹی راہداری سے گذار کر شاپور کے دفتر میں لے آیا۔ شاپور اس وقت کسی حساب کتاب میں مصروف تھا۔

"اوہ !۔۔۔ اوہ کرنل ڈیوڈ۔۔۔ آپ اور یہاں میرے دفتر میں۔۔۔ زہے نصیب" ۔۔۔۔ شاپور نے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ کر استقبال کے لئے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تم جاؤ" ۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے مینجر سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت

لہجے میں کہا اور مینجر جو دروازے میں ہی کھڑا تھا ۔۔۔ یس سر کہتا ہوا نہ صرف واپس مڑ گیا بلکہ جاتے ہوئے وہ دروازہ بھی بند کرتا گیا۔

"تو تم وزیر اعظم صاحب سے تعلقات کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ناجائز اسلحے کا کاروبار کر رہے ہو ۔۔۔ لیکن جانتے ہو آجکل ریڈ اتھارٹی ملی ہوئی ہے ۔۔۔ جانتے ہو ریڈ اتھارٹی کسے کہتے ہیں" ۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے یونیفارم کا کالر اٹھاتے ہوئے کہا جس کے نیچے سرخ رنگ کا ایک بیج لگا ہوا تھا جس میں سرخ رنگ کا کراس تھا۔

"بالکل جانتا ہوں کرنل ڈیوڈ ۔۔۔ اور ریڈ اتھارٹی نہ بھی ہو۔ تب بھی جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کی اتھارٹی کو کون چیلنج کر سکتا ہے۔ لیکن کرنل ڈیوڈ! آپ کو میرے متعلق آپ کو غلط اطلاع ملی ہے ۔۔۔ میں گذشتہ تیس سالوں سے کاروبار کر رہا ہوں اور آج تک کسی نے میرے خلاف الزام تراشی تو ایک طرف، چھوٹی انگلی بھی نہیں اٹھائی" ۔۔۔۔ شاہ پور کے لہجے میں بھی سختی تھی۔

"سنو!۔۔۔ جی۔ پی فائیو کی اطلاعات غلط نہیں ہوتیں۔ اس بات کو کان کھول کر سن لو ۔۔۔ اس لئے مزید انکار کیا تو پھر جی۔ پی فائیو کا بلیک روم تمہارے گوشت کے اندر سے بھی تمہاری روح کی نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھے گا ۔۔۔ اور یہ چیخیں وزیر اعظم کے کانوں تک کبھی نہیں پہنچتیں ۔۔۔ اور چیخنے والا بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلیک روم کی برقی بھٹی میں غائب ہو جاتا ہے ۔۔۔ لیکن میں تمہیں گرفتار کرنے یا تمہارے کاروبار کا راز افشا کرنے کے لئے نہیں آیا۔ میرا اس فیلڈ سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ پولیس اور انٹیلی جنس کا کام ہے میری

یہاں آمد کا مقصد دوسرا ہے ——— انتہائی اہم ترین ملکی سلامتی کا مجرم جس
کے متعلق صدر مملکت بھی خوفزدہ ہیں اور جس کی تلاش میں جی. پی فائیو
ریڈ آرمی دونوں بھاگ رہے ہیں ——— اس کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ
اس نے تم سے ملنا ہے اور ظاہر ہے وہ تم سے ناجائز اسلحہ ہی خریدے گا
نوادرات تو خریدنے نہ آئے گا ——— بس تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ وہ کو
کہاں ہے۔ اس کے بعد میں ہر چیز بھول جاؤں گا" ——— کرنل ڈیوڈ نے
پوری روانی سے بات کرتے ہوئے ایک لحاظ سے پوری تقریر کر ڈالی
جب کہ شاپور خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میں نے آپ کی بات سن لی ہے جناب! ——— اب آپ میری بات
بھی سن لیں ——— میرا نام شاپور ہے ——— میں نہ خود مجرم ہوں اور نہ کسی مجرم
کو جانتا ہوں ——— اور نہ میرا کسی مجرم سے کبھی کوئی رابطہ رہا ہے ——— رہا آپ
کے بلیک روم کا مقصد ——— تو وہاں مجرم کی چیخیں گونج سکتی ہیں، میری نہیں۔
اور اگر آپ نے زبردستی کی تو آپ جی. پی فائیو کے چیف کے عہدے سے
بھی معزول کرائے جا سکتے ہیں" ——— شاپور کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"او کے ——— ایسے ہی سہی" ——— کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا
ہوا اور تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر آ گیا۔ دفتر سے باہر نکلتے ہی وہ
انتہائی تیز رفتاری سے چلتا ہوا شوروم میں پہنچا اور پھر بغیر کسی طرف دیکھے
وہ اس طرح اپنی جیپ تک پہنچ گیا جیسے ایک لمحہ بھی اسے دیر ہو گئی تو
قیامت آ جائے گی۔ دوسرے لمحے جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی لیکن ذرا
سا آگے جا کر اس نے جیپ ایک سائیڈ روڈ پر موڑ کر روک دی اور پھر
ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک بٹن دبا دیا دوسرے

لمحے اس کھلے خانے میں سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی پھر اس طرح کی
آواز نکلی جیسے دروازہ کھلا ہو۔

"یس باس" ——— ایک نامانوس سی آواز ابھری۔

"باٹور! ——— ہمارے بلیک بزنس کے متعلق کوئی کاغذ وغیرہ تو یہاں شوروم
میں موجود نہیں ہے" ——— ؟ شاپور کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ——— نو باس! ——— اس بارے میں تو ہم ہمیشہ محتاط رہتے ہیں"۔
پہلے بولنے والے باٹور نے جواب دیا۔

"او کے ——— اور بھی محتاط ہو جاؤ ——— کرنل ڈیوڈ مجھے دھمکی دے گیا
ہے وہ ضرور کوئی وار کرے گا ——— میں وزیر اعظم صاحب سے آج شام
تک میں ضرور اس بارے میں بات کروں گا" ——— شاپور کی آواز
سنائی دی۔

"بے فکر رہیں باس" ——— باٹور نے کہا اور پھر دروازہ کھلنے اور بند ہونے
کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کھلے خانے میں ہاتھ ڈالا
اور بٹن آف کر کے خانہ بند کر دیا۔ اس کی ترکیب کامیاب رہی تھی۔ اس
نے میز کے نیچے ایک جدید ڈکٹافون لگا دیا تھا۔ اور اسے یقین تھا کہ
شاپور لازماً اس بارے میں اس کے جانے کے بعد کوئی بات کرے گا اور اب
ایک آدمی سامنے آ چکا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا اور ٹرانسمیٹر
سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ یہ خصوصی ٹرانسمیٹر تھا جس کا براہ راست
رابطہ ہیڈ کوارٹر سے مسلسل قائم رہتا تھا۔

"یس سر ——— جیمزی اٹنڈنگ۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد جیمزی کی آواز
سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں جیمزی! ___ تمہاری اطلاع درست ہے۔ شاپور بلیک بزنس میں ملوث ہے۔ لیکن اپنے تعلقات کی وجہ سے وہ پھٹے پر ہاتھ نہیں رکھنے دیتا ___ اس کا ایک آدمی سامنے آیا ہے اس کا نام باڈور ہے۔ وہ اس بلیک بزنس کا انچارج ہے ___ جانتے ہو اس باڈور کو ___ اوور" ___ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ___ اچھی طرح جانتا ہوں ___ ویسے باڈور اس کا پرچیز آفیسر ہے اور اسی حیثیت سے وہ مسلسل ایکریمیا اور دوسرے بڑے ملکوں کے ٹور کرتا رہتا ہے ___ بڑا خرانٹ اور کھوک قسم کا آدمی ہے۔ اوور" جیمزی نے جواب دیا۔

"اس باڈور کو میں فوراً اس طرح ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ کسی کو اس کے اغوا کا علم تک نہ ہو سکے۔ اوور" ___ کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ___ میں احکامات دے دیتا ہوں۔ اوور" ___ جیمزی نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور جیپ سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ اب وہ خاصا مطمئن تھا کہ اس نے اصل آدمی ٹریس کر لیا ہے اور اس سے وہ آسانی سے سب کچھ اگلوا لے گا۔ اسے مکمل یقین تھا کہ عمران نے لازماً اس شاپور سے رابطہ قائم کیا ہوگا۔ تبھی اس کی جیب سے اس کے فون نمبر والا کاغذ نکل کر گرا ہے۔

اور پھر جب وہ ہیڈ کوارٹر پہنچا اور وہاں پہنچتے ہی اسے باڈور کی اس سے پہلے یہاں پہنچ جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی فورس کی چستی اور کارکردگی

پر بے حد خوش ہوا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید اسے اغوا کرنے میں دو چار گھنٹے لگ جائیں گے لیکن جی۔ پی فائیو کے ایجنٹوں نے واقعی شاندار کارکردگی دکھائی تھی۔ وہ اطلاع ملتے ہی تیز تیز قدم اٹھاتا بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ اسے یہی بتایا گیا تھا کہ باڈور کو بلیک روم میں پہنچا دیا گیا ہے جب کرنل ڈیوڈ بلیک روم میں داخل ہوا تو اس نے ایک خاصے طاقتور جسم کے مالک نوجوان کو ایک مخصوص کرسی پر لوہے کے راڈز میں مقید بیٹھا دیکھا جیمزی بھی وہیں تھا۔

"یہ پہلے سپاٹ پر ہی مل گیا تھا باس" ___ جیمزی نے کرنل ڈیوڈ کو دیکھتے ہی کہا۔

"ہونہہ" ___ کرنل ڈیوڈ نے ہنکارا بھرا اور پھر باڈور کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں باڈور پر جمی ہوئی تھیں جو ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ باڈور کے بھاری جبڑے اور چوڑی ٹھوڑی بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی مضبوط اعصاب کا مالک ہے۔

"تمہارا نام باڈور ہے اور تم شاپور کے بلیک بزنس کے انچارج ہو ___ اور میرے جانے کے بعد شاپور نے تمہیں اپنے دفتر میں بلایا ___" کرنل ڈیوڈ نے بڑے سرد لہجے میں بات شروع کی اور پھر ڈکٹا فون کے ذریعے ان دونوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو کا ایک ایک لفظ اس نے دوہرا دیا۔ باڈور کے چہرے پر کرنل ڈیوڈ کی باتیں سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے لیکن وہ خاموش رہا۔ اس نے جواب میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔

"دیکھو باڈور! ___ تم جی۔ پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ہو ___ اور شاپور کو شاید وزیر اعظم بچا لیتے۔ لیکن تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا ___ کسی کو معلوم ہی نہیں ہوگا کہ تم یہاں لائے گئے ہو۔ اس لئے بس تمہارے متعلق دنیا کو

صرف اتنا ہی معلوم ہوگا کہ تم اچانک صفحہ ہستی سے غائب ہو گئے ہو ___ لیکن تمہارے بلیک بزنس سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ یہ میرا فیلڈ نہیں ہے ___ میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آج یا آج سے پہلے یوں سمجھو ایک ہفتہ کے اندر کس کس پارٹی نے شاپور سے بلیک بزنس کیا ہے خاص طور پر وہ پارٹی بتاؤ جسے تم نے یہاں تل ابیب میں مال سپلائی کیا ہو۔ اگر تم صحیح صحیح بتا دو تو تمہیں پھول تک نہ مارا جائے گا اور جس خاموشی سے تمہیں یہاں لایا گیا ہے اسی طرح تمہیں واپس بھجوا دیا جائے گا اور شاپور سمیت کسی کو قیامت تک یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تم یہاں آئے اور تم نے کچھ بتایا ___ ورنہ دوسری صورت میں یہ بلیک روم کہلاتا ہے یہاں روحیں بھی سب کچھ سچ سچ بتلانے پر مجبور ہو جاتی ہیں ___ بتانا تو تمہیں بھی بہرحال پڑے گا ___ لیکن دوسری صورت میں تمہارا جسم ٹوٹ پھوٹ کر ملغوبہ بن چکا ہوگا اور پھر آخر میں برقی بھٹی کی راکھ میں تبدیل ہو جائے گا ___ بولو کیا چاہتے ہو ___ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ہیکل سلیمانی کی قسم کھا کر کہیں کہ میری بتائی ہوئی باتیں آپ میرے حوالے سے لیک آؤٹ نہ کریں گے اور مجھے صحیح سلامت واپس جانے دیں گے تو میں سچ سچ بتا دوں ___ اور یہ بھی اس لئے کہ آپ اسرائیلی حکومت کے آدمی ہیں ___ ظاہر ہے اسرائیل کے مفادات کے لئے ہی کام کر رہے ہوں گے۔ آپ کا ذاتی مسئلہ نہ ہوگا ___ اور میں اسرائیل کے لئے اپنی جان بھی نچھاور کر سکتا ہوں ___ لیکن ساتھ ہی ساتھ میں اپنی سلامتی کی حفاظت بھی چاہتا ہوں" ___ باٹور نے جواب دیتے ہوئے کہا اور

رنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے فوراً ہاتھ اٹھا کر ہیکل سلیمانی ِ مقدس قسم کھا لی۔

"ٹھیک ہے جناب! ___ اب میں بتاتا ہوں۔ پچھلے ایک ہفتے میں ہم نے رف ایک پارٹی کو مال سپلائی کیا ہے اور یہ پارٹی ہے جوانا سن آف آرتھر۔ مریمیا ان کا مستقل وطن ہے ___ یہ ایکریمیا کے ریڈ انڈین ہیں اور بس۔ ن کے علاوہ کسی کو مال سپلائی نہیں ہوا" ___ باٹور نے جواب دیا اور رنل ڈیوڈ کے چہرے کے عضلات کھنچ گئے۔ اس کا تو خیال تھا کہ باٹور عمران ن جیسا کوئی نام لے گا۔ لیکن وہ کسی ریڈ انڈین جوانا کا نام لے رہا تھا۔

"اچھی طرح سوچ لو ___ اس کے علاوہ اور کوئی پارٹی ہو ___ یا کسی ٹی نے ابھی بات ہی کی ہو۔ مال سپلائی نہ ہوا ہو" ___ کرنل ڈیوڈ نے نت پیستے ہوئے کہا۔

"جب بھی کسی پارٹی کی بات چیت شاپور سے ہوتی ہے اس کا ٹیپ ہ تک پہنچ جاتا ہے۔ چاہے سودا ہو یا نہ ہو ___ ہم اس پارٹی کو ریکارڈ ں رکھتے ہیں اس لئے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں درست کہہ رہا ہوں سر ___ ں مقدس ہیکل سلیمانی کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ رف بحرف درست ہے" ___ باٹور نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب یتے ہوئے کہا۔

"اس پارٹی کو کہاں مال سپلائی کیا تھا ___ اور کون کونسا مال" ___؟ رنل ڈیوڈ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"انتہائی جدید قسم کا اسلحہ ___ جدید قسم کے لانگ اور شارٹ رینج ٹرانسمیٹر و آٹھ سائلنسر نئی گاڑیاں ___ اور ایک مہینے کے لئے ایسی کوٹھی جس کے نیچے

دو خفیہ تہہ خانے میں اور اس سے باہر نکلنے کے دو خفیہ راستے ہیں" ——— باٹور نے جواب دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ یہ تفصیل سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔

" اوہ ! ——— اوہ ! ——— کونسی کوٹھی دی ہے ——— جلدی کرو پتہ بتاؤ" کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

" گارڈن ایسٹ کوٹھی نمبر بیس ——— مسٹر جوانا کے ساتھ ایک اور ریڈ انڈین بھی ہیں مسٹر جوزف ——— اور یہ دونوں کمیشن ایجنٹ ہیں ——— بابا کوئی اور ہے ——— لیکن گارڈوں کی خریداری ——— کوٹھی کا کرایہ نامہ اور وقتی ٹیلیفون کنکشن مسٹر جوانا کے نام پر ہی لگایا گیا ہے۔ ان کا آرڈر بھی یہی تھا ——— انہوں نے قیمت بھی نقد ادا کی اور ڈبل رقم ——— یہ سارا سودا زیادہ سے زیادہ ڈھائی لاکھ ڈالر کا تھا جب کہ انہوں نے پانچ لاکھ ڈالر نقد ادا کر دیئے اور وہ بھی صرف اپنے دو فیصد کمیشن پر۔ جبکہ ہم ایسی پارٹیوں کو عام طور پر بیس فیصد کمیشن دے دیتے ہیں ——— میرے یہ بتلانے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مسٹر جوانا کمیشن ایجنٹ نہیں ہو سکتے۔ ورنہ وہ اس آرڈر کی موجودہ قیمت اور بازار میں چلنے والے کمیشن سے واقف ہوتے ——— اور پھر کوئی بھی کمیشن ایجنٹ کبھی بھی اپنے نام سے بکنگ نہیں کراتا ——— اور یہ مسٹر جوانا باس شاپور کے پرانے واقف کار ہیں ——— یہ ماسٹر کلرز نامی تنظیم کے رکن تھے جو بین الاقوامی پیشہ ور قاتل تھی ——— باس شاپور کو تو علم نہیں ہے لیکن چونکہ میرا تعلق شروع سے اسلحے کی زیر زمین دنیا سے رہا ہے اس لئے مجھے معلوم ہے کہ مسٹر جوانا انتہائی خوفناک قاتل رہے ہیں ——— اور بعد میں پتہ چلا تھا کہ ماسٹر ز کلرز تنظیم ختم ہو گئی اور مسٹر جوانا نے کسی ایشیائی ملک

میں جاکر کسی ایشیائی پرنس کی ملازمت اختیار کر لی ہے اس لئے مسٹر جوانا بڑے طویل عرصے کے بعد سامنے آئے ہیں" ——— باٹور نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اس ایشیائی ملک کا نام معلوم ہے" ——— کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر مسرت پھلجھڑیوں کی طرح پھوٹ رہی تھی۔

" جی پاکیشیا نام لیا جاتا تھا جہاں تک مجھے یاد ہے" ——— باٹور نے کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

" اوہ ! ——— اوہ باٹور ! ——— بہت بہت شکریہ ! ——— تم نے یہ بتا کر اسرائیل کی زبردست خدمت کی ہے۔ اس لئے تم نے نہ صرف اپنی زندگی بچالی ہے بلکہ تم انعام کے بھی حقدار ہو گئے ہو ——— فی الحال تم واپس جاؤ" ——— کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ پاس کھڑے جیمزی کی طرف مڑا۔

" جیمزی ——— مسٹر باٹور کو فوراً واپس بھجوا دو ——— اور تم میرے دفتر میں آؤ" ——— کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر وہ بلیک روم سے باہر نکل گیا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے چلنے کی بجائے ہوا میں تیر رہا ہو۔

عمران کے سارے ساتھی مختلف فلائٹس سے ایک ایک کر کے آسانی سے تل ابیب پہنچ چکے تھے چونکہ عمران نے آنے سے پہلے ان کے چہروں پر خصوصی میک اپ کر دیئے تھے اور اس لئے ان کے جو کاغذات تیار کرائے تھے وہ بالکل اصلی تھے صرف اصل آدمیوں کی جگہ ان کے میک اپ میں اس کے ساتھی تھے۔ اس لئے چیکنگ کے باوجود وہ بڑی آسانی سے تل ابیب میں داخل ہو گئے اور پھر عمران کی ہدایات کے مطابق مختلف جگہوں سے انہوں نے کال کی تو جوانا انہیں جا کر لے آیا۔

آخری فلائٹ سے تنویر پہنچا تھا اور تنویر کو بھی یہاں پہنچے ہوئے تین گھنٹے گذر چکے تھے لیکن عمران ابھی تک اُسے نظر نہ آیا تھا۔

"آخر یہ عمران کہاں غائب ہو گیا ہے" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ سب کوٹھی کے لانگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"غائب نہیں ـــــ بلکہ حاضر غائب ـــــ تم مجھے سالم غائب کر کے اپنا

روپ بنانا چاہتے ہو" ـــــ اسی لمحے دروازے سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"شیطان کا نام لو ـــــ اور شیطان اُسی لمحے حاضر" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی اس کے اس ریمارک پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"شیطان کا نام لینے والوں کو کیا کہتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ایک بار پھر لانگ روم قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"آپ کہاں غائب تھے ـــــ جوانا بتا رہا تھا کہ آپ کئی گھنٹوں سے غائب ہوئے تھے" ـــــ بلیک زیرو نے جو راشد ڈار کے میک اپ میں تھا شوخ لہجے میں پوچھا۔

"راشد قطار صاحب! ـــــ یہاں تل ابیب میں قطار ـــــ اوہ سوری! ڈار کا بڑا رواج ہے ـــــ بس ایک باتھ روم کے چکر میں پھنس گیا ـــــ چار گھنٹے گذر گئے ڈار میں کھڑے کھڑے" ـــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو اپنے نام کی درگت بنتے دیکھ کر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اچھا دوستو! ـــــ قہقہوں کا جتنا سٹاک بھی تمہارے پاس ہو وہ زیادہ سے زیادہ آدھے گھنٹے میں ختم کر لو ـــــ کیونکہ اس کے بعد ہمارا اصل مشن شروع ہونے والا ہے اور اس کے بعد مشین گنوں اور موت کے قہقہوں کا سین شروع ہو جائے گا" ـــــ عمران نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کا فقرہ سن کر سب یوں تن کر بیٹھ گئے جیسے واقعی انہوں نے زندگی میں کبھی قہقہہ نہ لگایا ہو۔

"کیا مطلب! ـــــ تفصیل بتائیے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"تفصیل یہ ہے کہ میں نے یہاں آکر کئی گھنٹوں کی مسلسل بھاگ دوڑ کے
بعد یہ معلوم کر لیا ہے کہ پاکیشیا کے خلاف استعمال کئے جانے والا پراجیکٹ
تل ابیب سے شمال مغرب میں واقع پہاڑیوں کے پیچھے ایک انتہائی خفیہ
لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے ـــــ اور اس خفیہ لیبارٹری کے گرد
انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ـــــ اسرائیل کی
تین خفیہ تنظیمیں اس لیبارٹری کی حفاظت پر مامور ہیں اور اب ہم نے
اس لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"لیکن کیسے ـــــ کیا ہم بس اسلحہ اٹھا کر ان پہاڑیوں میں پہنچ جائیں اور
وہاں جا کر فائرنگ شروع کر دیں" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"ہمارے پاس طویل منصوبہ بندی کا ہرگز وقت نہیں ہے ـــــ یہ
پراجیکٹ بس یوں سمجھو کہ زیادہ سے زیادہ دو روز میں مکمل ہونے والا ہے
اور پھر پاکیشیا کا اہم ترین ایٹمی ریسرچ مرکز یہیں بیٹھے بیٹھے مخصوص ریز سے
تباہ کر دیا جائے گا ـــــ اس لئے ہم نے فوری اقدامات کرنے ہیں۔
اس کے لئے میں نے اپنے ذہن میں ایک پلاننگ تیار کی ہے ـــــ ہم
تین پارٹیوں میں تقسیم ہو کر اس لیبارٹری پر تین مختلف اطراف سے حملہ کریں
گے ـــــ تینوں پارٹیوں کا مقصد لیبارٹری تباہ کرنا ہے جس طرح بھی
ہو۔ چاہے ہم میں سے ایک بھی زندہ بچ کر واپس اس کوٹھی تک نہ پہنچ
سکے ـــــ بہرحال لیبارٹری تباہ ہونی چاہئے ـــــ میں نقشہ لے آیا
ہوں اسے سب لوگ اچھی طرح دیکھ لیں اور سمجھ لیں" ـــــ عمران کا
لہجہ خلاف معمول بے حد سنجیدہ تھا۔
"عمران صاحب! ـــــ تین کی بجائے اگر دو پارٹیاں بنالی جائیں تو زیادہ

بہتر ہے ـــــ تین پارٹیاں بنانے سے ہماری قوت کمزور پڑ جائے گی"
صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ـــــ دو ہی سہی ـــــ یہ دیکھو نقشہ" ـــــ عمران نے
جیب سے ایک نقشہ نکال کر درمیانی میز پر پھیلاتے ہوئے کہا۔
"یہ ہے وہ سپاٹ ـ جہاں یہ لیبارٹری موجود ہے ـــــ یہ دو سڑکیں
تل ابیب سے اس سپاٹ کو جاتی ہیں ـــــ ہم آسانی کے لئے اس کا
نام ریڈ سپاٹ رکھ لیتے ہیں ـــــ یہ سڑک شمال مغرب سے ہوتی ہوئی
اس ریڈ سپاٹ تک پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے ـــــ جبکہ یہ دوسری سڑک
جنوب مشرق سے ہوتی ہوئی اس ریڈ سپاٹ کے انتہائی مشرقی حصے میں
پہنچتی ہے ـــــ ایک پارٹی ایک سڑک سے جائے گی جب کہ دوسری
پارٹی دوسری سڑک سے ـــــ اب ان کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل
بھی سن لو جو صرف بیرونی حد تک محدود ہے ـــــ دونوں سڑکوں کے
اختتام پر مسلح فوجیوں کی چوکیاں ہیں جو انتہائی جدید ترین اسلحے سے لیس
ہیں اور کم از کم وہاں بیس بیس فوجیوں کی نفری مستقل تعینات رہتی ہیں
ریڈ سپاٹ کے اندر بھی مسلح فوجی جیپوں میں گھومتے رہتے ہیں ـ دونوں
چوکیوں پر ٹاور بھی بنے ہوئے ہیں جن پر لانگ رینج مارٹر گنیں اور میزائل
گنیں نصب ہیں ـــــ اب رہ گئی یہ بات کہ اندر لیبارٹری میں کیسے
انتظامات ہیں تو ان سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہے ـــــ میں نے
جوانا کی معرفت جو اسلحہ لیا ہے اس میں ٹی الیون بم بھی ہیں۔ یہ ٹی الیون
بم انتہائی وسیع علاقے میں تباہی پھیلاتے ہیں اور ان کی تباہی اوپر کی
بجائے نیچے کی طرف ہوتی ہے ـــــ مطلب یہ ہے کہ جہاں یہ بم فائر

ہوں گے وہاں یہ تباہی پھیلاتے ہوئے کم از کم ایک ہزار فٹ تک چلے جائیں گے ــــ اور لیبارٹری بھی زیادہ سے زیادہ اسی قدر گہرائی میں ہو گی ــــ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس وسیع و عریض علاقے میں وہ سپاٹ تلاش کرنا ہے جہاں نیچے وہ لیبارٹری ہے ــــ اگر میرے پاس وقت ہوتا تو میں یقیناً باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے اسے تلاش کر لیتا۔ اور نہ صرف تلاش کر لیتا بلکہ اس لیبارٹری کے اندر بھی پہنچ جاتا۔ لیکن سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وقت نہیں ہے ــــ اس لئے میں نے سوچا ہے کہ بس اندھا دھند اقدام کئے جائیں بعد میں دیکھا جائے گا کہ کیا نتیجہ نکلتا ہے ــــ ہمارے پاس چھ ڈی الیون بم ہیں۔ تین ایک پارٹی لے لے اور تین دوسری پارٹی ــــ ہر پارٹی اس چوکی کو تباہ کر کے اندر داخل ہو اور پھر جہاں مناسب سمجھے ڈی الیون بم فائر کر دے ــــ اس کے بعد واپسی" ــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ میرے خیال میں اس اندھا دھند اقدام کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے یقیناً اس لیبارٹری کو بم پروف انداز میں بنایا ہوا ہو گا ــــ اس لئے ڈی الیون بم بھی اس لیبارٹری کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ اُلٹا ہم لوگ بھی ٹارگٹ میں آ جائیں گے۔ اور اسرائیل کی تمام قوتیں ہمارے خلاف مرتکز ہو جائیں گی ــــ اس لئے میرے ذہن میں ایک اور تجویز آئی ہے ــــ ہم ان فوجیوں کو اغوا کر کے ان کے میک اپ میں وہاں رہیں اور پھر اس لیبارٹری کا کوئی راستہ ٹریس کر کے اندر جا کر اسے تباہ کریں ــــ ابھی دو روز تو ہمارے پاس ہیں۔ ان دو دنوں میں یہ کارروائی آسانی سے مکمل کی جا سکتی

ہے" ــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"راشد ڈار صاحب! ــــ یہ دو روز بھی میرا اندازہ ہیں۔ کوئی حتمی بات نہیں ہے ــــ ہو سکتا ہے کہ دو روز کی بجائے صرف چند گھنٹے ــــ یا چند لمحے باقی رہ گئے ہوں ــــ اگر ہمارے ملک کا ایٹمی ریسرچ مرکز تباہ ہو گیا تو پھر چاہے ہم پورے اسرائیل کو اڑا دیں ہمیں کوئی فائدہ نہ ملے گا ــــ ڈی الیون بم عام حالات میں بھی خاصے طاقتور ہوتے ہیں ــــ لیکن میں نے ان میں معمولی سی تبدیلی بھی کر دی ہے ــــ اب اگر وہ صحیح سپاٹ پر فائر ہو گئے تو پھر لیبارٹری لازماً تباہ ہو جائے گی ــــ اور ہمارے پاس کسی قسم کی منصوبہ بندی کا قطعاً کوئی وقت نہیں ہے اس لئے ہم اس اندھے اقدام پر مجبور ہیں۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں ہے" ــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب! ــــ اگر یہ صورت حال ہے تو پھر اندھا اقدام ہی سہی ــــ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کا حکم" ــــ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں ایک بات کروں" ــــ؟ تنویر جو اب تک خاموش بیٹھا تھا بول پڑا۔

"ہاں بولو ــــ کھل کر بتاؤ ــــ لیکن وقت ضائع ہونے کا خیال رکھنا"۔ عمران نے کہا

"ہم دو پارٹیاں ضرور بنائیں ــــ لیکن علیحدہ علیحدہ اطراف سے جانے کی بجائے ایک ہی طرف سے جائیں ــــ ہمارے پاس چھ ڈی الیون

ہیں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ چھ آدمیوں کے پاس یہ بم ہو سکتے ہیں۔ اور ہماری تعداد آٹھ ہے ـــــ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دو آدمی بغیر بم کے ہوں گے ـــــ یہ دو آدمی ایک چوکی کو تباہ کریں۔ اس کے بعد یہ چھ آدمی اس لمبی پٹی پر پھیل جائیں ـــــ پہلے ایک آدمی ٹی۔ ڈی۔ الیون بم کا فائر کرے ـــــ لازماً فائر کے جواب میں جس جگہ یہ لیبارٹری ہو گی وہاں سے کوئی جواب ضرور ملے گا ـــــ چنانچہ وہ جگہ جہاں سے جواب ملے جس بم بردار کے قریب ہو۔ وہ اس پہ بم فائر کر دے اس طرح ہم اندھا دھند اقدام سے بھی بچ جائیں گے اور لیبارٹری بھی یقیناً تباہ ہو جائے گی" ـــــ تنویر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کی بات کا جواب دیتا۔ کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"ایک تجویز میرے ذہن میں بھی آئی ہے ـــــ ہم یہیں سے سب لوگ فوجی وردیوں میں ملبوس ہو کر کوئی فوجی جیپ اڑا کر وہاں پہنچیں اور پھر وہاں کسی بھی آدمی سے لیبارٹری کا ٹارگٹ معلوم کر کے اس پر چڑھ دوڑیں ـــــ یہ زیادہ بہتر رہے گا" ـــــ کیپٹن شکیل نے اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل کی تجویز زیادہ اچھی ہے ـــــ میں اپنی تجویز واپس لیتا ہوں اور کیپٹن شکیل کی تجویز کی تائید کرتا ہوں" ـــــ تنویر نے اپنی عادت کے خلاف فوراً جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

"او کے ـــــ اگر یہ تجویز تنویر کو پسند آگئی ہے تو پھر یہی ٹھیک ہے ـــــ فوجی وردیاں پہلے ہی میں نے منگوالی تھیں کہ شاید کام آجائیں۔

ور ہیں بھی ہم سب کے سائز کے مطابق۔ اس لئے وردیوں کا کوئی مسئلہ نہیں ہے ـــــ رہ گئی فوجی جیپ ـــــ تو یہاں سے ہم کاروں میں جائیں گے۔ آگے جہاں بھی کوئی جیپ ملی، اُسے حاصل کر لیا جائے گا۔ نہیں تو کاریں بھی ٹھیک ہیں ـــــ میں جنرل گراہم کا میک اپ کر لوں گا ـــــ جنرل گراہم اسرائیلی فوج کا سیکنڈ کمانڈر انچیف ہے اور مجھے یقین ہے کہ جنرل گراہم کو دیکھ کر سب شش و پنج میں پڑ جائیں گے اور ہمارا کام آسانی سے ہو جائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور سب نے سر ہلا دیئے۔

"آؤ پھر جلدی کرو ـــــ تیاری شروع کرو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے" ـــــ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب کے چہروں پر ناقابلِ شکست جذبے کے تاثرات طاری تھے جیسے انہوں نے فیصلہ کر لیا ہو کہ وہ ہر صورت میں اس اندھے مشن کو کامیاب بنائیں گے۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کے چہروں پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ دونوں ایک ہی جیپ میں سوار ایک ویران سی سڑک سے ہٹ کر کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود تھے۔ جیپ کے ڈیش بورڈ کا خانہ کھلا ہوا تھا اور ڈیش بورڈ کے اس خلا میں ایک سکرین روشن نظر آ رہی تھی اور ان دونوں کی نظریں اس سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر دو کاریں خاصی تیز رفتاری سے ایک طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔ دونوں کاروں میں فوجی سوار تھے۔

"یہ جنرل گراہم کے میک اپ میں عمران خود ہے" — کرنل ڈیوڈ نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"اچھا — ویسے اگر تم ایل۔آر ڈکٹا فون کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو ریکارڈ نہ کر لیتے تو میں کبھی بھی یقین نہ کرتا کہ یہ جنرل گراہم نہیں ہے — وہی حلیہ — وہی انداز — لیکن ایک بات ہے

ن ڈیوڈ! — جب تمہیں ان کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا تھا تو تم اپنی فطرت کے مطابق ان پر چڑھ کیوں نہ دوڑے — تم نے خلاف فطرت اتنا صبر کیسے کیا کہ صرف ایل۔آر ڈکٹا فون کے ذریعے ان کی گفتگو سنتے رہے"۔ ن فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دراصل یہ صدر صاحب کی ہدایت پر میں نے ایسا کیا ہے۔ جیسے ہی مجھے ان کی رہائش گاہ کا علم ہوا — میں نے صدر مملکت سے بات کی کیونکہ صدر مملکت کا اس بارے میں سخت حکم ہے کہ جیسے ہی عمران یا اس کے ساتھیوں کا علم ہو۔ ان سے پوچھے بغیر ان پر ریڈ نہ کیا جائے۔ چنانچہ میں نے جب ان کو ساری تفصیلات بتائیں تو انہوں نے اس کوٹھی پر فوری ریڈ کرنے کی بجائے ان کی سائنسی طور پر نگرانی کا حکم دیا۔ ان کا خیال تھا کہ اگر ریڈ ناکام ہو گیا تو پھر یہ لوگ اس طرح غائب ہو جائیں گے کہ بعد میں ان کی تلاش مشکل ہو جائے گی — چنانچہ سپیشل ایل آر ڈکٹا فون استعمال کیا گیا — ایک مخصوص ہیلی کاپٹر کو چھ ہزار فٹ کی بلندی پر اس کوٹھی کے عین اوپر روکا گیا — اور پھر اس ہیلی کاپٹر میں نصب سپیشل ایل۔آر ڈکٹا فون اور ویڈو ٹاپ کے ذریعے اندرونی تصویریں بھی حاصل کی گئیں اور گفتگو بھی سنی گئی — ان تصویروں کی مدد سے پتہ چلا کہ عمران کے ساتھ دو حبشی اور چھ ایشیائی ساتھی ہیں — گفتگو سے یہ انکشاف ہوا کہ عمران نے ریڈ ٹارگٹ کی مخصوص لیبارٹری کا محل وقوع تلاش کر لیا ہے۔ اور اب وہ اس جگہ ریڈ کر کے ڈی۔ الیون بموں کی مدد سے اس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں — اس ہیلی کاپٹر سے نشر ہونے والی تصویریں اور آواز کو ایک سنٹر میں صدر مملکت خود مانیٹر کر رہے تھے — جب

ان لوگوں نے تمام پلاننگ مکمل کر لی تو صدر مملکت نے ان لوگوں کو گرفتار کرنے کا پلان خود تیار کیا ــــــ اور اب اس پلان کے تحت ہم یہاں موجود ہیں ــــــ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔

"ویسے یہ تمہارا زبردست کارنامہ ہے کرنل ڈیوڈ! ــــــ میں نے صدر مملکت کو اتنے خوش پہلے کبھی نہیں دیکھا ــــــ کرنل فرانک نے رشک بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں یاد ہے میں نے ایک بار پہلے بھی عمران کو گرفتار کر لیا تھا لیکن اس نے کرنل بالڈون سے مقابلے کا چکر چلا کر ساری بازی ہی الٹ دی تھی ــــــ میں نے تو اب بھی صدر مملکت سے گذارش کی تھی کہ ان سب پر فائقہ میزائل مار کر ہمیشہ کے لئے ان کا خاتمہ کر دیا جائے ــــــ لیکن صدر مملکت سیاسی آدمی ہیں۔ وہ ان کی گرفتاری سے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اب یہ موڑ کے قریب پہنچنے والے ہیں" ــــــ اچانک کرنل فرانک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ سکرین پر دوڑتی ہوئی دونوں کاریں واقعی ایک موڑ کے قریب پہنچ کر آہستہ ہو رہی تھیں اور پھر وہ تیزی سے مڑ گئیں۔ اب ان کا رخ ادھر ہی تھا جدھر یہ دونوں درختوں کے جھنڈ میں چھپے ہوئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچ لئے۔

سکرین پر دوڑنے والی کاروں کی رفتار خاصی تیز تھی اور اب سکرین پر وہ کلوز اپ میں آتی جا رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد وہ بڑی ہوئیں اور پھر یکلخت آگے نکل گئیں۔ اب سکرین پر ان کا عقبی حصہ نظر آ رہا تھا۔

"چلو کرنل! ــــــ اب ان کے پیچھے جیپ نکال چلو" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور سٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے کرنل فرانک نے جلدی سے جیپ سٹارٹ کی اور پھر درختوں کے جھنڈ سے جیپ نکال کر سڑک کی طرف لے چلا۔ چند لمحوں بعد ان کی جیپ سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

کرنل ڈیوڈ نے ڈیش بورڈ کے نیچے کا بٹن آف کیا تو سکرین تاریک ہو گئی اور ڈیش بورڈ کا خانہ بند ہو گیا۔ کرنل فرانک جیپ کو خاصی تیز رفتاری سے دوڑاتے لئے جا رہا تھا اور پھر چند لمحوں بعد دور دوڑتی ہوئی کاریں انہیں اپنی آنکھوں سے نظر آنے لگیں تو کرنل فرانک نے جیپ آہستہ کر لی۔ کاریں بھی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھیں۔

"اور آہستہ کر لو جیپ ــــــ تاکہ چوکی پر پلاننگ کے مطابق یہ لوگ پوری طرح کور کر لئے جائیں ــــــ ورنہ ہمیں دیکھتے ہی وہ بدک جائیں گے" ــــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فرانک نے سر ہلاتے ہوئے جیپ اور آہستہ کر لی۔ فاصلہ زیادہ ہو جانے کی وجہ سے دور جاتی ہوئی کاریں نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

"کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے" ــــــ کرنل فرانک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"گڑبڑ کیسی ــــــ پوری پلاننگ سیٹ ہے ــــــ جیسے ہی یہ چوکی پر پہنچیں گے ــــــ چوکی پر موجود تمام مسلح سپاہی ان سے اس طرح پیش آئیں گے جیسے وہ واقعی جنرل گراہم اور اس کے ساتھی ہوں۔ بالکل فطری انداز میں ــــــ اور اس کے بعد جنرل گراہم لیبارٹری میں جانے کی جب بات کرے گا تو ایک طرف موجود بکتر بند گاڑی لائی جائے گی اور جنرل گراہم کو

بتایا جائے گا کہ صرف اسی گاڑی میں بیٹھ کر ہی لیبارٹری میں داخلہ م
ہو سکتا ہے ـــــ چنانچہ جنرل گراہم اور اس کے ساتھی جب اس گا
میں بیٹھیں گے تو ڈرائیور صرف ایک بٹن دبائے گا اور گاڑی میں
سے سیٹ انتہائی زود اثر گیس پھیل جائے گی اس طرح یہ سب طو
عرصے کے لئے بیہوش ہو جائیں گے اور پھر اس بکتر بند گاڑی م
انہیں اسرائیل کے سب سے خوفناک جیل خانے کانڈی جیل میں
جایا جائے گا ـــــ جہاں خصوصی سیل میں انہیں علیحدہ علیحدہ
کر دیا جائے گا جہاں سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ـــ
پھر جب ریڈ ٹارگٹ مکمل ہو جائے گا تو صدر مملکت ان لوگوں کی ا
میں موجودگی کا اعلان کر کے سیاسی فائدے اٹھائیں گے ـــــ ا
آخر میں انہیں وہیں خصوصی سیلز میں ہی ختم کر دیا جائے گا اور ان
لاشوں کی نمائش پورے اسرائیل میں کی جائے گی" ـــــ کرنل ڈیوڈ
تیز لہجے میں کہا اور کرنل فرانک نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا جیپ
اب آہستہ رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔
" وہ اب تک وہاں پہنچ چکے ہوں گے اس لئے جیپ ایک سائ
پر روک دو ـــ جب تک وہ بیہوش نہ ہو جائیں ہم نے چوکی پر نہیں
پہنچنا" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل فرانک نے جیپ ایک سائ
پر کر کے روک دی۔
کرنل ڈیوڈ نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود اسی بٹن کو دوبارہ آن کر دیا
تو ڈیش بورڈ کا خانہ کھل گیا اور سکرین روشن ہو گئی۔ کرنل ڈیوڈ نے سائیڈ پر لگ
ہوئی ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا۔ ناب کے گھماتے ہی سکرین

ـے ہوئے اور پھر جب اس پر آڑھی ترچھی لکیریں سی دوڑنے لگیں
ل ڈیوڈ نے ہاتھ ناب سے ہٹا لیا۔ اور خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔
چند لمحوں تک اسی طرح آڑھی ترچھی لکیریں سکرین پر دوڑتی رہیں اور
یک جھماکے سے اس پر ایک واضح منظر نظر آنے لگا۔ یہ ایک عجیب ساخت
تر بند گاڑی تھی جس کا عقبی حصہ کھلا ہوا تھا۔ اندر انتہائی شاندار اور
دہ کرسیاں اس طرح فٹ تھیں کہ گاڑی کا عقبی حصہ کسی رئیس
ـے ڈرائینگ روم جیسا لگ رہا تھا۔ اس گاڑی کے دونوں اطراف میں
ی فوجی انتہائی مودبانہ انداز میں اٹین شن کھڑے تھے۔ تین اعلیٰ فوجی
ن کے کھلے حصے کی سائیڈ پر اسی طرح اٹین شن کھڑے تھے۔ درجنوں فوجی
ن میں سوار ہو رہے تھے۔
"جنرل گراہم اور اس کے ساتھی لیبارٹری میں جا رہے ہیں"
فرانک نے ہنستے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے صرف سر ہلانے پر ہی
تفا کیا۔ اس کی نظریں مسلسل سکرین پر جمی ہوئی تھیں اور چہرے پر شدید
یشانی اور اضطراب نمایاں تھا۔ لیکن جب سب فوجی اندر جا کر کرسیوں
بیٹھ گئے تو افسروں نے گاڑی کے دروازے بند کئے اور پھر ایک
ان کے درمیان پھنسا کر اُسے باقاعدہ دونوں طرف سے لاک کر دیا۔
ا جیسے ہی لاک ہوا، کرنل ڈیوڈ کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔
وہ مارا ـــ اب یہ صحیح معنوں میں پھنس گئے ہیں ـــــ مجھے یہی
تھا کہ کہیں یہ عمران مشکوک نہ ہو جائے ـــــ لیکن وہ حقیقتاً بچے
طرح پکڑا گیا ہے ـــــ جلدی کرو کرنل فرانک! ـــــ جلدی جیپ
گے بڑھاؤ۔ اب اس گاڑی کو ہم نے کانڈی جیل لے جانا ہے" ـــــ کرنل

ڈیوڈ نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا۔ اور کرنل فرانک نے بھی سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔ اور پھر بے تحاشا جیپ چلاتے ہوئے وہ جلد ہی چوکی پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک سائیڈ پر وہ بکتر بند گاڑی کھڑی تھی۔

"بیہوش ہو گئے ——— اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے جیپ کے رکنے کا انتظار کئے بغیر نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— چیک کر لیا گیا ہے ——— سب مکمل طور پر بیہوش ہیں"۔ ایک فوجی افسر نے سلیوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھاؤ کیسے چیک کیا ہے ——— ان میں سے ایک شخص سانس روکنے کا ماہر ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور کرنل فرانک بھی جیپ روک کر نیچے اتر آیا۔

"ادھر آیئے سر" ——— فوجی افسر نے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے کیبن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں ہی تیزی سے اس فوجی افسر کے پیچھے چلتے ہوئے اس کیبن میں پہنچ گئے۔ کیبن میں ایک سائیڈ پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں وہ اس فوجی افسر کے پیچھے چلتے ہوئے سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچے تو وہاں تہہ خانے میں دیوار کے ساتھ دو بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں جن میں سے ایک مشین پر چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے اور ایک سفید کوٹ پہنے ادھیڑ عمر آدمی اسے آپریٹ کر رہا تھا۔ اس نے فوجی افسر، کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو اپنی طرف آتے دیکھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ مارا۔

"ڈاکٹر روگر! ——— کرنل ڈیوڈ تسلی کرنا چاہتے ہیں کہ گاڑی میں بند افراد واقعی بیہوش ہو چکے ہیں یا نہیں ——— ان کا کہنا ہے کہ ان میں سے ایک شخص سانس روک لینے کا ماہر ہے" ——— فوجی افسر نے اس سفید کوٹ والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ——— میں چیک کرا دیتا ہوں سر" ——— ڈاکٹر روگر نے کہا اور پھر اس نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔

"سر گاڑی میں آٹھ افراد ہیں اور یہ چھوٹی چھوٹی آٹھ سکرینیں ان میں سے ایک ایک آدمی کی جسمانی حالت بتا رہی ہیں ——— ادھر دیکھیے سب سکرینوں پر یہ شمال سے جنوب کی طرف جانے والی سیدھی لکیریں بتا رہی ہیں کہ یہ آٹھوں افراد واقعی بیہوش ہیں ——— اگر یہ ہوش میں ہوتے تو یہ سکرینیں سیدھی حالت میں نہ ہوتیں بلکہ رک رک کر چلتیں"۔ ڈاکٹر روگر نے سکرینوں کی طرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ان میں سے جنرل گراہم کے میک اپ میں جو آدمی ہے اس کی کونسی سکرین ہے" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"سر ——— ان آٹھوں میں سے کوئی ایک ہو گی ——— اسے علیحدہ مارک نہیں کیا جا سکتا" ——— ڈاکٹر روگر نے جواب دیا۔

"ہونہہ! ——— ٹھیک ہے ——— بہر حال اب مجھے کچھ تسلی ہو گئی ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ یہ گاڑی لے جائیں گے سر" ——— فوجی افسر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں" ——— کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچے اور چند لمحوں بعد وہ جیپ پر سوار ہو کر آگے بڑھ گئے۔

وہ بکتر بند گاڑی ان کے پیچھے پیچھے تھی اور اس بکتر بند گاڑی کے
پیچھے مسلح فوجیوں سے بھری دو گاڑیاں ان بیہوش افراد کی حفاظت کے
لئے چل رہی تھیں ۔

" صدر مملکت کو بھی تو رپورٹ دینا ہو گی" ——— کرنل فرانک نے پوچھا
چونکہ اس سارے مشن کا انچارج صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ کو بنایا تھا
کرنل فرانک کو صرف اس لئے ساتھ بھیج دیا گیا تھا تاکہ کسی بھی مشکل وقت
میں وہ دونوں مل کر کام کر سکیں ۔ لیکن کرنل فرانک کو مشن کی کسی تفصیل
علم نہ تھا اس لئے وہ ہر بات کرنل ڈیوڈ سے ہی پوچھتا تھا ۔

" فوجی افسروں نے ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی صدر مملکت کو اطلاع
کر دی ہو گی ——— اب کاندی جیل میں جب ان لوگوں کو مخصوص سیل
میں قید کر دیا جائے گا اور ہم ہر طرح مطمئن ہو جائیں گے پھر ہم صدر
صاحب کو فائنل رپورٹ دیں گے " ——— کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا
اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا ۔

" ویسے ایک بات ہے کرنل فرانک ! ——— عمران اور اس کے
ساتھی گرفتار ہو گئے ہیں ——— لیکن سچ پوچھو تو مجھے ذرا بھی لطف نہیں
آیا ——— نہ کوئی بھاگ دوڑ ہوئی ——— نہ گولیاں چلیں ——— نہ کوئی
ایکشن وغیرہ ——— یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم نے دنیا کے خوفناک ترین
سیکرٹ ایجنٹوں کو گرفتار نہ کیا ہو ——— بلکہ عام سے بے ضرر شہریوں
کو پکڑ کر اس بکتر بند گاڑی میں ڈال دیا ہو ——— مجھے تو بالکل مزہ
نہیں آیا ——— کیا خیال ہے تمہارا " ——— کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے
ہوئے کہا اور کرنل فرانک قہقہہ مار کر ہنس پڑا ۔

" تمہارے احساسات میں بخوبی سمجھ رہا ہوں کرنل ڈیوڈ ! ——— جس
طرح عمران کی آمد کے سلسلے میں ہمارے اعصاب پر شدید دباؤ تھا ۔ اس
کے لئے واقعی لمبی چوڑی بھاگ دوڑ ضروری تھی ——— لیکن اب ان
کا جس طرح آسانی سے پکڑ لیا جانا اس لحاظ سے واقعی مایوس کن ہے
کہ صدر مملکت اس نازک ترین موقع پر ایک فیصد بھی رسک نہیں
لے سکتے تھے ——— اس لئے انہوں نے ان لوگوں کو سائنسی طور پر
بے ہوش کرنے کا حکم دیا اور ہمیں بھاگ دوڑ کرنے کا موقع نہ ملا ——— اور
اب دیکھو یہ لوگ لاشوں کی طرح اس بکتر بند گاڑی میں بند دنیا کے
خوفناک ترین جیل خانے میں اپنے بقایا سانس پورے کرنے کے لئے
جا رہے ہیں " ——— کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ
نے سر ہلا دیا ۔

" بس ان کی موت میں واقعی صرف چند یوم باقی رہ گئے ہیں ———
چند روز بعد ریڈ ٹارگٹ ریڈ اسکوائر پہنچ جائے گا ——— اور وہاں
پہنچنے کے چند گھنٹے بعد اسرائیل کا سب سے بڑا اور دیرینہ مشن ریڈ ٹارگٹ
مکمل ہو جائے گا ——— ریڈ ٹارگٹ مکمل ہو جانے کے بعد دنیا کے ان
خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹوں کی عبرت ناک موت یقینی ہو جائے گی " ———
کرنل ڈیوڈ نے کہا ۔

" جس گیس سے ان لوگوں کو بیہوش کیا گیا ہے ——— اس گیس کا
اثر کتنے گھنٹے تک رہے گا ——— ؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد
کرنل فرانک نے پوچھا ۔

" میرا خیال ہے کہ کم از کم تین دن تک تو ضرور رہے گا ——— جب

تک ریڈ ٹارگٹ مشن مکمل نہ ہو جائے، ان کا بیہوش رہنا ہی ہمارے فائدے
میں ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔
ان کی جیپ اور اس کے پیچھے بکتر بند مخصوص گاڑی اور اس کے عقب
میں مسلح فوجیوں سے بھری ہوئی جیپیں خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی
آگے بڑھی جا رہی تھیں اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد
گاڑیاں اسرائیل کی ہولناک ترین جیل ـــ کانڈی جیل کے گیٹ پر پہنچ
کر رک گئیں اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک نیچے اتر آئے۔

عمران کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں تو چند لمحوں تک وہ خالی
خالی نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر لاشعوری طور پر اس کے دونوں ہاتھ اپنی
آنکھوں کو ملنے لگے۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے کچھ نظر نہ آ رہا ہو۔ لیکن
پھر آہستہ آہستہ اندھیرے سے اس کی آنکھیں مانوس ہونے لگیں اور اس
کے ساتھ ہی اس کا شعور بھی پوری طرح بیدار ہو گیا۔ اس کے ذہن پر وہ
منظر فلم کی طرح ابھر آیا جب وہ اپنے ساتھیوں سمیت جنرل گراہم کے
میک اپ میں لیبارٹری والے علاقے کی پہلی چوکی پر پہنچا تو وہاں موجود
مسلح سپاہی اور افسر اُسے دیکھتے ہی بُری طرح بوکھلا گئے اور وہ سب
اس طرح اٹین شن ہو گئے تھے جیسے جنرل گراہم کی بجائے انہیں عزرائیل
نظر آ گیا ہو۔
عمران جنرل گراہم کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ انتہائی سخت مزاج
اور بااصول آدمی ہے اور پوری اسرائیلی فوج اس سے اس طرح خوفزدہ

رہتی ہے کہ جیسے واقعی جنرل گراہم ملک الموت کا دوسرا رُوپ ہو۔ اور پھر
عمران نے جب انہیں بتایا کہ وہ لیبارٹری میں ڈاکٹر لارنس کے نام ایک
اہم ترین پیغام پہنچانے کے لئے آیا ہے تو فوجی افسروں نے بغیر کسی
حیل و حجت کے اُسے لیبارٹری میں لے جانے کی حامی بھر لی اور ایک
فوجی افسر نے لیبارٹری میں جانے والی مخصوص گاڑی حاضر کرنے کا حکم
دیا اور اسی فوجی افسر سے معلوم ہوا کہ لیبارٹری میں یہی گاڑی ہی داخل
ہو سکتی ہے تو وہ سمجھ گیا کہ انتہائی حفاظتی اقدامات کی خاطر یہ طریقہ اپنایا
گیا ہوگا۔ اسے خوشی اس بات پر تھی کہ بغیر کسی جھگڑے کے انہیں
مخصوص اسلحہ سمیت لیبارٹری میں داخل ہونے کا موقع مل رہا ہے۔
چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس ڈرائینگ رُوم کی طرح سجی ہوئی گاڑی
میں سوار ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ گاڑی میں بیٹھے ہی تھے اور گاڑی کا عقبی
دروازہ بند ہی ہوا تھا کہ یکلخت ان کے ذہنوں پر جیسے سیاہ پردے پڑتے
چلے گئے۔ کسی قسم کی بُو وغیرہ بھی محسوس نہ ہوئی تھی اور اب عمران کی آنکھ
کھلی تو وہ ایک عجیب و غریب کوٹھڑی میں موجود تھا جو چاروں طرف
سے بند تھی اس کی چھت بھی نیچی تھی اتنی نیچی کہ عمران لیٹے لیٹے ہاتھ اٹھا
کر چھت کو چھُو سکتا تھا۔

کوٹھڑی کا سائز بھی بے حد چھوٹا تھا۔ بس اتنا کہ عمران اُٹھ کر بیٹھ تو
سکتا تھا لیکن کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ کوٹھڑی میں گہرا اندھیرا تھا اور ساتھ ہی
عجیب سی بُو بھی پھیلی ہوئی تھی۔ کوٹھڑی میں اکیلا عمران تھا۔ اس کے
ساتھیوں کا کوئی پتہ نہ تھا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ ہمیں ٹریپ کیا گیا ہے۔ لیکن انہیں ہمارے

متعلق کیسے اطلاع مل گئی" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا وہ اب
اُٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ اندھیرے کے باوجود وہ کوٹھڑی کی دیواروں کو اب
بخوبی دیکھ رہا تھا۔ اس کی تیز نظریں کوٹھڑی کی دیواروں اور چھت کا جائزہ
لینے میں مصروف تھیں لیکن کہیں بھی کوئی رخنہ یا روشندان یا دروازہ نہ تھا۔
ہر طرف ٹھوس دیواریں تھیں۔ لیکن اب عمران اتنا تو جانتا تھا کہ آخر اسے
یہاں لایا گیا ہے تو لازماً کہیں نہ کہیں کوئی دروازہ بھی موجود ہوگا اور
نامانوس سی بُو مسلسل آرہی تھی۔ اس کا مطلب ہے کوئی ایسا رخنہ موجود
ہے جس سے ہوا اندر آرہی ہے جس کے ساتھ یہ بُو بھی آرہی ہے۔
اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اب وہ اس نامانوس سی بُو کو سمجھ گیا تھا۔
یہ مخصوص بُو ایسی دلدل سے اٹھتی تھی جس میں چونے کے پتھروں کی
آمیزش ہو۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کوٹھڑی کسی دلدل کے کنارے ہے ایسی
دلدل جس میں چونے کے پتھر کی آمیزش زیادہ ہے" ——— عمران نے
بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور زور سے سانس
لینا شروع کر دیا۔ وہ بُو کا ماخذ معلوم کرنا چاہتا تھا اور پھر وہ فرش پر منہ
کے بل لیٹ گیا اور اس نے کہنیوں کے بل آگے رینگنا شروع کر دیا۔ بُو
تیز ہوتی جا رہی تھی اور چند لمحوں بعد وہ سامنے والی دیوار کی جڑ تک
پہنچ گیا۔ بُو اس دیوار اور فرش کے جوڑ سے نکل رہی تھی اور اب وہاں
باریک باریک سوراخ عمران کو بخوبی نظر آرہے تھے جو پہلے اندھیرے
کی وجہ سے اُسے نظر نہ آسکے تھے۔ یہ سوراخ تعداد میں چھ تھے اور
انگوٹھے کی چوڑائی جتنے موٹے تھے۔ عمران نے آنکھ ایک سوراخ کے ساتھ

لگا کر دوسری طرف جھانکنے کی کوشش کی لیکن دوسری طرف گھپ اندھیرا
تھا۔ کچھ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔
عمران واپس مڑا اور پھر اس نے دیواروں کو ہاتھ سے ٹٹولنا شروع
کر دیا۔ وہ اس دروازے کو تلاش کرنا چاہتا تھا لیکن ساری دیواروں
کو ٹٹول کر دیکھنے کے باوجود اسے کوئی جگہ ایسی محسوس نہ ہوئی جہاں کسی
دروازے کا گمان ہو سکتا۔ پھر اس نے دیواروں کو چھوڑ کر فرش اور اوپر
چھت کو ٹٹولا تو جیسے ہی چھت کے دائیں کونے پر اس کا ہاتھ پڑا وہ
چونک پڑا۔ کیونکہ اس جگہ آواز دوسری جگہوں سے مختلف تھی۔ عمران سمجھ
گیا کہ اس جگہ کوئی خلا ہو سکتا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ اسے کھولے
کیسے ——؟ اس کے جسم پر وہی جنرل گراہم والی یونیفارم تھی۔ لیکن
تمام جیبیں خالی تھیں۔ حتیٰ کہ اس کی کلائی کی گھڑی۔ بوٹ جرابیں سب
کچھ اتار لیا گیا تھا۔ اس کے ناخنوں میں موجود بلیڈ البتہ موجود تھے لیکن یہ
بلیڈ بہرحال کسی ٹھوس چٹان کو تو نہ کاٹ سکتے تھے۔
"اب یہاں سے نکلا کیسے جائے" —— عمران نے دیوار کے ساتھ
پشت لگا کر سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن یہاں سے باہر جانے کی کوئی ترکیب
اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔
ابھی وہ بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے کانوں میں کسی کے کراہنے
کی آواز سنائی دی۔ یہ آواز انہی سوراخوں سے آئی تھی جس سے وہ نامانوس
سی بو آ رہی تھی۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے رینگتا ہوا دوبارہ ان سوراخوں
کی طرف بڑھ گیا۔
کراہنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔ عمران چند لمحے یہ آواز سنتا رہا پھر اس

نے سوراخ سے منہ لگا کر زور سے کہا۔
"یہ کون کراہ رہا ہے —— کون کراہ رہا ہے" —— عمران کی آواز
خاصی تیز تھی۔
اس کی آواز سنتے ہی دوسری طرف سے کراہنے کی آواز یکلخت
بند ہو گئی۔
"عمران صاحب —— عمران صاحب! —— آپ کی آواز کہاں سے
آ رہی ہے —— میں ٹائیگر ہوں" —— چند لمحوں بعد ایک ہلکی سی کراہتی
ہوئی آواز سنائی دی۔
"ٹائیگر تم —— اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور مجھے بتاؤ کہ تم کہاں ہو —— کس
پوزیشن میں ہو" —— عمران نے سخت لہجے میں کہا۔
"اوہ —— اوہ! —— اب مجھے کچھ نظر آنے لگ گیا ہے —— یہ تو
بڑی تنگ سی کوٹھڑی ہے —— اوہ یہ کیسی کوٹھڑی ہے —— نیچی سی۔
تنگ سی —— بغیر کسی دروازے اور روشندان کے —— اور یہ کوئی
ہے ——" ٹائیگر کی کمزور سی آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ وہ بھی
اسی طرح کی کوٹھڑی میں قید ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ ایک دوسرے
کے ساتھ جڑی ہوئی یہ کوٹھڑیاں ہیں جن میں یقیناً اس کے دوسرے ساتھی
بھی قید ہوں گے۔
"کیا تم کوٹھڑی میں اکیلے ہو ٹائیگر" —— ؟ عمران نے پوچھا۔
"ہاں عمران صاحب! —— میں اکیلا ہوں —— لیکن آپ کی آواز
تو میرے قریب سے آ رہی ہے مگر ادھر تو دیوار ہے" —— اب
ٹائیگر کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا۔ وہ شاید نیم بیہوشی کی کیفیت سے نکل

آیا تھا۔

"ہاں! ___ میں دیوار کی دوسری طرف ایسی ہی ایک کوٹھڑی میں
موجود ہوں ___ ٹائیگر! ___ سامنے والی دیوار کی جڑ میں دیکھو
یقیناً چھوٹے چھوٹے سوراخ نظر آجائیں گے ___ جاؤ دیکھو اور مجھے بتاؤ
کیا ایسے سوراخ ہیں" ___ ؟ عمران نے کہا۔

"میں دیکھتا ہوں" ___ ٹائیگر نے کہا اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے
بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"بالکل ہیں سر ___ لیکن دوسری طرف گہرا اندھیرا ہے" ___ ٹائیگر
نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس کوئی اسلحہ یا کوئی اور چیز ہے ___ چیک کرو" ___
عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں جناب! ___ صرف لباس ہے جسم پر ___ جوتے اور جرابیں
تک غائب ہیں" ___ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ! ___ خاصے ہوشیار لوگ ہیں" ___ عمران نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ___ یہ ان سوراخوں سے بُو کیسی آرہی ہے۔
عجیب سی بُو ہے" ___ ٹائیگر نے پوچھا اور عمران نے اُسے بُو کی وجہ
بتادی۔

"اوہ عمران صاحب! ___ اگر یہ کوٹھڑیاں کسی دلدل کے کنارے پر ہیں
تو پھر یہاں سے نکلا جاسکتا ہے" ___ اچانک ٹائیگر کی آواز سنائی دی
اور عمران اس کی بات سُن کر بُری طرح چونک پڑا۔

"کیسے ___ کیا آئیڈیا ہے تمہارے ذہن میں" ___ ؟ عمران نے
چونک کر پوچھا۔ کیونکہ خود اس کا ذہن سوچ سوچ کر تھک گیا تھا۔ لیکن
یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی جب کہ ٹائیگر کہہ
رہا تھا کہ یہاں سے نکلا جاسکتا ہے۔

"عمران صاحب! ___ چونے کے پتھروں والی دلدل کی خاصیت
ہوتی ہے کہ اس کے ارد گرد کی زمین پر بھی چونے کی موٹی تہہ جم جاتی
ہے اس لئے یقیناً ان کوٹھڑیوں کے فرش کے نیچے چونے کی موٹی تہہ
موجود ہوگی ___ اگر ہم اس فرش کو کسی طرح گرم کر دیں تو یقیناً نیچے
موجود تہہ چٹخ جائے گی ___ اور اس کے چٹخنے سے لازماً اس کوٹھڑی
کا فرش بھی چٹخے گا۔ اس طرح دراڑ پیدا ہو جانی یقینی بات ہے۔
اس دراڑ سے نکلا جاسکتا ہے" ___ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران
بے اختیار مسکرا دیا۔

"لیکن سیمنٹ کے اس ٹھوس فرش کو کیا پھونکوں سے گرم کرو گے"۔
عمران نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"عمران صاحب! ___ میں اپنی قمیص اور اس کے نیچے موجود بنیان
اتار کر فرش پر رکھ دیتا ہوں اور پھر ان میں آگ لگا دیتا ہوں تو لازماً فرش
گرم ہو جائے گا ___ کیونکہ چونے کی موٹی تہہ کے اوپر بنایا گیا سیمنٹ
کا فرش نیچے سے یقیناً گل کر پتلا ہو چکا ہوگا" ___ ٹائیگر نے عمران
کا طنز نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"آگ کیسے لگاؤ گے" ___ ؟ عمران نے پوچھا۔

"اوہ عمران صاحب! ___ فوجی قمیص کھردرے کپڑے کی ہے اور

میں اسے فرش پر زور زور سے رگڑوں گا تو چونے کی کے ذرات جو اس کوٹھڑی کے فرش پر موجود ہونگے یقیناً اس رگڑ سے جل اٹھیں گی ——— میرا تو یہی خیال ہے“ ——— ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران اس طرح اچھل پڑا جیسے اس کے دماغ میں اچانک کوئی کھڑکی سی کھل گئی ہو۔

”ویل ڈن ٹائیگر ——— ویل ڈن ——— شاید ہمسایہ ہونے کی وجہ سے میری ریڈی میڈ کھوپڑی تمہاری کھوپڑی میں تبدیل ہو گئی ہے کیا شاندار ترکیب سوچی ہے تم نے ——— میں تو سوچ سوچ کر تھک گیا تھا لیکن یہ نزدیک کا آئیڈیا تو میرے ذہن میں نہ آیا تھا ——— ٹھیک ہے تم بھی کوشش کرو اور میں بھی کرتا ہوں ——— ہم میں سے کوئی تو کامیاب ہو جائے گا“ ——— عمران نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جناب ! ——— کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے“ ٹائیگر نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے اپنی قمیض اتاری اور پھر اس کا گولہ سا بنا کر اس نے ہاتھ پر لپیٹا اور اسے فرش پر انتہائی تیز رفتاری سے رگڑنا شروع کر دیا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے مسلسل اسے رگڑتا جا رہا تھا لیکن اس طرح قمیض کے تو پرخچے اڑ گئے۔ لیکن اس نے آگ نہ پکڑی۔

اسی لمحے دوسری طرف سے ٹائیگر کی مسرت سے بھرپور آواز سنائی دی اور ساتھ ہی جھلملاتی ہوئی روشنی سوراخوں سے اندر آنے لگی۔

”عمران صاحب ! ——— میری قمیض جل گئی ہے ——— اب میں بنیان بھی اس پر ڈال رہا ہوں“ ——— ٹائیگر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی

”ویل ڈن ٹائیگر“ ——— عمران نے ہاتھ کو روکتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا کہ چونکہ چونے کے پتھروں کی آمیزش والی ہوا ٹائیگر کی کوٹھڑی سے اس کی کوٹھڑی میں آ رہی ہے اس لئے چونے کے ذرات ٹائیگر کی کوٹھڑی میں زیادہ ہونگے اس لئے وہاں قمیض نے رگڑ کھا کر آگ پکڑ لی ہے چند لمحوں بعد یکلخت زوردار کڑاکا ہوا۔

”عمران صاحب !“ ——— یکلخت ٹائیگر کی چیخ سنائی دی اس کی آواز کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی اندھے کنوئیں میں گرتا جا رہا ہو۔ آواز گونجتے ہوتے ختم ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی روشنی بھی ختم ہو گئی اور دوبارہ اندھیرا چھا گیا تھا۔

عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ یقیناً ٹائیگر کسی گہرے کنوئیں میں جا گرا تھا مطلب تھا کہ ان کوٹھڑیوں کے نیچے سخت زمین کی بجائے گہرے کنوئیں موجود ہیں اور جو امید ٹائیگر کی باتوں سے پیدا ہوئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی بلکہ ٹائیگر موت کے منہ میں بھی چلا گیا۔ کیونکہ کنوئیں میں یقیناً تیزاب کا پانی موجود ہو گا اور چونے کے پتھروں کی آمیزش کی وجہ سے تیزاب بن چکا ہو گا اور ٹائیگر کا جسم تو ایک طرف ہڈیاں تک اس میں گل سڑ جائیں گی۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ ٹائیگر کی موت واقعی اس کے لئے انتہائی ہولناک تھا لیکن وہ بے بس تھا۔ کسی طرح ٹائیگر کی مدد کو نہ پہنچ سکتا تھا۔

چونے کے پتھروں کی آمیزش والی بو اب انتہائی تیز ہو گئی تھی اور اسے یقین تھا کہ اب اگر وہ قمیض کو دوبارہ فرش پر رگڑے تو یقیناً آگ اٹھے گی۔ لیکن قمیض پہلے ہی چیتھڑوں میں بدل چکی تھی اس لئے

اب ظاہر ہے کہ وہ فرش کو اتنا گرم نہ کر سکتا تھا کہ وہ ٹوٹ جائے اور
ٹوٹ بھی جاتے تو سوائے موت کے کنوئیں میں گرنے کے اور کچھ نہ ہو
تھا اس لئے وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا تھا۔
ابھی اسے اس طرح بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ اچانک ایک
دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ دیوار جو ٹائیگر اور اس کی کوٹھ
کے درمیان موجود تھی، کا کافی سارا حصہ ٹوٹ پھوٹ کر عمران کی کوٹھڑ
میں آگرا اور ابھی عمران حیرت سے اس خلا کو دیکھ رہا تھا کہ اس نے
کو اس خلا میں سے گذر کر اندر آتے دیکھا تو عمران کی آنکھیں پھٹ
نہیں بلکہ حقیقت میں کانوں تک پھیلتی چلی گئیں۔ ٹائیگر نہ صرف
صحیح سلامت تھا بلکہ وہ مسکرا رہا تھا۔
"ارے ارے ۔۔۔ تم مرتے ہی بدروح بن گئے ہو" ۔۔۔
نے خوف زدہ سے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کے قہقہے سے کوٹھڑی گونج
"بدروح اور میں ۔۔۔ وہ کیسے" ۔۔۔ ٹائیگر نے ہنستے ہو
کہا۔ اس وقت اس کے جسم پر صرف پتلون تھی اور اس کے دونوں ہا
پشت کی طرف تھے۔
"دلدل والے کنوئیں میں گر کر باہر آجانا ۔۔۔ دیواریں دھماکے
اڑا دینا ۔۔۔ یہ بدروح کے کام ہی تو ہو سکتے ہیں ۔۔۔ نیک
تو مصلّے بچھا کر تسبیح ہی پڑھ سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسک
ہوئے کہا۔
"یہ دیکھئے ۔۔۔ یہ ہے وہ بدروح۔ جس نے دیوار اڑائی" ۔۔۔
ٹائیگر نے ہنستے ہوئے ہاتھ آگے کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جد

تھی۔ میگا گن سے ڈسٹرکشن میگا ریز نکلتی تھیں جو پہاڑوں کی
کو ریزہ ریزہ کر سکتی تھیں۔
"ارے میگا گن ۔۔۔ یہ کہاں سے مل گئی" ۔۔۔ عمران اس
دیکھ کر واقعی حیرت سے اچھل پڑا۔
"عمران صاحب! ۔۔۔ فرش ٹوٹتے ہی میں جب نیچے گرا تو
سمجھا تھا کہ میں کسی گہرے کنوئیں میں گر رہا ہوں ۔۔۔ لیکن
گرنے سے پہلے اپنے آپ کو سنبھال لیا اس لئے پیرا ٹروپنگ
سے گرنے کی وجہ سے مجھے کوئی چوٹ نہ آئی ۔۔۔ اور پھر
دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس جگہ میں گرا تھا وہ ایک بہت بڑا
تھا۔ زیر زمین اسلحہ خانہ ۔۔۔ وہاں ویسے تو خاصا اسلحہ ہے
الماری میں مجھے میگا گن نظر آگئی تو میں نے اسے اٹھا
۔۔۔ اور پھر ان الماریوں پر چڑھ کر میں دراڑ میں سے نکل
اپنی کوٹھڑی میں پہنچ گیا اور اس کے بعد ظاہر ہے گن سے
مشکل نہ تھا" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔
"اوہ! ۔۔۔ لیکن چونے کی دلدل میں اس قدر جدید اسلحہ خانہ" ۔۔۔
نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔
"جہاں تک میں سمجھا ہوں عمران صاحب! ۔۔۔ ان کوٹھڑیوں کے
نہیں ہے البتہ اسلحہ خانہ ضرور ہے ۔۔۔ دلدل شاید کہیں
ضرور موجود ہے اس کی تیز ہوا کی وجہ سے قمیض نے آگ پکڑ لی۔
اس لئے ٹوٹ گیا کہ نیچے بارود کی گیس پھیلی ہوئی تھی۔ اس
سے گرم ہونے کی وجہ سے بارود کی گیس نے دباؤ ڈالا اور فرش

ٹوٹ گیا ورنہ ہمارا آئیڈیا یکسر غلط نکلا تھا" ——— ٹائیگر نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"چلو آؤ پھر ——— باقی ساتھی بھی یقیناً سائیڈ کوٹھڑیوں میں ہوں گے"
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر دیوار کے ٹوٹے ہوئے
میں سے گذر کر ٹائیگر کی کوٹھڑی میں آگیا۔ وہاں واقعی کافی بڑی
تھی جس میں سے ٹائیگر آسانی سے گذر سکتا تھا۔

"یہ گن مجھے دو ——— اور تم نیچے جاکر جدید مشین گنیں ——— بم
اس طرح کا سامان اٹھا لاؤ ——— نجانے باہر کیسی پوزیشن ہو اس
اسلحہ کام دے گا" ——— عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے
عمران کے ہاتھ میں دی اور خود دراڑ میں سے رینگ کر نیچے اتر
عمران میگا گن لے کر مخالف دیوار کی طرف بڑھا جہاں سوراخ
میں سے ابھی تک وہ تیز اور نامانوس سی بو آرہی تھی۔

"دوسری طرف کون ہے" ——— عمران نے سوراخ کے منہ
زور سے کہا۔ دو تین بار پکارنے کے بعد اُسے کسی کے کراہنے کی آ
سنائی دی اور عمران نے اور زیادہ اونچی آواز میں پکارنا شروع
"عم ——— عمران صاحب! ——— آپ کی آواز ——— آپ
کہاں سے آرہی ہے ——— یہ تو کوئی قبر ہے۔ گہری اندھیری
دوسری طرف سے بلیک زیرو کے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی۔

"راشد ڈار مرحوم صاحب! ——— آپ ذرا اپنی لاش کو
اس دیوار سے دُور لے جائیں ——— جدید دَور کے منکر نکیر آ
میں تشریف لانا چاہتے ہیں اور جدید دَور کے منکر نکیروں کو قبر توڑ

پڑے گا۔ کیونکہ اب قبریں کچی کی بجائے ٹھوس دیواروں سے بنائی جانے
لگی ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اوہ عمران صاحب! ——— آپ کی آواز مجھے دائیں
طرف سے آرہی ہے ——— آپ کہاں ہیں" ——— ؟ بلیک زیرو
لاشعوری عالم میں اپنی اصل آواز میں بڑبڑا رہا تھا فوری طور پر سنبھل
کر راشد ڈار کے لہجے میں بولنے لگ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ اب
لاشعوری کیفیت سے نکل آیا ہے۔

"بس تم بائیں طرف کھسک جاؤ ——— جلدی" ——— عمران نے کہا۔
اسی لمحے ٹائیگر دراڑ میں سے باہر آگیا۔ اس کے ہاتھ میں نائلون
کی رسی تھی اور پھر اس نے رسی کھینچنی شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد کینوس
کا ایک بڑا سا تھیلا دراڑ میں سے باہر آگیا۔ تھیلا پھٹا ہوا تھا اور اس
کے اوپر بھی رسیاں بندھی ہوئی تھیں۔

"واہ! ——— اسے کہتے ہیں عقلمندی ——— تمہیں تو جنگل میں دھاڑنے
کی بجائے کسی یونیورسٹی میں بڑبڑانا چاہیئے تھا" ——— عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ——— آجکل جنگل کی بجائے یونیورسٹیوں میں دھاڑنے
کی آوازیں زیادہ سنائی دی جا رہی ہیں" ——— ٹائیگر نے ترکی بہ ترکی
جواب دیا اور ساتھ ہی وہ تھیلے پر بندھی ہوئی رسیاں کھول کر تھیلے میں
سے اسلحہ نکالنے لگا۔

"راشد ڈار صاحب! ——— کیا پوزیشن ہے" ——— ؟ عمران نے پھر
سوراخ کے قریب منہ لے جاکر کہا۔

"میں بائیں طرف کی دیوار کے پاس ہوں عمران صاحب! ——— اِدھر بھی سوراخ ہیں جن میں سے انتہائی تیز بُو آ رہی ہے" ——— بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"بُو کی فکر نہ کرو ——— یہ بُو کم اور بدبُو زیادہ ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میگاگن کا رُخ دیوار کی جڑ کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ گن کے سرے پر ایک شعلہ سا چمکا اور دوسرے لمحے زوردار دھماکے سے دیوار میں خلا پیدا ہو گیا۔

جب گرد و غبار چھٹا تو عمران جھک کر دوسری طرف آ گیا۔ ٹائیگر بھی اسلحہ کھینچتا ہوا اس کے پیچھے آ گیا۔ سب کوٹھڑیاں ایک جیسی تھیں۔ عمران نے دوسری طرف دیوار میں بنے ہوئے سوراخوں سے منہ لگا کر پکارنا شروع کر دیا لیکن بار بار پکارے جانے کے باوجود دوسری طرف سے نہ کوئی کراہ سنائی دی اور نہ کوئی آواز۔ تو عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے میگاگن کا فائر اس دیوار کی جڑ میں کر دیا اور ایک بار پھر زوردار دھماکے سے وہاں خلا پیدا ہو گیا۔ لیکن دیوار کے ٹوٹے ہوئے پتھروں کے دوسری طرف گرنے کی آواز سنتے ہی عمران بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ! ——— دوسری طرف کوٹھڑی نہیں ہے بلکہ گہرائی ہے۔ میرے خیال میں اسی گہرائی میں وہ چونے والی دلدل موجود ہے" ——— عمران نے چونک کر کہا تو بلیک زیرو اور ٹائیگر دونوں ہی چونک پڑے۔

"تو پھر باقی ساتھی کہاں ہیں" ——— ؟ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں شاید کہیں اور رکھا گیا ہے ——— وہ رسی کھول کر مجھے دو" ——— عمران نے مُڑ کر کہا اور ٹائیگر نے رسی کا گچھا کھول کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اور رسی موجود ہے اسلحہ خانے میں" ——— ؟ عمران نے رسی کے سرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں جناب! ——— ساری تلاشی لینے کے بعد یہی رسی ملی ہے وہاں سے" ——— ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اسلحہ خانہ ——— وہ کہاں ہے" ——— ؟ بلیک زیرو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ تینوں کوٹھڑیاں شاید اسی اسلحہ خانہ کے اُوپر بنی ہوئی ہیں ——— اس رسی کا یہ سرا تم دونوں نے پکڑنا ہے ——— میں دوسری طرف نیچے اُتروں گا ——— نجانے گہرائی کتنی ہو ——— بہرحال رسک لئے بغیر چارہ نہیں ہے" ——— عمران نے رسی کا دوسرا اپنی کمر کے گرد باندھ کر مضبوطی سے گانٹھ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ——— بلیک زیرو اور ٹائیگر نے اس کے سرے کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے کہا اور عمران الٹا لیٹ کر اس خلا میں پیچھے کو کھسکنے لگا۔ پہلے اس کا نچلا جسم اس خلا سے باہر گیا اور پھر اس نے ہاتھوں سے ٹوٹے ہوئے حصے کو پکڑ لیا۔ اب اس کا پورا جسم باہر لٹک رہا تھا۔

"نیچے تو گھپ اندھیرا ہے ——— رسی قابو میں رکھنا۔ میں ہاتھ چھوڑ رہا ہوں" ——— عمران کی آواز سنائی دی اور ان دونوں نے رسی کو ہاتھوں

پربل دے کر مضبوطی سے پکڑ لیا۔

دوسرے لمحے عمران کے ہاتھ غائب ہو گئے اور رسی سرر کی تیز آوا
نکالتی ہوئی خلا سے باہر غائب ہونے لگی۔ چند لمحوں بعد ان دونوں کو ز
جھٹکا لگا۔ یہ جھٹکا اس قدر زوردار تھا کہ دونوں باوجود پوری مضبوطی سے
قدم جمانے کے گھسٹتے ہوئے ٹوٹی ہوئی دیوار سے جا ٹکرائے لیکن دیوار
وجہ سے وہ بہرحال رک گئے۔ رسی تن چکی تھی اور ان کے ہاتھوں پر
زبردست کھچاؤ پڑ رہا تھا۔

"نیچے جھک کر آواز دو عمران صاحب کو" ــــ ٹائیگر نے بلیک زیرو
سے کہا جس نے ٹائیگر سے آگے کی طرف رسی کو تھاما ہوا تھا اور بلیک
سر ہلاتا ہوا نیچے بیٹھ گیا۔ ٹائیگر اور آگے کی طرف کھسک آیا۔

"عمران صاحب ــــ عمران صاحب! ــــ کیا پوزیشن ہے۔"
بلیک زیرو نے راشد ڈار کے لہجے میں خلا کے قریب منہ لاتے ہوئے
سے چیخ کر کہا۔

"ابھی گہرائی موجود ہے ــــ نجانے کتنی ہے ــــ بہرحال میں
کر سے کھول رہا ہوں۔ تم اسے کھینچ لینا ــــ میرے پاس میگا گن
میں اس سے کاشن دوں گا آئی کوڈ میں ــــ یعنی ایک بار شعلہ یا
مسلسل شعلہ" ــــ نیچے سے عمران کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر
اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ کہتے، یکلخت رسی کا کھچاؤ ان کے ہاتھوں
پر ختم ہو گیا۔ اور ان دونوں نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ عمران کا یہ
اقدام اسے یقینی موت سے بھی ہمکنار کر سکتا تھا۔ رسی کا کھچاؤ ختم
ہوتے ہی ان دونوں نے رسی کو واپس کھینچ لیا ــــ پھر وہ دو

خلا میں جھکے جھکے نیچے دیکھ رہے تھے تاکہ عمران کی طرف سے کوئی کاشن
ملنے پر آئندہ اقدام کے بارے میں سوچ سکیں۔ لیکن جب کافی دیر ہو گئی
اور نیچے اندھیرے میں سے کوئی روشنی نہ چمکی تو ان دونوں کے چہروں پر
ہلکی سی گھبراہٹ کے آثار نمودار ہو گئے۔ اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا
کہ عمران دلدل میں بلندی سے گر کر ختم ہو چکا ہے۔

"اوہ! ــ اب کیا ہو گا ــ عمران صاحب نے غلطی کی ہے" ــــ
بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اگر زندہ ہیں تو پھر انہوں نے کوئی غلطی نہیں کی" ــ
ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن دوسری طرف مسلسل اندھیرا
تھا۔ یوں لگتا تھا کہ عمران کو یہ خوفناک اندھیرا ہمیشہ کے لئے نگل گیا ہو
اور پھر انہوں نے کہیں نیچے دھماکے کی ہلکی سی آواز سنی تو وہ دونوں
چونک پڑے۔ دھماکے کی آواز گو بہت ہلکی تھی لیکن آواز سے یہی
محسوس ہوتا تھا کہ میگا گن کا فائر کسی چٹان پر کیا گیا ہے لیکن روشنی نہ چمکی
تھی وہ دونوں خلا پر جھکے ہوئے اندھیرے کو مسلسل تکنے میں مصروف تھے۔

"ہیلو ــــ یہ زمین پر لیٹ کر کوئی چلّہ کاٹا جا رہا ہے کیا" ــــ ؟
اچانک انہیں عقب سے عمران کی آواز سنائی دی تو وہ دونوں اس طرح
اچھل کر پیچھے مڑے کہ دونوں ہی کے پیر پھسلے اور ان کے نچلے جسم انتہائی
تیز رفتاری سے خلا میں غائب ہونے لگے لیکن اسی لمحے عمران نے چیتے
کی طرح جھپٹ کر ان دونوں کا ایک ایک ہاتھ پکڑ لیا۔

"ارے ارے ــــ اب اتنا بھی کیا ڈرنا ــــ مجھے فی الحال انکم ٹیکس
کے محکمے میں نوکری نہیں ملی" ــــ عمران نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر

انہیں واپس کوٹھڑی میں گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ — اوہ! — عمران صاحب! — آپ کدھر سے آگئے" — ؟ ان دونوں نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔ ان کے لہجے میں حیرت کا عنصر بھی شامل تھا۔

"میں نے سوچا کہ میں تو رسی سے لٹک کر گیا تھا۔ مگر تم دونوں کو بغیر رسی کے نیچے لے جاؤں — اب تم کہاں رسیوں سے لٹکتے پھرو گے لیکن تم میری ترکیب سننے بغیر ہی نیچے جانے لگے تھے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ دونوں تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے

"عمران صاحب! — آپ واپس آئے کیسے — کیا کوئی اور راستہ ڈھونڈ لیا ہے بغیر رسی سے لٹکے نیچے جانے کا" — ؟ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہیں پوچھ لینا تھا — تمہارا پروگرام تو شاید نیچے جا کر پوچھنے کا تھا آؤ میرے ساتھ" — عمران نے مڑتے ہوئے بلیک زیرو اور ٹائیگر دونوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"یہ اسلحہ" — ٹائیگر نے کہا۔

"اسے بھی لے آؤ ساتھ — کام آئے گا" — عمران نے کہا اور خلا میں سے گذر کر ساتھ والی کوٹھڑی میں غائب ہو گیا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے دوسری کوٹھڑی میں آئے۔

"اب نیچے اسلحہ خانے میں آ جاؤ — میں نے ادھر سے راستہ بنا دیا ہے" — عمران نے کہا اور پھر دراڑ میں لٹک کر نیچے غائب ہو گیا۔

آپ نیچے جائیں — میں رسی سے یہ اسلحہ باندھ لوں" — ٹائیگر نے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اتر گیا۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے اسلحہ باندھ کر نیچے لٹکایا اور رسی کی مدد سے نیچے لٹکاتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اسلحہ نیچے سے لے لیا گیا۔

"آ جاؤ ٹائیگر! — جلدی کرو" — نیچے سے عمران کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے رسی چھوڑ دی اور دراڑ میں لٹک کر وہ بھی اتر آیا۔

اسلحہ خانہ کی ایک دیوار میں کافی بڑا سا خلا تھا۔ یہ وہ جگہ تھی جہاں خالی دیوار تھی۔

"آپ کو باہر سے کیسے علم ہو گیا کہ یہ خالی دیوار ہے" — ؟ ٹائیگر نے نیچے اتر کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ اسلحہ خانے میں اسلحہ کس ترتیب سے رکھا جاتا ہے — تم اس بحث کو چھوڑو اور باہر آؤ — ابھی ہم نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی چھڑوانا ہے — نجانے وہ کہاں اور کس حال میں ہیں" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر خلا میں غائب ہو گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے پیچھے تھا۔

ٹائیگر نے اسلحے کا بنڈل رسی کی مدد سے پکڑ کر کمر سے باندھا اور پھر عمران اور بلیک زیرو کے پیچھے چلتا ہوا وہ اس خلا سے باہر آ گیا۔ دوسری طرف چٹانیں نیچے جا رہی تھیں لیکن اندھیرے کی وجہ سے کچھ

زیادہ نظر نہ آ رہا تھا۔

"احتیاط سے آنا ــــ اگر پھسل گئے تو ایک ہڈی سلامت نہ بچے گی" ــــ عمران نے کہا اور پھر دونوں عمران کے پیچھے واقعی احتیاط سے اونچی نیچی چٹانیں پھلانگتے ہوئے نیچے اترنے لگے چونکہ دلدل کی بُو اب بے حد تیز ہو گئی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کافی گہرائی میں جا کر مسطح زمین پر پہنچ گئے۔

"آپ کدھر سے گرے تھے" ــــ بلیک زیرو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ان چٹانوں کے ساتھ بائیں طرف بہت خوفناک دلدل ہے۔ میں نے بُو کی مدد سے اس کے گھیرے کو محسوس کر لیا تھا اس لئے رسی کھول کر میں نے اُلٹی قلا بازی کھائی اور پھر فضا میں ہی جھکولا کھا کر میں ادھر چٹانوں کی طرف آیا لیکن اس کے باوجود میرے پیر دلدل کے کنارے پر پڑے اور میری ٹانگیں دلدل میں غائب ہو گئیں لیکن قدرت نے شائد ابھی مجھ سے کام لینا تھا کہ میرے ہاتھ ایک چٹان کے کنارے پر جم گئے ــــ اس طرح میں دلدل میں غوطہ لگانے کے تجربے میں بُری طرح ناکام رہا۔ اور پھر بازوؤں کے بل پر دلدل سے باہر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا ــــ اب تم لوگوں کا اوپر سے آنا ناممکن تھا اس لئے میں نے ادھر چٹانوں پر گشت شروع کی اور پھر اندازے سے میں اسلحہ خانے کی دیوار تک پہنچ گیا اور پھر میگا گن کے فائر نے راستہ کھول دیا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور بلیک زیرو دونوں عمران کے اس انتہائی خوفناک

بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گئے۔ یہ عمران کا ہی کام تھا کہ وہ اپنے جسم کو کنٹرول کر کے دلدل کے کنارے پر آ گرا۔ ورنہ جگہ وہ ہوتے تو لازماً دلدل کے وسط میں گرتے اور پھر دنیا طاقت انہیں مرنے سے نہ بچا سکتی تھی۔

لحہ بانٹ لو ــــ میں نے دائیں طرف روشنیاں دیکھی ہیں۔ ادھر اس خوفناک جگہ میں داخل ہونے کا کوئی راستہ ہو ــــ یہ ل نما عمارت ہے اور ان کو ہٹڑلیں کے اوپر بھی کوئی عمارت ــــ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اسلحے کا بنڈل نیچے اتارا

بڑے بم جس قدر ٹائیگر اور عمران اپنی اپنی پتلون کی جیبوں میں تھے انہوں نے بھر لئے جب کہ باقی بم وغیرہ بلیک زیرو نے بھی یونیفارم کی بڑی بڑی جیبوں میں بھر لئے۔ کیونکہ اس کے پورا لباس تھا جب کہ عمران کے اوپر والے جسم پر صرف بنیان ٹائیگر کا اوپر والا جسم قطعی عریاں تھا۔ مشین گنیں ہاتھ میں لے نوں عمران کی پیروی میں آگے بڑھنے لگے۔

"یہ ہم لوگ آخر کہاں پہنچ گئے ہیں"۔۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں اچانک کھل گئی تھیں اور پھر ۔۔۔ وہ اپنے ساتھ پڑے کیپٹن شکیل، تنویر، جوزف اور جوانا چاروں کو عمران کے معروف طریقے کے مطابق ناک اور منہ بند کر کے ہوش میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کی چھت سے روشنی نکل رہی تھی لیکن کمرے کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ کسی قسم کا کوئی دروازہ یا روشندان موجود نہ تھا۔ لیکن کمرے میں اس قدر ٹھنڈک تھی کہ انہیں اپنے جسموں میں سردی کی تیز لہریں دوڑتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ شاید اس شدید سردی کی وجہ سے صفدر کو ہوش آگیا تھا۔ کمرے کا فرش اس طرح محسوس ہو رہا تھا جیسے برف کی سلوں سے بنا ہوا ہو۔

"یہ تو کوئی قید خانہ لگتا ہے ۔۔۔۔ لیکن عمران، ٹائیگر اور راشد

تینوں موجود نہیں ہیں"۔۔۔۔۔ تنویر نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ سب اب اُٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے ان کے جسموں پر لباس تو موجود تھے لیکن لباس کی تمام جیبیں خالی تھیں۔ کلائیوں سے گھڑیاں بھی غائب تھیں اور پیروں سے بوٹ اور جرابیں وغیرہ بھی اتار لی گئی تھیں اس وجہ سے ان کے پیروں سے سردی کی تیز لہریں ان کے جسموں میں سرایت کر رہی تھیں۔

"انہیں کہیں علیحدہ رکھا گیا ہوگا ۔۔۔۔ لیکن یہ سب کچھ ہوا کیسے وہاں چوک پر تو ایسے کوئی آثار نہ تھے کہ وہ لوگ ہمیں شناخت کر چکے ہوں ۔۔۔۔ اس بکتر بند گاڑی میں بیٹھتے ہی نجانے کیا ہوا کہ ذہنوں پر یکلخت تاریک پردے پڑ گئے"۔۔۔۔ صفدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں یہاں سے فوراً نکلنے کے بارے میں سوچنا چاہیے ورنہ اس سردی نے تو ہمیں مفلوج کر دینا ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن نکلیں کہاں سے ۔۔۔۔ کوئی راستہ بھی تو ہو"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ان دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنا چاہیے ۔۔۔ یقیناً کہیں کوئی دروازہ ضرور ہوگا ۔۔۔۔ ورنہ ہم اندر کیسے آتے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"کیپٹن صاحب کی بات درست ہے"۔۔۔۔ جوانا نے پہلی بار زبان کھولی اور اس کے بعد وہ چاروں علیحدہ علیحدہ دیواروں کی طرف

بڑھ گئے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ان سب کے چہرے لٹک گئے کیونکہ
دیواریں ہر طرف سے ٹھوس تھیں۔
"فرش کو دیکھا جائے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور پھر انہوں نے
ننگے پیروں سے فرش کو زور زور سے بجانا شروع کر دیا۔ لیکن فرش
بھی دیواروں کی طرح ٹھوس تھا۔
"اب چھت رہ گئی ہے ۔۔۔ اور یقیناً یہ راستہ چھت میں سے ہوگا"
جوانا نے کہا۔
"میں تمہیں اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتا ہوں۔۔۔ تم اس چھت پر
کوشش کرو"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل سے صفدر نے مخاطب ہو کر کہا۔
"ارے نہیں صفدر صاحب! ۔۔۔ میں یہ کام آسانی سے کر سکتا
ہوں"۔۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ نیچے بیٹھ گیا۔ اور
کیپٹن شکیل آگے بڑھنے ہی لگا تھا کہ صفدر جلدی سے اچھل کر جوانا
کے کندھوں پر سوار ہو گیا۔
"میرے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور
جوانا جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب صفدر کے ہاتھ آسانی سے چھت
تک پہنچ سکتے تھے۔
"جوانا! ۔۔۔ ذرا دائیں طرف چار قدم چلو"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور
جوانا تیزی سے دائیں طرف بڑھ گیا۔
"بس اب رک جاؤ"۔۔۔۔ صفدر نے کہا اور جوانا رک گیا۔ اب
صفدر کے ہاتھ اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سے وہ روشنی نکل رہی
تھی۔ صفدر نے اسے بغور دیکھا۔

کیپٹن شکیل! ۔۔۔ اپنی قمیص اتار کر نیچے فرش پر رکھ دو تاکہ جوانا
پر کھڑا ہو جائے۔۔۔۔ میں بجلی کے اس کنکشن سے فائدہ اٹھانا
ا ہوں اور کپڑے کی وجہ سے شارٹ نہ لگے گی"۔۔۔۔ صفدر
کہا اور کیپٹن شکیل نے جلدی سے قمیص اتاری اور اسے دو تہہ کر
جوانا کے قدموں کے ساتھ فرش پر رکھ دیا۔ جوانا نے قدم بڑھائے
ں قمیص کے اوپر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔
صفدر نے بازو پیچھے کیا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھومتا ہوا
روشنی کی طرف بڑھا۔ صفدر نے زوردار مکہ اس روشنی نکلنے
جگہ پر مارا لیکن کوئی چیز نہ ٹوٹی۔
خاصا سخت شیشہ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے بازو جھلاتے ہوئے
کا اندا ہاتھ پر چوٹ آگئی تھی۔
آپ نیچے آ جائیں ۔۔۔ جوزف کا لیفٹ ہک بڑا زوردار ہے"
نے مسکراتے ہوئے کہا۔
ہاں صفدر صاحب! ۔۔۔ یہ آپ کے بس کا نہیں ہے"۔۔۔
نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوانا نیچے بیٹھ گیا تو صفدر اچھل کر
آ گیا۔ اور جوزف صفدر کی جگہ جوانا کے کاندھوں پر سوار ہو گیا۔
نے اپنی پوری طاقت سے مکہ مارا تو چھناکے کی تیز آواز
لے رنگ شیشے کی کرچیاں نیچے فرش پر بکھر گئیں۔ لیکن روشنی
رہی تھی۔
تمہارا کام ختم۔۔۔ نیچے آ جاؤ"۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔
نا کیا چاہتے ہو"۔۔۔۔؟ تنویر نے پوچھا۔

"تم دیکھتے جاؤ" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کے نیچے اترنے پر وہ جوانا کے کاندھوں پر چڑھا۔ جوانا ابھی تک کیپٹن شکیل کی قمیض کے اوپر چڑھا ہوا تھا۔

صفدر نے ہاتھ خالی جگہ میں ڈالا اور پھر اس نے ہاتھ کو اچانک جھٹکا دیا تو صفدر اور جوانا دونوں کے جسموں کو زور دار جھٹکے لگے لیکن خشک قمیض کی وجہ سے انہیں صرف کرنٹ لگا تھا وہ تار سے چپکنے سے بچ گئے تھے۔

دوسرے لمحے ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی چھت کے دائیں طرف کا حصہ کھلا اور لوہے کی سیڑھی آٹومیٹک انداز میں نیچے اتر کر فرش کے ساتھ ٹک گئی۔

"وہ مارا ——— میرا اندازہ درست تھا کہ دروازہ کھلنے کا نظام یقیناً اس کے ساتھ منسلک ہوگا" ——— صفدر نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے جوانا کے نیچے بیٹھنے کا انتظار نہ کیا۔ اور اوپر سے ہی نیچے چھلانگ لگا دی۔

جوانا بھی صفدر کے نیچے اتر آنے پر کیپٹن شکیل کی قمیض سے ہٹ گیا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر قمیض اٹھائی اور اسے جلدی سے پہن لیا۔ اس دوران صفدر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پیدا ہونے والے خلا میں غائب ہو چکا تھا۔

"آجاؤ ——— جلدی کرو" ——— صفدر نے جھک کر دبے دبے لہجے میں کہا اور پھر جوانا۔ جوزف۔ تنویر اور آخر میں کیپٹن شکیل اوپر پہنچ گئے۔ یہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔

"باہر کچھ لوگ موجود ہیں۔ اس لئے احتیاط کرنا" ——— صفدر نے ...ھی کرتے ہوئے کہا اور پھر بلی کی طرح قدم اٹھاتا دروازے کی طرف ...لیا۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے ہلایا۔ لیکن دوسرے لمحے اس ...یک طویل سانس لیا۔ دروازہ ٹھوس فولادی چادر سے بنایا گیا تھا اور ...ے بند تھا۔

"آپ ایک طرف ہٹیں ——— میں اسے دیکھتا ہوں" ——— جوانا ...ا۔

"نہیں زبردستی نہیں ——— ہمارے پاس اسلحہ نہیں ہے ——— باہر ...کتنے لوگ ہوں" ——— صفدر نے آہستہ سے کہا اور پھر اس نے ...و دروازے کے دائیں بائیں ہٹ کر کھڑے ہونے کے لئے کہا۔

...ے وہ سب دروازے کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے تو صفدر نے ...ھ کر دروازے پر اس طرح مکہ مارا جیسے کوئی پتھر دروازے سے ...ا ہو۔ چھنک کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی باہر سے ...ے دوڑنے کی تیز آواز نکلی۔ اور صفدر جھپٹ کر ایک سائیڈ پر ہو ...لمحوں بعد ہلکی سی کھڑکھڑاہٹ کی آواز دروازے کی دوسری ...ف سے برآمد ہوئی اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ دیواروں ...ھ چمٹے ہوئے وہ لوگ دروازے کے پٹوں کے پیچھے آ گئے۔

"...ے یہ کیا ——— یہ راستہ کیسے کھل گیا" ——— اسی لمحے کسی کے ...آواز سنائی دی اور پھر مشین گن سے مسلح ایک آدمی تیزی سے ...سے نکل کر اس کھلے حصے کی طرف دوڑا۔

"...ہوا رابرٹ" ——— ؟ دوسرے لمحے دروازے پر ایک اور آواز

سنائی دی۔

"یہ راستہ کھلا ہوا ہے" ——— رابرٹ نے قریب پہنچ کر نیچے جھانک کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور دروازے میں سے بولنے والا بھی اندر آگیا۔

اسی لمحے جوانا اور صفدر دونوں بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے پٹوں کے پیچھے سے نکلے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں آہٹ پا کر تیزی سے مڑتے، جوانا اور صفدر دونوں نے ان کے جسموں کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر ایک طرف تیزی سے گھسیٹ لیا۔ دوسرے لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی ان دونوں کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔

جوانا اور صفدر دونوں نے واقعی انتہائی مہارت سے کام لیا تھا کہ ان دونوں کے حلق سے معمولی سی آوازیں بھی نہ نکل سکی تھیں اور پھر ان دونوں کے ہاتھوں میں موجود مشین گنیں سنبھال کر ان دونوں کو نیچے دھکیل دیا گیا۔

تنویر، جوزف اور کیپٹن شکیل ابھی تک دروازے کے پٹوں کے پیچھے موجود تھے۔

"آجاؤ اب باہر چلیں ——— کچھ تو کام ہو گیا" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن لئے وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے سر باہر نکالا اور پھر باہر کو لپک گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی راہداری تھی جو ایک طرف سے بند تھی اور دوسری طرف سے گھوم کر آگے بڑھ گئی تھی۔ وہ چاروں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اس راہداری میں آگے بڑھے۔ راہداری موڑ

جیسے ہی گھومی، آگے فولادی سلاخوں کا ایک دروازہ نظر آیا۔ جس کی دوسری طرف ایک کھلا میدان تھا جس میں دور دور تک بارکیں نظر آ رہی تھیں اور ہر بارک میں اس طرح لوہے کے پنجرے موجود تھے جیسے چڑیا گھر کے جانوروں کی بارکیں ہوتی ہیں۔

"اوہ! ——— یہ تو کوئی جیل ہے" ——— صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— واقعی یہ جیل ہے ——— ہمیں خصوصی سیلز میں رکھا گیا تھا یقیناً عمران اور دوسرے ساتھی بھی ہماری طرح کسی اور سیل میں بند ہوں گے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

کھلے میدان میں مسلح سپاہی ہر طرف گشت کرتے پھر رہے تھے۔ وہ دونوں دیواروں کے ساتھ چمٹے باہر دیکھ رہے تھے۔ میدان میں چاروں طرف سے تیز روشنیاں کسی اونچی جگہ سے پڑ رہی تھیں۔ جب کہ آسمان سیاہ تھا۔

"میرے خیال میں سائیڈ میں نگرانی کی چوکیاں ہیں جن پر یہ سرچ لائٹس نصب ہیں" ——— صفدر نے کہا۔

فولادی سلاخوں والا دروازہ باہر سے بند تھا لیکن اس کا تالا نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ یقیناً جیل کے مخصوص سٹائل کے مطابق دیوار کے اندر کہیں ہوگا جہاں تک انسانی ہاتھ کسی طرح بھی نہیں پہنچ سکتا۔

"اب کیا کریں ——— یہ تو صبح جا کر ڈیوٹی بدلے گی" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"آپ ہٹ جائیں ——— میں ان سلاخوں پر زور آزمائی کرتا ہوں" ———

جوانا نے حسب عادت کہا۔

"ارے نہیں ـــــ باہر پوری فورس موجود ہے ـــــ کسی نے دیکھ لیا تو قیامت ٹوٹ پڑے گی ـــــ مجھے کوئی اور ترکیب سوچنے دو"۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور جوانا ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"میں نے رابرٹ کی آواز سنی ہے ـــــ میں پچھلے موڑ پر اسی طرح کراہتا ہوں کہ وہ لوگ رابرٹ اور اس کے ساتھی کو کسی مشکل میں سمجھ کر دروازہ کھول کر اندر آئیں گے تو ہم انہیں چھاپ لیں گے ـــــ مجھے یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو یا تین سپاہی ہی آئیں گے سارے نہ دوڑ پڑیں گے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا اور سب نے اس کی تجویز سے اتفاق کر لیا۔ چنانچہ وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹے اور پھر موڑ کے ساتھ دیواروں کے ساتھ رک کر کھڑے ہو گئے۔ کیپٹن شکیل نے زور زور سے کراہنا شروع کر دیا۔ وہ واقعی رابرٹ کے لہجے میں کراہ رہا تھا۔

"ارے یہ کون کراہ رہا ہے ـــــ مارٹین! ـــــ ادھر آؤ ـــــ یہ کیسی آواز ہے" ـــــ اچانک دور سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز اس دروازے کے قریب آتی سنائی دی اور کیپٹن شکیل نے اور زیادہ اونچی آواز میں کراہنا شروع کر دیا وہ جان بوجھ کر بول نہ رہا تھا تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے۔

"ارے یہ رابرٹ کی کراہیں لگتی ہیں ـــــ اوہ جلدی کرو مارٹین! تالا کھولو" ـــــ پہلی آواز نے کہا۔

"ہاں ـــــ کوئی گڑبڑ لگتی ہے باس" ـــــ دوسری آواز سنائی دی اور پھر تالا کھلنے کے ساتھ ساتھ گیٹ کے کھلنے کی مخصوص آوازیں سنائی دیں

ادھر وہ سب چوکنا ہو گئے۔ کیپٹن شکیل نے کراہنا بند نہ کیا وہ کبھی آہستہ کبھی تیز آواز میں کراہ رہا تھا جیسے وہ واقعی شدید تکلیف میں ہو۔ اور دو آدمیوں کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور دونوں آنے والوں کے ساتھ بالکل وہی ہوا جو اس سے پہلے رابرٹ اور اس کے ساتھی کے ساتھ ہو چکا تھا۔ لیکن اس بار یہ کارروائی کیپٹن شکیل اور تنویر نے کی تھی۔

تنویر کے شکار کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی لیکن اسی لمحے جوانا کا ہاتھ گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی پوری قوت سے اس آدمی کی کھوپڑی کے عین اوپر پڑی اور چٹخ کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کھوپڑی اس طرح پھٹ گئی جیسے ناریل ٹوٹتا ہے۔

"آؤ اب دروازہ کھلا ہوا ہے" ـــــ صفدر نے کہا اور وہ چاروں مشین گنیں سنبھالے تیزی سے دوبارہ کھلے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"ہمیں پہلے یہ سرچ لائٹس بجھانی ہیں ـــــ یہ چاروں طرف سے ہیں ـــــ ایک ایک سمت منتخب کر لو اور باہر نکلتے ہی فائر کھول دو ـــــ اس کے بعد ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے اس سامنے والی جھاڑی کی اوٹ میں پہنچنا ہے" ـــــ صفدر نے کسی سپہ سالار کی طرح ساتھیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کم آن" ـــــ ساتھیوں کے سر ہلانے پر صفدر نے تیزی سے کہا اور پھر وہ بجلی کی سی تیزی سے دروازے سے باہر میدان میں آ گئے۔ ان کے جسموں پر چونکہ فوجی وردیاں تھیں اس لئے شاید پہلے کسی نے کوئی خیال نہ کیا۔ لیکن دوسرے لمحے مشین گنوں کی

تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی ہر طرف یکلخت گھپ اندھیرا سا چھا گیا مل
کا رقبہ کچھ زیادہ بڑا نہ تھا اس لئے مشین گن کی فائرنگ رینج دُور والی
سمت کی چوکیوں تک بھی آسانی سے مار کر گئی تھی۔ اندھیرا ہوتے ہی
ہر طرف تیز سیٹیاں بجنے کی آوازوں کے ساتھ ساتھ بے تحاشا بھاگ دوڑ
کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"شکیل" ——— صفدر کی ہلکی سی غراہٹ سنائی دی۔

"ہاں ——— میں آگیا ہوں" ——— شکیل کی آواز اس کے قریب سے
اُبھری اور اسی لمحے جوزف اور جوانا کے بھاری بھرکم ہیولے بھی ان کے
قریب اندھیرے میں ابھرے۔ ساتھ ہی تنویر بھی تھا۔ وہ سب فائرنگ کرتے
ہی صفدر کی ہدایت کے مطابق سامنے والی بیرک کی سائیڈ میں پہنچ گئے
تھے۔ اسی لمحے تیز سائرنوں کی آواز سے پورا علاقہ گونج اٹھا۔

"ادھر نگران چوکی کی سیڑھیوں میں جلدی آؤ" ——— صفدر نے کہا اور
پھر وہ بیرک کے عقب میں کسی تیز رفتار چیتے کی طرح بھاگتے چلے گئے۔

"جلدی کرو چیکس ! ——— ایمرجنسی لائٹ جلاؤ ——— جلدی کرو"
انہیں اوپر سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ نگران چوکی کے
نیچے پہنچ چکے تھے۔ صفدر نے اپنے ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ
کیا اور پھر یکے بعد دیگرے وہ پانچوں ہی لوہے کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے
اوپر جانے لگے۔ چونکہ وہ ننگے پاؤں تھے اس لئے ان کے چڑھنے
سے ذرا سی آواز بھی پیدا نہ ہو رہی تھی۔ اوپر غیر معمولی سی بھاگ دوڑ
محسوس ہو رہی تھی اور جب صفدر نے سر اوپر کیا تو اسی لمحے مخالف
سمت میں ایک ایمرجنسی لائٹ روشن ہو گئی۔ صفدر اچھل کر اوپر چڑھ

"ارے کون ہو تم" ——— اچانک وہاں موجود ایک آدمی نے چیخ کر
کہا ہی تھا کہ صفدر نے پلک جھپکنے میں اُسے اٹھا کر فصیل کی دوسری
طرف اچھال دیا اور اس کی لہراتی ہوئی چیخ نیچے گہرائی میں چلی گئی۔ پھر
تنویر، جوزف، جوانا اور کیپٹن شکیل بھی اوپر پہنچ گئے۔

"ہتھیار استعمال مت کرو ——— انہیں باہر اچھال دو" ——— صفدر
نے کہا اور واقعی ان سب نے اس قدر تیز رفتاری سے کام کیا کہ ایک
بڑے جنریٹر پر جھکے ہوئے تین افراد کو سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی۔ وہ
پہلے آدمی کی چیخ سُن کر صرف اچھل کر کھڑے ہوئے کہ ان کے جسم
ہوا میں تیرتے ہوئے فصیل کی دوسری طرف جا گرے اور چیخیں گہرائی
میں ڈوبتی چلی گئیں۔ ایک ایمرجنسی لائٹ سے اندھیرے میں معمولی سی
کمی ہوئی تھی۔ اس لئے ان کی چوکی ابھی تک اندھیرے میں ہی ڈوبی
ہوئی تھی۔ اسی لمحے یکلخت دو اور ایمرجنسی لائٹیں جل اٹھیں اور روشنی
ایک بار پھر سیلاب سا میدان میں بہنے لگا۔

"جلدی کرو ——— لٹک کر نیچے فصیل پر پہنچو ——— ہمیں فصیل پر
چلتے ہوئے کہیں نیچے اترنا ہو گا ——— جلدی کرو۔ ورنہ ابھی سب
اسی طرف دوڑ پڑیں گے" ——— صفدر نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ
ہی اس نے نگران چوکی کے کنارے سے ذرا نیچے فصیل پر چھلانگ
لگا دی۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اس چوڑی سی فصیل پر
آ گئے۔

اسی لمحے یکلخت کسی طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں اُبھریں اور
ان پانچوں کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں میں کسی نے گرم

سلاخیں اتار دی ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے پیروں تلے سے
فصیل کی چوڑی سطح غائب ہو گئی اور وہ پانچوں ہی منہ کے بل نیچے
اندھیرے میں گرتے چلے گئے۔ نیچے جہاں ان کی اندھیری قبریں ان کا
انتظار کر رہی تھیں۔

نیچے گرتے ہوئے ان کے ذہنوں میں آخری احساس اپنے پیچھے
ہونے والی بے تحاشا فائرنگ اور تیز سائرنوں کا ہی تھا اور اس کے
بعد ان کے ذہنوں پر موت کی تاریکیوں نے غلبہ پا لیا اور ان کے جسم
مسلسل کسی خوفناک گہرائی کی طرف کسی بندوق کی گولی کی طرح بڑھتے
جا رہے تھے۔ ایسی گہرائی جہاں شاید زندگی کا عمل دخل نہ تھا۔ موت کی
اندھی گہرائی۔ جہاں پہنچنے کے بعد کوئی واپس نہ آسکتا تھا۔

دروازہ کھلنے کا احساس ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ نے لاشعوری طور
پر اپنی یونیفارم کو دونوں سائیڈوں سے پکڑ کر جھٹکا۔ اس کا انداز ایسا
تھا جیسے یونیفارم میں موجود ایک سلوٹ بھی برداشت نہ کر سکتا ہو۔

"آیئے سر ۔۔۔۔ دروازے سے نکلنے والے ایک باوردی دربان
نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور خود وہ
ایک طرف احتراماً کھڑا ہو گیا۔

کرنل ڈیوڈ ہلکا سا کھنکارا اور پھر اس دربان کے پیچھے بند ہو جانے
والے دروازے کو کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ
تھا جس میں ایک کاؤنٹر پر ایک انتہائی خوبصورت اور حسین لڑکی
بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے مختلف رنگوں کے ٹیلیفونوں اور انٹرکام
سیٹ پڑے ہوئے تھے۔

"تشریف لے جائیے کرنل! ۔۔۔ پرائم منسٹر صاحب آپ کے منتظر

ہیں" ـــــ لڑکی نے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اسرائیل کے وزیر اعظم رالف ـــ ابھی گذشتہ سال ہی انتخابات کے ذریعے منتخب ہوئے تھے اور وہ جب سے وزیر اعظم منتخب ہوئے تھے وہ زیادہ تر غیر ملکی دوروں پر ہی رہے تھے۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کا ان سے بالمشافہ رابطہ نہ ہو سکا تھا۔ ویسے بھی جی۔ پی فائیو براہ راست صدر مملکت کے تحت تھی اس لئے اس کا رابطہ براہ راست صدر مملکت سے رہتا تھا۔ لیکن ابھی ایک گھنٹہ قبل اُسے اطلاع ملی کہ وزیر اعظم نے اُسے فوری طور پر پرائم منسٹر ہاؤس میں بلایا ہے۔ چنانچہ وہ تیار ہو کر وہاں پہنچ گیا۔ وزیر اعظم سے یہ اس کی پہلی ملاقات تھی۔ اس لئے وہ بار بار اپنی یونیفارم درست کر رہا تھا کیونکہ وزیر اعظم کے متعلق اس نے یہی سُنا تھا کہ وہ انتہائی اصول پسند اور انتہائی سخت گیر آدمی ہیں معمولی سی کوتاہی بھی ان کی نظروں میں قابل معافی نہیں ہوتی۔ گو اسرائیل میں صدر مملکت خاصے با اختیار سمجھے جاتے تھے لیکن بہرحال منتخب وزیر اعظم کے اختیارات کا ان سے مقابلہ نہ ہو سکتا تھا۔

کرنل ڈیوڈ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی سادہ انداز میں سجا ہوا تھا۔ ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر آدھے سر سے گنجے اور بھاری مونچھوں والے بھاری جسم کے وزیر اعظم بیٹھے اُسے گہری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں اس قدر تیز چمک تھی کہ کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں بے اختیار جھک گئیں لیکن پروٹوکول کے مطابق اس نے

ے وقار سے وزیر اعظم کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

آپ کرنل ڈیوڈ ہیں ـــ جی۔ پی۔ فائیو کے چیف " ـــــ وزیر اعظم

خشک اور بھاری لیکن کھنک دار آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔

"یس سر ـــ میں کرنل ڈیوڈ ہوں سر" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے

نہ لہجے میں جواب دیا۔

ہونہہ! ـــ تشریف رکھیں" ـــــ وزیر اعظم نے خشک لہجے میں کہا

اتھ ہی میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کیا اور

ڈیوڈ مودبانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

میں نے آپ کو ایک خاص مقصد کے تحت بلایا ہے ـــ ابھی

فرانک بھی آرہے ہیں ـــ پھر ایک ہی بار بات ہو گی" ـــــ

ظم نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔ کرنل فرانک کی آمد کی خبر

لر اس کے چہرے کے عضلات ذرا سے کھنچ گئے تھے۔ لیکن اس

بان نہ کھولی۔ وہ اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ایک انٹرکام سے بڑی دلکش سی

ی پھوٹ پڑی۔

یس" ـــــ وزیر اعظم نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

سر ـــ کرنل فرانک تشریف لائے ہیں" ـــــ دوسری طرف

ا گیا۔

بھیج دو ـــ میں منتظر ہوں" ـــــ وزیر اعظم نے کہا اور انٹرکام سے

ہٹا لیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کرنل فرانک اندر داخل ہوا۔ اس نے

بھی فوجی انداز میں سلیوٹ کیا اور وزیر اعظم اسی طرح تیز نظروں سے ان کا جائزہ لے رہے تھے۔

"تشریف رکھیئے کرنل فرانک! ــــ آپ ریڈ آرمی کے چیف ہیں" وزیر اعظم نے خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر" ــــ کرنل فرانک نے مختصر سا جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے کن انکھیوں سے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھا اور پھر چہرہ سیدھا کر لیا۔

"آپ میں سے سینیر کون ہیں" ــــ؟ وزیر اعظم نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ سینیر ہیں جناب!" ــــ کرنل فرانک نے جواب دیا اور وزیر اعظم کے لبوں پر ایک لمحے کے لئے ہلکی سی مسکراہٹ تیری لیکن پھر غائب ہو گئی۔

"میں نے آپ دونوں حضرات کو یہاں اس لئے تکلیف دی ہے کہ یہاں پہنچتے ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خطرناک سیکرٹ ایجنٹوں کو ٹریس کر کے گرفتار کر لیا ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلات جاننا چاہتا ہوں" ــــ وزیر اعظم نے بھاری لہجے میں کہا۔

"سر! ــــ اس کی مکمل اور تفصیلی رپورٹ صدر مملکت کو پیش کی جا چکی ہے" ــــ کرنل ڈیوڈ نے بھی خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ میں نے پڑھ لی ہے ــــ لیکن اس میں چند باتیں وضاحت طلب

ہیں ــــ ان ایجنٹوں کو فوراً گولی کیوں نہیں ماری گئی۔ جب کہ انہیں انتہائی خطرناک قرار دیا گیا ہے ــــ اور دوسری بات یہ کہ انہیں کانڈی جیل میں کیوں رکھا گیا ہے جب کہ کانڈی جیل سے زیادہ مضبوط جیلیں بھی موجود ہیں" ــــ وزیر اعظم نے کہا۔

"سر! ــــ صدر مملکت کے حکم سے انہیں گولی نہیں ماری گئی۔ ورنہ میں نے تو صدر مملکت کو یہی تجویز پیش کی تھی ــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ــــ اس سے پہلے بھی یہاں کے مقامی عربوں سے مل کر انہوں نے اسرائیل کو انتہائی نقصان پہنچایا ہے ــــ لیکن صدر مملکت ان سے کوئی سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں اس لئے انہیں زندہ رکھا گیا ہے ــــ اور جناب! ــــ کانڈی جیل میں بھی انہیں صدر مملکت کے حکم سے ہی رکھا گیا ہے کیونکہ وہاں ایسے خصوصی سیلز موجود ہیں جہاں سے ان لوگوں کا باہر آ جانا ناممکن ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔ جب کہ کرنل فرانک خاموش بیٹھا رہا۔

"اس سلسلے میں میری صدر صاحب سے بات ہوئی ہے ــــ صدر مملکت نے انہیں اس لئے زندہ رکھا ہے کہ وہ مجھ سے اس بارے میں مشورہ کرنا چاہتے تھے کہ کیا ان لوگوں کی وجہ سے ہم کوئی سیاسی مفاد حاصل کر سکتے ہیں ــــ ان کا خیال تھا کہ شاکر سرات اور اس کی تنظیم کو بلیک میل کیا جا سکے ــــ لیکن میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ ہماری حکومت شاکر سرات یا اس کی تنظیم کے ساتھ کسی بھی سطح پر کوئی رابطہ نہیں کرنا چاہتی" ــــ وزیر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ــــ ہونا بھی نہیں چاہیئے سر" ــــ کرنل ڈیوڈ کے لہجے

میں ہلکی سی خوشامد کا عنصر موجود تھا۔

"مجھے ان ایجنٹوں اور خاص طور پر علی عمران کے سابقہ کارناموں کے بارے میں بھی تفصیلی رپورٹیں مل چکی ہیں ـــــ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو فوراً موت کے گھاٹ اتار دیا جائے ـــــ کسی بھی سانپ کو چاہے کسی بھی مقصد کے لئے زندہ رکھا جائے تو وہ کسی نہ کسی لمحے ضرور کاٹ سکتا ہے ـــــ اس لئے میری حکومت کا نظریہ یہ ہے کہ سانپ کا سر فوری طور پر کچل دینا چاہیئے" ـــــ وزیراعظم نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"کرنل فرانک! ـــــ آپ خاموش ہیں" ـــــ وزیراعظم نے کرنل فرانک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر! ـــــ آپ درست فرما رہے ہیں ـــــ لیکن ہم صدر مملکت کے احکامات کی وجہ سے مجبور تھے سر ـــــ اب آپ جیسا حکم کریں" کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"گڈ ـــــ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ فیصلہ ہو گیا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے ـــــ تو اب آپ بتائیں کہ انہیں کہاں گولی ماری جائے ـــــ میرا خیال ہے کہ ایک عدالت کانڈی جیل میں قائم کی جائے۔ جہاں اس عدالت میں سرسری سی کارروائی کر کے انہیں موت کی سزا کا حکم سنا دیا جائے ـــــ اور پھر وہیں کانڈی جیل میں ہی انہیں گولی مار دی جائے ـــــ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم کانڈی جیل کو پبلک کے سامنے لانا نہیں چاہتے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ یہ کار

رل جیل میں ہونی چاہیئے" ـــــ وزیراعظم نے کہا۔

"یس سر! ـــــ کانڈی جیل کے متعلق واقعی کسی کو معلوم نہیں ـــــ ان کی وجہ سے کانڈی جیل پوری دنیا میں مشہور ہو جائے گی۔" ڈیوڈ نے حسب عادت ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ دونوں حضرات کو اسی لئے یہاں بلایا ہے کہ ایک تو آپ سے خود ملنا چاہتا تھا ـــــ اور دوسری بات یہ ہے کہ اب دونوں کی ایجنسیوں کا چارج میں نے خود سنبھال لیا ہے" ـــــ اعظم نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ـــــ کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں نے ہی ملاتے ہوئے جواب دیا۔

"صدر مملکت اس معاملے میں بے اختیار نہیں ہو گئے ہیں۔ ان یں سپروائزری چارج رہے گا ـــــ اس لئے اگر وہ کوئی حکم ے تو آپ کو اس کی فوری تعمیل کرنا ہو گی ـــــ ویسے عملی چارج میرے پاس رہے گا اور صدر مملکت کوئی اقدام میرے مشورے نہیں کریں گے ـــــ میرا خیال ہے کہ میں نے تمام صورتحال پوری طرح واضح کر دی ہے ـــــ ایک اور بات بھی آپ ں کہ میں کام کے معاملے میں انتہائی سخت گیر ہوں ـــــ میں یا ناکامی جیسے الفاظ برداشت نہیں کیا کرتا ـــــ صدر مملکت نرم آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے آپ کی کوتاہیاں اور برداشت کر لی ہوں۔ لیکن میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔"

ظم کا لہجہ اور زیادہ خشک ہو گیا۔

" ٹھیک ہے سر! —— کوئی کوتاہی نہیں ہوگی" —— دونوں نے جواب دیا۔

" اوکے! —— اب آپ ان قیدیوں کو اپنی نگرانی میں نکال کر سنٹرل جیل لے آنے کی کارروائی مکمل کریں —— میں اس دوران خصوصی عدالت کا انتظام کرتا ہوں —— اب تورات ہونے والی آپ کل صبح سویرے انہیں وہاں سے نکال لیں —— دو گھنٹے تک انہیں سنٹرل جیل میں موجود ہونا چاہیئے —— وہاں خصوصی عدالت پہلے ہی قائم ہو گی جو دو گھنٹے کے اندر اندر سماعت مکمل کر کے انہیں موت کی سزا سنا دے گی —— اور پھر شام چار بجے میری اور صدر مملکت کی موجودگی میں انہیں فائرنگ اسکواڈ کے حوالے کر دیا جائے گا" وزیراعظم نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" یس سر —— حکم کی تعمیل ہوگی سر" —— ان دونوں نے بیک زبان ہو کر جواب دیا۔

" اس مقصد کے لئے کانڈی جیل اور سنٹرل جیل دونوں آپ کے چارج میں دے دی گئی ہیں —— میں ابھی آرڈرز جاری کر دیتا ہوں —— اب آپ جا سکتے ہیں" —— وزیراعظم نے خشک لہجے میں کہا اور وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوتے۔ انہوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر واپس مڑ گئے۔

عمران، ٹائیگر اور بلیک زیرو اندھیرے میں مسلسل بھاگتے ہوئے اونچی چٹانیں پار کر کے جیسے ہی جیل کی اصل بیرونی فصیل کے قریب پہنچے، اچانک جیل کے اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اندر موجود روشنی یکلخت غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اندر سے سیٹیوں اور سائرن بجنے کی تیز آوازیں آنے لگیں۔

" اوہ! —— اندر کوئی خاص بات ہو گئی ہے —— جلدی آگے بڑھو" —— عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ اور تیز رفتاری سے دوڑنے لگے۔

" عمران صاحب! —— نگران چوکی کا ہیولا نظر آ رہا ہے" —— بلیک زیرو نے کہا۔

" ہاں! —— فصیل کے ساتھ ساتھ ہو کر آگے بڑھو۔ اس طرح ہم آگے

بھی بڑھ سکیں گے اور فصیل کی وجہ سے چیک بھی نہ ہو سکیں گے"
عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ فصیل کے
قریب پہنچ کر وہ سب یکلخت رک گئے۔ کیونکہ فصیل کی دیوار کے ساتھ
ایک انتہائی چوڑی اور گہری نہر بہہ رہی تھی۔ جسے کسی صورت کراس
نہ کیا جا سکتا تھا۔

"اوہ ـــــ بڑا انتظام کر رکھا ہے انہوں نے" ـــــ ٹائیگر نے
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے دور سے ہلکی سی روشنی پھیل گئی
اور گہرے اندھیرے میں خاصی کمی ہو گئی۔ اور اس کے فوراً بعد ہی روشنی
اور زیادہ تیز ہو گئی۔ صرف وہ نگران چوکی اور اس کے ارد گرد کا علاقہ
اندھیرے میں تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی فصیل سے کافی فاصلے پر نہر کے دوسرے
کنارے پر موجود چٹانوں میں رکے ہوئے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ سائرن
ابھی تک مسلسل بجے چلا جا رہا تھا کہ اچانک کسی کی چیخ سنائی دی اور
ایک انسانی جسم فصیل کے اوپر سے ہوا میں تیرتا ہوا سیدھا نہر کے
کنارے پر موجود پتھروں سے آ ٹکرایا اور اس کے حلق سے آخری ل
ذرا سا چیخ سنائی دی۔ اور ابھی عمران اور اس کے ساتھی اس گرنے والے
کے متعلق سوچ ہی رہے تھے کہ یکلخت دو اور چیخیں سنائی دیں اور
دو انسانی جسم پہلے کی طرح اچھل کر فصیل کے اوپر سے ہوتے ہوئے
نہر کی طرف آئے لیکن وہ اس قدر تیز رفتاری سے اڑتے آ رہے تھے
کہ نہر کے پار چٹانوں کے اوپر ایک دھماکے سے آ گرے اور ان کے
حلق سے آخری چیخیں تک نہ نکل سکیں اور ان کے جسموں کے پرخچے اڑ

"یہ تو شاید اندر آدمی اچھلنے کا مقابلہ ہو رہا ہے" ـــــ عمران
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت
اندر سے روشنی کا تیز فوارہ پھوٹا اور تیز روشنی نے اندھیرے کو پوری طرح
نگل لیا۔ لیکن بہرحال سائرن ابھی تک بجے چلا جا رہا تھا۔

"ارے میں نے صفدر کی آواز سنی ہے" ـــــ اچانک عمران نے
اچھل کر کہا اور دوسرے لمحے انہوں نے واقعی ہلکے اندھیرے کے باوجود
نگران چوکی سے چوڑی فصیل پر کودتے ہوئے صفدر کو پہچان لیا۔ اس
کے جسم پر وہی فوجی وردی تھی اور ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اور صفدر کے
پیچھے ہی چار اور افراد بھی فصیل پر کود گئے اور وہ ان چاروں کو بخوبی
پہچان گئے تھے۔ یہ کیپٹن شکیل، تنویر، جوزف اور جوانا تھے لیکن ابھی
عمران نے انہیں آواز دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ یکلخت ان
چاروں کے عقب میں تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے
ساتھ ہی وہ پانچوں اس طرح اچھل کر نہر میں گرنے لگے کہ عمران اور اس
کے ساتھی ایک لمحے میں سمجھ گئے کہ وہ ہٹ ہو گئے ہیں۔

"اوہ ـــــ انہیں باہر نکالو ـــــ یہ ہٹ ہو گئے ہیں" ـــــ عمران
نے یکلخت دوڑ کر نہر میں چھلانگ لگاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر اور بلیک زیرو
بھی اس کے پیچھے دوڑے اور پھر انہوں نے بھی اس نہر میں چھلانگیں
لگا دیں۔ عین اسی لمحے وہ پانچوں بھی نہر کے اندر زور دار چھپاکے
سے گرے۔

"انہیں پانی کے اندر کر کے پیچھے چلو ـــــ ابھی چوکی پر لوگ
آ جائیں گے" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے غوطہ لگایا اور

تیر کی طرح تیرتا ہوا سیدھا جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا جو اس وقت
تک نہر کی عمیق ترین گہرائی کے قریب پہنچ چکے تھے اس نے ان
دونوں کے بازو ایک ایک ہاتھ سے پکڑے اور پھر پوری رفتار سے
پانی کے اندر ہی پیچھے کی طرف انہیں گھسیٹ کرنے جانے لگا۔
تھوڑی دُور جاکر فصیل گھوم جاتی تھی اس لئے تھوڑا سا پیچھے لے جاکر
عمران انہیں ساتھ لئے اوپر سطح پر آگیا اور پھر وہ انہیں کنارے کی
طرف کھینچنے لگا۔ گو وہ دونوں بے حد بھاری جسموں کے مالک تھے
لیکن عمران انہیں اس طرح کھینچ کر لئے جا رہا تھا کہ جیسے ان کے جسموں
میں ہڈیوں اور گوشت کی بجائے ہوا بھری ہوئی ہو ۔ وہ دونوں ہی
بے حس و حرکت تھے۔

چند لمحوں بعد عمران انہیں لئے کنارے کے قریب پہنچ گیا اور پھر اس
نے ان کے بازو چھوڑے اور اچھل کر خود کنارے پر چڑھا دوسرے لمحے اس
نے جھک کر ان کے ہاتھ دوبارہ پکڑے اور پوری قوت سے انہیں پانی سے
نکال کر کنارے کے اوپر موجود پتھروں پر کھینچ لیا۔ ادھر ٹائیگر اور بلیک زیرو صفدر
اور کیپٹن شکیل کو گھسیٹ کر کنارے پر پہنچ گئے اور انہوں نے پہلے باری باری
انہیں پتھروں پر اچھالا اور پھر خود باہر نکل کر بلیک زیرو نے تنویر اور صفدر اور
ٹائیگر نے کیپٹن شکیل کو کاندھے پر لادا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بلیک زیرو کو
سہارا دیئے ہوئے تھے کیونکہ اس نے ڈبل وزن اٹھایا ہوا تھا، اور تیزی سے
اونچی چٹانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ عمران نے جوزف کو تو ایک قدرے نیچی چٹان
پیچھے چھوڑ دیا اور خود جھک کر بھاری بھرکم اور دیوہیکل جوانا کو دونوں ہاتھوں
اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور تیزی سے اونچی چٹان کی طرف دوڑنے لگا۔ ٹائیگر

یرو بھی صفدر اور کیپٹن شکیل کو لئے وہاں پہنچ گئے تھے۔
"ان کے زخم چیک کرو راشد! ۔۔۔ میں جوزف کو لے آؤں" ۔۔۔
نے جوانا کو نیچے لٹاتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔ اور پھر جوزف
لانے کے لئے دوڑ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ جوزف کو لئے وہاں پہنچ گیا۔ اسی لمحے فصیل کے
حصے کی طرف سے جہاں سے یہ لوگ ہٹ ہو کر نہر میں گرے تھے
نگ کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ جگہ یہاں سے کچھ دُور تھی لیکن
کے گھوم جانے کی وجہ سے فائرنگ کرنے والے انہیں نظر نہ
تھے۔ گولیوں کے شعلے نہر میں غائب ہو رہے تھے۔

پانچوں کی پشت میں گولیاں لگی ہیں عمران صاحب ۔۔۔ اور
حالت خاصی سیریس ہے۔ شائد گولی دل تک نہ پہنچ گئی ہو۔
سے سیف ہیں ۔۔۔ لیکن گولیاں نکالنا پڑیں گی" ۔۔۔
رو کی آواز سنائی دی جو ان پر جھکا ہوا تھا۔

ان کے زخموں کو مخصوص انداز میں دبا کر گولیاں نکالو ۔۔۔ صفدر
دیکھتا ہوں ۔۔۔ ٹائیگر! ۔۔۔ تم جاکر وہ مشین گنیں اٹھا لاؤ۔
اس طرف چٹانوں کے پیچھے چھوڑی ہیں" ۔۔۔ عمران نے
وہ دوڑ کر اُلٹے پڑے ہوئے صفدر کے پاس پہنچا اور پھر
ک گیا۔ واقعی صفدر کی پشت پر جس جگہ گولی لگی تھی وہ جگہ
ناک بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ لیکن عمران نے جب زخم کو دونوں
سے دبا دبا کر دیکھا تو اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے
ئے۔ زخم کی نوعیت بتا رہی تھی کہ گولی بالکل سیدھ میں نہیں

لگ کر دل تک چلی جاتی ــــ بلکہ ٹیڑھی لگی تھی اس لئے وہ پسلیوں کی
کی طرف نکل گئی تھی۔

عمران نے جلدی سے صفدر کو پہلو کے بل کیا اور پھر انداز ے
کے مطابق اس نے اس جگہ کو دبایا جہاں اس کے خیال کے مطابق
گولی موجود ہونی چاہیئے تھی۔ اور گولی واقعی اندر موجود تھی اس کا
مطلب تھا کہ مشین گن کافی فاصلے سے چلائی گئی تھی اس لئے گولی
گوشت کے اندر ہی رہ گئی تھی۔ ورنہ اگر نزدیک سے ان پر فائر
کی جاتی تو لازماً گولی پسلیاں توڑ کر دوسری طرف سے باہر نکل جاتی
اور دوسری طرف بھی سوراخ ہو جاتا۔

عمران نے دونوں انگوٹھے گولی کے اطراف میں رکھے اور پھر ا
نے اس طرح گولی کو دبانا شروع کر دیا کہ گولی نے واپس زخم کی طرف
حرکت کرنی شروع کر دی۔

ایک بار جیسے ہی گولی نے اپنی جگہ سے حرکت کی عمران کے انگوٹھے
تیزی سے چلنے لگے اور گولی اپنے ہی بنائے ہوئے زخم میں تیزی
تیزی سے واپس جانے لگی۔

چند لمحوں بعد عمران کے ہاتھ پشت پر زخم کے کناروں تک آ
گئے اور پھر جیسے ہی اس نے دونوں انگوٹھوں پر مخصوص انداز
دباؤ ڈالا۔ خون میں لتھڑی ہوئی گولی اچھل کر باہر نکل آئی اور عمران
نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ پانی میں گرنے کی وجہ
میں سے خون نکلنا بند ہو گیا تھا لیکن گولی نکالنے کی وجہ سے
نے جو دباؤ ڈالا تھا اس وجہ سے اب خون دوبارہ بہنے لگا تھا

اس دوران مشین گنیں اٹھا کر لے آیا تھا۔

"عمران صاحب! ــــ فصیل پر تو سپاہی ہی سپاہی نظر آ رہے
ہیں ــــ لیکن وہ سب نہر کی طرف متوجہ ہیں" ــــ ٹائیگر نے
قریب آ کر کہا۔

"تم مشین گن لے کر اس طرف پہرہ دو۔ تاکہ اچانک کوئی ہمارے
سروں پر نہ پہنچ جائے" ــــ عمران نے صفدر کی قمیص پتلون سے
باہر کھینچ کر اُسے پٹی کی صورت میں پھاڑتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر
ہلاتا ہوا واپس چٹان کے کنارے کی طرف رینگ گیا۔

"کیا پوزیشن ہے راشد" ــــ عمران نے صفدر کے زخم پر پٹی باندھتے
ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"چاروں کی گولیاں نکال دی ہیں میں نے ــــ زخم زیادہ گہرے
نہیں ہیں ــــ یہ ابھی ہوش میں آ جائیں گے" ــــ بلیک زیرو
نے جواب دیا۔ وہ ایسے کاموں میں بے حد ماہر تھا کیونکہ عمران نے
دانش منزل میں اُسے ایسے کاموں کی مکمل ٹریننگ دے رکھی تھی۔

"ان کی بینڈیج کر کے انہیں جلد از جلد ہوش میں لانے کی کوشش
کرو ــــ ہم نے فوراً یہاں سے نکلنا ہے" ــــ عمران نے کہا اور
صفدر کی بینڈیج کر کے وہ اٹھا اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب
خود سپاہیوں کی پوزیشن چیک کرنا چاہتا تھا۔ ابھی وہ چٹان کے کنارے
کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ٹائیگر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

"کیا ہوا ــــ ؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے دور سے کئی سپاہی ادھر آتے دکھائی دیتے ہیں" ــــ ٹائیگر

نے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ کہاں ہیں۔۔۔؟" عمران نے جلدی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اُسے بھی دُور چٹانوں کے پیچھے سے کئی سپاہیوں کی جھلک دکھائی دی۔

"تم راشد کے ساتھ مل کر انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اور پھر جدھر سے ہم آئے ہیں اُدھر سے واپس جاؤ۔۔۔ میں ان سپاہیوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہوں۔۔۔ اور پھر میں ان کا خاتمہ کر کے تمہارے ساتھ آملوں گا" عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی جواب دیتا عمران مشین گن اس کے ہاتھ سے لے کر تیزی سے چٹان کے پیچھے سے نکلا اور ایک اور چٹان کے پیچھے سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ ٹائیگر پیچھے کی طرف پلٹا تو اس نے جوانا کو اُٹھ کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔

"اوہ!۔۔۔ جوانا ہوش میں آگیا۔ ویری گڈ"۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا ہی تھا کہ اچانک وہ بُری طرح اچھل پڑا۔ کیونکہ چٹان کی دوسری طرف سے اچانک چار مشین گنیں ظاہر ہوئیں اور دوسرے لمحے فضا ریٹ ریٹ کی مخصوص آوازوں کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔

"آپ کیا چاہتے ہیں۔۔۔ کیا یہ پراجیکٹ ختم کر دیا جائے"۔۔۔ صدر مملکت کا لہجہ بے حد ناخوشگوار تھا۔

"اوہ سر!۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔۔۔ میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ اس پراجیکٹ کو جلدی میں مکمل نہ کیا جائے۔۔۔ کیونکہ ہماری معمولی سی غلطی یا کوتاہی سے اسرائیل کو سیاسی طور پر بے حد نقصان بھی پہنچ سکتا ہے"۔۔۔ سامنے بیٹھے ہوئے وزیر اعظم نے کہا اس کا لہجہ مؤدبانہ ضرور تھا لیکن ہلکی سی تلخی کا عنصر بھی موجود تھا۔

"کیا آپ نے اس پراجیکٹ کی مکمل فائل دیکھ لی ہے"۔۔۔ صدر مملکت نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے پوچھا۔

"بالکل سر۔۔۔ میں نے پوری فائل کا ایک ایک لفظ غور سے پڑھا ہے"۔۔۔ وزیر اعظم نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر آپ کے ذہن میں یہ خیال کیسے آگیا کہ اس پراجیکٹ میں کوئی

کیونکہ وہ اس وقت اپنے مخصوص چیمبر میں تھے۔ یہ چیمبر انتہائی اہم ترین
ملکی معاملات پر گفتگو کرنے کے لئے مخصوص تھا اس لئے وہ وزیراعظم
کو لے کر اس چیمبر میں آئے تھے اور اس چیمبر میں ان کی موجودگی کا
مطلب تھا کہ انہیں سوائے انتہائی اہم ترین معاملے کے کسی صورت
بھی ڈسٹرب نہ کیا جائے اور یہاں اس چیمبر میں فون آنے کا مطلب
یہی ہوسکتا تھا کہ کوئی انتہائی اہم بات ہوگئی ہے۔

"یس"۔۔ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

"سر۔۔ کانڈی جیل کے چیف سپرنٹنڈنٹ نے اطلاع دی ہے
کہ کانڈی جیل میں جی۔ پی۔ فائیو کی طرف سے بھیجے جانے والے افراد
انتہائی پراسرار انداز میں جیل توڑ کر نکل گئے ہیں ۔۔۔ ان میں
پانچ افراد کو تو جیل کی فصیل پر ہی گولیاں مار کر ھلاک کر دیا گیا
اور ان کی لاشیں فصیل سے ملحقہ نہر میں گری ہیں جب کہ تین افراد
جنہیں انتہائی خصوصی سیلز میں رکھا گیا تھا وہاں سے غائب ہیں
اور ان کی تلاش کے لئے پارٹیاں بھیج دی گئی ہیں"۔۔۔ دوسری
طرف سے بولنے والا صدر مملکت کا سپیشل سیکرٹری تھا۔

"کیا کہا۔۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔۔ یہ کیسے ممکن ہے۔۔ انہیں
تو گیس کے ذریعے طویل مدت کے لئے بیہوش رکھا گیا تھا"۔۔ صدر
مملکت کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سر۔۔ جو کچھ چیف سپرنٹنڈنٹ نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے
میں نے عرض کر دیا ہے۔۔۔ اگر آپ مزید رپورٹ چاہتے ہیں تو
میں چیف سپرنٹنڈنٹ سے کال ملواؤں"۔۔۔ سپیشل سیکرٹری نے

"ہاں۔۔ بات کراؤ"۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور رسیور واپس
رکھ دیا۔

"کیا ہوا۔۔۔ آپ پریشان لگ رہے ہیں"۔۔۔ وزیراعظم کے لہجے
میں بھی صدر مملکت کی حالت دیکھ کر تشویش کے آثار ابھر آئے تھے۔

"وہ ہوا ہے جس کا مجھے تصور تک نہ تھا۔۔۔ وہ عمران اور اس کے
ساتھی کانڈی جیل سے فرار ہو گئے ہیں ۔۔ پانچ آدمیوں کو تو ھلاک
کر دیا گیا ہے۔۔۔ جب کہ خصوصی سیلز کے تین افراد غائب ہیں۔
حالانکہ مخصوص گیس کی مدد سے انہیں مسلسل بیہوش رکھا گیا تھا۔ لیکن
اس کے باوجود وہ لوگ نکل گئے۔۔۔۔ کاش! میں انہیں زندہ رکھنے
کی بجائے موقع پر ہی ھلاک کرا دیتا"۔۔۔ صدر مملکت نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔ یہ کیسے ہوا۔۔ کانڈی جیل سے کسی کا فرار ہو جانا تو انتہائی
[illegible]ن ہے۔۔۔ اور رپورٹ کے مطابق انہیں جن سیلز میں رکھا گیا
تھا وہاں سے تو ان کی روحیں بھی نہ نکل سکتی تھیں"۔۔۔ وزیراعظم
پریشان ہو گئے۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی مترنم موسیقی ایک بار پھر بج اٹھی اور صدر مملکت
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ صدر مملکت نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سر۔۔ چیف سپرنٹنڈنٹ کانڈی جیل مسٹر گراہم مارسیل لائن پر
ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے سپیشل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"۔۔۔ صدر مملکت نے تلخ لہجے میں کہا۔

ہو گئے "۔۔۔۔ ؟ وزیر اعظم نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔ ان کے
چہرے پر بھی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔
" ہاں !۔۔۔ ان لوگوں سے کچھ بعید نہیں ہے۔۔۔ آپ ایسا
کرکرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کو فوراً الرٹ کر دیں
جی۔پی۔فائیو اور ریڈ آرمی کو پورے تل ابیب میں پھیلا دیں۔
یقین ہے کہ اگر یہ لوگ زندہ ہیں تو پھر یہ اس احمق چیف
کے بس کے نہیں ہیں۔۔۔ بہر حال کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک
کہہ دیں کہ میں زیادہ سے زیادہ چار گھنٹوں کے اندر اندر ان لوگو
کی لاشیں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔ ورنہ ان دونوں کے اپنے
لاشوں میں تبدیل کر دیئے جائیں گے "۔۔۔ صدر مملکت نے
سرد لہجے میں کہا۔
" یس سر !۔۔۔ ایسا ہی ہو گا۔۔۔ میں ابھی جا کر ان دونوں کو
دے دیتا ہوں "۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا اور اٹھ کر انہوں نے
مملکت کو سلام کیا۔ صدر مملکت نے بھی اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا
وزیر اعظم واپس مڑ گئے۔
" یہ بات نوٹ رکھیں کہ چاہے یہ لوگ پکڑے جائیں
نہ پکڑے جائیں۔۔۔ پروجیکٹ ہر صورت میں مکمل ہو گا۔۔۔
مسئلہ اسرائیل کی عزت کا بن چکا ہے "۔۔۔ صدر مملکت
لہجے میں کہا۔
" یس سر "۔۔۔ وزیر اعظم نے مختصر لفظوں میں جواب دیا اور
کھول کر باہر نکل گئے۔

وزیر اعظم کے باہر جاتے ہی صدر مملکت نے دونوں ہاتھوں سے
تھام لیا۔
کاش !۔۔۔ میں انہیں زندہ رکھنے کے چکر میں نہ پڑتا۔۔۔ اب
عظم اس سارے واقعہ کا بوجھ مجھ پر براہ راست ڈالنے کی کوشش
گا "۔۔۔ صدر مملکت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ہاتھوں
تھامے اس طرح مسلسل بڑبڑاتے چلے جا رہے تھے ایسا محسوس
کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانڈنی جیل سے فرار نے
ذہن پر انتہائی برا اثر چھوڑا ہے اور وہ ذہنی عدم توازن کا شکار
ہوں۔

عمران چٹانوں کے پیچھے چھپتا ہوا تیز رفتاری سے آگے بڑھ
جارہا تھا کہ اچانک اُسے اپنے عقب میں مشین گن کی فائرنگ اور انسا
چیخوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور دو
لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس مڑ گیا۔ کیونکہ چیخوں اور فائرنگ ا
آوازیں عین اس جگہ سے آئی تھیں جہاں وہ اپنے زخمی اور بے ہوش
ساتھیوں کو چھوڑ آیا تھا۔

چند ہی لمحوں میں وہ واپس اس جگہ پہنچا تو اس نے اطمینان کا
طویل سانس لیا کیونکہ اس کے ساتھی محفوظ تھے البتہ ٹائیگر اور جوانا
دونوں تنویر، کیپٹن شکیل اور جوزف کو بُری طرح جھنجوڑنے میں مصروف
جب کہ جوانا زخمی ہونے کے باوجود ہاتھ میں مشین گن اٹھائے دوسر
طرف کو جھکا ہوا تھا اور چٹان کی دوسری طرف چار سپاہیوں کی لاشیں
پڑی ہوئی تھیں اور پھر اس کے دیکھتے ہی دیکھتے کیپٹن شکیل، تنویر اور جوزف

دونوں ہوش میں آگئے۔

"کیا ہوا ٹائیگر"۔۔۔۔؟ عمران نے قریب پہنچتے ہی کہا۔

"اوہ سر!۔۔۔ میں واپس لوٹا تو اچانک یہ چار سپاہی مشین گنیں اٹھائے سر پر پہنچ گئے۔۔۔۔ میں اس وقت جھک کر دوسری مشین گن اٹھا رہا تھا۔ چنانچہ ان سے پہلے میں نے فائر کھول دیا۔ ورنہ ہم سب ایک لمحے میں بھون ڈالے جاتے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جلدی کرو۔۔۔ راشد! تم صفدر کو اٹھالو۔۔۔ جلدی یہاں سے نکلو۔۔۔ ابھی یہ لوگ یہاں پوری قوت سے ٹوٹ پڑیں گے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں اٹھالیتا ہوں ماسٹر!"۔۔۔ جوانا نے جلدی سے کہا اور جھک کر بے ہوش صفدر کو اٹھانے لگا۔

"تم زخمی ہو"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں ماسٹر!۔۔۔ یہ ایسا کونسا زخم ہے"۔۔۔۔ جوانا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ سیدھا ہوا تو صفدر کو اس نے کاندھے پر اٹھا لیا تھا۔

تنویر، جوزف اور کیپٹن شکیل اب پوری طرح ہوش میں آچکے تھے۔ اور ٹائیگر نے مُردہ سپاہیوں سے حاصل کردہ مشین گنیں انہیں پکڑا دیں۔

اسی لمحے عمران کو عقب میں بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"جلدی نکل جاؤ۔۔۔ میں انہیں روکتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے ایک چٹان کی اوٹ میں ہو گیا جبکہ اس

کے ساتھی پیچھے کی طرف چٹانوں کی اوٹ میں بڑھنے لگے۔

عمران کو چٹان کے پیچھے چھپے چند ہی لمحے گذرے تھے کہ یکلخت ایک تیز آواز ابھری۔

"چاروں طرف سے گھیر لو ان چٹانوں کو ـــــ اور اڑا دو ـــــ بم مارو" ـــــ بولنے والا چیخ کر کہہ رہا تھا کہ عمران نے یکلخت ایک سائیڈ پر مشین گن کا رخ کر کے فائر کھول دیا۔ اور دوسرے لمحے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے اچھل کر وہ دائیں ہاتھ پر موجود ایک چٹان کے پیچھے ہو گیا۔

اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ جگہ جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں بکھر گئی۔ عمران نے دھماکہ ہوتے ہی ایک زوردار چیخ ماری اور پھر تیزی سے گھوم کر اونچی نیچی چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا وہاں سے دور ہٹتا گیا۔ بم کے پھٹنے سے وہاں پر گرد و غبار کا ایک فوارہ سا پھوٹ گیا تھا۔ اس لئے ارد گرد کا علاقہ گرد سے اٹ گیا۔ عمران کے چیخنے کے بعد وہاں تیز فائرنگ ہونے لگی اور چند لمحوں بعد وہاں انسانوں کے شور و غل کی آوازیں سنائی دینے لگیں شاید اوٹ میں چھپے ہوئے سپاہیوں نے اس سائٹ پر یلغار کر دی تھی

عمران اب ان سے کافی فاصلے پر پہنچ گیا تھا وہ سپاہی اب بھی اس کے نشانے پر تھے اور وہ آسانی سے ان میں سے چند کو مار سکتا تھا لیکن اس نے فائرنگ نہ کی بلکہ انتہائی تیز رفتاری سے وہ چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ سپاہیوں کی یہ ٹولی اس طرف متوجہ ہے اور لوگ وہاں موجود نہیں

ہیں اور وہ انہیں وہیں الجھا کر ساتھیوں سمیت نکل جانا چاہتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اسے ٹائیگر نے ایک چٹان کے پیچھے سے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور وہ دوڑتا ہوا وہاں پہنچ گیا۔ یہ جگہ ایک سڑک سے ھ دور تھی اور سڑک کے بعد دور دور تک ہرے بھرے کھیت پھیلے ہوئے تھے۔

"جلدی کرو ـــــ نکل چلو یہاں سے ـــــ ابھی یہ لوگ چاروں طرف پھیل جائیں گے ـــــ کھیتوں کی طرف دوڑو" ـــــ عمران نے ان کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چٹانوں کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے سڑک کی طرف دوڑ پڑے۔

سڑک کے قریب پہنچ کر وہ چٹانوں کی اوٹ سے بھی محروم ہو گئے کہ وہاں کھلا میدان تھا۔ البتہ کانڈی جیل چونکہ وہاں سے کافی فاصلے پر تھی اس لئے وہ لوگ وہاں سے انہیں چیک نہ کر سکتے تھے۔ سڑک ویران پڑی ہوئی تھی۔ انہوں نے تیزی سے دوڑتے ہوئے سڑک کراس کی اور کھیتوں کے درمیان موجود راستے پر دوڑنے لگے۔ وہ ذرا ہی دور گئے تھے کہ انہیں دور سے ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی انہوں نے دوڑتے دوڑتے مڑ کر دیکھا تو جیل کی طرف سے ہیلی کاپٹر تیزی سے ان کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔

"دبک جاؤ ـــــ کھیتوں میں دبک جاؤ" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور سب تیزی سے کھیتوں میں دبک گئے۔ جوانا نے صفدر کو نیچے لٹا دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر دائیں طرف کی پہاڑیوں کی طرف اڑتا

چلا گیا۔

"یہ ابھی دوبارہ آ جائے گا۔ اس لئے اس کے آنے سے پہلے ہمیں کوئی جگہ تلاش کر لینی چاہئے" ——— عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں — میں اس درخت پر چڑھ کر دیکھتا ہوں —— یہاں کہیں لازماً کوئی فارم ہاؤس ہوگا" ——— بلیک زیرو نے کہا اور اٹھ کر قریب موجود ایک درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ درخت کے اوپر پہنچا ہی تھا کہ یکلخت وہی ہیلی کاپٹر ایک بار پھر چکر کاٹ کر ان کی طرف بڑھنے لگا۔

"اوہ! —— اب یہ راشد چیک ہو جائے گا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا خیال درست نکلا۔ ہیلی کاپٹر یکلخت اس درخت کے اوپر پہنچ کر رک گیا اور پھر اس میں سے ایک شخص کا باہر کی طرف جھکا ہوا چہرہ نظر آیا۔ اس کی آنکھوں پر دوربین تھی کہ اچانک بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر پر درخت کے اوپر سے ہی فائر کھول دیا اور وہ آدمی جھٹکا کھا کر ہیلی کاپٹر کے اندر غائب ہو گیا۔ گولی نے یقیناً اسے چاٹ لیا تھا کیونکہ جس انداز میں اس نے جھٹکا کھایا تھا وہ انداز بتا رہا تھا کہ وہ ہٹ ہو چکا ہے۔ درخت چونکہ خاصا بلند تھا اس لئے درخت کے اوپر سے ہیلی کاپٹر مشین گن کی رینج میں تھا جب کہ نیچے سے وہ رینج میں نہ آتا تھا۔

ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے آگے بڑھا اور پھر اس کے نیچے لگی ہوئی مشین گن نے بے تحاشا انداز میں آگ اگلنا شروع کر دی لیکن بلیک زیرو نے ہیلی کاپٹر پر فائرنگ کرتے ہی درخت پر سے نیچے چھلانگ لگا دی تھی اور پیراٹروپنگ انداز میں زمین پر دوڑتا ہوا کھیت میں گھس گیا اور

اس کے اس فیصلے نے اس کی جان بچا لی۔ ورنہ وہ اگر درخت سے نیچے اترنے کا اس انداز میں فیصلہ کرتا جس انداز میں وہ چڑھا تھا تو پھر اس کا بچ نکلنا محال ہو جاتا۔ کیونکہ درخت کی شاخوں پر گولیاں چاروں طرف سے بارش کی طرح برسی تھیں۔ ہیلی کاپٹر اسی طرح فائرنگ کرتا ہوا کافی آگے نکل گیا تھا۔

"دائیں طرف یہاں سے چند فرلانگ دور ایک فارم ہاؤس ہے" —— بلیک زیرو نے چیختے ہوئے کہا۔

"ادھر کی بجائے مخالف سمت میں دوڑو —— واپس سڑک کی طرف پھر لمبا چکر کاٹ کر فارم ہاؤس کی طرف جاؤ" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ خود تیزی سے اسی درخت پر چڑھنے لگا جس پر چند لمحے پہلے گولیوں کی بارش ہوئی تھی۔ اس کے ساتھی واپس سڑک کی طرف دوڑنے لگے۔

ہیلی کاپٹر آگے جا کر واپس پلٹا تو اس کے دوڑتے ہوئے ساتھی جلدی سے دبک گئے۔ کیونکہ دوڑتے ہوئے وہ چیک کئے جا سکتے تھے۔ عمران نے ہاتھ اوپر کو اٹھایا اس طرح جیسے وہ کسی کو اشارہ کر رہا ہو۔ وہ دراصل پائلٹ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا تھا اور پھر ہیلی کاپٹر تیزی سے درخت کی طرف گھوما اور انتہائی تیز رفتاری سے درخت کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کا مقصد پورا ہو چکا تھا لیکن ابھی وہ درخت سے کچھ دور تھا کہ عمران نے اس پر فائر کھول دیا۔ پائلٹ نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا لیکن عمران نے شاید پہلے ہی اس کا اندازہ لگا کر فائر کیا تھا کیونکہ ہیلی کاپٹر کے اوپر اٹھنے کے باوجود مشین گن کی گولیاں ٹھیک اس کے پٹرول ٹینک میں

گھس گئیں۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر آگے بڑھنے لگا ہی تھا
کہ یکلخت ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر آگ کا شعلہ بن کر نیچے
گرنے لگا۔

عمران نے بلیک زیرو کی طرح درخت کے اوپر سے ہی چھلانگ لگا دی۔

"اب ادھر آجاؤ۔۔۔ فارم ہاؤس کی طرف"۔۔۔ عمران نے قدم
زمین پر لگتے ہی دوڑ کر آگے بڑھتے ہوئے چیخ کر کہا اور کھیت میں
دبکے ہوئے اس کے ساتھی اٹھ کر خاصی تیز رفتاری سے اس کے پیچھے
بھاگ پڑے۔

وہ سب کھیتوں کے درمیان دوڑتے ہوئے تھوڑی دیر میں کافی
دور پہنچ گئے اور اب انہیں فارم ہاؤس کی عمارت نظر آنے
لگ گئی تھی۔ صفدر ابھی تک جوانا کے کندھے پر لدا ہوا تھا لیکن اب
وہ ہوش میں آچکا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن جوانا نے اس کے
ہوش میں آجانے کے باوجود اسے نیچے اتارنے سے انکار کر دیا تھا
کیونکہ اس طرح صفدر کی حالت زیادہ بگڑ سکتی تھی۔

مسلسل دوڑتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد فارم ہاؤس کے قریب
پہنچ گئے۔ فارم ہاؤس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر کافی
ایک جیپ نظر آرہی تھی۔ عمران نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے
ساتھیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود مشین گن سنبھالے تیزی سے
دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا۔ اور وہ پھاٹک کے قریب پہنچ کر
دیوار کے ساتھ دبک گیا کیونکہ فارم ہاؤس کی اصل عمارت سے ایک نوجوان
لڑکی جس کے بال شانوں تک کٹے ہوئے تھے اور اس نے چست پتلون

اور گہرے نیلے رنگ کی ہاف آستین والی شرٹ پہن رکھی تھی باہر نکلی
اور تیزی سے ایک طرف کھڑی جیپ کی طرف بڑھنے لگی۔

"خبردار!۔۔۔ ہاتھ اٹھا لو۔ ورنہ"۔۔۔ اچانک عمران نے پھاٹک
سے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا اور نوجوان لڑکی چیخ مار کر عمران کی طرف
مڑی اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔ کیا فوجی ہو۔۔۔ لیکن۔۔۔" لڑکی نے
بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اندر تمہارے علاوہ اور کون ہے"۔۔۔؟ عمران نے اس کے
قریب پہنچ کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"میرے ڈیڈی ہیں۔۔۔ وہ معذور ہیں"۔۔۔ لڑکی نے سر ہلاتے
ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔

اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئے تو
لڑکی کا چہرہ انتہائی خوف کی شدت سے مسخ ہو گیا۔

"ڈرو نہیں۔۔۔ ہم دشمن نہیں دوست ہیں۔۔۔ ہمارے ساتھی
بھی ہیں اور کانڈی جیل کے سپاہی ہمارے پیچھے ہیں۔۔۔ تم عرب ہو
یہودی"۔۔۔؟ عمران نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا لیکن لڑکی کی
آنکھیں یکلخت بند ہو گئیں اور وہ نیچے گرنے لگی تو عمران نے آگے بڑھ
کر اسے سنبھال لیا۔ وہ خوف کی شدت سے بیہوش ہو چکی تھی۔

"کون ہے چانتی!۔۔۔ کس سے باتیں کر رہی ہو"۔۔۔ فارم ہاؤس
کے اندر سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"جلدی کرو۔۔۔ اندر جا کر بڈھے کو سنبھالو۔۔۔ دیکھو کوئی تشدد نہ ہو"۔

عمران نے لڑکی کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے عمارت کے اندر داخل ہوتے تو اندر سے خوف زدہ چیخ سنائی دی۔ عمران لڑکی کو اٹھائے اندر داخل ہوا تو اس نے ایک ادھیڑ عمر آدمی کو ایک بیڈ پر بیٹھے ہوتے دیکھا۔ وہیل چیئر بیڈ کے ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ اور اس آدمی کی ٹانگوں پر کمبل پڑا ہوا تھا اور سخت دہشت زدہ لگ رہا تھا۔

"کک ۔ کک ۔ کیا ہوا چانشی کو" ۔۔۔ بوڑھے نے لڑکی کو عمران کے کاندھے پر لٹکتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"گھبراؤ نہیں ۔۔ صرف خوف سے بیہوش ہو گئی ہے ۔۔۔ تم مجھے عرب لگتے ہو" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔ میں عرب ہوں اور یہ میری بیٹی چانشی ہے ۔۔۔ اس کی ماں آسامی تھی جو فوت ہو چکی ہے ۔۔۔ تم کون ہو ۔۔۔ ایشیائی لگتے ہو" ادھیڑ عمر آدمی نے جلدی جلدی کہا۔

"کیپٹن شکیل ! ۔۔ تم اوپر چھت پر جاؤ اور نگرانی کرو ۔۔۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ لوگ اچانک نہ اندر آ جائیں" ۔۔۔ عمران نے لڑکی کو قریبی بیڈ پر لٹاتے ہوئے کہا جب کہ جوانا نے صفدر کو اب فرش پر کھڑا کر دیا تھا کیپٹن شکیل تیزی سے دوڑتا ہوا باہر نکل گیا۔

"کون لوگ ۔۔۔ کون یہاں آ سکتے ہیں ۔۔۔ ابھی میں نے دور فائرنگ اور دھماکے کی آوازیں سنی تھیں ۔۔۔ میں نے چانشی کو بھیجا تھا کہ وہ جا کر معلوم کرے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اب خاصی حد تک سنبھل گیا تھا۔

"ہم ایشیائی ہیں مسٹر ۔۔۔" عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"خیاط ۔۔۔ میرا نام خیاط ہے" ۔۔۔ اس آدمی نے جلدی سے جواب دیا۔

"مسٹر خیاط ! ۔۔ اسرائیل پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک مشن مکمل کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ اور ہم یہاں اس مشن کے خاتمے کے لئے آئے ہیں۔ لیکن ہمیں دھوکے سے پکڑ کر کانڈی جیل میں ڈال دیا گیا تھا جہاں سے ہم فرار ہو کر یہاں آئے ہیں ۔۔۔ ہمارے ساتھی زخمی ہیں اور کانڈی جیل کے سپاہی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس سے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کیپٹن شکیل دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"دس جیپیں اور بے شمار مسلح آدمی کھیتوں میں پھیل چکے ہیں اور وہ یقیناً تھوڑی دیر میں یہاں پہنچ جائیں گے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اندر آتے ہی جلدی سے کہا۔

"اوہ ! ۔۔ پھر تو ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے جلدی سے بیڈ پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو ! ۔۔ تم اگر پاکیشیا کے رہنے والے ہو تو پھر میں تمہاری مدد کروں گا۔۔ کیونکہ پاکیشیا کے ایک گروپ نے کئی بار یہاں ہماری خاطر جانیں لڑا دی ہیں ۔۔۔ اب مجھے نہیں معلوم کہ تم کون لوگ ہو۔ بہرحال تم پاکیشیا کے ہو تو ہم پر تمہاری مدد فرض ہے" ۔۔۔ خیاط نے جلدی سے کہا۔

"آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے ۔۔۔ کیا شاکر سرات تنظیم سے ہے"۔

عمران نے جلدی سے پوچھا۔

" اوہ ہاں ! ___ میں ان کے گروپ کا ایک ادنیٰ رکن تھا لیکن اب ٹانگوں سے معذور ہونے کی وجہ سے بے کار ہو گیا ہوں ___ تمہارے ہم وطنوں نے مسجد اقصیٰ کو ہیکل سلیمانی میں بدلنے کا ان یہودیوں کے ناپاک عزم کو انتہائی بہادرانہ انداز میں لڑ کر ناکام کیا تھا ___ میں اسی مشن کے دوران زخمی ہوا تھا ___ بہرحال میری بیٹی کو ہوش میں لے آؤ ___ جلدی کرو" ___ ادھیڑ عمر خیاط نے تیز لہجے میں کہا اور عمران کے اشارے پر ٹائیگر نے جلدی سے آگے بڑھ کر لڑکی کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ دیئے۔

چند لمحوں بعد ہی لڑکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو ٹائیگر نے ہاتھ ہٹا لئے۔ اور لڑکی چیخ مار کر اٹھ بیٹھی۔

" چانشی ! ___ یہ ہمارے دوست ہیں ___ پاکیشیا سے متعلق ہیں۔ تم انہیں فوراً تہہ خانے میں چھوڑ کر آجاؤ ___ ابھی یہودی پولیس یہاں پہنچنے والی ہے" ___ خیاط نے اپنی لڑکی سے مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

" پاکیشیائی ___ اوہ ! ___ وہ عمران جس کی کہانیاں آپ مجھے سناتے رہتے ہیں" ___ لڑکی نے آنکھیں پھاڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ ان میں سے عمران کو پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

" چانشی ! ___ یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے ___ وہ کتے ابھی یہاں پہنچنے والے ہیں جلدی کرو" ___ خیاط نے ہونٹ کاٹتے

ہوئے کہا۔

" اوہ آیئے" ___ چانشی باپ کی بات سنتے ہی اچھل کر بیڈ سے نیچے اتری اور کونے میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے اس کے پیچھے چل پڑے۔

" تم بھی جاؤ جوان ! ___ ورنہ تمہارے ساتھ وہ ہم دونوں کو بھی گولیوں سے بھون ڈالیں گے" ___ خیاط نے تیز لہجے میں کہا۔

" آپ میری فکر نہ کریں ___ میں نے یہاں چھپنے کی جگہ منتخب کر لی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن ہاتھ میں لئے وہ تیزی سے ایک بڑی سی الماری کی سائیڈ میں موجود خلا میں گھس گیا۔

" اوہ ! ___ کہیں وہ تلاشی نہ لیں" ___ خیاط نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" آپ بے فکر رہیں ___ اگر وہ تلاشی بھی لیں گے تو یقیناً الماری ہٹا کر نہ دیکھیں گے" ___ عمران نے سائیڈ پر دوبارہ نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

" اوہ ! ___ آپ یہاں ہیں ___ وہاں آپ کے ساتھی آپ کے بغیر تہہ خانے میں جانے کے لئے تیار نہیں ہیں" ___ چانشی نے دوبارہ دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے کہا۔

" میرے ساتھ آیئے" ___ عمران نے کہا اور الماری کی سائیڈ سے نکل کر دوڑتا ہوا وہ اس دروازے کی طرف بڑھا۔ چانشی اس کے پیچھے تھی۔ پھر وہ ایک گودام نما کمرے میں پہنچ گئے۔ وہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔

"آپ سب تہہ خانے میں چلے جائیں ـــــ میں باہر رہوں گا ـــ جلدی کرو چانشی ـــــ انہیں پہنچا کر واپس آؤ" ـــــ عمران نے اپنے ساتھیوں سے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا واپس اُدھیڑ عمر خیاط والے کمرے میں پہنچ گیا۔

چند لمحوں بعد ہی چانشی بھی واپس آ گئی۔

اسی لمحے باہر سے بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔

"چانشی جاؤ ـــــ خیال رکھنا۔ ہم مر تو سکتے ہیں لیکن ان کے متعلق کچھ نہیں بتا سکتے ـــــ فطری انداز میں بات کرنا" ـــــ خیاط نے جلدی سے کہا اور چانشی سر ہلاتی ہوئی باہر کو لپک گئی۔ جبکہ عمران تیزی سے الماری کی سائیڈ میں گھس گیا۔

"جناب! ـــــ میری ڈیڈی تو معذور ہیں ـــــ دیکھ لیجئے۔ یہاں آکر کسی نے کیا کرنا ہے" ـــــ چانشی کی آواز عمران کو سنائی دی اور پھر کئی قدموں کی آوازیں کمرے میں پہنچ گئیں۔

"جاؤ سارے فارم ہاؤس کی مکمل تلاشی لو ـــــ ایک ایک اینٹ کو چیک کرو" ـــــ ایک بھاری اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آوازیں فارم ہاؤس میں پھیل گئیں۔

"ہمیں اطلاع ملی ہے کہ مجرم یہاں آئے ہیں ـــــ اس لئے اگر آپ اپنی سلامتی چاہتے ہیں تو سچ سچ بتا دیں۔ ورنہ ـــــ" اسی بھاری آواز نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب! ـــــ میرا نام خیاط ہے ـــــ اور میں وزیر اعظم رالف صاحب کے سپیشل سیکرٹری کا بھائی ہوں ـــــ ہم لوگوں کے تو آبا و اجداد

اسرائیل کے وفادار رہے ہیں ـــــ پھر میں معذور ہوں ـــــ یہ دیکھیں! میری ٹانگیں بالکل بے کار ہیں ـــــ یہ میری بیٹی چانشی ہے یونیورسٹی کی طالبہ ہے آجکل چھٹیاں ہیں اس لئے ہم دونوں یہاں آ گئے ہیں"۔ خیاط نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی پتہ چل جاتا ہے" ـــــ بولنے والے نے کہا۔

"جناب! ـــــ وہ دشمن کون ہیں ـــــ کیا کوئی مجرم ہیں" ـــــ چانشی کی آواز سنائی دی۔ وہ بڑے معصومیت بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔

"ہاں! ـــــ بہت بڑے مجرم ہیں ـــــ اسرائیل کے دشمن ہیں۔ جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور ریڈ آرمی کے چیف کرنل فرانک بھی ان کی تلاش کے لئے یہاں آنے والے ہیں ـــــ اور وہ دونوں انتہائی سخت آدمی ہیں ـــــ اس لئے اگر آپ کو ان کے متعلق کچھ معلوم ہو تو مجھے بتا دیں ـــــ ورنہ کرنل ڈیوڈ تو گولی کی زبان سے بات کرتے ہیں" ـــــ اسی آواز نے کہا۔

"جناب! ـــــ میں سچ کہہ رہا ہوں ـــــ آپ بے شک پوری تسلی سے اس فارم ہاؤس کی تلاشی لے لیں ـــــ اگر وہ لوگ یہاں آتے تو ان کو یقیناً یہیں موجود ہونا چاہیئے تھا" ـــــ خیاط نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"یہاں کوئی تہہ خانہ تو نہیں ہے" ـــــ؟ اسی آواز نے یکدم پوچھا۔

"جی نہیں ـــــ ہمیں تو معلوم نہیں ہے ـــــ میں نے گذشتہ سال ہی یہ فارم ہاؤس کرنل البرٹ سے خریدا ہے ـــــ کرنل البرٹ۔ جو ساتویں ڈویژن میں ہیں ـــــ ہمیں تو کسی تہہ خانے کا علم نہیں ـــــ اگر ہوتا تو

وہ ضرور ہمیں بتاتے" ـــــ خیاط نے جواب دیا۔

"سر! ـــ یہاں کوئی نہیں ہے ـــ ہم نے گودام کی ایک ایک اینٹ چیک کر لی ہے" ـــــ اسی لمحے ایک اور آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے چلو" ـــــ پہلی آواز نے کہا اور پھر قدموں کی آوازیں تیزی سے باہر کو جاتی محسوس ہوئیں۔

"چانشی! ـــ پھاٹک بند کر آؤ ـــ کہیں یہ دشمن واقعی اندر نہ گھس آئیں" ـــ خیاط نے چانشی سے کہا اور چانشی تیزی سے دوڑتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"یہ لوگ پھر اچانک آئیں گے ـــ اس لئے آپ ابھی محتاط رہیں"۔ عمران نے سائیڈ سے سر نکالتے ہوئے خیاط سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ واقعی اس کا تو مجھے خیال نہ رہا تھا" ـــــ خیاط نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ چلے گئے ہیں ڈیڈی! ـــ میں جا کر ـــــ" چانشی نے اندر آ کر مسرت بھرے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹی! ـــ وہ اچانک دوبارہ آئیں گے تاکہ اگر ہم نے انہیں چھپایا ہوا ہے تو وہ باہر آ جائیں ـــــ اس لئے تم فی الحال اطمینان سے بیٹھ جاؤ"۔ خیاط نے چانشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا ڈیڈی" ـــــ چانشی نے جواب دیا اور پھر وہ ایک سائیڈ پر رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

اور واقعی ابھی چانشی کو بیٹھے دس منٹ گزرے ہوں گے کہ چار مسلح افراد یکلخت دوڑ کر اندر داخل ہوئے اور چانشی ہلکی سی چیخ مار کر اٹھ

کھڑی ہوئی۔

"اوہ سر! ـــ آپ نے چیک تو کر لیا تھا" ـــــ خیاط کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ـــ ٹھیک ہے ـــــ اب ہماری تسلی ہو گئی ہے"۔ وہی آواز جو پہلے سنائی دی تھی دوبارہ سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز واپس چلی گئی۔

اب عمران سائیڈ سے باہر آ گیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔

"بہت بہت شکریہ خیاط صاحب! ـــ آپ نے واقعی ہماری مدد کی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ دوبارہ نہ آ جائیں" ـــــ چانشی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں! ـــ اب وہ نہیں آئیں گے ـــ انہیں تسلی ہو گئی ہے ـــ آپ میرے ساتھیوں کو لے آئیں" ـــــ عمران نے چانشی سے مخاطب ہو کر کہا اور چانشی تیزی سے اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"آپ اب کہاں جائیں گے ـــ باہر تو یہ لوگ پاگل کتوں کی طرح پھیلے ہوئے ہوں گے" ـــــ خیاط نے کہا۔

"ہم نے بہت سا کام کرنا ہے ـــ ہم یہاں بند ہو کر نہیں بیٹھ سکتے" ـــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے چانشی کے ساتھ عمران کے ساتھی بھی پہنچ گئے وہ بڑی چادروں میں ڈھکے ہوئے تھے۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب" ـــــ بلیک زیرو نے کہا۔

"کیا کہا عمران! — تو کیا آپ علی عمران ہیں — اوہ! — کیا واقعی آپ علی عمران ہیں" — خیاط عمران کا نام سن کر اس بری طرح اچھلا کہ اگر اس کی ٹانگیں درست ہوتیں تو شاید وہ پلنگ سے نیچے آ کھڑا ہوتا۔

چانشی بھی چونک کر اس طرح عمران کو دیکھنے لگی جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے دنیا کا آٹھواں عجوبہ کھڑا ہو۔

"جی اس فارم ہاؤس میں آنے تک تو یہی نام تھا — اب ہو سکتا ہے کہ میرے والدین نے اخبار میں تبدیلی نام کا اشتہار دے دیا ہو" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چانشی کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اوہ! — اوہ! — میں تو حیران ہو رہی ہوں — میں نے آپ کے متعلق جو کچھ سنا ہے اس لحاظ سے تو آپ کو کوئی جن بھوت ہونا چاہیئے تھا — لیکن آپ تو بڑے بھولے بھالے سے آدمی ہیں" چانشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ جس تیز رفتاری سے بیہوش ہوتی ہیں — اس رفتار میں غائب نہیں ہو سکتا — اس لئے مجبوراً انسان بننا پڑا ہے — بہرحال اب اجازت دیجئے۔ زندگی رہی تو پھر ملاقات ہوگی۔ آپ کے تعاون پر ہم بے حد مشکور ہیں" — عمران نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو باہر چلنے کا اشارہ کیا۔

"اوہ عمران صاحب! — رک جایئے! — آپ کو یہاں سے بچا کر لے جانا میرا فرض ہے — چانشی! جیپ تیار کرو — عمران صاحب! — اس فارم ہاؤس سے ایک خفیہ راستہ بھی جاتا

ہے یہاں سے کچھ دور سڑک کے قریب ایسے ہی ایک اور فارم ہاؤس میں جا نکلتا ہے — یہ فارم ہاؤس واقعی کرنل البرٹ کے تھے اور کرنل البرٹ سمگلنگ میں ملوث تھا — اسی لئے یہ خفیہ راستے بنوائے تھے — چانشی جیپ لے کر اس فارم ہاؤس تک اکیلی جائے گی۔ ظاہر ہے راستے میں اس کی چیکنگ ہوگی تو وہ صاف ہوگی — آپ لوگوں کو میں راستہ دکھا دوں گا — آپ دوسرے فارم ہاؤس میں اس خفیہ راستے سے پہنچ جائیں گے — اور پھر وہاں سے آپ کو چانشی آسانی سے تل ابیب پہنچا سکتی ہے" — خیاط نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ! — اگر ایسا ہو جائے تو پھر ہم واقعی آسانی سے یہاں سے نکل سکتے ہیں" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ چانشی! — جلدی سے جیپ لے کر جاؤ اور پھر جہاں عمران صاحب کہیں وہیں انہیں پہنچا دو" — خیاط نے چانشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"فی الحال آپ ہمیں کہیں بھی اتار دیں — کوئی نہ کوئی ٹھکانہ ہم ڈھونڈ لیں گے — کیونکہ ہمارا پہلا ٹھکانا تو جی پی فائیو کی نظروں میں آ چکا ہے" — عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! — اگر ایسی بات ہے تو میرے پاس ایسا ٹھکانا ہے جہاں آپ ہر لحاظ سے محفوظ رہیں گے — چانشی! عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو رائٹ ہاؤس میں لے جاؤ۔ چلو چانشی! — جلدی کرو" — خیاط نے کہا اور چانشی سر ہلا کر باہر چلی گئی۔

خیاط نے وہیل چیئر کو بیڈ سے نزدیک کیا اور پھر وہ بیڈ سے اُتر کر وہیل چیئر پر بیٹھنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے ٹانگوں پر پڑا ہوا کمبل ہٹا دیا تھا۔

"کیا ہوا آپ کی ٹانگوں کو ——— ویسے تو دیکھنے میں اچھی بھلی ہیں" عمران نے کمبل ہٹتے ہی چونک کر کہا۔

"نجانے کیا ہوا ہے ——— حرکت ہی نہیں کرتیں ——— دو بار آپریشن بھی کرا چکا ہوں لیکن ———" خیاط نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ! ——— ایک منٹ" ——— عمران نے کہا اور پھر خیاط کی طرف بڑھ گیا۔

"میں آپ کو سینے کے بل لٹا دیتا ہوں ——— میرا خیال ہے کہ آپ کی ریڑھ کی ہڈی کا چوتھا مہرہ کھسک گیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور اس نے خیاط کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر بیڈ پر سینے کے بل لٹا دیا اور اس کے ہاتھ تیزی سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے مہروں پر حرکت کرنے لگے۔

"میں نے تو بڑے بڑے ماہر ڈاکٹروں سے چیک کرایا ہے لیکن" خیاط نے لیٹے لیٹے کہا۔

"ایک منٹ ——— خاموش لیٹے رہیئے" ——— عمران نے کہا اور لمحے اس کا ہاتھ ایک خاص جگہ پر رک گیا۔ وہ چند لمحے اس جگہ کو ٹٹولتا پھر وہ اچھل کر بیڈ پر چڑھ گیا۔ اس نے اپنا ایک پیر خیاط کی ریڑھ کی پر اس جگہ رکھا جہاں پہلے اس کا ہاتھ تھا۔ پیر مخصوص انداز میں رکھا اور پھر ذرا سا اچھل کر اس نے پیر کو مخصوص انداز میں حرکت دی تو

آواز کے ساتھ ہی کمرہ خیاط کے لبوں سے نکلنے والی زوردار چیخ سے گونج اٹھا۔

"اوہ! ——— اوہ! میری جان نکل رہی ہے" ——— خیاط نے ڈوبتے ڈوبتے لہجے میں کراہ کر کہا۔

"ابھی آپ کی روح ——— روح افزا بن جائے گی ——— ڈونٹ وری" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اچھل کر دوبارہ فرش پر آکھڑا ہوا۔ اس کے ساتھی حیرت سے عمران کی اس کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔

عمران نیچے اتر کر دوبارہ آگے بڑھا اور اس نے خیاط کی گردن کے حصے کو ہاتھوں سے ٹٹولنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے ایک جگہ رکا اور پھر اس جگہ دونوں انگوٹھے اکٹھے رکھ کر اس نے جھٹکے تیزی سے دبا دیا تو خیاط کے حلق سے ایک بار پھر خوفناک چیخ اور عمران مسکراتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"لیجئے خیاط صاحب! ——— اب آپ ٹھیک ہو چکے ہیں" ——— عمران کہا تو خیاط نے جلدی سے پلٹنا چاہا اور دوسرے لمحے اس کے سے انتہائی مسرت بھری چیخ نکلی۔ کیونکہ اس کی ٹانگیں واقعی طرح حرکت کرنے لگ گئی تھیں جیسے وہ کبھی معذور ہی نہ رہا ہو

"اوہ ——— اوہ ——— یہ کیسے ممکن ہے ——— اوہ! ——— کیا تم جادوگر ——— خیاط کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"آپ اب اطمینان سے اُٹھ کر کھڑے ہو جائیں" ——— عمران نے بازو سے پکڑا اور فرش پر کھڑا کر دیا۔ خیاط ایک بار تو لڑکھڑایا، پھر گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ڈرتے ڈرتے قدم آگے بڑھایا۔ اس

کا انداز ایسا تھا جیسے بچہ نیا نیا چلنا سیکھ رہا ہو۔ چند قدم چلنے کے بعد وہ نارمل ہو گیا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور عمران کے قدموں میں جھک گیا۔

"عمران صاحب! ـــ آپ نے مجھے نئی زندگی دے دی ہے۔ میں آپ کا یہ احسان قیامت تک نہ بھولوں گا" ـــ خیاط کا لہجہ مسرت اور جوش سے بھرا ہوا تھا۔

"چلو قیامت تک کی گارنٹی تو آپ نے دے دی ـــ بعد میں اگر بھول بھی گئے تو کوئی پرواہ نہیں" ـــ عمران نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔ خیاط کی آنکھوں سے مسرت کے آنسو بہ رہے تھے۔ اور چہرے کے عضلات جوش اور مسرت سے بری طرح پھڑک رہے تھے۔

"ارے ارے! ـــ آپ رو رہے ہیں ـــ ابھی قیامت تو نہیں آئی ـــ آئیے اب چلیں ـــ ایسا نہ ہو کہ چانشی ہمارے وہاں نہ پہنچنے پر مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے" ـــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ آئیے آئیے! ـــ اب میں واقعی چل سکتا ہوں ـــ اوہ! ـــ آپ تو مسیحا ہیں ـــ رحمت کے فرشتے ہیں" ـــ خیاط نے مڑ کر اسی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جدھر چانشی پہلے انہیں تہہ خانے کی طرف لے گئی تھی۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ انہیں ایک تہہ خانے میں لے گیا۔

تہہ خانے کے فرش کے دائیں کونے میں ایک بڑی سی الماری تھی جس کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے اور اندر مختلف رنگوں اور سائز

کے لباس لٹکے ہوئے تھے۔ خیاط نے ان میں سے دو شرٹیں اتار کر عمران اور ٹائیگر کو دے دیں۔ کیونکہ ان دونوں کی شرٹیں نہ تھیں۔ شرٹیں ان کے سائز کے مطابق تھیں اس لئے انہیں پوری آ گئیں۔

خیاط نے الماری کے اندر ہاتھ بڑھا کر اس کے کسی حصے کو دبایا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اندر موجود خانے پہلے پیچھے ہٹے اور پھر سائیڈ میں غائب ہو گئے۔ اب سامنے ایک سرنگ نظر آ رہی تھی جو صرف اتنی چوڑی تھی کہ اس میں سے صرف ایک آدمی گذر سکتا تھا۔ سرنگ کھلتے ہی ایسی ہوا کا بھبکا آیا کہ جیسے صدیوں سے یہ سرنگ بند پڑی ہو۔ ویسے بھی اندر سیلن موجود تھی۔

"آئیے! ـــ میں آپ کی رہنمائی کرتا ہوں" ـــ خیاط نے آگے بڑھنے کے لئے قدم اٹھاتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"آپ یہیں رہیں گے ـــ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اس علاقے میں آئے تو وہ آپ کے فارم میں لازمی آئیں گے ـــ چانشی تو آپ کے سامنے جیپ پر گئی ہے لیکن انہوں نے چیک کر لیا ہو گا کہ جیپ میں اکیلی ہے ـــ اور اگر آپ اچانک اس کی عدم موجودگی میں غائب پائے گئے تو پھر آپ کا پورا خاندان عتاب میں آ جائے گا ـــ جب کہ آپ کی وہیل چیئر بھی وہیں پڑی ہے ـــ ہم سرنگ سے جائیں گے ـــ آپ واپس جا کر اپنے بیڈ پر لیٹ جائیں جیسے ہی کسی کی آمد محسوس ہو تو پہلے کی طرح معذور بن جائیں۔ چانشی کو دوبارہ آپ کو لینے کے لئے بھیج دیں گے ـــ آپ

نے چانشی کے ساتھ جاتے ہوئے بھی معذور بن کر ہی جانا ہے چانشی
کو ہم بھی کچھ نہیں بتائیں گے ـــــ اور آپ بھی جب تک یہاں سے
نکل کر کسی محفوظ مقام تک نہ پہنچ جائیں کچھ نہ بتائیں بلکہ اسی طرح
معذور بننے کی اداکاری کرتے رہیں ـــــ چانشی ابھی ناپختہ ذہن
ہے اس لئے جب تک یہاں سے نکل نہ جائیں اُسے کچھ نہ بتائیں۔
عمران نے پوری تفصیل سے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــــ واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں ـــــ مجھے تو اس
کا خیال بھی نہ آیا تھا ـــــ ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا ـــــ اس
سرنگ کے اختتام پر ایک دیوار آئے گی ـــــ آپ نے اس دیوار
کی جڑ میں عین درمیان میں پیر مارنا ہے تو دیوار ہٹ جائے گی اور
سیڑھیاں اوپر چڑھ جائیں گے ـــــ" خیاط نے انہیں سرنگ کے
دوسرے حصے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے
بڑھ کر سرنگ میں داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی
اور پھر وہ تیزی سے اس سرنگ میں آگے بڑھتے گئے۔ سرنگ میں
ہلکی ہلکی روشنی کا احساس موجود تھا اس لئے انہیں گہرے اندھیرے سے
واسطہ نہ پڑا۔ اور وہ آگے بڑھتے رہے البتہ فضا بوجھل اور سیلن زدہ
بھی تھی جس کی وجہ سے ان کے اعصاب پر نامعلوم سا دباؤ بہرحال پڑ
رہا تھا۔ لیکن موقع ایسا تھا کہ وہ واپس بھی نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے
وہ تیزی سے آگے بڑھتے رہے۔ سرنگ خاصی طویل تھی اس لئے
انہیں تقریباً بیس منٹ تک مسلسل اور تیز چلنا پڑا۔ پھر جا کر سرنگ کا

اختتام سامنے آیا۔

سرنگ کے اختتام پر دیوار تھی لیکن عمران نے جیسے ہی دیوار کی
جڑ میں پیر مارا دیوار تیزی سے ایک طرف کھسک گئی اور اوپر جاتی
سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔ عمران اور اس کے ساتھی سیڑھیاں تیزی
سے چڑھتے ہوئے اوپر ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اسی لمحے انہوں
نے دور سے جیپ سٹارٹ ہونے کی آواز سنی تو عمران تیزی سے
بیرونی حصے کی طرف دوڑ پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چانشی انتظار کر کے اب
واپس جا رہی ہے اور جب وہ دوڑتا ہوا بیرونی حصے میں پہنچا تو واقعی
چانشی کی جیپ پھاٹک سے باہر پہنچ چکی تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ
عمران اُسے آواز دیتا جیپ رک گئی اور چانشی اچھل کر نیچے اتری اور
واپس آنے لگی۔ وہ شاید فارم ہاؤس کا پھاٹک بند کرنا چاہتی تھی لیکن
دوسرے لمحے وہ سامنے کھڑے عمران کو دیکھ کر اچھل پڑی۔

"عمران! ـــــ آپ آگئے ـــــ میں تو انتظار کر کے اب واپس
جا رہی تھی" ـــــ چانشی نے تیزی سے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"بے وفائی اسے ہی کہتے ہیں کہ ذرا سا انتظار بھی نہ ہو سکا اور منہ پھیر
کر چل دیئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو چانشی نہ صرف
کھلکھلا کر ہنس پڑی بلکہ اس کی آنکھوں میں بھی یکلخت ایک عجیب
سی چمک ابھر آئی۔

"عمران صاحب! ـــــ اگر امید ہو تو انسان زندگی بھر بھی انتظار کر سکتا
ہے" ـــــ چانشی کے قریب آ کر بڑے عجیب سے لہجے میں کہا اس
کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی نشے میں ڈوبا ہوا آدمی بات کرتا ہے۔

"لوگ کہتے ہیں کہ اُمید پر دنیا قائم ہے ——— جبکہ ہماری دادی اماں کہتی ہیں کہ ایک گائے کے دو سینگوں پر دنیا قائم ہے۔ اب پتہ نہیں کون سچا ہے ——— ویسے ایک بات ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گائے کو ہی اُمید کہتے ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چانشی کے دلکش اور مترنم قہقہے سے فارم ہاؤس گونج اٹھا۔

اسی لمحے عمران کے ساتھی بھی وہاں پہنچ گئے۔ چانشی کو اس طرح کھل کھلا کر ہنستے دیکھ کر صفدر نے بڑے معنی خیز نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھا تو کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیا جبکہ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی۔ وہ ان سب سے پہلے پہنچا تھا او[ر] اس نے عمران اور چانشی کے ڈائیلاگ سن لئے تھے اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ عمران کی انہی معنی خیز باتوں کی وجہ سے ہی لڑکیاں اس کے پیچھے دیوانی ہو جاتی ہیں۔

"عمران صاحب! ——— اب یہاں کھڑے مکالمے ہی بولتے جائیں گے یا چلنا بھی ہے" ——— بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یار ——— وہ کیا کہتے ہیں کہ جب کونج ڈار سے بچھڑ جائے تو بیچاری پر اداسی کے دورے پڑنے لگ جاتے ہیں ——— میرے خیال میں تو اس حالت میں کونج کو راشد کہتے ہوں گے ——— کیا خیال ہے راشد ڈار صاحب" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو اس کے ذو معنی فقرے پر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"میں سرنگ کا دہانہ بند کر آئی ہوں ——— ہو سکتا ہے کہ ہمارا عدم موجودگی میں کوئی آ جائے" ——— چانشی نے بڑے سنجیدہ [لہجے]

[می]ں کہا اور تیزی سے عمارت کے اندر دوڑ گئی۔

"بس تم نے دہانہ ہی بند کرا دیا ——— خوبصورت باتیں کر رہی تھی بیچاری اپنے خوبصورت دہانے سے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آخر آپ کو کیا لطف آتا ہے ان بیچاری سیدھی سادی لڑکیوں کو [احم]ق بنانے میں ——— آپ تو مذاق کر کے واپس لوٹ جائیں گے۔ [او]ر یہ بیچاری آپ کی راہ تکتی رہ جائے گی" ——— صفدر نے کہا۔

"اوہو! ——— بڑا ترس آ رہا ہے ——— کیا خیال ہے۔ خیاط صاحب [س]ے بات کروں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر جھینپ [س]ا گیا۔

"میرا یہ مطلب نہ تھا" ——— صفدر نے کھسیانے سے انداز میں کہا۔

"بہرحال کوئی نہ کوئی مطلب تو تھا ہی سہی ——— یہ نہ سہی کوئی [اور] سہی ——— اور جہاں مطلب موجود ہو تو پھر" ——— عمران نے جواب [دی]ا اور اس بار واقعی صفدر نے کھسیانے انداز میں ہنستے ہوئے منہ [دو]سری طرف پھیر لیا۔

"آیئے! ——— میں نے دہانہ بند کر دیا ہے" ——— چانشی کی آواز [سنائ]ی دی۔

"اوہ! ——— پھر تو خزاں آگئی ——— بہار آخر شد" ——— عمران نے [بڑ]ے شاعرانہ انداز میں کہا۔

"[خ]زاں آگئی ——— کیا مطلب" ——— ؟ چانشی نے حیران ہوتے [ہوئ]ے پوچھا۔

"تفصیلی مطلب تو شاید میرا ساتھی صفدر تمہیں سمجھائے گا کیونکہ اسے مطلب کی ساری قسموں کا پتہ ہے ــــ ویسے وہ کہتے ہیں کہ جب پھول گرنے بند ہو جائیں تو خزاں آ جاتی ہے ــــ اور پھول ہمیشہ خوبصورت دھانے سے گرتے ہیں۔ اس لئے دھانہ بند ہونے کا مطلب خزاں ــــ کیوں صفدر! ــــ یہ مطلب ٹھیک ہے یا کوئی اور مطلب ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چانشی ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ وہ عمران کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی اس لئے اس کے چہرے پر شفق کے رنگ پھوٹ پڑے تھے۔

"آپ واقعی خوبصورت اور دلکش باتیں کرتے ہیں" ــــ چانشی نے کہا۔ اس دوران وہ سب فارم ہاؤس کے پھاٹک سے باہر نکل کر جیپ تک پہنچ چکے تھے۔ چانشی نے مڑ کر پھاٹک بند کیا اور پھر جیپ کی طرف بڑھ آئی۔

"ٹائیگر! ــــ ڈرائیونگ تم سنبھالو ــــ چانشی اور صفدر آگے والی سیٹ پر اور ہم باقی ساتھی پچھلی سیٹوں پر بیٹھیں گے" ــــ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن آپ کو راستہ کیسے معلوم ہوگا" ــــ چانشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ساتھ بیٹھنے کے بعد راستہ خود بخود معلوم ہو جائے گا ــــ ویسے صفدر آپ کے ساتھ ہے اور یہ راستہ سمجھنے کا ماہر بھی ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب عمران کی ہدایات کے مطابق جیپ میں سوار ہو گئے۔ جیپ خاصی بڑی تھی اس لئے وہ سب آرام

سے بیٹھ گئے۔

اور پھر چانشی کے کہنے پر ٹائیگر نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

"اسلحہ تیار رکھیں ــــ ہو سکتا ہے کہ کہیں راستے میں کام آ جائے"۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور ان سب نے سر ہلا دیئے۔

فارم ہاؤس سے وہ جلد ہی ایک سڑک پر پہنچ گئے۔

"آپ کو راستے میں چیک تو نہیں کیا گیا" ــــ عمران نے چانشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دس جگہوں پر چیک کیا گیا تھا ــــ لیکن اب ہم جس راستے سے جائیں گے ادھر چیکنگ نہ ہوگی" ــــ چانشی نے جواب دیا اور پھر واقعی وہ ایک لمبے راستے سے گھوم کر جب تل ابیب شہر میں داخل ہوتے تو انہیں راستے میں کہیں چیک نہ کیا گیا اور وہ بخیریت تل ابیب پہنچ گئے۔

"یہ آپ کا رائٹ ہاؤس کس علاقے میں ہے" ــــ عمران نے شہری آبادی شروع ہوتے ہی پوچھا۔

"گرین ٹاؤن میں ہے" ــــ چانشی نے جواب دیا۔

"اوہ گرین ٹاؤن ــــ پھر تو ہمیں ٹاپ ہلز کی طرف سے ہو کر جانا چاہیئے ــــ ورنہ یہاں تو کئی جگہوں پر چیکنگ ہو سکتی ہے"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو ٹاپ ہلز والے راستے کے متعلق ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"آپ کیسے جانتے ہیں یہ راستے ——— کیا آپ پہلے گرین ٹاؤن گئے ہوئے ہیں" ——— ؟ چالشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں! ——— وہاں میری ہونے والی سسرال کا گھر ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونے والی سسرال" ——— چالشی نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کا رنگ پھیل گیا تھا۔

"جی ہاں! ——— ہونے والی ——— اسی لئے کہا ہے کہ ابھی یکطرفہ ٹریفک ہے ——— یعنی میں نے فی الحال فرض کر لیا ہے" ——— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کے سسر کیا کرتے ہیں" ——— ؟ چالشی نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"درزی ہیں" ——— عمران نے بھی بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"درزی ——— یعنی ٹیلر ماسٹر" ——— چالشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عربی میں اسے خیاط بھی کہتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چالشی ایک لمحہ تو خاموش رہی۔ مگر دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی۔ جیسے اب اسے عمران کی بات سمجھ میں آئی ہو۔ اور پھر اس کے چہرے پر شرم کے تاثرات تیزی سے پھیلتے گئے۔

"اوہ! ——— اوہ! ——— آپ ———" چالشی نے شرمیلے لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن شاید شرم یا مسرت کی شدت سے اس سے فقرہ

پورا نہ ہو سکا۔

"عمران صاحب! ——— ہم کتنا عرصہ بیہوش رہے ہیں" ——— ؟ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

"میں تو اب بھی ہوش میں نہیں ہوں ——— تم اپنے متعلق بہتر سمجھ سکتے ہو ——— ویسے یہ اپنے اپنے ظرف کی بات ہے" ——— عمران بھلا کہاں پیچھے ہٹنے والا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں کم از کم بارہ گھنٹوں بعد ہوش آیا ہے" ——— صفدر نے اس کے فقرے کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"بارہ گھنٹے ——— وہ کیسے" ——— عمران بھی یکلخت سنجیدہ ہو گیا۔

"مس چالشی! ——— آج کیا تاریخ ہے" ——— ؟ صفدر نے چالشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آج تاریخ ——— آج چوبیس تاریخ ہے" ——— چالشی نے جواب دیا۔

"کیا واقعی آج چوبیس ہے ——— ہمیں تئیس کی شام کو پکڑا گیا اور اب چوبیس کی صبح ہے ——— اس کا مطلب ہے کہ واقعی ہم بارہ گھنٹے بعد آزاد ہوئے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ بتائیں میں نے کیسے اندازہ کیا ہو گا" ——— ؟ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھوک لگ رہی ہو گی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"بھوک تو واقعی لگ رہی ہے لیکن اتنی زیادہ بھی نہیں۔ دراصل راستے میں ایک بکسٹال پر میری نظر پڑی تھی۔ اور وہاں ایک بیز لگا ہوا

تھا کہ آج چوبیس تاریخ شارپ پزل کے ٹوکن کی ادائیگی کی آخری تاریخ ہے"۔۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔
"یہ تو واقعی شارپ پزل یعنی تیز معمہ ہے کہ فوری حل ہو گیا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"آپ رات بھر بیہوش رہے ہیں اور پھر آپ زخمی بھی ہیں۔ اس کے باوجود آپ اس طرح حرکت کر رہے ہیں جیسے آپ بالکل صحتمند ہوں"۔۔۔۔ چالشی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اُسے ان کی باتوں پر بالکل یقین نہ آ رہا ہو۔
"سب سے زیادہ زخمی صفدر ہے اسی لئے تو میں نے اسے آپ کے ساتھ بٹھایا ہے۔۔۔۔ چلو کچھ تو زخم بھر ہی جائیں گے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چالشی ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔
"رائٹ ہاؤس میں میڈیکل کا خاصا سامان ہے۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ وہاں پہنچتے ہی علاج ہو جائے گا"۔۔۔۔ چالشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"لو بھئی صفدر!۔۔۔۔ مبارک ہو"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

ختم شد

سیریز
پلان
مظہر کلیم
ایم اے
2

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت اتفاقیہ ہو گی جس کے لئے پبلشرز مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ------- اشرف قریشی
---------- یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع ------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ------- -/55 روپے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون۔ مجھے معلوم ہے کہ ٹائٹ پلان کا دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے حد بے چین ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں تو کیا حرج ہے۔

سرگودھا سے طارق محمود ملک لکھتے ہیں۔ میرا ایک قلمی دوست بھارت میں رہتا ہے۔ اس نے خط لکھا ہے کہ بھارت میں آپ کے ناولوں سے بہت دھاندلی ہو رہی ہے۔ لائبریری والے آپ کے نام پر دوسرے ناول لوگوں کو دیتے ہیں اور بعض پبلشر تو آپ کے لکھے ہوئے ناول پاکستان سے منگوا کر دوسرے ناموں سے شائع کر دیتے ہیں۔ کیا آپ اس کا سدباب نہیں کر سکتے۔

طارق محمود ملک صاحب! پہلے بھی اس سلسلے میں مجھے بے حد شکائتیں پہنچی ہیں اور وہاں بھارت میں میرے قارئین نے اخبارات میں بھارتی پبلشروں اور بھارتی لائبریرین حضرات کی اس دھاندلی کے خلاف احتجاج بھی شروع کر دیا ہے۔ کیونکہ اب پاکستان سے میری کتب کافی تعداد میں بھارت پہنچنا شروع ہو گئی ہیں اور وہاں کے عوام کو معلوم ہو گیا ہے کہ اصل کیا ہے اور نقل کیا ہے۔ آپ بھی اپنے دوست کو لکھئے کہ وہ بھارت کے اخبارات میں ایڈیٹرز کے نام خطوط والے کالم میں خط لکھ کر اس دھاندلی کے خلاف احتجاج کرے۔ میں آپ کے خط لکھنے پر آپ کا بے حد مشکور ہوں۔

گومل یونیورسٹی ڈیرہ اسماعیل خان سے پرنس شاہجہان لکھتے ہیں۔ ری بائٹ میں نئے کردار توصیف کا کام بے حد پسند آیا ہے۔ اس کردار میں ایسی خصوصیات ہیں کہ

اسے مستقل طور پر سیکرٹ سروس میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ دوسرے قارئین نے بھی آپ سے ایسی ہی فرمائش کی ہو گی اس لئے آپ ضرور توصیف کو مستقل طور پر سیکرٹ سروس کا ممبر بنا لیں۔

پرنس شاہجہان صاحب! خط لکھنے کے لئے بے حد مشکور ہوں۔ توصیف تو پہلے ہی سیکرٹ سروس کا ممبر بن چکا ہے لیکن ابھی وہ دوسرے ملک میں کام کر رہا ہے۔ باقی رہا اس کا پاکیشیا میں ٹرانسفر۔ تو یہ اس کی کارکردگی پر منحصر ہے۔ ویسے مجھے ذاتی طور پر اس میں جو صلاحیتیں نظر آ رہی ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر اس نے محنت سے کام کیا تو شاید عمران کے بھی کان کاٹنے کے قابل ہو جائے عمران پسند نہیں کرے گا، یہ صرف محاورہ ہے۔

ملتان سے فیصل شہزاد فیصل اور محمد شہباز غوری لکھتے ہیں۔ آپ ملتان کے قارئین کے خطوں کا جواب نہیں دیتے۔ اگرچہ ملتان کے قارئین بھی آپ سے اتنی ہی محبت کرتے ہیں جتنی ملک کے دوسرے شہروں کے قارئین۔ اور ہمیں فخر ہے کہ آپ جیسا عظیم جاسوسی ادیب ملتان سے تعلق رکھتا ہے۔

فیصل شہزاد فیصل اور محمد شہباز غوری صاحبان! آپ کے خط کا جواب حاضر ہے۔ آپ نے میرے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا ہے میں ان کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ ملتان کے قارئین دراصل خط لکھنے کی بجائے زیادہ تر اپنے خیالات اور جذبات بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر زبانی مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں اس لئے آپ کو یہ کمی محسوس ہوئی ہے ورنہ ملتان کے قارئین بھی مجھے اتنے ہی عزیز ہیں جتنے ملک کے دوسرے شہروں کے۔ اُمید ہے آپ کا گلہ دُور ہو گیا ہو گا۔

خوشتی سے محمد نثار صاحب لکھتے ہیں۔ میں نے آپ کی لکھی ہوئی سب کتابیں پڑھی ہیں اور مجھے آپ کی کتابیں بے حد پسند ہیں۔ کیونکہ انہیں پڑھ کر ہر ایک کے دل میں وطن کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ملک۔ قوم اور اسلام کی خدمت کے لئے جذبہ اور لگن کی کرن پھوٹتی ہے۔ میری دعا ہے کہ آپ اسی طرح ملک قوم اور اسلام کی خدمت کرتے رہیں۔

محمد نثار صاحب! آپ کے خط نے میرا حوصلہ بلند کر دیا ہے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور آپ کی دعا پر آمین کہتا ہوں۔

شہر کا نام لکھے بغیر کرشن لعل صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کے ناول چاہے وہ عمران سیریز ہوں یا بچوں کے، مجھے بے حد پسند ہیں۔ آپ اگر اپنے ناولوں میں ایکشن ڈال دیں تو لطف دوبالا ہو جائے گا۔ میری ایک خواہش ہے کہ آپ عمران اور ٹارزن کا بھی ایک مشترکہ ناول ضرور لکھیں۔

کرشن لعل صاحب۔ کتب کی پسندیدگی کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں۔ جہاں تک عمران اور ٹارزن کے مشترکہ ناول کا تعلق ہے۔ جوزف بھی ٹارزن سے کسی طرح کم نہیں ہے۔ بس صرف اس کا رنگ مختلف ہے لیکن رنگ سے کیا ہوتا ہے سیاہ گلاب اور سفید گلاب دونوں ہی گلاب کہلاتے ہیں۔ اس لئے فی الحال آپ بلیک ٹارزن پر ہی اکتفا کر لیجئے تو نوازش ہو گی۔

ناصر گڑھی باڑہ پشاور سے ارشاد احمد شاد صاحب لکھتے ہیں۔ آپ نے جس جذبے سے ساتھ بلیک کاری اور آپریشن سینڈوچ جیسی کتابیں لکھ کر ہمیں ان ناقابل فراموش واقعات کے پس منظر میں ہونے والی سازشوں سے آگاہ کیا تھا مجھے یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی انتہائی اہم واقعات پر ایسے ہی ناول لکھتے رہیں گے۔

ارشاد احمد شاد صاحب! اہم واقعات کے پس منظر پر لکھی ہوئی کتب آپ کو پسند آئیں۔ میں اس کے لئے آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ ہر ادیب کا یہ فرض ہے کہ وہ اہم ملکی معاملات میں اپنا نقطہ نظر قارئین کے سامنے پیش کرتا رہے۔

چونکہ میرا فیلڈ جاسوسی ادب ہے اس لیے میں کوشش کرتا ہوں کہ اسی فیلڈ کے تحت اہم ترین واقعات کا اپنے نقطہ نظر سے پس منظر اپنے قارئین کے سامنے لے آؤں۔ میں کوشش کروں گا کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے آپ کی فرمائش پوری کر دوں۔ اب اجازت دیجئے

والسلام

منظہر کلیم۔ ایم۔ اے

آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ لوگ زخمی بھی ہوں اور پھر بھی اس طرح غائب ہو جائیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ —— آخر آپ کے آدمی انہیں کیوں نہیں پکڑ سکے —— انہوں نے ایک ہیلی کاپٹر بھی تباہ کر دیا اور آپ سب منہ دیکھتے رہ گئے" —— کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ ابھی ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے کانڈی جیل پہنچا تھا۔ کرنل فرانک کو اس نے تل ابیب شہر اور اس کے بیرونی علاقوں کی ناکہ بندی کے لئے وہیں چھوڑ دیا تھا اور خود وہ اکیلا آیا تھا۔

"جناب —— ہم نے اردگرد کا سارا علاقہ چھان مارا ہے۔ لیکن وہ لوگ کہیں نظر ہی نہیں آتے —— بس کھیتوں تک ان کا سراغ ملتا ہے جہاں انہوں نے ہمارا ہیلی کاپٹر مار گرایا ہے —— اس کے بعد ان کا کہیں پتہ نہیں لگا۔ ہم نے ایک ایک چپہ دیکھ لیا ہے"۔ سہمے ہوئے جیل سیکورٹی کے چیف آفیسر فلپس نے جواب دیا۔

وہ اس وقت چیف سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں موجود تھے چیف سپرنٹنڈنٹ کا چہرہ بھی اترا ہوا تھا۔

"وہ یقیناً کسی مکان یا کسی فارم ہاؤس میں چھپ گئے ہوں گے۔ تم نے انہیں چیک کیا ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— یہاں چار فارم ہاؤس ہیں جن میں سے تین خالی ہیں۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے ——— البتہ ایک فارم ہاؤس میں وزیراعظم صاحب کے سپیشل سیکرٹری کا بھائی جو ٹانگوں سے معذور ہے اپنی بیٹی کے ساتھ موجود ہے ——— اس فارم ہاؤس پر ہمیں سب سے زیادہ شک تھا کیونکہ وہ اس جگہ سے قریب تھا جہاں ہیلی کاپٹر کو گرایا گیا تھا لیکن ہم نے اس فارم ہاؤس کا ایک ایک چپہ چھان مارا ہے ——— لیکن وہاں کسی کا سراغ نہیں ملا" ——— فلپس نے جواب دیا۔

"وزیراعظم کے سپیشل سیکرٹری کا بھائی ——— کیا نام ہے اس کا" کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"خیاط بتایا تھا اس نے" ——— فلپس نے جواب دیا۔

"خیاط ——— اوہ کیا وہ عرب ہے" ——— کرنل ڈیوڈ بری طرح چونک پڑا۔

"جی ہاں ——— وہ تو عرب لگتا ہے لیکن اس کی بیٹی خالص عرب نہیں ہے" ——— فلپس نے جواب دیا۔

"تم بار بار اس کی بیٹی کا ذکر کیوں کر رہے ہو نانسنس ——— تم شاید نوجوان لڑکی کو ہی چیک کرتے رہے ہو ——— چلو میرے ساتھ۔ تین بچے ہوں۔ وہ یقیناً وہیں موجود ہوں گے۔ اس عرب نے لازماً انہیں

پناہ دی ہوگی" ——— کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— چلیں سر" ——— فلپس نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ دانت پیستا ہوا کرسی سے اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ جیپ میں بیٹھا خیاط کے فارم ہاؤس کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر فلپس تھا جب کہ پچھلی سیٹوں پر تین مسلح سپاہی موجود تھے۔ مسلح سپاہیوں سے بھری ہوئی ایک اور جیپ ان کے پیچھے آ رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ بار بار مٹھیاں بند کرتا اور پھر کھول دیتا۔

"آخر یہ کہاں جا سکتے ہیں ——— کاش! صدر مملکت اس وقت میری بات مان جاتے تو یہ مصیبت ہی نہ پیدا ہوتی ——— وہ تو یہی کہتے رہے کہ کانڈی جیل سے کوئی نہیں نکل سکتا" ——— کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— کانڈی جیل کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ اور اگر آپ وہ جگہ دیکھیں جہاں انہیں رکھا گیا تھا ——— تو آپ کو بھی یقین نہ آئے گا کہ یہاں سے کوئی فرار ہو سکتا ہے ——— اور پھر وہ تو بیہوش تھے" ——— فلپس نے کہا۔

"اوہ ——— تم نہیں جانتے کہ وہ کون ہیں ——— وہ کوئی عام مجرم نہیں ہیں ——— وہ شیطان ہیں ——— شیطانی روحیں ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا تو فلپس صرف سر ہلا کر رہ گیا۔

تھوڑی دیر بعد جیپ ایک فارم ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ گئی گیٹ

کھلا ہوا تھا۔ اس لئے فلپس جیپ اندر لے گیا۔

فارم خالی نظر آرہا تھا اس میں کوئی آدمی باہر موجود نہ تھا۔

"یہ فارم تو خالی ہے" ـــ ڈیوڈ نے اچھل کر جیپ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"وہ معذور خیاط اندر موجود ہوگا ـــ اس کی لڑکی تو جیپ لیکر ہمارے سامنے گئی ہے ـــ ہم نے اُسے تین جگہ چیک کیا تھا۔ جیپ بالکل خالی تھی اور وہ لڑکی غیر مسلح اور اکیلی تھی" ـــ فلپس نے فوراً ہی جواب دیا۔

"کون ہے ـــ چیالشی تم آئی ہو" ـــ اسی لمحے عمارت کے اندر سے آواز سنائی دی تو ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ فلپس اور باقی مسلح سپاہی اس کے پیچھے تھے۔

"کیا بات ہے جناب! ـــ آپ پھر تشریف لے آئے ہیں" ـــ کمرے میں داخل ہوتے ہی بیڈ پر ٹانگیں سیدھی کئے بیٹھے ادھیڑ عمر خیاط نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جی۔ پی۔ فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ ہیں" ـــ فلپس نے جلدی سے کرنل ڈیوڈ کا تعارف کراتے ہوئے کہا جو بڑے غور سے خیاط کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خیاط کے جسم کے اندرونی نظام کو چیک کر رہا ہو۔

"تم نے بتایا ہے کہ تم پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری کے بھائی ہو" ـــ کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جناب ـــ تم نے درست بتایا ہے ـــ آپ بیشک

تصدیق کر لیں ـــ ابومصدق میرے بڑے بھائی ہیں حقیقی بھائی" ـــ خیاط نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہوں! ـــ تمہارے یہ بتانے کا مقصد ہے کہ ہم تم سے پوچھ گچھ نہ کریں ـــ تمہارا یہ رعب اس فلپس پر تو چل سکتا ہے مجھ پر نہیں ـــ میں کرنل ڈیوڈ ہوں ـــ سمجھے! ـــ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ـــ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ میں معذور ہوں ـــ کھڑا نہیں ہو سکتا ـــ اور میں نے رعب ڈالنے کے لئے کوئی بات نہیں کی ـــ صرف تعارف کرایا ہے ـــ ویسے یہ صاحب اپنے ساتھیوں سمیت فارم ہاؤس کا چپہ چپہ چھان چکے ہیں" ـــ خیاط نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"معذور ـــ ہوں ـــ میں ابھی دیکھتا ہوں کہ تم کیسے معذور ہو۔ مجھے وہ لوگ چاہئیں ـــ سمجھے ـــ اور وہ جگہ چاہئے جہاں تم نے انہیں چھپایا ہے" ـــ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے آگے بڑھ کر ایک جھٹکے سے خیاط کی ٹانگوں پر پڑا ہوا کمبل اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔

"جج ـــ جناب! ـــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ـــ خیاط نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ نے بغل میں دبائی ہوئی مضبوط چھڑی ہاتھ میں لی اور پھر اس نے پوری قوت سے چھڑی خیاط کی ٹانگوں پر مار دی۔

"اٹھو! ـــ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ـــ بتاؤ" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا لیکن چھڑی کھا کر بھی خیاط کا چہرہ سپاٹ رہا۔ نہ اس

کے چہرے پر کوئی تاثرات اُبھرے اور نہ اس کی ٹانگوں میں کوئی حرکت پیدا ہوئی۔

"آپ ایک معذور آدمی پر تشدد کر رہے ہیں" ـــــ خیاط نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"معذور ـــ تم معذور نہیں ہو ـــ تم ڈرامہ کر رہے ہو" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے جنونی اور پاگلوں کے سے انداز میں خیاط کی ٹانگوں پر مسلسل چھڑیاں برسانی شروع کر دیں گو کہ ٹانگیں عمران نے درست کر دی تھیں اور چھڑی کی ہر ضرب اس کے دل پر چوٹ ڈال رہی تھی۔ لیکن خیاط نے واقعی انتہائی قوت برداشت کا مظاہرہ کیا تھا۔ اس کے منہ سے سسکاری بھی نہ نکلی تھی چہرہ سپاٹ رہا تھا۔ حالانکہ ٹانگوں پر چھڑی کی ضربوں سے جگہ جگہ نیل اُبھر آئے تھے۔

"جناب! ـــ میں سچ کہہ رہا ہوں ـــ یہاں کوئی نہیں آیا ـــ آپ خوامخواہ میری معذور ٹانگوں پر ضربیں لگا رہے ہیں" ـــ خیاط نے کہا۔

"بکواس مت کرو ـــ ٹانگوں پر اُبھرنے والے نیل بتا رہے ہیں کہ تمہاری ٹانگیں ٹھیک ہیں ـــ تم بہت گہرے آدمی ہو لیکن کرنل ڈیوڈ کے سامنے تم کب تک چھپ سکو گے" ـــ کرنل ڈیوڈ پر واقعی پاگل پن کا دورہ سا پڑ گیا تھا۔ اس نے ایک لمحہ رک کر ایک بار پھر پہلے سے بھی زیادہ بے تحاشا انداز میں چھڑی برسانی شروع کر دی [illegible] کی آواز سنائی دی۔ لیکن کرنل ڈیوڈ، خیاط

[illegible] مسلسل ضربات لگاتے چلا جا رہا تھا۔

"[illegible] کہ تم معذور نہیں ہو ـــ ورنہ میں تمہاری ٹانگوں کا قیمہ [illegible] ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چھڑی [illegible] انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"[illegible] کہ میں معذور ہوں" ـــ خیاط نے اس بار انتہائی [illegible]

"[illegible] ـــ تم معذور نہیں ہو ـــ ڈرامہ کر رہے ہو" [illegible] نے زور سے چیخا کہ کمرہ گونج اٹھا اور اس نے ایک بار [illegible] برسانی شروع کر دی۔ اب خیاط کی ٹانگیں زخمی ہو گئی تھیں [illegible] جگہ جگہ سے خون نکلنے لگا تھا کہ یکلخت چالسٹی دوڑتی ہوئی اندر [illegible]

"[illegible] یہ کیا کر رہے ہو تم ـــ پاگل احمق" ـــ چالسٹی نے جب [illegible] کرنل ڈیوڈ کو اس طرح چھڑی برساتے دیکھا تو بری [illegible] اور کرنل ڈیوڈ اس کی آواز سن کر تیزی سے مڑا اور دوسرے [illegible] گھومتی ہوئی چھڑی پوری قوت سے چالسٹی کی پسلیوں پر پڑی [illegible] چیخ کر پہلو کے بل نیچے جا گری۔

"[illegible] پاگل کہہ رہی ہو ـــ مجھے احمق کہہ رہی ہو ـــ میں تمہاری [illegible] ڈالوں گا" ـــ کرنل ڈیوڈ کا غصہ عروج پر پہنچ [illegible] نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور دوسرے [illegible] ساتھ کھڑے پلیس کے ہاتھ سے یکلخت مشین گن جھپٹ [illegible] کوئی سنبھالتا مشین گن کی نال کرنل ڈیوڈ کے سینے پر جم چکی تھی۔

"اب بول کتنے سوراخ کر دوں تیرے جسم میں پاگل ـــ احمق ـــ جنونی ـــ میں تمہیں گولیوں سے بھون ڈالوں گی" ـــ چانشی نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے کہا۔ اس کی انگلی ٹریگر پر بے چینی سے متحرک رہی تھی۔ اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور چہرہ غصے کی شدت سے اس قدر خونخوار ہو گیا تھا کہ وہ خوبصورت لڑکی کی بجائے ایسی شیرنی نظر آ رہی تھی جس کے بچے شکاریوں نے اٹھا لئے ہوں۔

کرنل ڈیوڈ کی حالت یکلخت بدل گئی تھی۔ موت کو سامنے دیکھ کر اس کا چہرہ خوف سے مسخ ہو گیا تھا۔ رنگ زرد اور ٹانگیں کانپنے لگ گئی تھیں۔

"مم ـــ مم ـــ میں تو چیک کر رہا تھا" ـــ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ وہ اس طرح بے حس و حرکت کھڑا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اس نے ذرا بھی حرکت کی تو مشین گن خود بخود ہی چل پڑے گی۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا تو ذرا سا جھٹکا مار کر مشین گن چانشی کے ہاتھوں سے نکال سکتا تھا۔ کیونکہ چانشی کا مشین گن پکڑنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس معاملے میں بالکل اناڑی ہے۔

"چانشی ! ـــ مت مارو ـــ خدا کے لئے مشین گن ہٹا لو ـــ یہ کرنل ڈیوڈ ہیں ـــ ہمارے ملک کے انتہائی قابل احترام آدمی ہیں" بیڈ پر پڑے ہوئے خیاط نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"اسے چھوڑ دوں ـــ جس نے آپ کی معذور ٹانگوں پر چھڑی برسائی ہے ـــ اس کمینے کو چھوڑ دوں ـــ میں اس کے جسم میں گن کی اتنی گولیاں ماروں گی جتنی ضربیں اس نے آپکو پہنچائی

ہیں" ـــ چانشی نے اور زیادہ غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر مشین گن کی نال اور زیادہ کرنل ڈیوڈ کے سینے میں دبا دی اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"مم ـــ مم ـــ میں کچھ نہیں کہوں گا ـــ میں تو صرف چیک کر رہا تھا" ـــ کرنل ڈیوڈ کی حالت بالکل ہی غیر ہو گئی تھی۔

"چانشی ـــ پلیز چانشی ! ـــ پیچھے ہٹ جاؤ ـــ میں کہہ رہا ہوں ہٹ جاؤ ـــ یہ سرکاری آدمی ہیں ـــ ہمارے لئے قابل احترام ہیں ـــ اگر انہوں نے میری معذور ٹانگوں کو چیک کیا ہے تو کیا حرج ہے ـــ مجھے کوئی ضرب نہیں لگی" ـــ خیاط نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"جاؤ چلے جاؤ ـــ ابھی دفعہ ہو جاؤ ـــ میں اپنے باپ کے کہنے پر تمہیں چھوڑ رہی ہوں" ـــ چانشی نے یکلخت پیچھے ہٹتے ہوئے کہا لیکن مشین گن کا رخ ابھی تک کرنل ڈیوڈ کی طرف ہی تھا۔

"کرنل صاحب ! ـــ یہ بچی ہے ـــ طالب علم ہے ـــ ابھی اسے سمجھ نہیں ہے ـــ پلیز آپ معاف کر دیجیے ـــ میں آپ کی منت کرتا ہوں ـــ آپ بے شک اور چیکنگ کر لیجئے مگر اسے معاف کر دیجیے" ـــ خیاط نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب میری تسلی ہو گئی ہے کہ وہ لوگ یہاں نہیں چھپے ـــ ورنہ اس چانشی کو غصہ نہ آتا بلکہ یہ خوف زدہ ہو جاتی۔ ٹھیک ہے ـــ گڈ چانشی ! ـــ تم واقعی ایک اچھی لڑکی ہو ـــ

آئی ایم سوری مسٹر خیاط —— اُمید ہے کہ آپ یہ سب کچھ بھول جائیں گے —— کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب —— آپ واقعی بے حد رحم دل ہیں —— آپ واقعی بے حد سمجھدار ہیں —— آپ کے متعلق جتنا مشہور ہے آپ اس سے زیادہ سمجھدار ہیں —— میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب اگر یہاں کوئی نہیں آیا" —— خیاط نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے —— آؤ چلیں —— چانشی! —— یہ سرکاری مشین گن ہے واپس کر دو" —— کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں! —— میں یہ اپنے انکل کو مصدق کر دوں گی —— وہ بھی سرکاری آدمی ہیں —— مجھے تم پر قطعاً اعتبار نہیں ہے" —— چانشی نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوکے —— اوکے —— ٹھیک ہے —— آؤ چلیں" —— کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ فلپس کو اور بُت بنے ہوئے باقی سپاہیوں کو لے کر تیزی سے باہر چلا گیا۔

"بیٹی! —— یہ تم کیا کر رہی تھیں —— یہ بہت بڑے افسر ہیں" —— خیاط نے ناراضگی سے لہجے میں کہا۔

"ابو! —— یہ سب کچھ مجھ سے برداشت نہیں ہو سکا —— نجانے میں نے کس طرح اپنے آپ کو قابو میں رکھا —— ورنہ میں ان سب کو ایک لمحے میں بھون ڈالتی" —— چانشی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"بیٹی —— بات کا خیال رکھنا پڑتا ہے بیٹی —— وہ اپنی جگہ مجبور

تھے —— وہ اسرائیل کے دشمنوں کو تلاش کر رہے ہیں —— بہرحال تم مجھے جیپ میں ڈال کر شہر لے چلو —— میرے زخموں کی فوری [illegible] نہ ہوئی تو یہ بگڑ جائیں گے —— یہ کرسی ساتھ کر دو اور مجھے [illegible] بیٹھنے کے لئے سہارا دو" —— خیاط نے کہا تو چانشی نے مشین گن [illegible] رکھی اور تیزی سے باپ کو سہارا دینے کے لئے آگے بڑھی۔

"خبردار —— اب اپنے ہاتھ اٹھا دو" —— اچانک دروازے سے کرنل ڈیوڈ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور چانشی اور خیاط دونوں [illegible] تیزی سے دروازے کی طرف مڑے۔ جہاں کرنل ڈیوڈ مشین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر وہ پہلے جیسا [illegible] و دبدبہ طاری ہو گیا تھا۔

"جج —— جناب!" —— خیاط نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہاری باتوں اور حرکتوں سے پتہ چل گیا ہے کہ تم واقعی معذور [illegible] —— اور وہ لوگ یہاں نہیں چھپے —— میں اسی بات کو چیک [illegible] کے لئے باہر رک گیا تھا —— بہرحال یہ مشین گن میں نے واپس [illegible] تھی —— فلپس! —— مشین گن اٹھا لو" —— کرنل ڈیوڈ نے اندر [illegible] ہوتے کہا اور اس کے پیچھے فلپس بھی اندر آیا اور اس نے لپک کر [illegible] بیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی۔

"لڑکی! —— تم ضرورت سے زیادہ جذباتی ہو —— اور میں ایسی لڑکیوں کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑا کرتا" —— کرنل ڈیوڈ نے آگے [illegible] ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا جب کہ چانشی ہاتھ اٹھائے [illegible] کھڑی تھی۔

"معاف کر دیجیئے جناب" ——— خیاط نے منت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے چٹاخ کی زوردار آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی چانشی کے حلق سے چیخ نکلی۔ اور وہ اچھل کر اپنے باپ پر جا گری۔ کرنل ڈیوڈ نے اچانک پوری قوت سے اس کے چہرے پر بھرپور تھپڑ مارا تھا۔

"یہ معمولی سزا ہی باقی ہے کہ میں نے معاف کر دیا ہے ——— ورنہ تم دونوں کی لاشیں یہاں پڑی پھڑک رہی ہوتیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے بھیڑیئے کے سے انداز میں غراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ فلپس بھی اس کے پیچھے چلا گیا۔ پھر جاتے قدموں اور اس کے بعد جیپوں کے سٹارٹ ہونے کی آوازیں سنائی دیں۔

چانشی گال پر ہاتھ رکھے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر شعلے نکل رہے تھے۔

"جا کر دیکھ آؤ ——— یہ واقعی چلے گئے ہیں ——— حوصلہ کرو" ——— خیاط نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش ——— میں اس وقت انہیں گولیوں سے بھون ڈالتی ——— لیکن وہ ٹریگر پر میری انگلی پھسل جاتی تھی ——— وہ دب ہی نہ رہا تھا" ——— چانشی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ خیاط بے اختیار مسکرانے کے ساتھ ہی دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کر رہا تھا کہ ٹریگر چانشی سے دب نہیں سکا کیونکہ اس نے کبھی کوئی اسلحہ نہ چلایا تھا۔ خیاط اُسے کبھی اس لائن میں لایا ہی نہ تھا وہ اسے ان سب بکھیڑوں سے دُور رکھنا چاہتا تھا۔

"وہ چلے گئے ہیں ——— میں نے ان کی جیپیں کانڈی جیل کی طرف جاتی دیکھی ہیں" ——— چانشی نے اندر آتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب بتاؤ کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بخیریت پہنچا آئی ہو ——— کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ——— خیاط نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر فرش پر کھڑا ہو گیا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب ! ——— آپ کھڑے ہو گئے ——— کیسے کیا مطلب" ——— ؟ چانشی اپنے معذور باپ کو اس طرح اچھل کر کھڑے ہوتے دیکھ کر حیرت سے بیہوش ہونے کے قریب پہنچ گئی۔

"ارے ارے ——— بیہوش مت ہو جانا ——— میں نے پہلے بھی انتہائی برداشت سے کام لیا ہے" ——— خیاط نے جلدی سے آگے بڑھ کر چانشی کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے ہوئے کہا۔

"کک ——— کک ——— کیا مطلب ڈیڈی ! ——— آپ کی ٹانگیں ٹھیک ہو گئی ہیں ——— اوہ ! ——— پھر تو مجھے کرنل ڈیوڈ کا مشکور ہونا چاہیئے جس نے چھڑی سے ضربیں لگا کر آپ کو ٹھیک کر دیا ہے"۔ چانشی کے حیرت بھرے چہرے پر یکلخت مسرت کا آبشار بہنے لگا۔

"کرنل ڈیوڈ نے تو میری صحیح ٹانگوں پر ضربات لگائی ہیں ——— یہ تو بس میرا دل جانتا ہے کہ میں نے کس طرح یہ غیر انسانی تشدد برداشت کیا ہے ——— اگر میں نے تنظیم میں باقاعدہ شامل ہو کر ٹریننگ نہ لی ہوتی تو لازماً میں چیخ پڑتا ——— یا میرے چہرے پر تکلیف کے آثار ابھر آتے ——— اور پھر کرنل ڈیوڈ ہمیں کیا، ہمارے پورے خاندان کو الٹا لٹکا دینے سے بھی گریز نہ کرتا" ——— خیاط نے چانشی کی

پشت پر پیار سے تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — تو آپ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ کرنل ڈیوڈ کے آنے سے پہلے ہی آپ کی ٹانگیں ٹھیک ہو گئی تھیں — لیکن کس طرح۔؟ کیا ویسے ہی لیٹے لیٹے ٹھیک ہو گئیں —؟ پھر تو یہ اس صدی کا معجزہ ہے" — جانشی کے لہجے میں بے پناہ حیرت ابھی تک موجود تھی۔ وہ اس طرح بار بار اپنے باپ کو دیکھ رہی تھی جیسے اُسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی اس کا معذور باپ جس کی ٹانگیں گذشتہ کئی مہینوں سے معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتی تھیں اب نہ صرف ٹھیک ہو گئی ہیں بلکہ اس کا باپ نارمل آدمیوں کی طرح اس کے سامنے کھڑا بھی ہے۔

"یہ کارنامہ علی عمران کا ہے — اس نے جانے سے پہلے انتہائی حیرت انگیز طریقے سے مجھے درست کر دیا ہے — حالانکہ ڈاکٹروں نے آپریشن بھی کئے لیکن وہ ٹھیک نہ کر سکے — اگر میں مسلمان نہ ہوتا تو میں اس علی عمران کو موجودہ دور کا پیغمبر مان لیتا — لیکن میں مسلمان ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ اب کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔ اس لئے میں نے اسے جادوگر مسیحا ہی کہہ سکتا ہوں" — خیاط نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران نے ٹھیک کر دیا — کیا وہ ڈاکٹر ہے — لیکن کس طرح کیا اس نے آپریشن کیا — لیکن آپریشن کا سامان — یہاں تو صرف ایک عام سا میڈیکل باکس ہے — کیا کیا اس نے —؟ کیسے —" جانشی کا لہجہ اب بھی ایسا تھا جیسے اُسے یقین نہ

ہو۔" اور پھر خیاط نے اُسے تفصیل بتائی کہ عمران نے اُسے کس طرح ٹھیک کر دیا ہے۔

"واہ! — حیرت انگیز — یہ شخص واقعی جادوگر ہے — آپ مانیں نہ مانیں۔ میں اسے جادوگر مان گئی ہوں — بہرحال اس نے آپ کو ٹھیک کر کے مجھے خرید لیا ہے — ڈیڈی! اب میں تمام عمر اس کے پیر دھو دھو کر پیتوں گی" — جانشی نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور خیاط کی تجربہ کار آنکھوں نے جانشی کے چہرے پر پیدا ہونے والے تاثرات سے اس کے جذبات کو بخوبی سمجھ لیا۔

"جانشی! — تم سمجھدار ہو — لیکن میری بات سن لو۔ ایسے لوگ جو اپنے ملک اور اپنی قوم کی خاطر اپنی جانیں ہر وقت ہتھیلیوں پر لئے پھرتے ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ خوفناک طوفانوں سے لڑتے ہوئے گذر جاتا ہے اس قسم کی جذباتیت سے بالاتر ہوتے ہیں — وہ صرف ذہنی دباؤ ختم کرنے کے لئے جذباتی باتیں ضرور کرتے ہیں — لیکن جذبات نام کی کوئی چیز ان کے دلوں میں موجود نہیں ہوتی۔ اس لئے بیٹی! — اگر تم نے اپنے دل میں عمران کے لئے کوئی جذبہ پال لیا ہے تو اُسے ابھی سے نوچ کر باہر نکال پھینکو۔ صرف یہ سوچو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا کے ایک عظیم ترین انسان سے ملنے کا موقع دے دیا ہے — یہ ایسا انسان ہے جو صدیوں میں بھی پیدا نہیں ہوتا — بس اس سے تعاون کرو۔ تمہارے لئے یہی عظمت کی بات ہے — میرا خیال ہے کہ تم میری بات سمجھ گئی ہو گی — تمہاری ماں زندہ ہوتی تو شاید تمہیں اس سے زیادہ

تفصیل سے سمجھا سکتی "۔۔۔ خیاط نے چانشی کو اپنے بازو میں لپیٹے ہوئے دروازے کی طرف چلتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی! ۔۔۔ میں آپ کی بات سمجھ گئی ہوں ۔۔۔ آپ نے اچھا کیا ہے کہ مجھے بروقت سمجھا دیا ہے ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں ایسا کوئی جذبہ اپنے دل میں نہ پاؤں گی جس سے بعد میں مجھے پچھتانا پڑے" ۔۔۔ چانشی نے سر جھکاتے ہوئے قدرے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے فخر ہے بیٹی! ۔۔۔ کہ میں تم جیسی سمجھدار بیٹی کا باپ ہوں۔ اور کے ۔۔۔ اب مجھے سہارا دے کر جیپ میں بٹھا دو۔ کیونکہ اس وقت تو زخم بات گرم تھیں اس لئے میں تکلیف برداشت بھی کر گیا ۔۔۔ لیکن اب زخم ٹھنڈے پڑتے جا رہے ہیں اور اب تکلیف میری برداشت سے باہر ہوتی جا رہی ہے" ۔۔۔ خیاط نے موضوع بدلتے ہوئے کہا

"اوہ ہاں ڈیڈی! ۔۔۔ آئیے" ۔۔۔ چانشی نے جلدی سے کہا اور پھر جیپ کا عقبی دروازہ کھول کر اس نے باپ کو سہارا دیا اور اسے جیپ پر چڑھا دیا۔

"میں جب تک محفوظ مقام تک نہ پہنچ جاؤں ۔۔۔ میں ویسے ہی معذور بن کر یہاں بیٹھوں گا۔ تاکہ اگر راستے میں چیکنگ ہو تو وہ مجھے معذور ہی سمجھیں ۔۔۔ تم میری وہیل چیئر بھی معمول کے مطابق لے آؤ اور میرے ساتھ اسے رکھ دو ۔۔۔ اور خود بھی خیال رکھنا" ۔۔۔ خیاط نے سیٹ پر لیٹتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ڈیڈی! ۔۔۔ میں خیال رکھوں گی" ۔۔۔ چانشی نے

[illegible] تیزی سے دوڑتی ہوئی واپس عمارت میں داخل ہو گئی۔ چند لمحوں بعد وہ وہیل چیئر کو چلاتی ہوئی اندر سے نکال کر جیپ کے قریب لے آئی۔ کمبل اس نے چیئر پر رکھا ہوا تھا۔ اس نے وہیل چیئر جیپ کے اندر رکھ دی اور پھر کمبل اٹھا کر اس نے اپنے باپ کی ٹانگوں پر اچھی طرح لپیٹ دیا۔ اس طرح معذوری کے ساتھ ساتھ اس کی ٹانگیں بھی گرم ہو جاتی تھیں حدت میں کمی آ جاتی۔ پھر نیچے اتر کر اس نے عقبی دروازہ بند کیا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔

چند لمحوں بعد جیپ تیزی سے فارم ہاؤس کے پھاٹک سے باہر آ گئی۔ جیپ روک کر چانشی ایک بار پھر نیچے اتری۔ اس نے پھاٹک کو بند کر کے باہر سے لاک کیا اور پھر جیپ پر سوار ہو گئی ۔۔۔ دوسرے لمحے جیپ تیزی سے کھیتوں کے درمیان کچی سڑک پر دوڑتی ہوئی پختہ سڑک کی طرف بڑھنے لگی۔ جیپ چلانے کے ساتھ ساتھ وہ اپنے باپ کو عمران اور اس کے ساتھیوں کو وائٹ ہاؤس تک پہنچانے کی تفصیلات بھی بتانے لگی۔

کرنل فرانک اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے اس کا چیف اسسٹنٹ نکلسن موجود تھا۔ نکلسن نوجوان تھا جب کہ کرنل فرانک جوانی کی سرحدوں سے باہر نکل چکا تھا۔

"باس! — آپ خوامخواہ کرنل ڈیوڈ سے مرعوب ہیں — وہ اگر جی۔پی۔فائیو کا چیف ہے تو آپ اس سے زیادہ وسیع، منظم اور طاقتور ایجنسی ریڈ آرمی کے چیف ہیں — آپ کو ان مجرموں کے خلاف خود بھرپور انداز میں حرکت میں آنا چاہئے" — نکلسن نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا اور کرنل فرانک مسکرا دیا۔

"تم شائد سمجھ رہے ہو کہ میں کرنل ڈیوڈ سے مرعوب ہو کر خاموش ہوں — ایسی کوئی بات نہیں ڈیئر نکلسن! — تم ابھی جوان ہو۔ اس لئے جذباتی انداز میں سوچتے ہو — جبکہ میں نے دنیا کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے ہیں — صدر مملکت، کرنل ڈیوڈ کی فیور کرتے

ہیں اور اب شائد وزیر اعظم بھی ایسا ہی کریں۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ فطری طور پر بہت مدبر آدمی ہے — لیکن میں خاموش نہیں ہوں۔ میں تو صرف اس وقت کا انتظار کر رہا ہوں جب کرنل ڈیوڈ واضح طور پر ناکام ہو جائے — میں اس وقت زخمی چیتے کی طرح چھلانگ لگاؤں گا اور مجرم میری مٹھی میں ہوں گے۔ کیونکہ میں ان کی طرف سے بے خبر نہیں ہوں — صرف وقت کا انتظار کر رہا ہوں — میں عین آخری وقت میں ضرب لگانا چاہتا ہوں — ایسی ضرب جو صحیح معنوں میں کاری ضرب ہو" — کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن باس! — ریڈ آرمی خاموش ہے، صرف معمول کی نگرانی میں مصروف ہے۔ ایسی صورت میں آپ آخری لمحات میں کیا کریں گے" نکلسن نے کہا۔ وہ کرنل فرانک کے بہت منہ چڑھا ہوا تھا۔

"تم نے ابھی خود کہا ہے کہ ریڈ آرمی بہت وسیع، منظم اور طاقتور تنظیم ہے — تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اسے واقعی وسیع و منظم بنایا ہے، ورنہ مجھ سے پہلے یہ صرف چند ایجنٹوں پر مشتمل جماعت تھی — ریڈ آرمی کا ایک مخصوص شعبہ ہے جسے میں نے ریڈ ٹائیگرز کا نام دیا ہوا ہے — یہ ریڈ ٹائیگرز سامنے نہیں آتے — یہ صرف مجھے جواب دہ ہیں اور انہیں ہدایات بھی [illegible] ہرحال تم بھی جانتے ہو گے۔ کیونکہ تم نمبر ٹو ہو" — کرنل فرانک نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! — جانتا ہوں — گو میں نے انہیں کبھی نہیں دیکھا اور نہ ان کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں جانتا ہوں — صرف اس حد تک جانتا

ہوں کہ ایسا سیکشن ریڈ آرمی میں موجود ہے" ——— نکلسن نے جواب دیا۔

"یہ انتظام میں نے جان بوجھ کر خود کیا ہوا ہے تاکہ یہ واقعی خفیہ رہیں۔ اور میں انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف حرکت میں لا چکا ہوں ——— دیکھو! ان کی طرف سے آئی ہوئی رپورٹ دیکھو" ——— کرنل فرانک نے کہا اور سامنے پڑی ہوئی بند فائل اٹھا کر نکلسن کی طرف بڑھا دی۔ نکلسن نے بڑے تجسس آمیز انداز میں فائل لی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔ جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہوتے گئے۔

"اوہ باس! ——— انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ہے ——— یہ شاپور ایسا آدمی ہوگا میں یقین نہ کر سکتا تھا" ——— نکلسن نے کہا۔

"شاپور نے صرف کاروبار کیا ہے ——— اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اسلحہ، کاریں اور کوٹھی مہیا کی ہے ——— کرنل ڈیوڈ نے اس کے مینجر کو پکڑ کر اس پر تشدد کیا اور اس سے معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے براہ راست صدر مملکت کو رپورٹ دی جس کے بعد اس کوٹھی پر ریڈ کرنے کی بجائے انتہائی سائنسی انداز میں ان کی نگرانی کی گئی ——— اور پھر ان سب کو ریڈ پوائنٹ پر ایک باقاعدہ ڈرامے کے تحت پکڑ کر کانڈی جیل بھجوا دیا گیا ——— لیکن میری توقع کے عین مطابق وہ بارہ گھنٹے گزرنے سے پہلے ہی وہاں سے فرار ہو گئے اور اب کرنل ڈیوڈ انہیں تلاش کرتا پھر رہا ہے ——— حالانکہ ریڈ ٹائیگرز نے انہیں تلاش کر لیا ہے" ——— کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

[illegible] رہا ہے ——— ریڈ ٹائیگرز نے ——— آپ کو رپورٹ مل چکی [illegible] آپ یہاں دفتر میں اطمینان سے بیٹھے ہیں" ——— نکلسن اپنے [illegible] بات سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

[illegible] ——— میں اطمینان سے اس لئے بیٹھا ہوں کہ اب وہ میری [illegible] ——— لیکن میں نے تمہیں اس لئے پہلے بتایا تھا کہ میں [illegible] پوری طرح ناکام ہوتے دیکھنا چاہتا ہوں ——— میں نے [illegible] صاحب کے چیف سیکرٹری سے بات کر لی ہے۔ وہ میری [illegible] ——— اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جیسے ہی کرنل [illegible] وزیراعظم صاحب کو ناکامی کے متعلق فون کرے گا وہ مجھے اطلاع [illegible] دے گا ——— اس کے بعد میں چیتے کی طرح جھپٹوں گا اور مجرموں [illegible] وزیراعظم کے سامنے پیش کر دوں گا" ——— کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

[illegible] ——— کیا مطلب! ——— کیا وہ مر چکے ہیں" ——— نکلسن [illegible] حیرت زدہ ہو گیا تھا۔

"ابھی تو زندہ ہیں ——— لیکن میں ایسے مجرموں کو زندہ پکڑنے کا [illegible] ہی نہیں ہوں۔ اس لئے جیسے ہی میں ایکشن میں آؤں گا۔ یہ فوری طور پر لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے" ——— کرنل فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ نکلسن کچھ کہتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور کرنل فرانک نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر! ـــ پرائم منسٹر ہاؤس سے فون ہے" ـــ ہیڈ کوا
آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ بات کراؤ" ـــ کرنل فرانک نے کہا۔ اس
کے چہرے پر خود بخود مسرت کے آثار ابھر آئے تھے۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا
کہ فون وزیراعظم صاحب کے چیف سیکرٹری کا ہے اور کرنل ڈیوڈ کی
ناکامی کے بارے میں ہے۔

"ہیلو ـــ کون بول رہا ہے" ـــ ؟ دوسری طرف سے ایک
بھاری آواز سنائی دی۔

"میں کرنل فرانک بول رہا ہوں" ـــ کرنل فرانک نے کہا۔ اس
نے وزیراعظم کے چیف سیکرٹری کی آواز بخوبی پہچان لی تھی۔

"کرنل فرانک! ـــ میں سی۔ ایس بول رہا ہوں ـــ کرنل ڈ
کا ابھی فون آیا ہے ـــ اُسے وہ مجرم باوجود تلاش کے نہیں
سکے ـــ اور وزیراعظم صاحب نے نہ صرف انہیں انتہائی غصیلے ا
میں جھاڑ پلائی ہے ـــ بلکہ ان کا موڈ بھی بے حد آف ہو گیا
سی۔ ایس یعنی چیف سیکرٹری نے کہا۔

"گڈ نیوز ـــ آپ بے فکر رہیں ـــ تھوڑی دیر بعد وزیراعظم
کا موڈ انتہائی خوشگوار ہو جائے گا ـــ تھینک یو" ـــ کر
فرانک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وِش یو گڈ لک ـــ بائی بائی" ـــ دوسری طرف سے
ہنستے ہوئے کہا گیا۔

"تھینک یو ـــ بائی بائی" ـــ کرنل فرانک نے کہا اور رسیور رکھ

نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن
ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا ایک بٹن دبا دیا۔
دبتے ہی ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔
چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔
دشس بیٹھا یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے
حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

ہیلو ریڈ ٹائیگر نمبر ون کالنگ ـــ ریڈ ٹائیگرز چیف ـــ
ـــ کرنل فرانک نے تیز لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع

یس سر ـــ ریڈ ٹائیگر چیف اٹنڈنگ۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد
آواز اُبھری۔

کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــ ؟ کرنل فرانک نے تیز

ہماری نظروں میں ہے جناب! ـــ ابھی ابھی وہی لڑکی
چھوڑ کر واپس گئی تھی پھر جیپ لے کر آئی ہے اور اس میں
معذور آدمی بھی موجود ہے ـــ ہم نے فوری طور پر جو تحقیق
سے پتہ چلا ہے کہ اس معذور آدمی کا نام خیاط ہے۔
ہے ـــ اور وزیراعظم صاحب کے سپیشل سیکرٹری ابو مصدق
بھائی ہے ـــ یہ شخص کچھ عرصہ پہلے کسی حادثے میں ٹانگوں
معذور ہو گیا تھا ـــ اور سر! ـــ اس آدمی کے فارم ہاؤس
سے نزدیک موجود ہیں۔ اوور" ـــ چیف ٹائیگر نے

تفصیلی جواب دیتے ہوئے کہا۔

گڈ نیوز — یہ تو اور بھی اچھی بات ہے — اس طرح
غداروں کی نشاندہی بھی پرائم منسٹر صاحب کے سامنے کرنے کے
ہو جائیں گے — تم نے معلوم کیا کہ وہ لوگ اندر کیا کر رہے ہیں
اوور" — ؟ کرنل فرانک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

نہیں سر! — آپ نے صرف انتہائی خفیہ نگرانی کا حکم دیا
اوور" — چیف ٹائیگر نے جواب دیا۔

ٹھیک ہے — میں انہیں چوکنا نہیں کرنا چاہتا تھا —
بے حد خطرناک لوگ ہیں — تمہارے پاس اس وقت کتنی فورس
ہے۔ اوور" — کرنل فرانک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

سر — دس ٹائیگرز ہر لحاظ سے مسلح یہاں اس عمارت میں
وائٹ ہاؤس کہا جاتا ہے، موجود ہیں۔ اوور" — چیف ٹائیگر
جواب دیا۔

کافی ہیں — میں نکلسن کے ساتھ وہاں پہنچ رہا ہوں —
نے ان لوگوں پر طوفانی انداز میں ریڈ کرنا ہے — اس طرح
ان میں سے ایک آدمی بھی فرار نہ ہو سکے — اور نہ زندہ رہ سکے
تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔ اوور" — کرنل فرانک نے
لہجے میں کہا۔

یس سر — یہ ہمارے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے —
آپ حکم کریں تو ان سب کی لاشیں ہیڈ کوارٹر پہنچا دی جائیں۔
چیف ٹائیگر نے جواب دیا۔

نہیں! — یہ ریڈ میں اپنی نگرانی میں کرانا چاہتا ہوں۔ اس
میرے آنے تک انتظار کیا جائے — اوور اینڈ آل" —
[illegible] نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے ٹرانسمیٹر میز کی دراز میں
دراز بند کر کے اُٹھ کھڑا ہوا۔

نکلسن! — اب میں تمہیں بتاؤں کہ میرے حرکت میں آنے کا
مطلب ہوتا ہے — کرنل فرانک نے بھوکے بھیڑیئے کے
انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا اور نکلسن کندھے جھٹکتا ہوا
کھڑا ہوا۔

عمران نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس پرائم منسٹر ہاؤس" ـــ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ریکارڈ روم سے بات کرایئے ـــ میں ڈاکٹر لارنس بول رہا ہوں"۔ عمران نے آواز بدلتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر لارنس ـــ لیکن ـــ" دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"میرا وقت بے حد قیمتی ہے ـــ میں ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا چاہتا ـــ اس لئے میں نے براہ راست پرائم منسٹر صاحب کو فون کر کے یہ ریکارڈ روم سے ضروری معلومات حاصل کرنے کی بجائے براہِ راست ریکارڈ روم سے بات کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے پلیز!

آپ بھی وقت ضائع نہ کریں" ـــ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ یس سر ـــ ایک سیکنڈ" ـــ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو ـــ چیف سپیکنگ فرام ریکارڈ آفس" ـــ چند لمحوں بعد ہی ایک اور آواز سنائی دی۔

"مسٹر چیف! ـــ میں ڈاکٹر لارنس بول رہا ہوں لیبارٹری سے۔ ایک اہم ترین پوائنٹ آپ سے پوچھنا ہے کہ فائنل آپریشن کے لئے جو عمارت منتخب کی گئی ہے اس کے سب سے بڑے ہال کی چھت کی اونچائی کتنی ہے" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کا مطلب ریڈ اسکوائر سے ہے ـــ فائنل آپریشن تو وہیں ہونا ہے ـــ ایک منٹ! ـــ میں اس کی فائل نکال لوں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی وہ ایک اہم ترین پوائنٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"ہیلو سر ـــ اس کے ہال کی چھت کی اونچائی پچیس فٹ ہے جناب ـــ میں فائل دیکھ کر بتا رہا ہوں" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آپ کو مکمل یقین ہے ـــ کیونکہ اگر فرق ہوا تو سارا منصوبہ ہی ختم ہو جائے گا" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ بالکل صحیح بتا رہا ہوں ـــ فائل میں جو نقشہ موجود ہے اس میں چھت کی اونچائی پچیس فٹ درج ہے" ـــ چیف نے جواب دیا۔

"اوکے ـــ تھینک یو ـــ مسٹر چیف! ـــ یہ بات آپ کے

اور میرے درمیان رہے تو منصوبے کے لئے زیادہ بہتر رہے گا ۔۔۔ میں آپ پر اعتماد کر سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ بالکل سر" ۔۔۔ چیف نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔ شاید ڈاکٹر لارنس جیسے بڑے آدمی کی اس بات نے اسے اپنی حیثیت کا احساس دلا دیا تھا۔ ورنہ یہ ریکارڈ روم والے ہمیشہ نظر انداز ہوتے رہتے تھے۔

"تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ

"سب زخمیوں کو ہلدی چونا تھوپ دیا گیا ہے یا ابھی کچھ باقی رہ گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہلدی تھوڑی اور چونا زیادہ تھوپا گیا ہے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور باقی سب ساتھی بھی قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

"چلو کچھ زیادہ کچھ کم ۔۔۔ کمی بعد میں پوری ہوتی رہے گی" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔ الما سب کو جانشی یہاں چھوڑ گئی تھی تاکہ اپنے والد کو واپس لے آئے۔ یہاں پہنچتے ہی بلیک زیرو نے جانشی سے میڈیکل باکس لانے کے لئے کہا اور پھر وہ سب زخمیوں کی باقاعدہ مرہم پٹی میں مصروف ہوگیا تھا جب کہ ٹائیگر کو عمران نے عمارت کی اوپر والی منزل میں نگرانی کے لئے بھجوا دیا تھا۔ اور خود وہ ٹیلیفون میں مصروف ہوگیا تھا۔

وائٹ ہاؤس دو منزلہ عمارت تھی اور یہاں کوئی بھی آدمی موجود نہ تھا۔ اس لئے عمران یہاں پہنچ کر قدرے مطمئن ہوگیا تھا۔

"...ب کیا پروگرام ہے ۔۔۔؟" کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"...ن بار پرابلم یہ ہے کہ کوئی لائن آف ایکشن نہیں مل رہی ۔۔۔ یہ ...ری کے محل وقوع کا علم ہوا تھا تو وہاں پہنچتے ہی ہم دھر لئے ...ئے ۔۔۔ اور ویسے بھی وہاں پہنچنے کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ ...ی کی حفاظت کا انتظام انتہائی سخت ہے ۔۔۔ ہمارا کوئی اندھا ...ر وہاں کامیاب نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اور منصوبہ بندی کے لئے ...ے پاس وقت نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں پہنچتے ہی میں نے جو اطلاعات ...ی تھیں اس کے مطابق صرف دو روز مزید لیبارٹری کا کام رہ گیا تھا۔ ...کے بعد انہوں نے مشن پر عمل کر دینا ہے ۔۔۔ پہلے میرا خیال ...ھا کہ یہ مشن لیبارٹری سے ہی مکمل کیا جائے گا لیکن پھر مجھے خیال آیا ...ہو سکتا ہے انہوں نے اس سلسلے میں لیبارٹری سے ہٹ کر کوئی ...جگہ منتخب کیا ہو ۔۔۔ کیونکہ عام طور پر اس قسم کے مشنز لیبارٹری ...سے آپریٹ نہیں کئے جاتے ۔۔۔ اسی آئیڈیے کے تحت میں نے ...ب ڈاکٹر لارنس بن کر پرائم منسٹر کے ریکارڈ روم کے انچارج سے بات ...کی کیونکہ ایسے مشنوں کا ریکارڈ پروٹوکول کے مطابق پریذیڈنٹ ہاؤس ...میں نہیں رکھا جاتا ۔۔۔ پرائم منسٹر ہاؤس میں ہی ایسا ریکارڈ روم ہوتا ہے ۔۔۔ اسی آئیڈیے کے تحت میں نے بات کی تو ایک اہم ترین ...پوائنٹ حاصل ہوگیا ہے کہ اس مشن کو آپریٹ ریڈ اسکوائر سے کیا جائے گا۔ اور ریڈ اسکوائر عمارت میں نے دیکھی ہوئی ہے ۔۔۔ وہ شہر کے ...ین وسط میں ہے ۔۔۔ اب اطلاع کے مطابق آپریشن کے فائنل ہونے میں صرف ایک روز باقی رہ گیا ہے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ آپریشن

کے لئے مطلوبہ مشینری لیبارٹری سے پہلے ریڈ اسکوائر میں لائی جائے گی اور پھر مشن وہاں سے مکمل کیا جائے گا ——— اب سٹرائیک کرنے کی دو صورتیں ہیں ——— ایک تو یہ کہ عین موقع پر ریڈ اسکوائر پر حملہ کر دیا جائے۔ لیکن اس صورت میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ہمیں عین موقع کا علم نہیں ہو سکے گا ——— ہو سکتا ہے کہ ہمارا اندازہ کچھ آگے پیچھے ہو جائے تو ایسی صورت میں مشن مکمل بھی ہو سکتا ہے اور ہم صرف لکیر کو ہی پیٹتے رہ جائیں ——— دوسری صورت یہ ہے کہ ہم لیبارٹری سے ریڈ اسکوائر کے درمیان راستوں پر پکٹنگ کریں اور جب مشن کی مطلوبہ مشینری یہاں شفٹ کی جا رہی ہو تو ہم اٹیک کر کے یہ مشینری ہی تباہ کر دیں ——— لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ مشینری کتنی بڑی ہے ——— اور کیا اسے زمینی راستے سے لایا جائے گا ——— یا کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے شفٹ کیا جائے گا" ——— عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں اگر مگر کے چکر میں پڑنے کی بجائے براہ راست اقدام کرنا چاہئے ——— اب ہمارے پاس ایسا اسلحہ نہیں ہے کہ ہم لیبارٹری پر حملہ کر دیں ——— اس لئے میرے خیال میں اب ہمیں براہ راست پرائم منسٹر ہاؤس پر حملہ کر کے پرائم منسٹر کو اغوا کر لینا چاہئے۔ اور پھر اس ایکشن کی مدد سے ہم حکومت پر دباؤ ڈال سکتے ہیں کہ وہ ڈاکٹر لارنس کو ہمارے حوالے کر دیں ——— یقیناً حکومت ہمارے اس اقدام سے بوکھلا جائے گی اور پھر ڈاکٹر لارنس کو اگر نہ بھی ہمارے حوالے کیا گیا تب بھی وہ کم از کم فوری طور پر اس مشن کو ملتوی کرنے پر مجبور ہو جائیں

ئے ——— اس کے بعد ہم کوئی منصوبہ بندی کر کے اس مشن کا خاتمہ سکتے ہیں ——— تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— ہم چند مشین گنوں کی مدد سے پرائم منسٹر ہاؤس میں داخل ہو سکتے ——— وہاں خصوصی گارڈ کا پہرہ ہوتا ہے ——— ہمیں ور تجویز سوچنی چاہئے" ——— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہ ہم اس خیاط سے اس معاملے میں بات کریں۔ وہ یہاں کا مقامی آدمی ہے ہو سکتا ہے وہ کوئی بہتر مشورہ دے سکے" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کیپٹن شکیل کی بات کا جواب دیتا، کال بیل تین بار مخصوص وقفوں سے بج اٹھی۔ یہ کوڈ عمران نے چانشی کو پہلے ہی سمجھا دیا تھا۔

"وہ چانشی اپنے والد محترم کے ساتھ آگئی ہے ——— جاؤ پھاٹک کھولو" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور جوزف اٹھا اور تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔

اسی لمحے ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔

"یہ چانشی اور اس کے باپ کی جیپ ہے" ——— ٹائیگر نے اطلاع دیتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد خیاط اور چانشی دونوں ہی اندر داخل ہوئے۔

"کیا ہوا ——— کیا پھر ٹانگوں میں نقص پڑ گیا ہے جو آپ لنگڑا کر چل رہے

ہیں" —— عمران نے خیاط کو لنگڑا کر چلتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔
"نہیں —— کرنل ڈیوڈ صاحب نے مجھے معذور ثابت نہ کرنے کے چکر میں میری ٹانگوں پر چھڑی سے ضربیں لگائی ہیں" —— خیاط نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور کرنل ڈیوڈ کا نام سن کر عمران سمیت سارے بُری طرح چونک پڑے۔
"کیا ہوا تھا —— تفصیل بتائیں" —— عمران نے قدرے بے چین سے لہجے میں پوچھا اور خیاط نے کرنل ڈیوڈ کی آمد سے لے کر جانشی کے اس پر سٹین گن تاننے اور پھر اس کی واپسی تک ساری تفصیل بتا دی جب کہ اس دوران بلیک زیرو نے میڈیکل باکس کی مدد سے اس کی ٹانگوں پر موجود زخموں کی ڈریسنگ شروع کر دی تھی۔
"اس کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوڈ بظاہر تو مطمئن ہو کر چلا گیا ہے۔ لیکن وہ بے حد کینہ فطرت آدمی ہے —— وہ جانشی کی اس حرکت کو کبھی نہیں بھولے گا —— کیونکہ جانشی کی وجہ سے افسران کے سامنے اس کی بے عزتی ہوئی ہے —— اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے تم لوگوں کا شہر میں ٹھکانہ چیک کرنے کے لئے خفیہ نگرانی کرائی ہو۔ تاکہ کسی بھی وقت موقع دیکھ کر وہ اپنی بے عزتی کا بھرپور انداز میں انتقام لے سکے" —— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"لیکن عمران صاحب! —— میں نے تو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا ہے" —— خیاط نے جواب دیا۔
"آجکل ان لوگوں کے پاس نگرانی کے لئے انتہائی جدید آلات موجود ہیں —— ہم پہلے جس عمارت میں تھے وہاں بھی کسی ایسے خفیہ

ے نہ صرف ہماری نگرانی کی گئی —— بلکہ شائد ہمارے درمیان
ونے والی بات چیت بھی سن لی گئی تھی۔ اس لئے انہیں ہمارے
ٹھکانے کا پہلے سے بخوبی علم ہو گیا تھا —— کیا یہاں سے
کوئی خفیہ راستہ ہے" —— عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ
کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
"مطلب —— کیا آپ فوراً یہاں سے جانا چاہ رہے ہیں ؟"
خیاط نے حیران ہو کر پوچھا۔
"ہاں —— ان حالات میں ہم ایک فیصد بھی رسک نہیں لے
سکتے —— ہمیں فوری طور پر یہ عمارت خالی کرنی ہو گی" —— عمران
نے کہا تو اس کے سارے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔
"لیکن آپ کہاں جائیں گے" —— خیاط بھی اٹھ کھڑا ہوا۔
"یہ بعد میں سوچیں گے —— فی الحال تو ہمیں کسی خفیہ راستے سے
یہاں سے نکلنا ہو گا" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے —— میں آپ کو لے چلتا ہوں —— یہ تو ہیڈ کوارٹر کا
پوائنٹ ہے —— ویسے میرے پاس ایک عمارت ایسی ہے جس کا
سوائے میرے اور جناب شاکر مراث صاحب کے اور کسی کو
علم نہیں ہے —— کیونکہ جناب شاکر مراث صاحب انتہائی
اہم ترین کام کے لئے اسی عمارت کو استعمال کرتے ہیں —— میں
معذور ہو جانے کے باوجود ان کی تنظیم میں ان کے بہت قریب
ہوں" —— خیاط نے کہا۔

"اوہ ! — اگر ایسا ہے تو پھر ٹھیک ہے — لیکن ہمیں یہاں سے نکلنا بھی تو ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ انتظام بھی ہے — آیئے میرے ساتھ — جانشی ! تم بھی آجاؤ — ہو سکتا ہے وہ احمق کرنل فوری طور پر نہ کوئی چکر چلا دے" — خیاط نے اپنی بیٹی جانشی سے مخاطب ہو کر کہا جو [illegible] کے بعد ایک طرف بالکل خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔

عمران کے ساتھیوں نے اپنی مشین گنیں اٹھائیں اور پھر خیاط کی رہنمائی میں چلتے ہوئے وہ پہلے ایک تہہ خانے میں پہنچے اور پھر وہاں سے ایک خفیہ راستے سے عقبی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ یہ کوٹھی بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔

"یہ بھی میری ملکیت ہے۔ لیکن میں نے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لٹکا رکھا ہے تاکہ اس کے خالی رہنے پر کسی کو شک نہ ہو سکے" — خیاط نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ عمارت یہاں سے کتنی دور ہے جہاں ہم نے جانا ہے۔" عمران نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ یروشلم روڈ پر ہے" — خیاط نے جواب دیا۔

"وہ تو یہاں سے کافی دور ہے — پھر تو ہمیں میک اپ کر کے علیحدہ علیحدہ وہاں جانا ہو گا۔ کیونکہ جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی یقیناً پورے شہر میں ہمیں تلاش کر رہی ہو گی" — عمران نے قدرے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"اوہ واقعی ! — ویسے میک اپ باکس عمارت میں موجود ہے۔

[illegible] دوں — لیکن اگر آپ چاہیں تو ایک اور صورت بھی [illegible]۔ لیکن ظاہر ہے اس کے لئے آپ کو کافی دیر یہاں رکنا پڑے [illegible] آپ کی بے چینی بتا رہی ہے کہ آپ فوراً یہاں سے نکلنا [illegible] — یہاں سے دو کوٹھیاں چھوڑ کر ایک اور کوٹھی موجود [illegible] ایک دوست کی ہے — وہ آجکل ملک سے باہر گیا [illegible] کوٹھی کی چابی میرے پاس ہے۔ آپ کو میں وہاں چھوڑ [illegible] پھر میں آ کر میک اپ باکس یہاں سے لے کر وہاں آجاؤں [illegible] — وہاں آپ اطمینان سے میک اپ کر سکتے ہیں" — [illegible] نے جواب دیا۔

"[illegible] ٹھیک رہے گا" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور خیاط [illegible] سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا اور باہر [illegible] جھانکا۔

"[illegible] آیئے — سڑک خالی ہے — دائیں ہاتھ پر تیسری کوٹھی [illegible] ہے جا کر اس کا پھاٹک کھول دیتا ہوں — آپ چند لمحوں [illegible] کر آجایئے" — خیاط نے کہا اور پھر عمران کے [illegible] ہلانے پر وہ تیزی سے باہر نکل گیا۔ تقریباً تین منٹ بعد عمران [illegible] اور اس نے باہر جھانکا۔ سڑک ابھی تک بالکل خالی تھی۔

"[illegible] جلدی سے آجاؤ — ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکل جانا [illegible] — میری چھٹی حس بڑا زوردار سا ترن بجا رہی ہے"۔ [illegible] نے کہا۔ اور پھر تیزی سے قدم بڑھا کر باہر نکل گیا۔ اس کے [illegible] بھی اس کے پیچھے بڑھے اور پھر تیسری کوٹھی کے کھلے پھاٹک

میں داخل ہو گئے۔ اس شفٹنگ کے دوران کوئی آدمی سڑک پر نظر نہ آیا تھا۔

"آپ اندر چلے جائیں ——— بے فکر رہیں کوٹھی خالی ہے۔ میں جا کر میک اپ باکس لے آتا ہوں" ——— خیاط نے جو پھاٹک کے قریب ہی کھڑا تھا ان کے اندر آتے ہی کہا۔

"میں لے آتی ہوں ڈیڈی" ——— جیانشی نے کہا۔

"نہیں! ——— وہ ایک مخصوص الماری میں ہے۔ میں خود لے آتا ہوں" ——— خیاط نے کہا اور تیزی سے پھاٹک سے باہر نکل گیا۔

جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمارت میں داخل ہوتے، اچانک خوفناک اور مسلسل دھماکوں سے فضا گونج اٹھی اور عمران اور اس کے ساتھی بری طرح اچھل پڑے۔

"اوہ! ——— اوہ ——— حملہ ہو گیا ——— یہ آوازیں وائٹ ہاؤس کی طرف سے آ رہی ہیں" ——— عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ڈیڈی ——— ڈیڈی وہاں گئے ہیں" ——— جیانشی نے بری طرح بھڑکتے ہوئے کہا اور وہ پھاٹک کی طرف دوڑنے ہی لگی تھی کہ عمران نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

"اب وہاں جانے کے سوا کچھ نہیں ملے گا ——— گھبراؤ نہیں تمہارے ڈیڈی ابھی وہاں تک نہیں پہنچے ہوں گے" ——— عمران نے کہا اور جیانشی ہونٹ کاٹتی ہوئی رک گئی۔ مسلسل اور خوفناک دھماکوں کے بعد مشین گنوں کی تیز فائرنگ سے ماحول گونج اٹھا۔

"[illegible] ڈیوڈ تو ضرورت سے زیادہ ہی احمق ہے ——— ایک [illegible]ت [illegible] لینے کے لئے وہ اس طرح عمارت پر چڑھ دوڑا [illegible] جیسے دشمن پر حملہ آور ہو" ——— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے [illegible]

"[illegible] ڈیوڈ اتنا احمق نہیں ہے ——— یہ ضرور کوئی اور چکر ہے۔ [illegible] کر لیا گیا ہے اور یہ حملہ ہمارے خاتمے کے لئے کیا [illegible] ——— یا پھر یہ کوئی اور پارٹی ہے" ——— عمران نے [illegible] میں کہا۔

[illegible] خیاط پھاٹک پر نمودار ہوا اور تیزی سے دوڑتا ہوا [illegible] بڑھا۔

"[illegible] آپ خیریت سے ہیں" ——— جیانشی نے اپنے باپ کو دیکھ[illegible]

"[illegible] صاحب! ——— ریڈ آرمی نے حملہ کر دیا ہے۔ انتہائی [illegible] ——— انہوں نے راکٹ برسائے ہیں وائٹ ہاؤس [illegible] ——— اگر ہم آپ کے کہنے پر پہلے یہاں نہ آ جاتے تو [illegible] کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہتا" ——— خیاط [illegible] آ کر تیز لہجے میں کہا۔

"[illegible] آرمی نے حملہ کیا ہے ——— آپ کو کیسے پتہ چلا" ———؟ [illegible]ن نے بری طرح چونک کر پوچھا۔

"[illegible] ——— ابھی عقبی کوٹھی کے پھاٹک تک ہی پہنچا تھا کہ میری [illegible] ایک کار پر پڑ گئی جو اسی لمحے سڑک کے دوسرے کنارے سے

نکلی اور سڑک کراس کر کے گلی میں گھس گئی۔ اس پر ریڈ آرمی کا مخصوص
نشان موجود تھا ——— میں اُسے دیکھ کر چونک پڑا۔ اور ابھی
میں عقبی کوٹھی کی عمارت تک ہی پہنچا تھا کہ دوسری طرف خوفناک
دھماکے گونج اٹھے —— میں سمجھ گیا کہ وائٹ ہاؤس پر حملہ کر دیا
گیا ہے اس لئے میں فوراً ہی واپس بھاگا اور پھر میں سیدھا یہاں
آگیا ہوں —— بڑا خوفناک اور بھرپور حملہ کیا ہے ریڈ آرمی نے"
خیاط نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ! —— اس کا مطلب ہے کہ اس بار ہمیں ریڈ آرمی
چیک کیا ہے —— کرنل فرانک نے یقیناً کریڈٹ لینے کے
کرنل ڈیوڈ کو کچھ بتائے بغیر حملہ کر دیا ہوگا۔ اُسے معلوم ہو گیا ہوگا
کرنل ڈیوڈ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام ہو گیا ہے" —— عمران
نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس بار تو ہمارے ساتھ اُلٹا ہی کام ہو رہا ہے —— پہلے
ہم اٹیک کرتے تھے اور یہ لوگ دفاع کرتے تھے —— لیکن اس
بار وہ لوگ ہم پر مسلسل اٹیک کئے جا رہے ہیں اور ہم چوہوں کی طرح
بلوں میں چھپتے پھر رہے ہیں —— اُلٹا ہی چکر چل رہا ہے"۔
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے تنویر! —— واقعی اس بار ہم نے
ضرورت سے زیادہ احتیاط پسندی کا مظاہرہ کیا شروع کر دیا ہے
ہم نے اپنے آپ کو صرف ایک مشن تک ہی محدود کر لیا ہے اور
مسٹر خیاط کو ہماری وجہ سے بے پناہ تکلیف اٹھانی پڑی ہے۔ ان

[illegible] فرانک کو اس اقدام کے نتائج فوری طور پر بھگتنے پڑیں
گے —— عمران نے غراتے ہوئے کہا تو جانشی اور خیاط سمیت
سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ جس کے چہرے پر بے پناہ
سنجیدگی [illegible] ہو گئی تھی۔

"آپ ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر پر حملے کی بات کر رہے ہیں ——
ایسی حماقت مت کریں —— یہ انتہائی خطرناک اقدام ہے۔
عمارت تباہ ہوئی ہے کوئی بات نہیں —— آپ فکر نہ کریں
میرے لئے اس عمارت کی زیادہ اہمیت نہیں ہے —— خیاط نے
[illegible] سے کہا۔

"مسٹر خیاط! —— آپ برائے کرم خاموش رہیں —— میں نے
ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر پر حملے کا فیصلہ جذباتی طور پر نہیں کیا۔ اور
نہ ہی آپ کی عمارت کی تباہی کا انتقام لینے کے لئے کیا ہے
[illegible] دوسرا ہے —— البتہ یہ اور بات ہے کہ اس طرح یہ
[illegible] ہو جائے گا —— آپ اگر ہمارے ساتھ تعاون کر سکتے
ہیں تو [illegible] طاقتور انجن کی دو کاریں اور خودکار اسلحہ فراہم کر
دیں —— عمران نے خیاط سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد
[illegible] تھا۔

"[illegible] تو میں آپ کو یہیں مہیا کر سکتا ہوں —— کیونکہ جس کوٹھی
[illegible] موجود ہیں اس کے ایک مخصوص تہہ خانے میں ہر قسم کے
اسلحے کی خاصی بڑی مقدار موجود ہے —— کیونکہ یہ آدمی جس
[illegible] ہے ہماری تنظیم کو خفیہ طور پر اسلحہ سپلائی کرتا ہے لیکن

کاروں کا فوری طور پر بندوبست ہونا خاصا مشکل ہے" ـــــ خیا
نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کاریں چوری بھی کی جاسکتی ہیں ـــــ کیا یہاں نزدیک ہی
ایسی جگہ ہے جہاں سے کاریں چوری کی جاسکیں" ـــــ عمران نے
بدستور خشک لہجے میں کہا۔
"اوہ ہاں! ـــــ ایسا ہوسکتا ہے اور یہ محفوظ بھی رہے گا ـــــ
یہاں قریب ہی ایک پبلک پارک ہے ـــــ وہاں اکثر کئی کئی
کاریں کھڑی رہتی ہیں ـــــ وہاں سے آسانی سے کاریں چوری
جاسکتی ہیں ـــــ لیکن چابی کا پرابلم پیدا ہوگا" ـــــ خیاط نے
ہلاتے ہوئے کہا۔
"ٹائیگر! ـــــ تم مسٹر خیاط کے ساتھ جاؤ اور دو طاقت ور انجن کی
اڑا لاؤ ـــــ جانتے مسٹر خیاط! ـــــ ٹائیگر ایسے کاموں میں بڑا
ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ـــــ آیئے مسٹر ٹائیگر" ـــــ خیاط نے باہر کی
مڑتے ہوئے کہا۔
"پہلے ہمیں اس خفیہ اسلحہ خانے کا تو تعارف کرا دیجئے" ـــــ
عمران نے کہا۔
"اوہ ہاں! ـــــ آیئے" ـــــ خیاط نے کہا اور پھر عمران کو لے کر عمارت
کے اندر چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی اندر کی طرف چل
پڑے۔
"کیا واقعی عمران ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرے گا" ـــــ چانش

نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
"جب اس نے فیصلہ کر لیا ہے تو پھر وہ یقیناً ایسا کرے گا" ـــــ
صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"مگر وہاں تو سخت پہرہ ہوگا" ـــــ چانشی نے انتہائی گھبرائے
ہوئے لہجے میں کہا۔
"ظاہر ہے پہرہ تو ہوگا ـــــ اب وہ ہماری آمد پر ہیڈ کوارٹر خالی
چھوڑ کر تو نہیں جا سکتے" ـــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور
چانشی صفدر کو اس طرح دیکھنے لگی جیسے صفدر کا دماغی توازن درست
نہ ہو۔ اور صفدر اس کے اس انداز پر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔
اسے اس معصوم لڑکی کا اس انداز میں دیکھنا خاصا خوشگوار محسوس ہوا تھا۔

کرنل فرانک اس عمارت سے جس پر ٹائیگرز نے ریڈ کرنا تھا کا
فاصلے پر اپنی کار میں بیٹھا ہوا تھا یہاں آنے کے بعد اس نے عمارت کا
ساخت اور اس کا محل وقوع دیکھ کر چیف ٹائیگر کو اس پر تباہ کن ریڈ کر
کے بارے میں تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور اب کسی بھی لمحے
ریڈ ہونے والا تھا۔

"باس! — راکٹ میزائلوں سے یہ عمارت تنکوں کی طرح بکھر جا
گی — اور اس کے ساتھ ہی اس میں موجود لوگوں کے جسم بھی لاکھ
ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائیں گے" — ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہو
نکلسن نے کہا۔

"ہاں! — میں بھی یہی چاہتا ہوں" — کرنل فرانک نے سر ہلا
ہوئے جواب دیا۔

"لیکن باس! — آپ پھر وزیر اعظم صاحب کو کیسے یقین دلائیں گا

... سے جسموں کے یہ ٹکڑے ہیں — وہ واقعی وہی لوگ
... — وہ تو کسی طرح بھی شناخت نہ کر سکیں گے" — نکلسن
... جواب دیا اور کرنل فرانک نکلسن کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔
... — اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا — اوہ! میں
... رتا ہوں" — کرنل فرانک نے بری طرح گھبرائے ہوئے
... کار کا دروازہ کھول کر باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ فضا خوفناک
... سے گونج اٹھی۔

"... کچھ نہیں ہو سکتا" — کرنل فرانک نے باہر نکلنے کا ارادہ
... کرتے ہوئے کہا۔

... دھماکے ابھی تک ہو رہے تھے اور پھر مشین گنیں چلنے کی آوازیں
... دینے لگیں۔ کرنل فرانک ہونٹ کاٹتا ہوا خاموش بیٹھا رہا۔ نکلسن
... انتہائی عقلمندی کی بات کی تھی جب کہ یہ پوائنٹ اس
... ذہن میں آیا ہی نہ تھا۔ حالانکہ یہاں آنے سے پہلے وہ نکلسن کو
... نوجوان اور اپنے آپ کو تجربہ کار اور عقلمند ظاہر کرتا رہا تھا لیکن
... وہ سوچ رہا تھا کہ واقعی اس سے حماقت ہو گئی ہے۔ کرنل ڈیوڈ
... بھی تسلیم نہ کرے گا کہ عمران اور اس کے ساتھی مرے ہیں لیکن
... جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اب تو وہ یہی دعا مانگ رہا تھا کہ
... طرح عمران کا چہرہ سالم بچ جائے۔

... اب خاموشی طاری ہو گئی تھی اور دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرنوں
... آوازیں البتہ سنائی دینے لگی تھیں۔

"یہ پولیس ہر جگہ ٹپک پڑتی ہے" — کرنل فرانک نے غراتے

ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ دوسری طرف سے نکلسن بھی باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد پولیس کی پہلی گاڑی انتہائی تیز رفتاری سے انہیں اپنی طرف آتی دکھائی دی اور کرنل فرانک نے ایک قدم آگے بڑھ کر ہاتھ اٹھا دیا تاکہ وہ رک جائے۔ دوسرے لمحے تیز بریکیں لگنے کی آواز سنائی دی اور پولیس گاڑی ان کے قریب آ کر رک گئی۔

"بند کرو یہ سائرن" ——— کرنل فرانک نے کار میں بیٹھے ہوئے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر — یس سر" ——— انسپکٹر نے کہا اور دوسرے لمحے سائرن بند ہو گیا۔ انسپکٹر تیزی سے باہر نکل آیا۔

"جناب! ——— ادھر دھماکوں کی آوازیں سنائی دی گئی ہیں" ——— انسپکٹر نے باہر نکلتے ہی کرنل فرانک کو باقاعدہ سلیوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — ریڈ آرمی کا مشن ہے ——— تم واپس جاؤ ——— اور سنو! اگر کوئی اور پولیس کار آ رہی ہو تو اسے بھی واپس لے جانا" ——— کرنل فرانک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! — یس سر — یس سر" ——— انسپکٹر نے جلدی سے دوبارہ سلیوٹ مارا اور پھر واپس کار میں بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے کار تیزی سے گھومی اور واپس دوڑتی چلی گئی۔

"آؤ نکلسن! — شاید اس عمران کا جسم سلامت رہ گیا ہو" ——— پولیس کار کے واپس جاتے ہی کرنل فرانک نے نکلسن سے مخاطب ہو کر کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

عمارت واقعی مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی اور نہ صرف وہ عمارت بلکہ اس کی عقبی اور ایک سائیڈ پر موجود ملحقہ کوٹھی بھی تباہ ہو گئی تھی اردگرد کے علاقے کے لوگ کچھ فاصلے پر اکٹھے ہو کر یہ خوفناک منظر دیکھ رہے تھے لیکن شاید ریڈ آرمی کی کاروں کو وہاں موجود دیکھ کر انہیں آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑ رہی تھی۔

ٹائیگرز جنہوں نے سرخ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے اور ان لباسوں کے اوپر انہوں نے عام سے اوورکوٹ پہن رکھے تھے۔ ملبے میں جگہ جگہ کھدائیوں میں مصروف نظر آ رہے تھے۔

کرنل فرانک جیسے ہی تباہ شدہ عمارت کے اندر داخل ہوا ایک لمبا تڑنگا آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اس کے چہرے پر بے پناہ سختی تھی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے گوشت پوست کی بجائے اس کا چہرہ کسی ٹھوس چٹان میں سے کاٹ کر اس کے جسم پر لگا دیا گیا ہو۔ یہ چیف ٹائیگر تھا۔

"کیا ہوا ——— کوئی لاش سلامت ملی ہے" ——— کرنل فرانک نے اس کے قریب آتے ہی پوچھا۔

"لاش تو ایک طرف سر ——— ابھی تک تو کسی انسانی جسم کا ایک ذرہ تک نہیں ملا" ——— چیف ٹائیگر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب! ——— تم نے تو رپورٹ دی تھی کہ سب لوگ اندر ہی ہیں ——— اس لحاظ سے تو ان کی تعداد نو دس ہونی چاہیئے" ——— کرنل فرانک نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ——— ہم مکمل طور پر نگرانی کر رہے تھے۔ ان میں سے

کوئی بھی باہر نہیں نکلا ـــــ جس ویگن پر وہ لوگ آئے اور پھر بعد میں
لڑکی اور معذور آدمی آئے تھے وہ ویگن بھی اندر موجود تھی۔ اس کا
تباہ شدہ ڈھانچہ آپ کو نظر آ رہا ہو گا ـــــ لیکن ابھی تک کسی انسانی جسم
کا کوئی حصہ بھی ملبے سے برآمد نہیں ہوا" ـــــ چیف ٹائیگر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ـــــ تلاش کرو انہیں" ـــــ کرنل فرانک نے
انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور چیف ٹائیگر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

"باس! ـــــ کہیں وہ لوگ ریڈ سے پہلے ہی نہ نکل گئے ہوں
اب تک تو ان میں کسی کی لاش یا اس کا کوئی ٹکڑا تو مل ہی جانا چاہیے
تھا" ـــــ نکلسن نے کہا۔

"شٹ اپ! ـــــ ریڈ ٹائیگرز جب نگرانی کر رہے ہوں تو مکھی بھی
ان کی نظروں سے چھپ کر نہیں نکل سکتی ـــــ ہو سکتا ہے کہ وہ
ملبے کے نیچے گہرائی میں دفن پڑے ہوں" ـــــ کرنل فرانک نے
تیز لہجے میں کہا۔

اور پھر انہیں وہاں انتظار کرتے ہوئے آدھا گھنٹہ مزید گذر گیا لیکن
تلاش کرنے والے ٹائیگرز کی طرف سے کوئی امید افزا اطلاع نہ ملی۔

"یہ آخر کیا ہو رہا ہے ـــــ یہ کیسے ممکن ہے" ـــــ کرنل فرانک
نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ـــــ ڈاج ہو گیا ہے سر" ـــــ اچانک ملبے کے ڈھیر میں سے
چیف ٹائیگر نے باہر نکل کر چیختے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــــ کیسا ڈاج ہو گیا ہے" ـــــ کرنل فرانک نے

… بری طرح اچھل پڑا۔

"… ملبے کے نیچے سے ایک تہہ خانہ اور ایک خفیہ راستہ
… جو عقبی کوٹھی میں جا کر ختم ہو رہا ہے ـــــ وہ کوٹھی
… طور پر تباہ ہو چکی ہے ـــــ وہ لوگ یقیناً اس خفیہ راستے
… عقبی کوٹھی میں گئے ہیں اور پھر وہاں سے نکل گئے ہیں۔
… یا اس کا ٹکڑا نہیں ملا ـــــ حالانکہ ہم نے سارا ملبہ کھود
…" ـــــ چیف ٹائیگر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ناسنس! ـــــ تم اس قدر لاپرواہ ہو کہ وہ لوگ نکل گئے
… کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہے" ـــــ کرنل
… نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ وہ اس قدر زور سے چیخا تھا
… کی آواز پھٹ گئی۔

"سر! ـــــ آپ نے صرف نگرانی کا حکم دیا تھا ـــــ اگر آپ اجازت
… تو ہم اندر بھی ان کی چیکنگ کرتے ـــــ اور پھر آپ ہی نے
… دیا تھا کہ نگرانی انتہائی خفیہ ہونی چاہیے تاکہ وہ لوگ خبردار نہ ہو
…" ـــــ چیف ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن
… فرانک نے اس کی بات نہ سنی اور تیزی سے ملبے کی طرف
… پڑا۔ اس کا ذہن بری طرح بھونچال کی زد میں آیا ہوا تھا اس
… وقت کئی عمارتیں بھی تباہ کرا دی تھیں لیکن وہ ایک آدمی بھی
… سکا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ سب ٹائیگرز کو یہاں کھڑے
… کے گولیوں سے بھون ڈالے۔

اور جب اس نے وہ تہہ خانہ اور سرنگ نما خفیہ راستہ عقبی کوٹھی

میں جاتے دیکھا تو محاورتاً نہیں حقیقتاً اس نے اپنا سر پیٹ لیا۔ عقبی کوٹھی جزوی طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ لیکن باقی سلامت کوٹھی کو بھی انہوں نے چھان مارا۔ کوٹھی خالی تھی اور کوٹھی کے باہر "کرائے کے لئے خالی ہے" کا لٹکا ہوا بورڈ ان کا منہ چڑا رہا تھا۔ اور غصے اور ناکامی کی وجہ سے کرنل فرانک کا چہرہ مسخ ہو رہا تھا۔

"سنو! ۔۔۔ اب سارے شہر میں پھیل جاؤ ۔۔۔ وہ لوگ فوری طور پر نہ میک اپ کر سکتے ہیں ۔۔۔ اور نہ لباس بدل سکتے ہیں۔ اس لئے وہ لوگ آسانی سے چیک کر لئے جائیں گے ۔۔۔ پھر ایک معذور آدمی اور ایک لڑکی بھی ان کے ساتھ ہے اور معذور آدمی کو یقیناً ان میں سے کسی نے کاندھے پر اٹھایا ہوگا ۔۔۔ فوری طور پر چیک کرو ۔۔۔ اور جہاں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر آئے اُسے پکڑ لو ۔۔۔ میں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں کے اندر ان سب کو زندہ یا مُردہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں دیکھنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے تیز لہجے میں چیف ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ نکلسن بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑا تھا۔

"دیکھا تم نے نکلسن! ۔۔۔ یہ لوگ کس قدر خطرناک ہیں ۔۔۔ کس طرح صاف نکل گئے ہیں ۔۔۔ اب کرنل ڈیوڈ بھی میرا مذاق اڑائے گا ۔۔۔ اور پرائم منسٹر بھی جواب طلبی الگ کریں گے ۔۔۔ کاش! یہ لوگ نہ نکلتے تو میں کرنل ڈیوڈ کے سامنے ہمیشہ کے لئے سرخرو ہو جاتا"۔ کار میں بیٹھتے ہوئے کرنل فرانک نے نکلسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ۔۔۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے مخصوص گروپ کے ساتھ ان کے خلاف حرکت میں آجاؤں ۔۔۔ آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں کہ ایسے کاموں میں میرا گروپ کس قدر فعال ہے" ۔۔۔ نکلسن نے اجازت طلب لہجے میں کہا۔

"بالکل کام کرو ۔۔۔ سب گروپوں کو کام کرنے کا حکم دے دو ۔۔۔ اب میں ہر قیمت پر انہیں تلاش کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے میرے سب ہیڈ کوارٹر پر ڈراپ کر دیں اور خود ہیڈ کوارٹر چلے جائیں ۔۔۔ میں آپ کو جلد ہی خوشخبری سناؤں گا" ۔۔۔ نکلسن کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا اور کرنل فرانک کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ کیونکہ اُسے نکلسن کی صلاحیتوں پر پورا اعتماد تھا کہ نکلسن اگر صحیح معنوں میں کام کرنے پر آمادہ ہو جائے تو پھر اس کی گرفت سے کوئی نہیں نکل سکتا۔

دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے آگے پیچھے دوڑتی ہوئی ریڈ آرمی کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ ریڈ آرمی کا ہیڈکوارٹر ایک کمرشل علاقے میں وسیع و عریض یک منزلہ بلڈنگ میں قائم کیا گیا تھا اور اس بلڈنگ کے گرد ریڈ آرمی کے چاق و چوبند مسلح افراد انتہائی مستعدی سے پہرہ دیتے رہتے تھے۔

کرنل فرانک نے ہیڈکوارٹر کی حفاظت کے لئے خصوصی انتظامات کئے تھے۔ کیونکہ ایک مشن کے دوران عمران اور اس کے ساتھیوں نے جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کر دیا تھا اس لئے جب سے کرنل فرانک کے علم میں یہ بات آئی تھی تب سے اس نے ہیڈکوارٹر کی خصوصی حفاظت کی ہدایات جاری کر دی تھیں اور آجکل تو اس سلسلے میں کرنل فرانک اور بھی زیادہ چوکنا تھا۔ انتظامات اس قدر سخت تھے کہ ہیڈکوارٹر میں داخلے سے قبل خود کرنل فرانک کی بھی باقاعدہ تلاشی لی جاتی تھی اور

ٹ سے آگے بنی ہوئی ایک راہداری میں ایسی مشینیں فٹ تھیں جو ن سے گذرتے ہوئے افراد کا میک اپ چیک کر لیتی تھیں اور ۔ وئی خطرہ محسوس کرتیں تو راہداری کلوز ہو جاتی تھی۔

پہلی کار میں عمران کے ساتھ ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا تھے جبکہ ری کار میں کیپٹن شکیل، بلیک زیرو۔ تنویر اور صفدر تھے پہلی کار ن ڈرائیونگ عمران خود کر رہا تھا جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا۔ وہ سب مقامی افراد کے میک اپ میں تھے اور ان ے جسموں پر بھی عام سے لباس تھے۔ چلنے سے پہلے عمران نے ب ساتھیوں کو تفصیلی ہدایات دی تھیں۔ اور ان ہدایات کے طابق ہیڈکوارٹر سے دو تین گلیاں پہلے انہوں نے کاریں روک دینی تھیں اور اسلحہ لے کر نیچے اتر آنا تھا۔ عمران کے ساتھیوں کو ہیڈکوارٹر ہ بیرونی نقشہ بتا کر ہدایات دی تھیں۔ عمران اور ٹائیگر نے مین گیٹ سے اندر داخل ہونا تھا جب کہ تنویر اور کیپٹن شکیل نے عقبی دروازے سے حملہ کرنا تھا۔ جوزف اور جوانا نے بازار کی سائیڈ سے ہیڈکوارٹر پر راکٹ بم فائر کرنے تھے جب کہ صفدر اور بلیک زیرو کے ذمے پولیس یا ان کے پیچھے آنے والے اس طرح کے افراد کو روکنا تھا۔ خیاط کے دوست کی کوٹھی سے انہیں واقعی انتہائی جدید قسم کا تباہ کن اسلحہ مل گیا تھا اور اس وقت انہوں نے راکٹ گنیں جو صرف ایک بٹن دبانے سے مشین گنوں میں بدل جاتی تھیں کوٹ کے اندر بغلوں میں چھپائی ہوئی تھیں اور باقی اسلحہ جیبوں اور پشت پر لدے ہوئے تھیلوں میں بھرا ہوا تھا۔

عمران کی ہدایت کے مطابق ان سب نے یکلخت بے تحاشا فائرنگ کرنی تھی تاکہ ہیڈ کوارٹر میں موجود افراد کسی طور پر بھی نہ سنبھل سکیں۔

عمران اور ٹائیگر نے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا تھا۔ عمران نے اس حملے کا مقصد یہ بتایا تھا کہ وہ ریڈ آرمی کے مخصوص ریکارڈ رُدم سے اس مشن کی فائل حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ ہر مشن سے متعلق فائل ریڈ آرمی اور جی۔ پی۔ فائیو کے ریکارڈ رُومز میں ضرور موجود رہتی تھی۔ جس میں مشن کی صرف موٹی موٹی باتیں درج ہوتی تھیں تاکہ دونوں ایجنسیاں فوری ضرورت کے وقت ان سے رہنمائی حاصل کر سکیں۔ لیکن یہ ریکارڈ ہیڈ کوارٹر کے ایک خفیہ تہہ خانے میں بنایا گیا تھا جہاں تک کسی عام آدمی کا پہنچنا خاصا مشکل تھا اور پھر جس انداز میں عمران نے اس فائل کو اڑانے کا پروگرام بنایا تھا وہ تو ایک لحاظ سے صریحاً خودکشی کے برابر تھا۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر پر حملہ ہوتے ہی یقیناً پولیس اور ریڈ آرمی اور جی۔ پی۔ فائیو کے وہ افراد جو شہر میں پھیلے ہوتے تھے وہاں پہنچ جاتے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا ان کا گھیرا توڑ کر نکل جانا ناممکن تھا۔ لیکن عمران جب کوئی فیصلہ کر لے تو پھر وہ اس پر ہر صورت میں عمل کر گذرنے کا عادی تھا چاہے اس میں سو فیصد رسک ہی کیوں نہ موجود ہو۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ میں اور آپ خفیہ طور پر ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ۔۔۔ ان کے کسی آدمی کے میک اپ میں ۔۔۔ اور پھر وہاں سے فائل نکال لاتے" ۔۔۔ ٹائیگر نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد بات کرتے ہوئے کہا۔

ریڈ آرمی آدمیوں پر نہیں ۔۔۔ جانوروں پر مشتمل ہے اور میں فی الحال ... نہیں بننا چاہتا" ۔۔۔ عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اور ... خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اس موقع پر کوئی دوسرا لفظ ... نہیں چاہتا۔

عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی طاری تھی اور اس بے پناہ سنجیدگی کی وجہ سے اس کی ساری شخصیت ہی بدل گئی تھی اور یوں محسوس ہوتا تھا جیسے زندگی میں کبھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی ہی ... ہو۔

"ہمارے پاس وقت کم ہے ۔۔۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ کرنل ... نے ہیڈ کوارٹر کو سائنسی انداز میں ناقابل تسخیر بنا رکھا ہے۔ اس ... ڈائریکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ۔۔۔ میں وہ فائل ... ی طور پر چاہتا ہوں تاکہ مجھے معلوم ہو سکے کہ انہوں نے ریڈ اسکوائر ... حفاظت کے لئے کیا پلان بنایا ہے" ۔۔۔ عمران نے چند لمحے ... خاموش رہنے کے بعد خود ہی ٹائیگر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب" ۔۔۔ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"میں اور تم مین گیٹ سے اندر جائیں گے ۔۔۔ تم نے مجھے سائیڈوں اور پشت سے کوریج دینی ہے" ۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں پہلے ہی پوزیشن سمجھ گیا ہوں ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں" ۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے ایک چوک کراس کرتے ہی کار کی ... آہستہ کر دی اور پھر اس نے کار دائیں ہاتھ پر بنی ہوئی ایک تنگ

سی گلی میں لے جا کر روک دی۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے ہی گلی میں داخل ہوئی اور عمران کی کار کے پیچھے رک گئی۔

"سب لوگ اپنی اپنی پوزیشنوں پر پہنچ جاؤ ——— میں اور ٹائیگر ٹھیک دس منٹ بعد آپریشن شروع کر دیں گے اور جیسے ہی پہلا دھماکہ گونجے، تم سب نے حرکت میں آجانا ہے ——— اور مشن کا اختتام ٹریج فائر پر ہوگا ——— ٹریج فائر ہوتے ہی پلاننگ کے مطابق صفدر اور راشد ڈاٹ کاریں لے کر مخصوص جگہوں پر پہنچ جائیں گے ——— اور اگر کوئی کار میں سوار نہ ہو سکے تو پھر اسے اپنے طور پر نئی عمارت میں پہنچنا ہوگا۔"

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ایک بار پھر ساتھیوں کو ہدایات دیں اور پھر تیزی سے واپس سڑک کی طرف مڑ گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے چل پڑا جب کہ باقی ساتھی بھی اپنے اپنے مخصوص پوائنٹس پر پہنچنے کے لئے حرکت میں آ گئے۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک پر آیا۔ سڑک خاصی مصروف تھی سڑک کے دونوں اطراف میں بنے ہوئے فٹ پاتھوں پر لوگوں کا خاصا رش تھا کیونکہ یہ سارا علاقہ کمرشل تھا۔ اس لئے یہاں ہر قسم کے شوروم اور دکانیں موجود تھیں۔ ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کی وسیع یک منزلہ بلڈنگ وہاں سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر تھا۔ اس بلڈنگ پر کوئی بورڈ نہ تھا جب کہ اس کا مین گیٹ فولاد سے بنا ہوا تھا اور بند تھا۔ مین گیٹ سے باہر دو مسلح افراد خاموش کھڑے آنے جانے والوں کو دیکھنے میں مصروف تھے ان کے سینوں پر ریڈ آرمی کا مخصوص نشان تھا اور انہوں نے جدید قسم کی مشین گنیں ہاتھوں میں پکڑ رکھی تھیں۔

عمران اور ٹائیگر لوگوں کے درمیان چلتے ہوئے خاموشی سے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھے جا رہے تھے۔ دونوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی کیونکہ جو اقدام وہ کرنے جا رہے تھے وہ انتہائی خطرناک تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر اس کے اثرات ان دونوں کے چہروں پر نمایاں طور پر پھیل گئے تھے۔

"تم نے ان دونوں کو ختم کرنا ہے ——— میں پھاٹک پر راکٹ پھینکوں گا۔ اور پھر پھاٹک تباہ ہوتے ہی تم نے اندر موجود راہداری میں لگاتار راکٹ پھینکنے ہیں ——— اور اس کے ساتھ ہی ہم دونوں اندر گھس جائیں گے" ——— عمران نے قریب پہنچتے ہی سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

ہیڈ کوارٹر کی عمارت کے قریب پہنچنے سے پہلے عمران نے رفتار آہستہ کر دی۔ اس کی نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر جمی ہوئی تھیں۔

"یس ٹائیگر ——— فائر آن" ——— عمران نے یکلخت کوٹ کے اندر ہاتھ ڈالتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے بجلی کی سی پھرتی سے بغل سے راکٹ مشین گن نکالی اور دوسرے لمحے فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دونوں پہرے داروں کی چیخوں سے گونج اٹھی۔ اور ابھی ان کی چیخوں کی گونج فضا میں ہی تھی کہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور بند فولادی پھاٹک اڑ کر اندر کی طرف گرا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی خوفناک اور مسلسل دھماکے اندر راہداری میں ہونے لگے ٹائیگر انتہائی پھرتی سے مسلسل راکٹ اندرونی راہداری میں فائر کئے جا رہا تھا اور پھر جیسے ہر طرف خوفناک قیامت ٹوٹ پڑی۔ بازار میں گولیوں کی

تڑتڑاہٹ ، انسانوں کی چیخیں اور دوڑتی ہوئی کاروں کے ایک دوس
کے ساتھ ٹکرانے کے دھماکوں کے ساتھ ہی ہیڈکوارٹر کے عقب او
سائیڈوں سے بموں اور راکٹوں کے خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنا
دینے لگیں۔ عمران کے ساتھیوں نے واقعی ہیڈکوارٹر پر قیامت ب
کر دی تھی۔

ٹائیگر کے فائر ہونے والے مسلسل راکٹوں نے راہداری کو ریت
کی طرح بکھیر کر رکھ دیا تھا اور ہر طرف گرد سی اڑنے لگی تھی۔

یس — کم آن" —— عمران نے چیخ کر کہا اور پھر وہ تیزی سے
راکٹ آگے کی طرف برساتا ہوا تباہ شدہ راہداری میں دوڑتا گیا۔ ٹائیگر
اس سے پشت ملاتے الٹا دوڑ رہا تھا اور اس کی راکٹ مشین گن
اس طرح سائیڈوں اور عقب میں مسلسل گولیاں برسا رہی تھی جیسے وہ
انسانی ہاتھوں میں ہونے کی بجائے کسی خودکار مشین میں فٹ کر
دی گئی ہو۔

راہداری کے اختتام کے بعد ایک وسیع و عریض کھلا احاطہ تھا جس
کی چاروں سائیڈوں پر برآمدے اور ان کے پیچھے کمرے تھے۔ عمران
نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے دو بم نکالے اور دائیں بائیں اچھا
دیئے۔ اسی لمحے ٹائیگر نے بھی دو بم پھینک دیئے۔ عقب اور سا ئیڈ
سے بھی مسلسل راکٹ اور بم پھینکے جا رہے تھے اس لئے پوری عمارت
ان بموں اور راکٹوں کے دھماکوں سے بری طرح لرز رہی تھی۔ اس
کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں نے بھی فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا تھا۔
بم پھینکتے ہی عمران نے غوطہ لگایا اور بجلی کی سی تیزی سے دائیں

وف موجود برآمدے میں جا پہنچا اور دوسرے لمحے برآمدے کی سائیڈ سے
یک مشین گن تڑتڑائی لیکن ٹائیگر چوکنا تھا۔ اس لئے دوسرے ہی لمحے
مشین گن چلانے والا چیخ مار کر دروازے سمیت اندر دھماکے سے
جا گرا۔ وہ دروازے کی اوٹ سے فائر کر رہا تھا اور ٹائیگر نے اس
دروازے پر راکٹ فائر کر دیا تھا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا برآمدے میں جا پہنچا
اور اس کے بعد تو اسے جیسے لٹو کی طرح گھومنا پڑا۔ کیونکہ دونوں سائیڈوں
سے اسے سپاہیوں کی جھلک محسوس ہوئی تھی اس نے اس قدر تیز رفتاری
سے گھوم کر راکٹ برسائے کہ خوفناک دھماکوں سے عمارت کے دونوں
اطراف کے حصے ان میں موجود انسانوں سمیت تنکوں کی طرح فضا میں
بکھر گئے۔

اسی لمحے ٹائیگر کو دو کمروں کے درمیان اندر جاتی راہداری کے
دوسرے سرے سے مشین گن چلنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بجلی کی
سی تیزی سے دوڑتا ہوا اس راہداری کے سرے پر پہنچا۔

"آجاؤ" —— دوسرے سرے سے عمران کی آواز سنائی دی اور
ٹائیگر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دوسرے
سرے پر سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں اور عمران یہی سیڑھیاں اتر رہا
تھا۔ ٹائیگر سیڑھیوں کے قریب پہنچتے ہی تیزی گھوما اور اس
نے راہداری کے پہلے سرے کی طرف مسلسل فائر کیا پھر پشت پر
موجود تھیلے میں ہاتھ ڈال کر اس نے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکال کر
ادھر کو اچھال دی۔ دوسرے لمحے راہداری کے سرے پر موجود برآمدے
میں اس قدر خوفناک شعلہ چمکا جیسے سورج برآمدے کے اندر اتر آیا ہو۔

شعلہ چمکنے کے ایک لمحے بعد اس قدر خوفناک دھماکہ ہوا کہ جیسے
وہاں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ اسی لمحے نیچے سیڑھیوں کے اختتام پر لگاتار
دو دھماکے ہوئے [یہ دھماکے عمران نے کیے تھے۔]
" اوپر رہنا ۔۔۔ میں اندر جا رہا ہوں" ۔۔۔ عمران کی چیختی ہوئی
آواز سنائی دی اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔
مسلسل اور خوفناک دھماکے ہر طرف سے سنائی دے رہے تھے
یوں لگتا تھا جیسے دشمن فوجیں آپس میں ٹکرا رہی ہوں۔ ان دھماکوں
کے ساتھ مشین گنوں کی فائرنگ بھی مسلسل ہو رہی تھی۔
ٹائیگر عمران کی آواز سنتے ہی تیزی سے آگے کو بڑھ گیا کیونکہ اب
وہاں رکنا فضول تھا۔ راہداری کے باہر برآمدے مکمل طور پر تباہ ہو
چکے تھے۔ اور اس سے باہر وسیع میدان میں ہر طرف گرد پھیلی ہوئی
تھی اور اس گرد میں پتھروں اور اینٹوں کے ٹکڑوں کے ساتھ ساتھ
انسانی اعضا بھی اڑتے ہوئے کبھی کبھی دکھائی دے جاتے تھے۔
راہداری کے سرے پر پہنچتے ہی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے
دائیں بائیں دونوں اطراف میں بم اچھال دیئے اور پھر وہ مسلسل
اسی کام میں لگا رہا۔ تھوڑے تھوڑے وقفے سے وہ راکٹ بھی فائر
کر دیتا اور بم بھی۔ اس طرح دراصل وہ اس راہداری کا تحفظ کر رہا تھا
کیونکہ اگر وہ راہداری میں پھنس جاتے تو یقیناً اس کا اور عمران کا
خاتمہ یقینی تھا۔
ٹائیگر کو گذرتا ہوا ایک ایک لمحہ صدیوں کے برابر محسوس ہو رہا تھا
کیونکہ کسی بھی لمحے ان پر کسی طرف سے بھی جوابی فائر ہو سکتا تھا۔ لیکن

ن واپس ہی نہ آ رہا تھا۔ ایک بار ٹائیگر نے سوچا کہ وہ عمران کے
پیچھے جائے۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ کیونکہ
اس طرح وہ یہ مورچہ خالی چھوڑ دیتا۔ اور اس مورچے کو خالی چھوڑنا
زندگی کی سب سے بڑی حماقت بن جاتی۔ اسے معلوم تھا کہ عمران
ید دس آدمیوں پر بھاری ہے۔
"ٹائیگر" ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد اسے عقب سے عمران کی آواز سنائی دی۔
"یس باس" ۔۔۔ ٹائیگر نے راکٹ فائر کرتے ہوئے مڑے بغیر کہا۔
"فائل مل گئی ۔۔۔ اب نکلنے کی کرو" ۔۔۔ عمران نے دوڑ کر اس
کے قریب آتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا لیکن
داری سے نکل کر دوڑتے ہوئے برآمدے میں پہنچتے ہی وہ یکلخت اچھل
منہ کے بل نیچے گرا۔ اس پر سائیڈ سے مشین گن کا فائر کیا گیا تھا اسی
لمحے عمران کا ہاتھ گھوما اور جس طرف سے فائر آیا تھا ادھر خوفناک اور
کان پھاڑ دھماکہ ہوا اور ٹائیگر اچھل کر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ تیزی سے
دوڑتا ہوا باہر میدان میں آ گیا۔ وہ اپنی بے پناہ پھرتی کی وجہ سے نیچے
گر کر فائر سے بچ نکلا تھا۔ گولیاں اس کے جسم کے اوپر سے نکل گئی
تھیں۔
باہر میدان میں آتے ہی عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا پستول
نکالا اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ پھر پستول واپس
جیب میں رکھ کر وہ ٹائیگر کے ساتھ دوڑتا ہوا بجائے مین گیٹ کی
طرف بڑھنے کے دائیں طرف تباہ شدہ حصے کی طرف بڑھتا گیا۔ پستول
کا ٹریگر دبتے ہی شوں کی آواز سے کوئی چیز آسمان کی طرف بلند ہوئی

اور پھر بلندی پر جاکر ایک ستارہ سا چمکا اور بجھ گیا۔ یہ ٹرچ فائر تھا
واپسی کی نشانی۔

اور اس فائر کے ہوتے ہی دھماکے یکلخت بند ہو گئے لیکن ان کے
کان ابھی تک ان دھماکوں کی بازگشت سے گونج رہے تھے۔

عمران بجلی کی سی تیزی سے دائیں طرف لوٹتے ہوئے ایک دراڑ
حصے میں داخل ہوا اور ٹائیگر جو اس کے پیچھے دوڑ رہا تھا اس کے
ساتھ ہی دراڑ میں داخل ہوا۔ دراڑ کا اختتام ایک پتلی سی گلی میں ہوا
اسی لمحے ایک کار کی بریکوں کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور دراڑ کے
اختتامی حصے کے بالکل سامنے کار رکی اور پھر اس کار کے دروازے
اس طرح کھل گئے جیسے وہ آٹومیٹک انداز میں سیٹ کئے گئے
ہوں۔ عمران اور ٹائیگر اچھل کر کار کے اندر داخل ہوئے اور کار
ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بلیک زیرو تھا۔

گلی سے ذرا آگے بڑھ کر کار گھومی اور پھر عمارت کے عقبی حصے
کی طرف دوڑتی گئی۔

اسی لمحے جوزف اور جوانا دوڑتے ہوئے ایک ٹوٹی ہوئی دیوار
کے پیچھے سے نمودار ہوئے اور بلیک زیرو نے کار کو پوری قوت
سے بریک مار دیئے۔ اور کار ایک جھٹکے سے رک گئی۔

کار کے رکتے ہی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے پھرتی سے
دروازہ کھول دیا اور جوزف اور جوانا دونوں اس طرح اچھل کر
کار کے اندر داخل ہوئے جیسے بندوق سے نکلنے والی گولی اپنے
ٹارگٹ پر جا پڑتی ہے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی کار ایک زوردار

جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

جوزف کے ایک بازو سے خون بہہ رہا تھا۔ لیکن اس کے چہرے
پر یہی چمک تھی جیسے وہ کوئی بہت بڑی جنگ جیت کر آیا ہو۔

کار ذرا سا آگے بڑھ کر انتہائی تیزی سے دائیں طرف گھومی اور
پھر ایک تنگ سی گلی میں دوڑتی ہوئی مین روڈ پر پہنچی اور پھر تیزی
سے بائیں طرف گھوم کر ایک کھلی سڑک پر دوڑتی چلی گئی۔

سڑک خالی پڑی تھی اور کار کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ جیسے وہ
کار کی بجائے کوئی جیٹ جہاز ہو۔

کار جیسے ہی ایک چھوٹے سے چوک کے قریب پہنچی، عمران کے
ساتھیوں کی دوسری کار ایک سائیڈ گلی سے نکل کر ان کی کار کے
پیچھے دوڑنے لگی۔ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر بیٹھا ہوا
نظر آ رہا تھا۔

دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اچانک ایک
سائیڈ روڈ پر مڑ گئیں۔ یہ کچی سڑک تھی۔ اور اس کے دونوں اطراف
میں کھیتوں کا طویل سلسلہ تھا۔

دونوں کاریں آگے پیچھے تیزی سے دوڑتی ہوئی سائیڈ پر موجود
درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف بڑھ گئیں۔ یہ خاصا گھنا جھنڈ تھا جیسے
ہی دونوں کاریں اس جھنڈ کے اندر پہنچیں، انہیں روک دیا گیا اور
پھر وہ سب لوگ اچھل کر کاروں سے نیچے اتر آئے۔ ان سب میں
صرف جوزف ہی معمولی زخمی ہوا تھا۔ اس کے بازو پر ایک گولی لگی تھی
لیکن وہ بھی معمولی سا زخم بنا سکی تھی۔ باقی سب صحیح سلامت تھے۔

"باقی اسلحہ یہیں پھینک دو —— پستول تک نہ ہو کسی کے پاس"۔ عمران نے کار سے باہر آتے ہی چیخ کر کہا اور ان سب نے اپنی اپنی پشت پر موجود تھیلے اتار کر نیچے پھینک دیئے۔ اس کے بعد انہوں نے اوورکوٹ بھی اتارے اور انہیں بھی قریب کھڑی کاروں کے اندر پھینک دیا۔

عمران نے آگے بڑھ کر ایک کار کے ڈیش بورڈ کے اندر موجود ایک بوتل نکالی جس کے اوپر سپرے فٹ تھا۔ اور اس بوتل کے اندر شفاف رنگ کا سیال تھا۔

عمران نے باری باری سب ساتھیوں کے چہروں اور سر کے بالوں پر یہ شفاف سیال سپرے کیا اور آخر میں اس نے اپنے چہرے اور بالوں پر بھی سپرے کیا۔

سپرے ہوتے ہی ان سب کے چہروں پر موجود میک اپ بھاپ بن کر اڑ گیا۔ عمران نے پہلے ہی اپنے اور اپنے ساتھیوں کے چہروں پر ڈبل میک اپ کیا تھا اور اوپر والا میک اپ اس سپرے سے خود بخود غائب ہو جاتا تھا جب کہ نچلے میک اپ پر اس سپرے کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اس لئے سپرے ہونے کے بعد ان سب کے چہرے اور بالوں کا رنگ یکسر بدل گیا۔ اوورکوٹوں کے نیچے انہوں نے باقاعدہ مختلف رنگوں کے کوٹ پہن رکھے تھے اس لئے اوورکوٹ اترنے کے بعد ان کا لباس بھی پہلے سے مختلف ہو گیا تھا۔

"اب آپ سب مختلف سمتوں سے سڑک پر پہنچیں —— اور پھر وہاں سے جس طرح بھی ممکن ہو مین پوائنٹ پر پہنچنے کی کریں"۔ ——

عمران نے انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"آپ یہیں رکیں گے" —— ؟ بلیک زیرو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں! —— فی الحال یہ محفوظ جگہ ہے —— اور میں یہاں فائل کا مطالعہ کرنے کے بعد اسے جلاؤں گا اور پھر شہر کا رخ کر دوں گا۔ ورنہ یہ فائل میرے لئے پھانسی کا پھندہ بھی بن سکتی ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے درختوں کے جھنڈ سے باہر نکلے اور پھر علیحدہ علیحدہ سمتوں میں مڑ گئے۔ جب کہ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے فائل نکالی اور اطمینان سے اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس نے یہ فائل اس قدر خوفناک تباہی کے بعد حاصل نہ کی ہو بلکہ کسی دوست نے اسے تحفے کے طور پر بذریعہ ڈاک بھیج دی ہو۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر وہ فائل کے مطالعے میں گم تھا۔

جارہے ہیں ۔۔۔ اس تنظیم کو کیوں نہ ختم کر دیا جائے" ۔۔۔ صدرِ مملکت نے انتہائی سرد اور تلخ لہجے میں کہا۔

"سر! ۔۔۔ بظاہر حالات یہی ہیں ۔۔۔ لیکن آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی پہلے بھی ایسے ہی رہی ہے ۔۔۔ ان لوگوں نے جس طرح ہیڈکوارٹر پر ڈائرکٹ حملہ کیا ہے اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ اچانک اور انتہائی خوفناک حملہ ۔۔۔ جس نے کسی کو سمجھنے اور سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اور اس سے میری یہ بات درست ثابت ہوتی ہے کہ ہم نے انہیں اس کالونی میں گھیر لیا تھا ۔۔۔ لیکن ہمیں اس عمارت میں کسی خفیہ راستے کا علم ہی نہ تھا ۔۔۔ ہیڈکوارٹر پر ان کا حملہ انتقامی کارروائی کے طور پر تھا حالانکہ اس حملے سے ان کا کوئی مقصد پورا نہ ہوتا تھا ۔۔۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ عمران کی انتہائی گہری چال ہے ۔۔۔ اس نے یہ حملہ کر کے یہی پلاننگ کی ہے کہ اس طرح حکومت ریڈ آرمی تنظیم کو ختم کر دے گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ دوسرا حملہ جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈکوارٹر پر کرے۔ اس طرح جی۔ پی۔ فائیو بھی ختم کر دی جائے گی ۔۔۔ اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پوری طرح کھل کھیلنے کا موقع مل جائے گا۔ ویسے آپ بااختیار ہیں ۔۔۔ جو چاہیں کر سکتے ہیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔ بات کے آغاز میں اس کے لہجے میں نرمی تھی لیکن جیسے جیسے وہ بات کرتا گیا اس کے لہجے میں خود بخود سختی کا عنصر بڑھتا گیا۔

"گڈ آرگومنٹس کرنل فرانک! ۔۔۔ آپ کے اس انداز نے آپ کی

عزت میرے دل میں بڑھا دی ہے ۔۔۔ واقعی ہمیں اس انداز میں نہیں سوچنا چاہیئے" ۔۔۔ صدرِ مملکت نے بجائے غصے ہونے کے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سر! ۔۔۔ اگر ہم دشمنوں کے حملوں کے نتیجے میں اپنی ایجنسیاں بند کرتے رہے تو یہ ملک کے لئے اچھی بات ثابت نہیں ہو گی ۔۔۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں یہ عمران اور اس کے ساتھی اس لئے کامیاب رہتے ہیں کہ انہیں یہاں پناہ گاہیں بھی مل جاتی ہیں اور اسلحہ بھی ۔۔۔ اگر ہم ایسے اقدامات کر لیں کہ انہیں یہاں پناہ گاہیں اور اسلحہ نہ مل سکے تو یہ لوگ دو دن بھی آزاد نہیں رہ سکتے" ۔۔۔ وزیرِ اعظم نے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی محترم وزیرِ اعظم! ۔۔۔ کہ ملک ہمارا۔ یہاں کے عوام ہمارے ۔۔۔ پولیس کے ساتھ ساتھ جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی کے ہزاروں تربیت یافتہ افراد بھی یہیں موجود ہیں ۔۔۔ اور وہ لوگ اجنبی ہیں ۔۔۔ ان کے پاس بظاہر کوئی وسائل نہیں ہیں۔ لیکن کامیاب انہی کے اقدامات رہتے ہیں ۔۔۔ ہم صرف باتیں ہی کرتے رہ جاتے ہیں ۔۔۔ آخر وہ پکڑے کیوں نہیں جاتے" ۔۔۔؟ صدرِ مملکت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ وہ پکڑے تو گئے تھے ۔۔۔ جی۔ پی۔ فائیو نے انہیں ٹریپ کر لیا تھا ۔۔۔ لیکن وہ پھر ناممکن کو ممکن بنا کر نکل گئے ۔۔۔ ملٹری جیل سے ان کا فرار ۔۔۔ اور پھر غائب ہونا ناممکن ہی تھا لیکن ایسا ہو گیا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ بے حد ہوشیار آدمی تھا۔

کرنل ڈیوڈ نے تفصیل سے جواب دیا تو ان سب کے چہروں پر گہری تشویش کے آثار نمودار ہو گئے۔

"اوہ! ۔۔۔ آپ نے انتہائی ذہانت آمیز بات کی ہے ۔۔۔ آپ فوراً چیک کریں کہ ریکارڈ روم میں وہ فائل موجود ہے یا نہیں" صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔

"جس انداز میں ریکارڈ روم تباہ ہوا ہے اب یہ بات چیک نہیں ہو سکتی ۔۔۔ ریکارڈ روم میں اس قدر طاقت ور بم مارے گئے ہیں کہ وہاں موجود ہر فائل ختم ہو گئی ہے ۔۔۔ ویسے کرنل ڈیوڈ کی بات غلط بھی ہو سکتی ہے ۔۔۔ کیونکہ ہیڈ کوارٹر کا صرف ریکارڈ روم ہی تباہ نہیں ہوا ۔۔۔ بلکہ ہیڈ کوارٹر کا ہر شعبہ اسی طرح تباہی کا شکار ہوا ہے" ۔۔۔ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"جناب! ۔۔۔ میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے ۔۔۔ اگر ہم صحیح معنوں میں اس تجویز پر عمل کر سکیں تو میرے خیال میں ہم ان لوگوں کو پکڑ بھی سکتے ہیں ۔۔۔ اور اپنا مشن بھی آسانی سے مکمل کر سکتے ہیں" ۔۔۔ وزیر اعظم نے اچانک کہا تو صدر مملکت سمیت سب چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

"آپ فرمائیں! ۔۔۔ آپ کی ذہانت کی تو پوری دنیا قائل ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا تو وزیر اعظم نے مسکرا کر اظہار تشکر کے طور پر سر ہلا دیا۔

"ہمارا اصل مشن ریڈ اسکوائر میں مکمل ہونا ہے ۔۔۔ اس کے علاوہ کسی اور عمارت میں مکمل نہیں ہو سکتا۔ یہ بات تو طے ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"بالکل" ۔۔۔ صدر مملکت نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"فرض کیا کہ عمران کو ریڈ اسکوائر کا علم ہو گیا ہے ۔۔۔ لیکن مجھے یقین ہے۔ اُسے کم از کم یہ علم نہ ہو گا کہ ہم ریڈ اسکوائر میں ہی مشن کو مکمل کرنے پر مجبور ہیں ۔۔۔ کیونکہ وہ اب تک لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکا۔ بہرحال ڈاکٹر لارنس سے ملے اُسے یہ معلوم نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اور اگر اس نے ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر سے فائل حاصل کر بھی لی ہے ۔۔۔ تب بھی اس فائل میں یہ مجبوری درج نہیں ہے کہ ہمارا یہ مشن ریڈ اسکوائر کی عمارت پر ہی مکمل ہو سکتا ہے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"آپ کا آئیڈیا بالکل درست ہے۔ مگر ۔۔۔" صدر مملکت نے کہنا چاہا۔

"میری بات مکمل ہونے دیجیے سر" ۔۔۔ وزیر اعظم نے صدر مملکت کی بات ٹوکتے ہوئے کہا اور صدر مملکت خاموش ہو گئے۔

"اب اگر ہم ریڈ اسکوائر کی بجائے کسی اور مناسب عمارت کو منتخب کر لیتے ہیں ۔۔۔ اور اس عمارت کے گرد ریڈ آرمی اور جی۔ پی۔ فائیو کا انتہائی سخت پہرہ لگا دیتے ہیں ۔۔۔ اور پھر ساتھ ہی یہ اعلان بھی کرا دیتے ہیں کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم ایک اہم مشن کی تکمیل کے لئے اس عمارت میں جائیں گے ۔۔۔ تو یقیناً وہ شخص عمران یہی سمجھے گا کہ ہم نے ریڈ اسکوائر کی بجائے دوسری عمارت ٹارگٹ کے لئے منتخب کر لی ہے ۔۔۔ چنانچہ وہ اس عمارت پر حملہ کرنے کی کوشش کرے گا ۔۔۔ لیکن اصل ٹارگٹ صرف ریڈ اسکوائر میں ہی مکمل کیا جائے گا انتہائی خاموشی سے ۔۔۔ تو میرا خیال ہے ایک تیر سے دو نشانے

ہوسکتے ہیں" ۔۔۔۔ وزیرِاعظم نے کہا۔
"لیکن ہم ریڈ اسکوائر کو بالکل خالی نہیں چھوڑ سکتے ۔۔۔۔ ایسا ہوسکتا
ہے کہ ایک تنظیم دوسری عمارت کی حفاظت کرے۔ جب کہ دوسری
تنظیم ریڈ اسکوائر کی حفاظت پر مامور ہو ۔۔۔۔ اس طرح عمران کو
یہ علم نہ ہوسکے گا کہ اصل ٹارگٹ کس عمارت میں مکمل ہو رہا ہے"۔
صدرِ مملکت نے تجویز میں ترمیم کرتے ہوئے کہا۔
"سر ۔۔۔۔ میں نے یہ تجویز اس لئے پیش کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کا ٹکراؤ اب تک صرف انہی دونوں ایجنسیوں یعنی ریڈ آرمی
اور جی۔ پی۔ فائیو سے ہوتا رہا ہے ۔۔۔۔ وہ لوگ ان ایجنسیوں سے
واقف ہیں ۔۔۔۔ جب کہ اسرائیل میں کئی ایسی خفیہ ایجنسیاں موجود
ہیں جن کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس والے نہیں جانتے۔
آخر لیبارٹری کی حفاظت بھی تو ایسی ہی ایجنسیاں بخوبی سرانجام دے
رہی ہیں ۔۔۔۔ اور ان کی اب تک کی کارکردگی بے مثال رہی ہے
مثلاً ریڈ ایرو کے کرنل ھارڈ ۔۔۔۔ اور ٹارڈ کے کرنل جاگورا ۔۔۔۔ اور
اسی طرح دوسری خفیہ ایجنسیاں ہیں ۔۔۔۔ انہیں ریڈ اسکوائر کی حفاظت
پر تعینات کیا جاسکتا ہے ۔۔۔۔ اس طرح ریڈ اسکوائر محفوظ بھی
رہے گی ۔۔۔۔ اور مشن بھی مکمل ہو جائے گا ۔۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ
وقت میں بھی فرق ڈالا جاسکتا ہے ۔۔۔۔ ہم دوسری عمارت میں تقریب
کا وقت ایک گھنٹہ پہلے رکھ سکتے ہیں تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس
وہاں ریڈ کرے تو اسے الجھا لیا جائے اور ادھر ریڈ اسکوائر میں مشن
مکمل کر دیا جائے" ۔۔۔۔ وزیرِاعظم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ انتہائی شاندار تجویز ہے ۔۔۔۔ واقعی اس طرح مشن بھی
مکمل ہوجائے گا ۔۔۔۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ٹریپ کر
لیا جائے گا" ۔۔۔۔ صدرِ مملکت نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے اس تجویز پر کوئی تبصرہ نہیں
کیا۔ کیونکہ اس تجویز سے ان دونوں کی ایجنسیوں کی دوسری ایجنسیوں کی
نسبت اہانت کا پہلو نکلتا تھا۔
"آپ کا کیا خیال ہے اس تجویز کے بارے میں" ۔۔۔۔ صدرِ مملکت
نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔
"سر ۔۔۔۔ تجویز انتہائی شاندار اور قابلِ عمل ہے ۔۔۔۔ البتہ اس تجویز
میں ایک پہلو ایسا ہے جس کے بارے میں میرا خیال ہے کہ اگر مزید
غور کر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا" ۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
"وہ کیا ہے" ۔۔۔۔ ؟ صدرِ مملکت سے زیادہ وزیرِاعظم نے چونک
کر پوچھا۔
"سر ۔۔۔۔ ہم اور ہماری ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے
اچھی طرح واقف ہیں ۔۔۔۔ اس لئے ہم ان کی کارکردگی کو مدِنظر رکھتے
ہوئے حفاظت کی بہتر پلاننگ کر سکتے ہیں ۔۔۔۔ جب کہ جن ایجنسیوں
کے نام جناب وزیرِاعظم صاحب نے لئے ہیں یہ ایجنسیاں ملٹری فیلڈ کے
لئے مخصوص ہیں ۔۔۔۔ انہیں سول فیلڈ میں کام کرنے کا تجربہ نہیں ہے
اور خاص طور پر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی سے قطعاً
واقف نہیں ہیں ۔۔۔۔ ہم زیادہ سے زیادہ ان تک ان لوگوں کے حلیئے

پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھی میک اَپ کے ماہر ہیں اس لئے سر ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ایجنسیاں بُری طرح ناکام ہو جائیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا اصل مشن ہی تباہ ہو جائے گا" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑی ذہانت سے اپنی بڑائی کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہی پوائنٹ ہماری فیور میں جائے گا۔ عمران اور اس کے ساتھی لامحالہ آپ کی وجہ سے دوسری عمارت کی طرف متوجہ ہو جائیں گے ۔۔۔ اور دوسری عمارت کی حفاظت کے لئے ہم انتہائی نمائشی انتظامات کریں گے۔ مثلاً اس عمارت تک جاتی ہوئی تمام سڑکیں بلاک کر دی جائیں گی ۔۔۔ ارد گرد کی عمارتیں خالی کرا کر وہاں بھی سپاہی تعینات کر دیئے جائیں گے ۔۔۔ عمارت کے اوپر دو تین گن شپ ہیلی کاپٹر موجود ہوں گے۔ اس سے لازماً یہ لوگ یہی سمجھیں گے کہ مشن کی تکمیل یہیں ہو رہی ہے ۔۔۔ باقی رہی ان ایجنسیوں کی کارکردگی ۔۔۔ تو یہ لوگ بھی انتہائی منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ میرے ذہن میں یہ پلاننگ پہلے سے تھی اس لئے میں نے ان ایجنسیوں کی کارکردگی کا ریکارڈ منگوا کر چیک کیا تھا ۔۔۔ ان میں سے دو ایجنسیوں کا ریکارڈ انتہائی شاندار ہے ۔۔۔ ریڈ ایرو اور ٹارڈ ۔۔۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ان دونوں ایجنسیوں کو یہاں حفاظت کے لئے تعینات کیا جائے" ۔۔۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ۔۔۔ میں آپ سے پوری طرح متفق ہوں ۔۔۔ بس فیصلہ ہوگیا۔ اب اس تجویز پر عمل ہوگا ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک اب آپ جا سکتے ہیں۔ آپ تک ہدایات پہنچ جائیں گی" ۔۔۔ صدر مملکت

نے ۔۔۔ اور وہ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے فوجی انداز میں سیلوٹ مارا اور مُڑ کر بیرونی دروازے کی طرف چل پڑے۔

"یہ ہمارے ساتھ انتہائی زیادتی ہے ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بیکار ہیں اور یہ ملٹری ایجنسیاں ہم سے زیادہ ہوشیار ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کمرے سے باہر آتے ہی بڑبڑا کر کہا۔

"کرنل ڈیوڈ ۔۔۔ اب بھی ہمارے پاس ایک موقع موجود ہے۔ اگر ہم کام کریں اور کل سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ٹھکانا ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دیں ۔۔۔ تو ہم اپنی اہمیت صدر مملکت اور وزیر اعظم پر ثابت کر سکتے ہیں" ۔۔۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"وہ واقعی! ۔۔۔ مشن تو کل ہی مکمل ہونا ہے ۔۔۔ ابھی بہت وقت پڑا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھ میرے ہیڈ کوارٹر چلو۔ اس سلسلے میں کوئی واضح منصوبہ بندی کرتے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔

"اب یہ بات تو طے ہے کہ مشن کل دن کو گیارہ بجے ریڈ اسکوائر
مکمل کیا جائے گا ـــــ لیکن میں آج رات اس مشن کو ہر قیمت پر مکمل
چاہتا ہوں" ـــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت
نئی عمارت کے ایک بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھے۔ اس عمارت
تعلق بھی خیاط سے تھا اور یہ وہی عمارت تھی جس کے متعلق خیاط
بتایا تھا کہ یہ عمارت فلسطینی رہنما شاکر سراج انتہائی خفیہ کاموں کے
استعمال کرتے تھے۔ وہ سب ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے
ایک ایک کر کے علیحدہ علیحدہ یہاں پہنچے تھے جب کہ چانسٹی اور خ
یہاں پہلے سے موجود تھے۔
"لیکن عمران صاحب! ـــــ اس لیبارٹری پر حملہ کیسے ہو سکتا
اب تو وہ لوگ اور زیادہ چوکنا ہوں گے ـــــ اور پھر وہ مخصوص ا
بلیک زیرو نے کہا۔

کچھ بھی ہو ـــــ اگر ہم نے اس مشن کو تکمیل سے روکنا ہے تو ہمیں
قیمت پر اس لیبارٹری کو تباہ اور خاص طور پر اس ڈاکٹر لارنس کو ہلاک
نا پڑے گا ـــــ کیونکہ اب اسرائیل نے ریڈ اسکوائر کی حفاظت کے
ے اپنی پوری فوج تعینات کر دینی ہے ـــــ بہرحال ہم جن بھوت
نہیں ہیں کہ اس تمام حفاظتی دیواروں کو کراس کر کے اندر پہنچ
ہیں" ـــــ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"آپ کی بات درست ہے عمران صاحب! ـــــ واقعی ہمیں اس
لیبارٹری کو آج رات ہر قیمت پر تباہ کرنا پڑے گا۔ ورنہ پاکیشیا کے
خلاف یہ خوفناک مشن مکمل بھی ہو سکتا ہے ـــــ اور یہ مشن مکمل ہو گیا
تو پھر چاہے ہم پورے اسرائیل کو کیوں نہ تباہ کر دیں ـــــ ہم پاکیشیا
کے نقصان کی تلافی نہیں کر سکیں گے" ـــــ کیپٹن شکیل نے بڑے
سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"لیکن آخر کس طرح" ـــــ صفدر نے کہا۔
"جس طرح بھی ممکن ہو" ـــــ عمران نے جواب دیا۔
"عمران صاحب! ـــــ آپ کے ذہن میں لازماً کوئی تجویز تو ہو گی"
بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں! ـــــ میرے ذہن میں ایک تجویز موجود ہے۔ لیکن اس تجویز
میں رسک بے پناہ ہے اس لئے اس تجویز پر عمل بھی میں خود کروں گا"
عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ کیا ہم بے کار لوگ ہیں" ـــــ خاموش بیٹھا
ہوا تنویر یکلخت بھڑک کر بولا۔

"تم کیسے بے کار ہو گئے —— تم تو تنخواہ دار ہو —— بے کار تو میں ہوں" —— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مذاق مت کرو —— جو بھی تجویز ہو گی وہ ہم سب مل کر پوری کریں گے —— اس بات کو طے سمجھو" —— تنویر نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ تجویز تو بتائیں —— یہ باتیں بعد میں بھی ہو سکتی ہیں" —— بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں تجویز سن لو —— اس کے بعد مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا —— اگر تنویر اکیلا اس پر عمل کرے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کر سکتا ہوں —— تم مجھے موقع تو دو" —— تنویر نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا پہلے تجویز سن لو —— اس لیبارٹری میں اصل شخصیت ڈاکٹر لارنس ہے —— اگر کسی طرح ڈاکٹر لارنس کو لیبارٹری سے باہر نکالا جا سکے تو اس کی جگہ ہم میں سے کوئی بھی لے سکتا ہے —— اس کے بعد لیبارٹری میں داخلہ اور اس کی تباہی آسان ہو جائے گی" —— عمران نے کہا۔

"یہ تجویز ہے —— میرے خیال میں اس سے زیادہ احمقانہ تجویز ممکن ہی نہیں ہو سکتی" —— تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا! —— تم کوئی عقلمندانہ تجویز بتا دو" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر اگر اسلحہ مہیا ہو جائے تو ہم یہاں کسی ملٹری ایئرپورٹ

پر چھاپہ مار کر وہاں سے کوئی ہیلی کاپٹر حاصل کر سکتے ہیں اور پھر اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے اس لیبارٹری پر انتہائی طاقتور اور خوفناک بم پھینکے جا سکتے ہیں —— باقی ممبرز اس علاقے کے اردگرد ہی موجود رہیں گے —— ان بموں کی وجہ سے لازماً وہاں افراتفری پھیلے گی اس وقت اگر باقی ساتھی ان پر حملہ کر دیں تو نتیجہ یہ ہو گا کہ لیبارٹری کے اندر موجود لوگ باہر نکلنے اور اپنے ساتھیوں کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائیں گے —— اس پر اس لیبارٹری میں گھس کر اس لیبارٹری کو تباہ کیا جا سکتا ہے" —— تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق تجویز سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں! —— یہ تجویز صرف مفروضے پر مبنی ہے —— اگر لیبارٹری کے اندر موجود افراد باہر نہ آئے تو پھر ہماری ساری جدوجہد نہ صرف بے کار چلی جائے گی —— بلکہ ہم مارے بھی جائیں گے" —— صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور خیاط اندر داخل ہوا۔

"میں نے آپ حضرات کو اس لئے ڈسٹرب کیا ہے کہ آپ کی باتیں باہر برآمدے سے گزرتے ہوئے میرے کانوں میں پہنچی ہیں —— آپ نے کسی ڈاکٹر لارنس اور لیبارٹری کا ذکر کیا ہے اور میں یہ دونوں نام سن کر ہی چونکا ہوں —— دراصل بات یہ ہے کہ میرے بھائی ابومصدق کا بیٹا سعید سائنسدان ہے اور ابومصدق سے مجھے معلوم ہوا تھا کہ وہ آجکل کسی بہت بڑے سائنسدان ڈاکٹر لارنس کا اسسٹنٹ بنا ہوا ہے اور یہ سعید جانثی کا بچپن کا منگیتر ہے —— اس لئے اگر سعید ہمارے

کسی کام آسکتا ہے تو میں اس سے رابطہ قائم کرنے کے لئے تیار ہوں"۔ خیاط نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر چونک پڑا۔

"یہ آپ کے بھائی ابو مصدق وہی ہیں جو وزیر اعظم سیکرٹریٹ میں ملازم ہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں!۔۔۔ وہ وہاں سپیشل سیکرٹری ہیں ۔۔۔ حالانکہ وہ مسلمان ہیں لیکن یہودیوں کو ان پر بے حد اعتماد ہے ۔۔۔ وہ کافی پرانے ملازم ہیں اور اب تک ان کا ریکارڈ بے داغ رہا ہے ۔۔۔ یہ اور بات ہے کہ ان کی وجہ سے جناب شاکر سرات کو اسرائیلی حکومت کے انتہائی اہم اقدامات کے بارے میں علم ہوتا رہتا ہے"۔۔۔ خیاط نے ایک خالی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کسی طرح یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ ان کا بیٹا سعید اب بھی ڈاکٹر لارنس کے ساتھ ہی کام کر رہا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"یہ بات تو مجھے معلوم ہے کہ ڈاکٹر لارنس کسی خصوصی مشن پر کام کر رہا ہے اور سعید اس مشن میں اسے اسسٹ کر رہا ہے"۔۔۔ خیاط نے جواب دیا۔

"کیا اس لیبارٹری میں وہ جیالشی سے ملنے پر تیار ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"جیالشی سے لیبارٹری میں ۔۔۔ شاید نہیں ۔۔۔ کیونکہ مجھے ابو مصدق نے بتایا تھا کہ جس لیبارٹری میں ڈاکٹر لارنس کام کر رہا ہے اس کی انتہائی زبردست حفاظت کی جا رہی ہے اور اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے ملٹری فیلڈ کی چار انتہائی خفیہ ایجنسیاں تعینات ہیں جن کا سربراہ

[کر]نل ہارڈ ہے اور کوئی کرنل جاگورا بھی ساتھ ہے۔ اور ابو مصدق [کے] بقول کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا انتہائی سخت اور با اصول [ہ]یں"۔۔۔ خیاط نے جواب دیا۔

"کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا ۔۔۔ یہ دونوں نام میرے ذہن میں موجود [ہی]ں ۔۔۔ کیا ابو مصدق صاحب کرنل ہارڈ سے ملے ہیں کبھی" ۔۔۔؟ [عمرا]ن نے پوچھا۔

"مجھے اس بات کا علم نہیں ہے ۔۔۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں [ٹ]رانسمیٹر پر کال کر کے ابو مصدق سے پوچھ لیتا ہوں"۔۔۔ خیاط [نے] کہا۔

"کیا ابو مصدق مجھ سے بات کریں گے ۔۔۔ اور کیا وہ مجھے ضروری [معلوم]ات مہیا کر دیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں کریں گے ۔۔۔ وہ آپ کے بے حد مداح ہیں ۔۔۔ انہیں [آ]پ کی ساری کارگزاریوں کا بخوبی علم ہے ۔۔۔ آپ کے اکثر کارناموں [کی] تفصیلات تو انہوں نے ہی مجھے بتائی ہیں"۔۔۔ خیاط نے جواب [د]یتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ تو پھر آپ میری بات ابو مصدق صاحب سے کرا دیں"۔ [ع]مران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں معلوم کرتا ہوں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں ۔۔۔ میں ابھی آیا"۔۔۔ [خ]یاط نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"کیا آپ کرنل ہارڈ کو جانتے ہیں" ۔۔۔؟ خیاط کے باہر جاتے [ہی] بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں تو ایک کرنل ہارڈ سٹون کو جانتا ہوں" ـــــ عمران نے م
بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کرنل ہارڈ سٹون تو فریدی صاحب ہیں ـــــ میں اس کرنل ہا
کی بات کر رہا ہوں جس کا ذکر آنے پر آپ چونکے تھے" ـــ بلیک
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چونکا اسی لئے تو تھا کہ پہلے تو سٹون ہارڈ ہوا کرتے تھے۔ اب
خالی کرنل ہی ہارڈ ہونے لگ گئے ہیں" ـــــ عمران بھلا اتنی آسا
سے کہاں قابو میں آنے والا تھا۔

"تو آپ بتانا نہیں چاہتے" ـــــ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"راشد ڈار صاحب! ـــ آپ خوامخواہ اپنا نروس بریک ڈاؤن
کرانے پر تلے ہوئے ہیں ـــــ عمران صاحب جب کوئی بات نہ بتا
چاہیں تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ان سے نہیں پوچھ سکتی" ـــــ صفدر
مسکراتے ہوئے بلیک زیرو سے کہا۔

"کیوں نہیں پوچھ سکتی ـــــ اگر چیف باس چاہے تو اس کے حلق
میں انگلی ڈال کر سب کچھ اگلوا لے" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے
ہوئے کہا۔

"حلق میں انگلی صرف بوڑھوں کے ڈالی جاتی ہے ـــ اور وہ بھی
یہ معلوم کرنے کے بعد کہیں نقلی بتیسی تو موجود نہیں ہے۔ ورنہ انگلی
غائب بھی ہو سکتی ہے" ـــــ عمران نے بڑی معنی خیز نظروں سے
بلیک زیرو کو دیکھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو مسکرا دیا۔

"چیف باس کی بات اور ہے ـــ میں ان سے ہٹ کر بات کر رہا
تھا" ـــــ صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ـــ یعنی تمہارے چیف باس کی بات ہی اور ہے ـــ واہ!
کس لئے وہ پردے میں رہتا ہے" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"میں نے لفظ بات اور کہا ہے ـــ جنس اور نہیں کہا" ـــ صفدر
نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بہرحال بات تو ایک ہی ہے ـــ مقصد تو بات ہے ناں ـــ
کیوں راشد ڈار صاحب" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو
بے اختیار ہنس پڑا۔

اسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور خیاط اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب! ـــ اُدمصدق بھائی سے بات ہو گئی ہے۔
وہ ایک دعوت میں یہاں سے قریب ایک کلب میں موجود ہیں ـــ میں
نے ان سے بات کی اور جب آپ کا ذکر کیا تو وہ فوراً آپ سے ملنے
پر تیار ہو گئے ـــــ وہ دعوت ختم ہوتے ہی یہاں پہنچ جائیں گے"
خیاط نے کہا۔

"اور ان سے پہلے اگر ریڈ آرمی یا جی۔ پی۔ فائیو پہنچ گئی تو ـــــ؟"
عمران کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا تھا۔

"جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی ـــ کیا مطلب ـــــ؟" خیاط عمران
کی بات سن کر بری طرح چونکا۔

"ٹیلیفون چیک بھی ہو سکتا ہے ـــ اور میرا نام سنتے ہی یہ لوگ پاگل
کتوں کی طرح دوڑ پڑیں گے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! — نہیں عمران صاحب! — میں اور بھائی مصدق نے فلسطینیوں کے خصوصی خفیہ کوڈ میں بات کی ہے۔ اگر کوئی سُنے گا بھی سہی تو یہی سمجھے گا کہ دو حقیقی بھائیوں کے درمیان ایک خاندانی رشتے کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے — یہ ہمارا مخصوص کوڈ ہے جس سے اسرائیل کی کوئی ایجنسی آج تک واقف نہیں ہو سکی اور اس کوڈ کے مطابق آپ کا نام اُلٹ دیا گیا ہے یعنی آپ نارمع ہو گئے ہیں اس لئے بے فکر رہیں۔ اور جہاں تک اس عمارت میں ابومصدق کے آنے کی بات ہے تو وہ بے شمار دفعہ یہاں آکر شاکر سرات سے مل چکے ہیں" — خیاط نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کی بات پر بُری طرح گھبرا گیا تھا۔

"نارمع — یعنی اب نر مادہ دونوں اکٹھے ہو گئے — واہ! اسے کہتے ہیں تبدیلی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور خیاط بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آپ ان سے اکیلے ملیں گے یا ساتھیوں سمیت — وہ شاید آدھے گھنٹے کے اندر پہنچ جائیں گے" — خیاط نے کہا۔

"فی الحال اکیلا ملوں گا — ضرورت پڑی تو ساتھیوں کو بھی ان مذاکرات میں شامل کیا جا سکتا ہے" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں ملاقات والا کمرہ صاف کرا دوں — کافی عرصے سے بند پڑا ہونے کی وجہ سے خاصا گرد آلود ہو گیا ہے" — خیاط نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔

یہ بلڈنگ جو تباہ ہوئی اور جس میں عمران موجود تھا۔ خیاط کی سے ...ہر سے بقول خیاط وزیرِ اعظم کے سپیشل سیکرٹری ابومصدق کا چھوٹا ...ہے — اور اس بلڈنگ کی تباہی کے فوراً بعد عمران اور اس ...ساتھیوں نے خوفناک اسلحے سے لیس ہو کر میرے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا ... — تباہ شدہ بلڈنگ کے ملبے میں ایسا کوئی کمرہ نہیں ملا جہاں ...قسم کا اسلحہ موجود ہو — ورنہ وہ اسلحہ بھی ساتھ ہی پھٹتا — ...مطلب ہے کہ اس بلڈنگ سے نکلتے ہی انہیں کاریں بھی مل گئیں ...اسلحہ بھی" — کرنل فرانک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ یہ سارا کیا دھرا اس خیاط کا ہے" — کرنل ڈیوڈ ...ے کہا۔

"...ں بالکل! — خیاط اور اس کی بیٹی میرے آدمیوں کے سامنے ہی ...بلڈنگ میں داخل ہوئی — ان کی جیپ بلڈنگ کے اندر موجود

تھی جو تباہ ہوگئی ـــــ لیکن خیاط اور اس کی بیٹی کی لاشیں ملبے سے
ملیں۔ اس سے تم کیا اندازہ لگا سکتے ہو ـــــ اور پھر پہلے بھی جب
آدمیوں نے عمران کو چیک کیا تو وہ اسی جیپ میں سوار تھے اور خیاط
بیٹی اس میں موجود تھی" ـــــ کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کانڈی
سے نکل کر اس فارم میں گئے ـــــ وہاں خیاط اور اس کی بیٹی
انہیں نہ صرف پناہ دی بلکہ کسی خفیہ راستے سے انہیں نکال کر یہاں
دیا اور پھر خود بھی پیچھے آگئے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ کا
ہوئے کہا۔

"بالکل ایسا ہی ہوا ہے ـــــ وہ لڑکی پہلے عمران اور اس
ساتھیوں کو یہاں پہنچا کر گئی اور پھر اپنے باپ کو لے کر واپس آ
اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی وہ لوگ خیاط کی ہی کسی خفیہ پناہ گاہ
چھپے ہوئے ہوں گے" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"جس جگہ سے دو کاریں ـــ ان کے اوورکوٹ اور وہ بیگ
ہیں جن میں ابھی تک اسلحہ موجود تھا۔ ان کی پناہ گاہ اس جگہ
کہیں قریب ہی ہونی چاہیئے ـــــ کسی نزدیکی رہائشی کالونی میں"
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں ـــ جہاں تک میں سمجھا ہوں، عمران اتنا سادہ آدمی نہیں
اس نے یہی چکر دینے کے لئے سب کچھ وہاں چھوڑا ہے اور خود
لوگ ٹیکسیوں، بسوں وغیرہ سے نکل کر کہیں دور چلے گئے ہیں تاکہ ہم
علاقے میں چھان بین کرتے رہیں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"لیکن تمہارے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد تو شہر میں ملنے والی ہر
ٹیکسی اور ہر بس کو باقاعدہ چیک کیا گیا ہے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں ـــ اور ہو سکتا ہے کہ وہ علیحدہ
علیحدہ ہو کر نکل گئے ہوں ـــ جب کہ ہم ان کو گروپ کی صورت میں
ڈھونڈتے رہے" ـــــ کرنل فرانک نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اب انہیں کیسے تلاش کیا جائے ـــ کونسا طریقہ استعمال
کیا جائے" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے زچ ہو کر کہا۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو اس خیاط اور اس کی بیٹی کے متعلق چھان بین
پر لگا دیا ہے ـــ اگر ان میں سے کسی کا بھی پتہ چل جائے تو ہم ان
سے ساری باتیں اگلوا سکتے ہیں" ـــــ کرنل فرانک نے کہا۔

"خیاط کی بیٹی چانشی بڑی خود سر ہے ـــ کاش! وہ مجھے کہیں
مل جائے تو میں اس سے ایسا انتقام لوں کہ اس کی روح تڑپ اٹھے"
کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"وہ بھی مل جائے گی ـــ بس دعا کرو کہ کسی طرح ان کا پتہ چل جائے"
کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ کوئی بات کرتا، یکلخت کرنل فرانک
کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"اوہ ٹرانسمیٹر کال" ـــــ کرنل فرانک نے چونک کر کہا اور جلدی سے
جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی سے
نکل رہی تھیں۔ اس نے اس کا ایک بٹن دبایا تو ٹوں ٹوں کی بجائے
ایک انسانی آواز سنائی دینے لگی۔

"ہیلو — نکلسن کالنگ چیف باس۔ اوور" — بولنے
کرنل فرانک کا نمبر ٹو نکلسن تھا۔
"یس — کرنل فرانک اٹنڈنگ۔ اوور" — کرنل فرانک
بٹن دباتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔
"سر! — میرے آدمیوں نے اس خیاط کی بیٹی کو تلاش کر
ہے۔ اوور" — نکلسن نے کہا تو اس کی بات سن کر کرنل فرانک
سے زیادہ کرنل ڈیوڈ اچھل پڑا۔
"اچھا — کہاں ہے وہ۔ اوور" — کرنل فرانک نے چو
کر پوچھا۔
"سر! — ہم نے چانشی کو تلاش کرتے کرتے اس کی ایک رازدار سہ
کو ٹریس کر لیا۔ اس کا نام ٹریسا ہے — ٹریسا نے پہلے تو چانشی کا کو
پتہ بتانے سے انکار کر دیا۔ لیکن تھوڑے سے تشدد کے بعد اس نے
سب کچھ اگل دیا — اس نے بتایا کہ چانشی آجکل اپنے باپ کے سا
زرعی فارم پر گئی ہوئی ہے — لیکن میں نے اسے بتایا کہ وہ وہا
سے آ گئی ہے تو اس نے اس عمارت کا پتہ بتایا جس عمارت کو ہم
تباہ کر دیا تھا — لیکن جب ہم نے اسے بتایا کہ وہ عمارت تباہ ہو
ہے۔ کوئی دوسرا پتہ بتاؤ — تو اس نے ساحرش روڈ پر ایک
رہائشی بلڈنگ کے فلیٹ کا نمبر بتایا — چانشی یونیورسٹی سے چھٹیو
کے علاوہ تعلیم کے لئے اسی فلیٹ میں اکیلی رہتی ہے — چنانچ
ہم اسے لے کر اس فلیٹ میں پہنچ گئے تو سر — وہاں ایک ڈائر
پر ہمیں مختلف ٹیلیفون نمبر لکھے ہوئے مل گئے — ہم نے باری با

سب ٹیلیفون نمبرز ملاتے تو ایک نمبر پر چانشی خود مل گئی — ہم نے
پستول کی نال پر ٹریسا کو چانشی سے بات چیت کرنے پر مجبور کیا تو پتہ چلا
کہ چانشی ماشرے کالونی کی ایک کوٹھی میں رہ رہی ہے — میں
نے فون بند کر کے سنٹرل ایکس چینج سے اس فون نمبر کی لوکیشن معلوم کی تو واقعی
یہ اسی کوٹھی کا نمبر تھا — چنانچہ اس وقت وہ کوٹھی ہمارے آدمیوں کی نگرانی
میں ہے — میں نے آپ کو اس لئے کال کیا ہے کہ اب کیا حکم ہے۔
اوور" — نکلسن نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔
"کیا نمبر ہے اس کوٹھی کا۔ اوور" — کرنل فرانک کے چہرے پر
مسرت کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔
"ایک سو تیرہ سر — خاصی بڑی عمارت ہے۔ اوور" — نکلسن
نے جواب دیا۔
"کتنے آدمی لگائے ہیں نگرانی پر۔ اوور" — کرنل فرانک نے کہا۔
"فی الحال دس آدمی ہیں — اس کوٹھی کے عقب میں بھی سڑک ہے
اور دونوں سائیڈوں پر گراسی پلاٹ ہیں اس لئے جو بھی اندر ہے وہ کسی
طرح باہر نہیں نکل سکتا۔ اوور" — نکلسن نے کہا۔
"گڈ — وہیں ٹھہرو — میں اور کرنل ڈیوڈ خود وہیں آ رہے ہیں۔
اوور اینڈ آل" — کرنل فرانک نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے
رابطہ ختم کر دیا۔
"چلو اٹھو — کم از کم چانشی کا تو پتہ چلا — ہو سکتا ہے کہ عمران وغیرہ
بھی اسی عمارت میں ہوں — اگر نہ بھی ہوں۔ تب بھی چانشی سے
پتہ چل جائے گا" — کرنل فرانک نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو! — میں اپنے آدمی بھی ساتھ لے لوں" — کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے انٹرکام کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر" — دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سنو ڈولنشی! — ایکشن گروپ کے دس افراد کو فوراً ماشرے کالونی بھجوادو — میں اور کرنل فرانک وہیں جا رہے ہیں۔ وہ مجھ سے وہیں مل لیں گے" — کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ماشرے کالونی تو بہت وسیع ہے سر — میں انہیں کہاں بھیجوں" — ڈولنشی نے مودبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ہم کوٹھی نمبر ایک سو تیرہ کے قریب موجود ہوں گے" — کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر — میں ابھی کال کر کے انہیں وہاں پہنچنے کے آرڈر دے دیتا ہوں" — ڈولنشی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ" — کرنل ڈیوڈ نے دروازے کی طرف رُخ کرتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی ماشرے کالونی میں داخل ہو گئیں۔ کوٹھی نمبر ایک سو تیرہ کالونی کی مین روڈ پر واقع تھی۔ اس لئے پہلے چوک کے پاس ہی کرنل فرانک کو نکلسن کی مخصوص سپورٹس کار کھڑی نظر آ گئی۔ اس نے اس کار کے قریب جا کر اپنی کار روک دی۔ اس کے پیچھے آتی کرنل ڈیوڈ کی کار بھی رُک گئی اور پھر وہ دونوں ہی اپنی کاروں سے نیچے

تے۔ اسی لمحے سامنے موجود ایک کیفے سے نکلسن نکل کر تیزی سے ن کی طرف بڑھا۔ اس نے کرنل فرانک اور کرنل ڈیوڈ دونوں کو قریب سیلوٹ مارا۔

"کیا پوزیشن ہے نگرانی کی" — کرنل فرانک نے پوچھا۔

"سر — نگرانی بدستور جاری ہے — ابھی تک نہ کوئی اندر یا ہے اور نہ اندر سے باہر آیا ہے" — نکلسن نے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے کرنل ڈیوڈ! — ریڈ کر دیا جائے" — کرنل نک نے کرنل ڈیوڈ کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"میرا گروپ پہنچ جائے۔ پھر فیصلہ کرتے ہیں — ویسے میرا خیال ہے کہ بغیر ریڈ کے چارہ نہیں ہے — لیکن ہم نے اس چانشی کو زندہ پکڑنا ہے۔ ورنہ اگر یہ مر گئی اور اس عمارت میں عمران وغیرہ موجود ہوئے تو ہم ایک بار پھر اندھیرے میں رہ جائیں گے" — کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

اسی لمحے دو کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئی ان کے قریب آ کر رُک گئیں۔ دونوں کاروں پر جی۔ پی فائیو کے مخصوص نشانات موجود تھے۔ ان کے پیچھے ایک اور سیاہ رنگ کی کار تھی جو سیدھی آگے نکلتی چلی گئی۔ ویسے بھی سڑک پر کئی کاریں مسلسل آ جا رہی تھیں۔

"ایکشن گروپ آ گیا" — کرنل ڈیوڈ نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ان کاروں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جا کر انہیں ہدایات دیں تو دونوں کاریں سٹارٹ ہو کر تیزی سے آگے بڑھ گئیں۔

"میں نے ایکشن گروپ کو بھی اس کوٹھی کی نگرانی کا کہہ دیا ہے۔ اب اس کوٹھی سے کوئی نہ نکل سکے گا"——— کرنل ڈیوڈ نے واپس آکر کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے ——— نکلسن براہ راست کوٹھی کے گیٹ پر جاکر کال بیل بجائے اور پھر اگر کوئی آدمی باہر آئے تو اسے کہے کہ جانسٹی کے لئے اس کی سہیلی کا پیغام لے کر آیا ہے ——— اس طرح وہ اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے گا۔ اندر داخل ہو کر وہ جو سچوئیشن محسوس کرے واچ ٹرانسمیٹر کے ذریعے ہمیں اس کی اطلاع دے دے۔ ہم اس کی اطلاع کے مطابق ریڈ کا فیصلہ کریں گے"——— کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"——— کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جاؤ نکلسن ——— ساری صورت حال کا دارومدار اب تم پر ہے تم نے اس بات کو چیک کرنا ہے کہ اس کوٹھی کے اندر کتنے آدمی ہیں اور خاص طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ——— اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کا تمہیں اندازہ ہو جائے تو فوراً ریڈ کاشن دے دینا۔ ہم ریڈ کر دیں گے"——— کرنل فرانک نے نکلسن سے مخاطب ہو کر کہا اور نکلسن سر ہلاتا ہوا تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

اب تک ابومصدق کو پہنچ جانا چاہئے تھا"——— خیاط نے برآمدے .. ٹہلتے ہوئے اضطراری لہجے میں کہا۔

"ہو سکتا ہے دعوت میں لیٹ ہو گئے ہوں"——— عمران نے جواب .. وہ بھی خیاط کے ساتھ ہی برآمدے میں موجود تھا جب کہ اس کے باقی ساتھی آرام کرنے کے لئے کوٹھی کے مختلف کمروں میں چلے گئے تھے۔ عمران نے انہیں کہا تھا کہ چونکہ آج رات وہ ہر صورت میں ایکشن لینا چاہتا ہے۔ اس لئے وہ سب رات تک آرام کر لیں تاکہ ایکشن کے وقت وہ پوری طرح چاق و چوبند اور مستعد ہوں۔

"نہیں ——— انہوں نے کہا تھا کہ وہ زیادہ سے زیادہ پون گھنٹے تک .. ش ہو جائیں گے ——— اور اب ایک گھنٹہ ہونے والا ہے"——— خیاط نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، برآمدے میں لگی ہوئی

کال بیل بج اٹھی۔

"اوہ! — یہ کون آگیا یہاں" — خیاط نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"شاید ابومصدق صاحب ہوں" — عمران نے کہا۔

"نہیں — انہوں نے کال بیل نہیں بجانی تھی بلکہ مخصوص انداز میں ہارن بجانے تھے — ان کے ساتھ یہاں داخلے کے یہی کوڈ مخصوص ہیں" خیاط نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کال بیل دوبارہ بج اٹھی اور ایک سائیڈ پر بنے ہوئے علیحدہ کمروں سے جانشی باہر نکل آئی۔

"کون آیا ہے ڈیڈی! — یہ کال بیل بج رہی ہے" — ؟ جانشی نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"تم جاکر معلوم کرو اور جو کوئی بھی ہو۔ اُسے فوراً ٹال دو" — خیاط نے تیز لہجے میں کہا اور جانشی سر ہلاتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھنے لگی۔

"میں خود بھی دیکھتا ہوں — میری چھٹی حس نے الارم بجانا شروع کر دیا ہے" — عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا اور تیزی سے لان کراس کر کے جانشی کے پیچھے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ عمران کو جاتے دیکھ کر خیاط بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔

جانشی بڑے اطمینان سے چلتی ہوئی پھاٹک کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ عمران اور خیاط کے قدموں کی چاپ سُن کر وہ تیزی سے مڑی تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اُسے خاموش رہنے کے لئے کہا اور جانشی حیرت بھرے انداز میں انہیں دیکھتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ عمران

بڑے پھاٹک کی سائیڈ میں جاکر دیوار سے لگ کر کھڑا ہوگیا۔ جب کہ خیاط بڑے پھاٹک کی سائیڈ میں ہوگیا۔ جانشی نے چھوٹا پھاٹک کھولا۔

"جی فرمایئے" — جانشی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"آپ مس جانشی ہیں" — ایک مردانہ آواز پھاٹک کے باہر سے سنائی دی۔

"جی ہاں! — لیکن آپ —" جانشی کی حیرت اور زیادہ بڑھ گئی تھی۔

"مجھے آپ کی سہیلی ٹریسا نے بھیجا ہے — انہوں نے آپ کو فون بھی کیا تھا — میرا نام نکلسن ہے" — مردانہ آواز نے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی بااخلاق تھا۔

"ہاں! — مجھے ٹریسا نے فون کیا تھا — فرمایئے" — جانشی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہم یہیں پھاٹک پر ہی کھڑے بات کرتے رہیں گے — کیا آپ مجھے اندر آنے کے لئے نہیں کہیں گی" — نکلسن نے کہا۔

"اوہ سوری! — اندر مہمان ہیں — آئی ایم ویری سوری! — آپ فرمایئے کیسے آنا ہوا" — ؟ جانشی نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے — ٹریسا نے پیغام دیا ہے کہ وہ آپ کے فلیٹ میں رہ کر سپیشل سٹڈی کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ اپنے گھر میں وہ ڈسٹرب ہوتی ہے — آجکل ان کے ہاں بھی مہمان آئے ہوئے ہیں — میں ٹریسا کا کزن ہوں اور صومالیہ میں رہتا ہوں۔ آجکل یہاں تل ابیب آیا ہوا ہوں — انہوں نے مجھے اس لئے بھیجا ہے کہ مہمانوں کی وجہ

سے وہ خود نہیں آ سکتی۔ اگر آپ اس فلیٹ کی چابی دے دیں تو میں چابی ٹریسا تک پہنچا دوں گا"۔۔۔۔ نکسن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ چانشی کے اندر نہ بٹھانے کی وجہ سے ناراض ہو گیا ہو۔

"اوہ۔۔۔ وہ میرا پرسنل فلیٹ ہے اس لئے میں وہاں رہنے کی کسی کو اجازت نہیں دے سکتی ۔۔۔۔ آپ ٹریسا کو کہہ دیں کہ وہ مجھ سے فون پر بات کر لے ۔۔۔۔ تھینک یو"۔۔۔۔ چانشی نے سرد لہجے میں کہا اور پیچھے ہٹ کر پھاٹک بند کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار تھے۔

عمران نے چانشی کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک کی جھری سے آنکھ لگا دی۔ اس نے ایک لمبے تڑنگے نوجوان کو جس کا جسم خاصا مضبوط تھا تیز تیز قدم اٹھاتے ایک طرف جاتے ہوئے دیکھا۔

"اوہ۔۔۔ یہ آدمی عام آدمی نہیں ہے ۔۔۔ لازماً یہ عمارت کسی کی نگاہ میں آ گئی ہے ۔۔۔ جلدی کرو۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہو گا"۔ عمران نے واپس برآمدے کی طرف دوڑ لگاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہاں کوئی خفیہ راستہ تو نہیں ہے"۔۔۔۔ خیاط نے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے انتہائی پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں ہے تو نہ سہی ۔۔۔ ہم کاریں لے کر نکلیں گے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچے، برآمدے میں رکھے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران تو تیزی سے اندر اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ گیا جبکہ خیاط نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ خیاط سپیکنگ"۔۔۔ خیاط نے تیز دوڑنے کی وجہ سے ہانپتے ہوئے کہا۔

"ابو مصدق بول رہا ہوں ۔۔۔ کیا بات ہے تم ہانپ کیوں رہے ہو"۔ دوسری طرف سے اس کے بھائی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ نہیں آئے ۔۔۔ ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔ خیاط نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری طرف ہی آ رہا تھا لیکن ماشرے کالونی کے پہلے چوک پر میں نے کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو بڑے پُراسرار انداز میں کھڑے دیکھا ۔۔۔ جی پی فائیو کی کاریں بھی میرے آگے آگے تھیں وہ بھی ان کے پاس رک گئیں ۔۔۔ اس لئے میں خطرہ محسوس کرتے ہوئے آگے نکل آیا اور اب اپنی رہائش گاہ سے تمہیں فون کر رہا ہوں"۔ ابو مصدق نے جواب دیا۔

"اوہ ۔۔۔ پھر تو عمران صاحب نے درست اندازہ لگایا ہے ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں پھر بات کروں گا"۔۔۔۔ خیاط نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اسی لمحے عمران اور اس کے ساتھی مشین گنیں ہاتھوں میں لئے تیزی سے دوڑتے ہوئے برآمدے میں پہنچ گئے۔ یہ مشین گنیں یہاں پہنچنے کے بعد خیاط سے انہوں نے حاصل کی تھیں تاکہ اچانک کسی ضرورت کے وقت کام آ سکیں۔

ٹائیگر اور بلیک زیرو تیزی سے ایک سائیڈ پر موجود کاروں کی طرف دوڑ پڑے۔ اس صورت حال کو محسوس کر کے چانشی بھی اپنے کمرے سے باہر آ گئی تھی۔

"عمران صاحب! ــــ آپ کا اندازہ درست ہے۔ بھائی ابوسُف
کا فون آیا ہے کہ وہ یہاں آ رہے تھے کہ پہلے چوک پر انہوں نے کرن
فرانک اور کرنل ڈیوڈ کو جی۔پی فائیو کے ایجنٹوں کے ہمراہ کھڑے دیکھ
وہ سب پُراسرار انداز میں باتیں کر رہے تھے۔ اس لئے وہ سیدھے
نکل گئے اور اب انہوں نے گھر سے فون کیا ہے" ــــ خیاط نے
جلدی سے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ــــ تو یہ عمارت بھی انہوں نے تلاش کر لی ــــ میرا خیا
ہے کہ انہیں ابھی صرف اتنی اطلاع ہے کہ چانشی یہاں موجود ہے
یقیناً انہوں نے ان کی سہیلی ٹریسا کو پکڑا ہوگا اور پھر اس کے ذریعے
لوگ یہاں پہنچے ہیں" ــــ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ــــ ٹریسا کا فون آیا تھا یہاں ــــ اور میں بھی حیران ہو
رہی تھی کہ اُسے یہاں کا نمبر کیسے معلوم ہو گیا" ــــ چانشی نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"وہ کسی بھی لمحے یہاں قیامت برپا کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں فو
یہاں سے نکلنا ہوگا ــــ آپ بھی ساتھ آئیں ورنہ وہ آپ پر خوفناک
تشدد کریں گے" ــــ عمران نے کہا اور پھر وہ کاروں کی طرف دوڑ پڑا
یہ بڑی لیموسین کاریں تھیں، ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹائیگر تھا
جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بلیک زیرو۔

"سب لوگ انتہائی ہوشیار رہیں ــــ اگر تعاقب ہو تو بیشک فا
کھول دیں" ــــ عمران نے چیخ کر کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو ہٹ
جانے کا اشارہ کیا اور اس کے ہٹتے ہی وہ خود اچھل کر اس کار کی ڈرائیونگ

سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چانشی دوڑتی ہوئی آئی اور اس کے ساتھ والی سیٹ
پر سوار ہو گئی۔ جب کہ پچھلی سیٹوں پر بلیک زیرو، جوزف اور جوانا موجود
تھے۔ جب کہ دوسری کار جس کی ڈرائیونگ سیٹ ٹائیگر کے پاس تھی
تنویر ساتھ والی سیٹ پر تھا جب کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور خیاط پچھلی
سیٹوں پر تھے۔

"تمہیں مشین گن چلانی آتی ہے" ــــ عمران نے کار سٹارٹ کرتے
ہوئے چانشی سے پوچھا۔

"پہلے چلائی تو نہیں" ــــ چانشی نے کہا۔

"تو تم پیچھے چلی جاؤ ــــ راشد ڈار! ــــ تم آگے آ جاؤ" ــــ عمران
نے کار پھاٹک کی طرف بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
چانشی اٹھی اور سیٹ پر سے اچھل کر پیچھے ہو گئی۔ وہ جوزف اور جوانا
کے درمیان سکڑ کر بیٹھ گئی۔ اس کے چہرے پر شدید خوف کے آثار تھے

"ٹائیگر! ــــ تم نے میرے پیچھے آنا ہے ــــ تنویر! تم بھاگ کر
پھاٹک کھولو اور جلدی سے کار میں سوار ہو جاؤ۔ اور ہر قسم کا تعاقب ہم
نے ہر قیمت پر روکنا ہے" ــــ عمران نے ٹائیگر کی کار کے قریب
پہنچتے ہوئے چیخ کر کہا۔

اسی لمحے تنویر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا پھاٹک
کی طرف بڑھ گیا۔

عمران نے کار آگے بڑھا دی جب کہ ٹائیگر نے بھی کار اس کے
پیچھے لگا دی۔

تنویر نے انتہائی تیز رفتاری سے پھاٹک کھولا اور پھر بجلی کی سی

تیزی سے دوڑتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔
عمران نے کار ایک لمحے کے لئے پھاٹک کے درمیان روکی اور
مسکراتے ہوئے ساتھ والی سیٹ پر مشین گن لئے بیٹھے بلیک زیرو کو
دیکھا جس کے چہرے پر محسوس ہو رہا تھا کہ وہ شدید اعصابی تناؤ کا
شکار ہے۔
"ارے کیا ہوا ڈار صاحب! ___ کیا کوئی کونج ڈار سے بچھڑ گئی ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کا تنا ہوا چہرہ یکلخت ڈھیلا
پڑ گیا۔
اسی لمحے عمران نے کلچ چھوڑ کر ایکسیلیٹر پر پیر کا پورا دباؤ ڈالا اور
ساتھ ہی اس نے کار کو دائیں ہاتھ پر موڑ دیا جدھر ماشرے کالونی کا
چوک تھا اور جہاں سے گذر کر وہ تل ابیب کے پرانے شہر میں داخل ہو
سکتے تھے۔
عمران کی کار جیسے ہی مڑی اچانک ایک سائیڈ سے ایک کار بندوق
سے نکلنے والی گولی کی طرح اچھل کر اس کی کار کی طرف بڑھی ہی تھی
مشین گن کی تڑتڑاہٹ گونجی اور کار لٹو کی طرح گھومتی ہوئی مڑی اور
پر آ گئی۔ یہ فائرنگ تنویر کی طرف سے ہوئی تھی۔ عمران نے ٹاپ گیئر
بدلا اور ایکسیلیٹر پوری قوت سے دبا دیا۔ ٹائیگر بھی پوری قوت سے کار
دوڑاتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ پہلے چوک کے قریب عمران نے جی۔ پی۔
کی تین کاروں کو سڑک کے درمیان کھڑے دیکھا۔
"جھک جاؤ نیچے ___ سائیڈ سے فائرنگ ہو گی" ___ عمران نے
چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اس طرح نیچے سمٹ گیا کہ اس

کا سر سائیڈ کی کھڑکیوں سے نیچے ہو گیا۔ لیکن سٹیرنگ کا نچلا حصہ ابھی
تک اس کے ہاتھوں میں تھا اور اس کا جسم کار کے نچلے حصے میں دبا
ہوا تھا۔ اب کار خود بخود سیدھی دوڑی جا رہی تھی۔ کسی کو آگے یا سائیڈوں
میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔
اسی لمحے مشین گنوں کی تیز فائرنگ کے ساتھ ساتھ خوفناک دھماکہ ہوا
اور بھاری لیموسین کار اس دھماکے سے لڑکھڑائی لیکن عمران اچھل
کر سیدھا ہوا اور اس نے کار پر کنٹرول کر لیا۔ گولیاں اب عقبی کار پر
پڑ رہی تھیں اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ٹائیگر والی
کار کے شیشے بند تھے اور وہ اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے۔
"اوہ! ___ تو یہ کاریں فائر پروف ہیں ___ اوہ! مجھے خیال ہی نہیں
رہا۔ خیاط نے ٹائیگر کو بتایا ہو گا" ___ عمران نے کہا اور جلدی سے
ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈالا تو وہاں واقعی بلٹ پروف پینل موجود تھا۔
عمران نے تیزی سے بٹن دبا دیئے۔ سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی کار کی
کھڑکیوں کے شیشے خود بخود چڑھ گئے۔ اور اس کے ساتھ ہی کار کے سپیڈو
میٹر میں ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جل اٹھا۔ اس کا
مطلب تھا کہ کار اب فائر پروف ہو چکی ہے۔ عمران کو معلوم تھا کہ اب
فائر پروف چادر کار کی باڈی کو گھیر چکی ہو گی۔ شیشے ویسے ہی فائر پروف تھے
عمران کار دوڑاتا ہوا مسلسل آگے بڑھا جا رہا تھا اور دوسرے لمحے اس
نے عقب میں ایک بار پھر فائرنگ کے دھماکے سنے تو اس نے بیک مرر
میں دیکھا کہ پچھلی کار کا عقبی شیشہ کھول کر پیچھے آنے والی کاروں پر فائر
کھولا گیا ہے۔

خاصا جدید نظام ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہر شیشہ علیحدہ علیحدہ بھی کھل سکتا ہے" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کی نظریں سپیڈ و میٹر کی سائیڈ میں موجود ایک اور پینل پر جم گئیں۔

اب دونوں کاریں پرانے شہر میں داخل ہونے والی تھیں پھر جیسے ہی عمران نے کار ایک موڑ سے ٹرن کی، وہ بُری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے دو بکتر بند گاڑیاں پہلو بہ پہلو کھڑی کر کے سڑک بلاک کر دی گئی تھی۔ دونوں سائیڈوں پر گہرائیاں سی تھیں اور اس کے بعد بڑے بڑے درختوں کا ذخیرہ تھا۔

"ہوشیار ——— میں کار گہرائی میں لے جانے والا ہوں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کو دائیں طرف اس قدر تیزی سے ٹرن دیا کہ کار دونوں پہیوں پر اٹھ کر دوڑتی ہوئی گہرائی میں اترتی چلی گئی اور پھر ایک دھماکے سے سیدھی ہوئی۔ یہ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ اگر سٹیرنگ عمران کے ہاتھوں میں نہ ہوتا تو یقیناً کار کئی قلابازیاں کھا کر الٹ جاتی۔ لیکن کار دوسرے پہیوں کے اچانک زمین سے لگنے پر لڑکھڑائی ضرور، لیکن سنبھل کر انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی اور دوسرے لمحے ایک بار پھر دو پہیوں پر اُٹھ کر کسی بازیگر کی کار کی طرح دوبارہ سڑک پر پہنچ کر آگے بڑھنے لگی۔ اسی لمحے سائیڈ کے دو درختوں سے اس کی کار پر دونوں اطراف سے بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی۔ لیکن گولیاں کار سے ٹکرا ٹکرا کر نیچے گر رہی تھیں عمران نے [illegible] تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ [illegible] کار کو دونوں پہیوں [illegible]

سمنے اُسے سڑک پر لے آ رہا تھا۔

"واہ ——— سعادت مند شاگرد ہے ——— استاد کے بالکل نقش قدم پر چلتا ہے" ——— عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو اسی لمحے اُسے بلیک زیرو کا طویل سانس سنائی دیا۔

"ارے کیا ہوا" ——— عمران نے چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کی مسکراہٹ تھی۔

"کچھ نہیں ——— بس ویسے ہی سانس لے رہا تھا" ——— بلیک زیرو نے کھسیانی سی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

"ذرا آہستہ سانس لینا ——— کہیں کار ہی نہ اُلٹ جائے" ——— عمران نے کہا اور پیچھے سے جانشی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور عمران بُری طرح چونک پڑا۔ اُسے تو یہ خیال ہی نہ رہا تھا کہ کار میں جانشی بھی موجود ہے۔

"ارے ——— کیا اب ہوش میں آئی ہو ——— میں نے تمہاری چیخ و پکار نہیں سُنی ——— کیا اب تک تم بیہوش تھی" ——— عمران نے بے اختیار کہا۔

"چیخ و پکار کیسی ——— موٹر ریسنگ کی چیمپئن ہوں میں ——— اس سے بھی زیادہ خطرناک انداز میں ڈرائیونگ کر سکتی ہوں۔ یہ میری ہابی ہے ——— اور میں اب تک نہ صرف ہوش و حواس تھی بلکہ میں آپ کی ڈرائیونگ سے لطف اندوز بھی ہوئی ہوں" ——— جانشی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یا اللہ خیر ——— اب تو مجھے بھی راشد ڈار کی طرح کھسیانے انداز میں ہنسنا

چاہیئے" ـــــــ عمران نے کہا اور اس بار بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ جوزف اور جوانا جو کار کی پچھلی سیٹ پر چانشی کے دائیں بائیں بیٹھے تھے، خاموش تھے۔

دونوں کاریں آگے پیچھے انتہائی تیز رفتاری سے ایک سنسنان سی سڑک پر دوڑ رہی تھیں۔ یہ سڑک پرانے شہر کے قریب ہو کر قدیم کھنڈرات کی طرف جاتی تھی۔ اور اسی وجہ سے یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔

"آپ اب کہاں جا رہے ہیں" ـــــــ؟ بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"قدیم کھنڈرات میں" ـــــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اور پھر کار میں خاموشی چھا گئی۔

اب سڑک پر صرف وہی دونوں کاریں تیز رفتاری سے آگے پیچھے دوڑ رہی تھیں۔

چند لمحوں بعد اچانک سائیڈ سے عمران کو دو گن شپ ہیلی کاپٹر اُڑ کر کاروں کی طرف آتے دکھائی دیئے اور عمران نے چونکتے ہوئے انتہائی تیزی سے کار سڑک سے نیچے اتار دی اور درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف دوڑا دی۔ ٹائیگر نے بھی اس کی پیروی کرتے ہوئے کار سڑک سے اتار دی اور اس کے پیچھے آنے لگا۔

اب ہیلی کاپٹر پیچھے سے ان پر آ رہے تھے اور عمران کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ وہ ان ہیلی کاپٹروں کے پہنچنے سے پہلے درختوں کے جھنڈ میں داخل ہو جانا چاہتا تھا۔ لیکن ابھی درختوں کا وہ جھنڈ خاصا دور

تھا۔ ناہموار زمین پر کاروں کی رفتار خود بخود کم ہو گئی تھی۔

"جوزف اور جوانا ـــــ میں دروازے کھول رہا ہوں، نیچے کود جاؤ اور ہیلی کاپٹروں کو روکو" ـــــــ عمران نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر پینل کے بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے دروازے کھول کر باہر جا گرے اور چونکہ کار دوڑ رہی تھی اس لئے دھماکے سے دونوں دروازے خود بخود بند ہو گئے۔

ابھی جھنڈ خاصا دور تھا کہ اچانک خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور دوسرے لمحے سٹیرنگ ایک زوردار جھٹکے سے عمران کے ہاتھوں سے خود بخود پھسل گیا۔ چانشی کی چیخ سنائی دی اور عمران کے ذہن پر تاریکی کی چادر پھیلنے سے پہلے صرف یہی احساس موجود رہا کہ اس کا جسم اس طرح گھوم رہا تھا جیسے وہ کسی تیزی سے گھومتے ہوئے سلنڈر کے اندر بند ہو۔ اس کی کار ہٹ ہو گئی تھی اور پھر عمران کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

ھمیں فوری ریڈ کرنا چاہیئے ـــــ جانشی کی یہ حرکت بتا رہی ہے
کہ عمران اور اس کے ساتھی اندر ہی ہیں" ـــــ نکلسن کی روئیداد سنتے
ہی کرنل فرانک نے تیز لہجے میں کہا۔ نکلسن ابھی وہاں پہنچا تھا اور کرنل ڈیوڈ
نے بھی سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اپنی کاروں کی طرف لپکے۔
ابھی وہ کاروں میں بیٹھے ہی تھے کہ اچانک دور سے دو لیموسین
کاریں بجلی کی سی تیزی سے اپنی طرف آتی دکھائی دیں۔ ان کے ساتھ
ہی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سنائی دی۔ اور پھر انہوں نے دور سے
جی۔ پی فائیو کی ایک کار کو گھوم کر قلابازیاں کھاتے ہوئے دیکھا اس سے
پہلے کہ وہ سنبھلتے۔ دونوں کاریں بجلی سے بھی زیادہ رفتار سے دوڑتی ہوئی
ان کے قریب سے گذر کر آگے بڑھ گئیں۔
"اوہ! ـــــ اوہ! ـــــ یہ کون لوگ ہیں" ـــــ ؟ کرنل ڈیوڈ اچھل
کر بولا۔ کرنل فرانک بھی باہر آ گیا تھا کہ اسی لمحے کئی کاریں آگے پیچھے

ہوئی ان کی طرف بڑھیں۔ یہ جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کی کاریں
تھیں۔ ایک کار ان کے قریب رک گئی جب کہ باقی کاریں تیزی سے
آگے بڑھ گئیں۔
"سر! ـــــ اس کوٹھی سے یہ دونوں کاریں اچانک نکلی ہیں ـــــ انہوں
نے ایک کار الٹا دی ہے جو فوراً ان کے پیچھے آئی تھی ـــــ ہم دور گلیوں
میں تھے اس لئے ہمیں نکلنے میں دیر ہو گئی" ـــــ کار میں سوار جی پی فائیو
کے کسی نے چیخ کر کرنل ڈیوڈ سے کہا اور پھر تیزی سے کار آگے بڑھتا
ہوا وہ اپنے ساتھیوں کے پیچھے جا رہا تھا۔
"اوہ! ـــــ یہ عمران وغیرہ تھے جو نکل گئے ـــــ لیکن کہاں جا سکتے
ہیں ـــــ میں ابھی روڈ بلاک کرتا ہوں" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر
کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنی کار میں داخل ہوا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا
بٹن آن کر دیا۔ یہ جنرل فریکوئنسی تھی۔
"ہیلو ـــــ ہیلو ـــــ جی۔ پی فائیو چیف کرنل ڈیوڈ کالنگ دی ایجنٹس
آف نارتھ روڈ۔ اوور" ـــــ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔
"یس سر ـــــ میں ڈاگر بول رہا ہوں نارتھ روڈ سے سر۔ اوور"۔
چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔
"دو سیاہ رنگ کی لیموسین کاریں انتہائی تیز رفتاری سے نارتھ روڈ
پر پہنچیں گی ـــــ انہیں روکو ہر قیمت پر ـــــ روڈ بلاک کر دو ـــــ
انہیں میزائلوں سے اڑا دو ـــــ میں پہنچ رہا ہوں ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ
کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے
تیزی سے موڑ کر نارتھ روڈ کی طرف چل پڑا۔ کرنل فرانک اور نکلسن دونوں

کاریں وہاں موجود نہ تھیں۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کی کال کے وہ ان کے پیچھے جا چکے تھے۔

کرنل ڈیوڈ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا نارتھ روڈ کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ ابھی وہ اس موڑ سے دور تھا جہاں سے گھوم کر سڑک آگے جاتی تھی اور اسے نارتھ روڈ کہتے تھے کہ دور سے خوفناک دھماکوں اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں۔

"وہ مارا — اب یہ بچ کر نہیں جا سکتے" — یہ آوازیں سنتے ہی کرنل ڈیوڈ کار کی سیٹ پر ہی اچھل پڑا۔ تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی کار لڑکھڑائی تو اس نے جلدی سے اسے سنبھال لیا۔ اور پھر موڑ سے گھوم کر وہ جیسے ہی سیدھی سڑک پر پہنچا، اس کے دور سے شعلے اور دھواں اٹھتے دیکھا تو ہونٹ بھینچتے ہوئے اس نے ایکسیلیٹر پر اپنے جسم کا پورا وزن ڈال دیا۔ کار کا انجن اب دھاڑنے لگ گیا تھا لیکن اس کی رفتار انتہائی تیز ہو گئی تھی اور تھوڑی دیر بعد اس نے سڑک پر چھ کاروں کو الٹے ہوئے پڑے پایا جب کہ ایک کار سائیڈ پر کھڑی تھی۔ الٹی ہوئی کاروں سے شعلے اور دھواں نکل رہا تھا سڑک پر ہر طرف کاروں کے پرزے بکھرے ہوئے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے پوری قوت سے بریک لگائے تو اسی لمحے اسے رکی ہوئی کار میں سے کرنل فرانک نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ کئی آدمی ادھر ادھر زخمی پڑے ہوئے کراہ رہے تھے جب کہ کئی افراد مردہ پڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا کرنل فرانک — کیا یہ لوگ مارے گئے" — کرنل ڈیوڈ

نے کار سے اچھل کر باہر آتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"تمہارے آدمیوں نے کاریں کھڑی کر کے روڈ بلاک کی تو وہ لوگ ان کاروں سے ٹکراتے ہوئے نکل گئے — تمہارے آدمیوں نے سائیڈوں سے فائر کھولا لیکن وہ لوگ تو نکل گئے۔ البتہ پیچھے آنے والی کار اس فائرنگ کی زد میں آ کر گھوم گئی اور اس کے گھومنے سے اس کے پیچھے انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی کاریں سنبھل نہ سکیں جس کا نتیجہ تمہارے سامنے ہے — چھ کاریں تباہ ہو چکی ہیں اور ریڈ آرمی اور جی پی فائیو دونوں کے ایجنٹ مردہ اور زخمی پڑے ہوئے ہیں — میں نے اب پرانے شہر کے قریب اپنے ایجنٹوں کو کال کیا ہے۔ وہاں سائیڈ پر ایک پرانا فوجی اڈہ ہے۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ وہ بکتر بند گاڑیاں سڑک پر لا کر روڈ بلاک کریں تا کہ ان کی کاریں ان سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جائیں"۔ کرنل فرانک نے کہا۔

"اوہ — یہ اچھا کیا — بکتر بند گاڑیوں کو تو یہ ٹکر مار کر ہلا بھی نہ سکیں گے — لیکن تم یہاں کیوں رک گئے ہو — آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوراً ان کے پیچھے جانا چاہئے" — کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

"لیکن ہمارے آدمی زخمی ہیں" — کرنل فرانک نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ارے لعنت بھیجو آدمیوں پر — یہ تو بھرتی ہی مرنے کے لئے ہوتے ہیں — جلدی آؤ — جب تک یہ عمران وغیرہ نہ مریں گے پورا اسرائیل اسی طرح بھی مر جائے تب بھی مجھے پرواہ نہیں" — کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس نے کار سٹارٹ کر دی۔ کرنل فرانک تیزی سے دوڑ کر

اس کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"چلو — میں اپنی کار یہیں چھوڑ دیتا ہوں — اس سے وہ کال کر کے ایمبولینس منگوالیں گے" — کرنل فرانک نے کہا۔ اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔ اس کی کار کئی زخمیوں اور مُردوں کو کچلتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ کیونکہ زخمی اور لاشیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں کہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔ کرنل فرانک بھی اسی لئے رُک گیا تھا تاکہ ان زخمیوں کو ہٹایا جائے تو وہ کار لے کر آگے جائے۔ لیکن کرنل ڈیوڈ فطری طور پر انتہائی ظالم آدمی تھا اس نے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کی اور وہ زخمیوں کو کچلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

"اس قدر جلدی کی کیا ضرورت ہے — اب تو ان کی لاشیں ہی ملیں گی — بکتر بند گاڑیاں انہیں بہرحال روک لیں گی۔ اور پھر وہ جگہ ایسی ہے کہ سائیڈ میں خطرناک گہرائیاں ہیں اور ادھر اُدھر ہر طرف درخت پھیلے ہوئے ہیں — وہ کسی صورت بچ کر نہیں جا سکتے" — کرنل فرانک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ان شیطانوں کا کچھ پتہ نہیں کرنل فرانک! — یہ حقیقتاً شیطانی روحیں ہیں" — کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی جب پرانے شہر کے قریب پہنچی تو انہیں بکتر بند گاڑیاں سڑک پر کھڑی نظر آئیں۔ ان کے گرد دو آدمی بھی موجود تھے۔ لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کی کاریں وہاں موجود نہ تھیں۔

"کیا ہوا — کاریں نہیں پہنچی یہاں" — کرنل فرانک نے قریب پہنچتے ہی کار کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر چیختے ہوئے کہا۔

"وہ نکل گئے سر — انتہائی حیرت انگیز طور پر نکل گئے" — ایک آدمی نے کار کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے کار روک دی چونکہ سڑک بلاک تھی اور سائیڈوں میں گہری کھائیاں۔ اس لئے دوسری طرف جانے کا راستہ ہی نہ تھا۔ البتہ اس کے ہونٹ بُری طرح بھنچ گئے تھے۔

"کیسے نکل گئے — کیا وہ کاریں ہوائی جہاز تھیں" — کرنل فرانک نے کار رُکتے ہی باہر نکل کر انتہائی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"سچ — جناب! — وہ لوگ جادوگر تھے — ہم دُور چھپے ہوئے تھے کہ دونوں لیموسین کاریں انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی نمودار ہوئیں — وہ سیدھی بکتر بند گاڑیوں کی طرف بڑھ رہی تھیں لیکن قریب پہنچنے سے پہلے اچانک پہلی کار اسی رفتار سے دو پہیوں پر اٹھی اور دائیں طرف کی گہرائی میں اُترتی چلی گئی۔ دو پہیوں پر دوڑنے کی وجہ سے وہ قلابازیاں کھا کر نہ گری بلکہ جس طرح موت کے کنوئیں میں دوڑتی ہے اسی طرح گہرائی کی سائیڈ پر دوڑتی ہوئی دوسری طرف پہنچ گئی۔ وہاں زمین یکلخت سپاٹ ہو گئی اور کار کے ہوا میں اٹھے ہوئے پہیے ایک دھماکے سے اس سپاٹ زمین پر ٹکے، کار لڑکھڑائی۔ اُسے اس صورت میں لازماً اُلٹ جانا چاہیئے تھا۔ لیکن وہ سنبھل کر سڑک پر چڑھی اور پھر اسی رفتار سے آگے دوڑتی ہوئی قدیم کھنڈرات کو جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اس کے پیچھے آنے والی دوسری کار بھی بالکل پہلی کار کی طرح کھائی پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئی" — اس آدمی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی بچہ اپنے والد کو جادو کے کوئی حیرت انگیز شعبدے کی تفصیلات بتا رہا ہو۔

"اوہ! ـــ وہ نکل گئے تو یہ بکتر بند گاڑیاں تو بتاؤ" ـــ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"جناب! ـــ یہ گاڑیاں خراب ہیں ـــ کرین سے یہاں لائی گئی تھیں اور کرین واپس چلی گئی ـــ اب آدمی کرین بلانے گیا ہوا ہے"۔ اس آدمی نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ دانت پیس کر رہ گیا۔

"وہ قدیم کھنڈرات کی طرف گئے ہیں ـــ اوہ! وہ نکل جائیں گے ٹھہرو! ـــ میں ملٹری ایئر بیس سے بات کرتا ہوں" ـــ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور دوڑ کر اپنی کار کی طرف گیا اور پھر کار میں بیٹھ کر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے موجود ٹرانسمیٹر کی ناب تیزی سے گھما کر فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ـــ کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو کالنگ ایم اے بیس۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــ کمانڈر یاتھن آن سپیشل لائن۔ اوور" ـــ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کمانڈر یاتھن! ـــ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں ـــ بین الاقوامی مجرموں سے بھری ہوئی دو سیاہ رنگ کی لیموسین کاریں قدیم کھنڈرات کو جانے والی سڑک پر دوڑ رہی ہیں ـــ تم فوراً دو گن شپ ہیلی کاپٹر بھیج کر انہیں ہر قیمت پر تباہ کر دو ـــ اٹ از ایمرجنسی ـــ فوراً حرکت میں آجاؤ۔ اوور" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ اس کے لئے سپیشل کوڈ ملے ہے۔ اوور" ـــ
تہ یاتھن نے جواب دیا۔

"وہ لیس ـــ سپیشل کوڈ۔ ٹاپ ون تھری ٹاپ ون۔ اوور"۔
ل ڈیوڈ نے کوڈ دہراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ میں ابھی گن شپ ہیلی کاپٹر بھیج کر ان دونوں کاروں
تباہ کراتا ہوں ـــ آپ بے فکر رہیں۔ اوور" ـــ دوسری طرف
ے کمانڈر نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"فوراً ـــ جلدی ـــ وہ کسی صورت بھی نہ نکلنے پائیں ـــ انہیں
صورت میں تباہ کرنا ہے ـــ وہ انتہائی خطرناک بین الاقوامی مجرم
ں ـــ اوور اینڈ آل" ـــ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ہاتھ بڑھا
ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ کرنل فرانک باہر کھڑا تھا۔

"کرین آرہی ہے" ـــ کرنل فرانک نے کرنل ڈیوڈ کو کار سے
ہر نکلتے دیکھ کر کہا۔

"اوہ! ـــ یہ بڑی مصیبت ہے ـــ اب یہاں کھڑے رہ کر
تظار کرتے ـــ وہ کم بخت نجانے کس طرح نکل گئے" ـــ کرنل
وڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے خود حیرت ہے ـــ بہرحال اب کیا ہو سکتا ہے ـــ ویسے
تمہارا یہ گن شپ ہیلی کاپٹر والا آئیڈیا بہت شاندار ہے ـــ اب وہ
وگ کسی صورت بھی بچ کر نہ جا سکیں گے" ـــ کرنل فرانک نے
مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کی نہ صرف آنکھیں چمک اٹھیں بلکہ
ن کا سینہ بھی چند انچ مزید پھول گیا۔

ابھی کرین سڑک پر پہنچی ہی تھی کہ دو گن شپ ہیلی کاپٹر تیز آواز
نکالتے ان کے سروں کے اوپر سے ہوتے ہوئے آگے نکل گئے۔
کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کی نظریں ان ہیلی کاپٹروں پر جمی ہو
تھیں اور ان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ نمودار ہوگئی۔

دونوں ہیلی کاپٹر آگے بڑھ کر ذرا گھومے اور پھر بائیں طرف
مڑ کر آگے بڑھنے لگے۔ ان کی بلندی بھی تیزی سے کم ہوتی جا رہی تھی

"انہوں نے کاریں چیک کر لی ہیں ——— اس لئے بلندی کم کر رہے
ہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل فرانک نے
بھی مسکرا کر سر ہلا دیا۔

"اس بار وہ لوگ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں گے ——— ہیلی کاپٹر یقیناً
انہیں ہٹ کر دیں گے" ——— کرنل فرانک نے مسکراتے ہوئے کہا
اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔

کافی نیچے ہو جانے کے باوجود ہیلی کاپٹر انہیں صاف نظر آ رہے تھے
اور پھر یکلخت دونوں ہیلی کاپٹروں کے نیچے سے نیلے رنگ کے شعلے
نکلے اور اس کے ساتھ ہی خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں بلند ہوئیں
اور اس کے ساتھ ہی دونوں ہیلی کاپٹر تیزی سے بلند ہوتے گئے
کچھ بلندی پر جا کر وہ تیزی سے گھومے اور پھر واپس جانے لگے۔

"اوہ! ——— ہٹ ہو گئے ——— عمران اور اس کے ساتھی ہٹ ہو
گئے" ——— کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں نے بیک وقت چیختے
ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— اوہ! ——— جلدی ہٹاؤ یہ بکتر بند گاڑیاں الو کے پٹھو ———

جلدی کرو" ——— کرنل ڈیوڈ نے کرین آپریٹر کو گالی دیتے ہوئے بری
طرح چیخ کر کہا۔

لیکن پھر بھی ایک بکتر بند گاڑی ہٹتے ہٹتے تقریباً پندرہ منٹ گذر
ہی گئے۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کار میں بیٹھ چکے تھے۔ کرنل ڈیوڈ
نے ایک بار پھر ائیر بیس کے کمانڈر یاشن سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تو
کمانڈر یاشن نے اسے بتایا کہ گن شپ ہیلی کاپٹروں نے دو سیاہ رنگ
کی لیموسین کاروں پر راکٹ میزائل فائر کر کے تباہ کر دیا ہے ——— اور
ہیلی کاپٹر بخیریت واپس پہنچ گئے ہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کا شکریہ
ادا کیا اور پھر ٹرانسمیٹر بند کر کے اس وقت تک وہ بے چینی سے انتظار
کرتا رہا، جب تک ایک بکتر بند گاڑی ایک طرف ہٹ نہ گئی۔ لیکن
گاڑی کے ہٹتے ہی اچانک درمیانی جگہ سے ایک نیلے رنگ کی کار
نکلی اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے دوسری کار اور
پھر تیسری۔

"یہ کیا مصیبت ہے" ——— کرنل ڈیوڈ نے غصے سے دانت
پیستے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے دوسری طرف ٹریفک رک گئی تھی ——— جو اب نکل رہی
ہے ——— ویسے بھی اب جلدی کیا ہے ——— وہ لوگ تو مر ہی چکے
ہیں۔ اب تو صرف ان کی لاشیں ہی دیکھنی ہیں" ——— کرنل فرانک
نے مطمئن لہجے میں کہا۔

پانچ کاروں کے بعد جب دوسری کار درمیانی راستے سے نہ نکلی تو کرنل

ڈیوڈ نے کار تیزی سے آگے بڑھائی اور پھر کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتا ہوا وہ سیدھا آگے بڑھتا گیا۔ پرانے شہر کے قریب چوک سے اس نے کار کو قدیم کھنڈرات کی طرف جانے والی سڑک کی طرف موڑ دیا تھوڑا سا آگے بڑھنے پر اُسے کافی دُور خالی جگہوں پر دو کاروں سے دھواں اٹھتا دکھائی دیا۔ دونوں کاریں وہاں تباہ شدہ حالت میں موجود تھیں اور یہ دھواں انہی کاروں سے نکل رہا تھا۔

"وہ مارا ___ آخر کار یہ شیطان مارے ہی گئے" ___ کرنل ڈیوڈ نے خوشی سے چیختے ہوئے کہا اور کرنل فرانک بھی مطمئن انداز میں ہنس دیا۔

"اب پرائم منسٹر اور صدر مملکت کو پتہ چلے گا کہ جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کسی سے کم نہیں ہیں" ___ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کار کا رُخ موڑا اور کار سڑک سے اُتر کر ناہموار زمین پر ہچکولے کھاتی ہوئی ان تباہ شدہ لیموسین کاروں کی طرف بڑھتی گئی۔

جوزف اور جوانا دوڑتی ہوئی کاریں سے باہر نکلے تو دونوں اطراف
ا رہتے ہوئے کافی دُور تک چلے گئے۔ دونوں کاریں آگے بڑھ گئی تھیں
ت تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دونوں
یقت فضا میں اچھلیں جیسے گیندیں فرش سے ٹکرا کر اوپر کو اچھلتی ہیں
ں کے بعد وہ قلابازیاں کھاتی ہوئی اِدھر اُدھر لڑھکتی چلی گئیں اور اس
تھ ہی ان میں سے شعلے نکلنے لگے۔ وہ دونوں عین اس وقت سنبھلے
ب کاریں ہٹ ہوئی تھیں اور آسمان پر موجود دونوں ہیلی کاپٹر کاروں
ٹ ہوتے ہی ایک جھٹکا کھا کر اُوپر اُٹھے اور پھر گھوم کر واپس جانے
وہ شاید کاروں کو ٹارگٹ میں رکھے ہوئے تھے اس لئے جوزف اور
چیک نہ کر سکے تھے۔
یلی کاپٹروں کے واپس مڑتے ہی وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور
تحاشا دوڑتے ہوئے کاروں کی طرف بڑھ گئے۔ ایک کار الٹی ہوئی

تھی جب کہ دوسری قلابازیاں کھا کر سیدھی ہو گئی تھی۔ لیکن شعلے اس
سے بھی نکل رہے تھے۔

جوانا نے تیزی سے آگے بڑھ کر الٹی ہوئی کار کی ایک سائیڈ پر دو
ہاتھ رکھے اور پھر پوری قوت لگا کر اس نے ایک جھٹکے سے اس بڑ
اور بڑی لیموسین کار کی ایک سائیڈ اوپر کو اٹھا کر اسے پلٹ دیا۔ اس
چہرہ انتہائی قوت لگانے سے سرخ پڑ گیا تھا۔ کار ایک دھماکے سے
سیدھی ہوئی۔ اس طرح الٹنے کی وجہ سے کار کے دروازے ایک جھ
سے خود بخود کھل گئے اور جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے اندر ایک دو
پر گرے ہوئے اپنے ساتھیوں کو کھینچ کھینچ کر باہر اچھالنا شروع کر د
یہ ٹائیگر والی کار تھی۔ چند لمحوں میں وہ ٹائیگر۔ صفدر۔ کیپٹن شکیل۔ تنو
اور خیاط کو باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ کار کے نچلے حصے سے نکل
والے شعلے اب خاصے بلند ہو گئے تھے اور جوانا جانتا تھا کہ کسی بھی لمح
پٹرول ٹینک ایک دھماکے سے پھٹ جائے گا۔ ساتھیوں کو باہر نکال
ہی وہ تیزی سے جھکا اور اس نے کار کے دروازے کے نیچے دونو
ہاتھ رکھے اور پھر پوری قوت لگا کر اس نے کار کی سائیڈ اٹھائی اور دو
لمحے ایک زوردار جھٹکے سے اسے دوسری طرف اچھال دیا۔ کار چونکہ ا
خالی ہو چکی تھی۔ اس لئے اس نے دو قلابازیاں ہی کھائی تھیں کہ ایک ز
دھماکے سے اس کا پٹرول ٹینک پھٹ گیا اور کار ایک مکمل شعلے میں بدل
اسی لمحے اسے اس طرف سے بھی ویسا ہی دھماکہ سنائی دیا جدھر دوسر
کار تھی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا لیکن دوسرے لمحے اسے اطمینا
گیا کیونکہ جوزف اس میں سے عمران، چانشی اور بلیک زیرو کو پہلے ہی

ر کافی دور لے جا چکا تھا۔

جوانا کے کار الٹانے کی وجہ سے اس کار سے نکلنے والے افراد
ل ٹینک پھٹنے اور کار کے اڑتے ہوئے پرزوں کی زد سے بچ گئے
ورنہ تو جوانا سمیت وہ براہ راست اس کی زد میں آ جاتے۔
ٹائیگر کے سر سے خون بہہ رہا تھا جب کہ صفدر، خیاط اور کیپٹن شکیل
ٹیڑے مڑے انداز میں پڑے تھے۔

"جوزف! — انہیں اٹھا کر جھنڈ میں لے چلو — ہو سکتا ہے کہ وہ
چیکنگ کے لئے آئیں" — جوانا نے چیخ کر جوزف سے کہا اور پھر
جھک کر اس نے پہلے صفدر کو اٹھا کر ایک کاندھے پر ڈالا اور پھر کیپٹن
کو اٹھا کر دوسرے کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے جھنڈ کی طرف دوڑنے
جوزف پہلے ہی ایک کاندھے پر عمران اور دوسرے کاندھے
پر چانشی کو لادے جھنڈ کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ جھنڈ اب خاصا قریب
تھا اس لئے جب جوانا وہاں پہنچا تو جوزف عمران اور چانشی کو زمین پر
لٹا چکا تھا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ — میں باقی کو لے آتا ہوں" — جوانا
نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ واپس دوڑ پڑا
ٹائیگر، تنویر اور خیاط وہیں پڑے تھے۔ جوانا دوڑتا ہوا ان کے قریب
پہنچا اس نے ٹائیگر اور تنویر کو اٹھا کر دونوں کاندھوں پر لادا اور پھر
بھاری وزن کے خیاط کو اس نے ایک ہاتھ سے اس طرح جسم کے
ساتھ جکڑ لیا جیسے ہاتھی سونڈ میں کسی آدمی کو لپیٹ لیتا ہے اور پھر وہ
جھولتے ہوئے دوبارہ جھنڈ کی طرف دوڑ پڑا۔

"ارے واہ! — اسی لئے جوزف کہتا ہے کہ جوانا کو تو لاشیں ڈھو
والے محکمے میں ملازم ہونا چاہیئے" — جھنڈ میں داخل ہوتے ہی جو
عمران کی آواز سنائی دی۔ وہ اب اٹھ کر کھڑا ہو رہا تھا۔
میرے ذمے مردانہ لاشیں ڈال کر زنانہ لاشیں جوزف نے اپنے
ہیں ڈال لی ہیں" — جوانا نے عمران کو ٹھیک دیکھ کر ہنستے ہوئے
"ارے ارے — تو میں اب تمہیں عورت نظر آ رہا ہوں —
لاشیں اٹھانے سے آنکھیں بھی خراب ہو گئی ہیں" — عمران نے
بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔
"میرا اشارہ چپاتشی کی طرف تھا" — جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا
"اچھا — تو اب نوبت یہاں تک آ گئی ہے کہ اشارے بھی ہونے
ہیں — بہت خوب۔ یعنی بالغ ہو رہے ہو" — عمران نے
سے باہر کی طرف جاتے ہوئے مسکرا کر کہا تو جوانا بے اختیار جھینپ گ
جوزف ساتھیوں کو ہوش میں لانے میں مصروف تھا۔
ارے ایک کار آ رہی ہے — اوہ! یہ یقیناً کرنل ڈیوڈ یا کرنل فرا
ہوگا — جوانا کہاں ہے تمہاری مشین گن" — عمران نے مڑ کر
میں کہا۔
"مشین گن — وہ تو وہیں رہ گئی" — جوانا نے تشویش بھرے
میں جواب دیا
"اوہ جوزف! — تمہاری بھی مشین گن وہیں رہ گئی ہو گی" —
نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"ہاں!" — جوزف نے کہا۔

"او کے — چھوڑو انہیں — اور اوپر درختوں پر چڑھ جاؤ — میں
یہیں لیٹتا ہوں — وہ یقیناً مجھے دیکھ کر رک جائیں گے۔ تو پھر جیسے
ہی میں اٹھوں، تم بھی کود پڑنا" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوانا
اور جوزف سر ہلاتے ہوئے تیزی سے دو مختلف درختوں کی طرف بڑھ
گئے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں کسی پھرتیلے بندر کی طرح اوپر چڑھے
اور پھر درختوں کی گھنی شاخوں میں غائب ہو گئے۔
عمران ایک درخت کے تنے کی اوٹ میں رک گیا۔ کار انتہائی تیز رفتاری
سے تباہ شدہ کاروں کی طرف بڑھی آ رہی تھی۔ دونوں کاروں میں سے
اب صرف دھواں اٹھ رہا تھا۔
اور پھر قریب آنے پر عمران نے کار میں موجود کرنل ڈیوڈ اور کرنل
فرانک دونوں کو پہچان لیا۔ اور کوئی کار دور دور تک ان کے پیچھے نظر
نہ آ رہی تھی۔ اس لئے عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ رینگ گئی بڑے
عرصے بعد یہ موقع آیا تھا کہ وہ دونوں اکیلے سامنے آئے تھے۔ اب عمران
نے اپنا پروگرام بدل دیا اور تیزی سے پیچھے ہٹتا ہوا جھنڈ کے عقبی حصے
میں سے ہوتا ہوا باہر نکل گیا۔
"جب تک میں ظاہر نہ ہوں — تم نے بھی ظاہر نہیں ہونا" — عمران
نے جاتے ہوئے منہ اوپر اٹھا کر جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔
پھر عقبی حصے میں پہنچ کر وہ تیزی سے دائیں طرف کو دوڑتا ہوا جھنڈ
کے ایک بالکل باہر کی طرف موجود درخت کے تنے کے پیچھے رک گیا۔
کار اب دونوں تباہ شدہ کاروں کے قریب پہنچ کر رک گئی تھی اور کرنل
ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کار میں ہی بیٹھے حیرت سے جلی ہوئی کاروں

اوران کے اردگرد کا علاقہ دیکھ رہے تھے۔ لیکن وہ کار سے باہر نہ نکلے تھے بلکہ کار کے اندر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ کار کے شیشے بند تھے اور اندر بیٹھے ہوئے دونوں کرنلوں کے چہروں پر موجود انتہائی حیرت کے آثار اتنی دور سے بھی عمران کو واضح طور پر نظر آرہے تھے۔

عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا۔ کار اور درختوں کے جھنڈ کے درمیان خاصا فاصلہ تھا اور اردگرد خالی میدان تھا۔ عمران کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ کاش جوزف اور جوانا میں سے کوئی ایک تو مشین گن ساتھ اٹھالاتا تو وہ ان دونوں کو یرغمال بناکر ان سے بےحد فائدہ اٹھاسکتا تھا۔

اسی لمحے عمران نے ان دونوں کرنلوں کو چونک کر جھنڈ کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔ وہ دونوں جھنڈ کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور پھر کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے جھنڈ کی طرف بڑھنے لگی۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے بڑھی آرہی تھی اور جیسے جیسے وہ قریب آتی جا رہی تھی عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ رینگتی جارہی تھی۔ شکار خود ہی نشانے کی طرف آرہا تھا۔ لیکن یکلخت کار نے موڑ کاٹا اور گھوم کر وہ تیزی سے واپس مڑتی چلی گئی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے انہیں اچانک کوئی خطرہ محسوس ہوا ہو۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے واپس جارہی تھی۔

اسی لمحے عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ جب اس نے تنویر اور ٹائیگر دونوں کو جھنڈ سے نکل کر کار کے پیچھے دوڑتے دیکھا۔ وہ دونوں ہی خاصے زخمی تھے اس کے باوجود وہ دونوں اپنی پوری قوت سے کار کے پیچھے دوڑے جارہے تھے۔

وہاں سے مشین گنیں بھی اٹھالانا ــــ اب دونوں کرنل تو پکڑے جانے ت رہے ــــ کم ازکم مشین گنیں تو آجائیں گی" ــــ عمران نے درخت ے پیچھے سے نکل کر اونچی آواز میں کہا تو دونوں اس کی آواز سن کر ٹھٹک کر رک گئے اور انہوں نے بیک وقت پیچھے مڑ کر دیکھا۔

شاباش! ــــ رک کیوں گئے ــــ تم میں سے جو جیتے گا اُسے وکٹری سینڈ پر کھڑا کر کے اس کے گلے میں میڈل ڈالا جائے گا ــــ عمران ے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

کار اس دوران سڑک پر پہنچ کر تیزی سے واپس دوڑتی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہوچکی تھی۔

عمران صاحب! ــــ ہمارا خیال تھا کہ ــــ" تنویر نے کچھ کہنا چاہا۔

تمہارا خیال تھا کہ تم کار سے زیادہ تیز رفتار سے دوڑ سکتے ہو۔ لیکن نے دیکھ لیا کہ تمہارا خیال غلط ثابت ہوا ہے ــــ اس طرح وہ دونوں ن بھی بھاگ نکلے ــــ اور اب وہ اسرائیل کی پوری فوج کو اس میدان ں چڑھالائیں گے۔ اس لئے بس تم کاروں کے قریب پڑی مشین گنیں ر ٹھنڈے ٹھنڈے واپس آجاؤ" ــــ عمران نے انتہائی کرخت میں کہا اور مڑ کر جھنڈ کے اندر داخل ہوگیا۔

سوائے چانسٹی کے باقی سب افراد ہوش میں آچکے تھے اور چانسٹی ب چانسٹی کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھا۔

نیچے آجاؤ بلیک برادران! ــــ وہ وائٹ برادران تو چلے گئے۔ ن نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جوزف اور جوانا درختوں ے نیچے اتر آئے۔

"وہ ٹائیگر اور تنویر باہر گئے تھے"۔۔۔۔ صفدر نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔۔ وہ کار سے ریس لگانے گئے تھے"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے بلیک زیرو کو سہارا دے کر کھڑا کر دیا۔ کیونکہ وہ اٹھنے کی کوشش میں بار بار گر پڑتا تھا۔

"میری ٹانگ بالکل مفلوج ہو گئی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ابھی ٹھیک ہو جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت جھٹکا دے کر بلیک زیرو کو ہوا میں اس طرح اچھال دیا جیسے گیند فضا میں پھینکی جاتی ہے سب ممبرز چونک کر دیکھنے لگے۔ اس طرح اچانک اچھالے جانے پر بلیک زیرو کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی پھر اس کا جسم جیسے ہی واپس آنے لگا عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے اچھل کر بلیک زیرو کے دائیں کولہے پر ایک مخصوص جگہ پر ضرب لگائی تو بلیک زیرو ضرب کھا کر بجائے نیچے گرنے کے سیدھا سامنے کھڑے جوانا کی طرف اس طرح گیا جیسے تیر کمان سے نکل کر جاتا ہے۔

"سنبھالنا جوانا"۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو کو ضرب لگاتے ہوئے کہا اور جوانا نے اچھل کر اپنی طرف آتے ہوئے بلیک زیرو کو اس طرح کیچ کر لیا جیسے وہ واقعی انسان کی بجائے کوئی گیند ہو۔ بلیک زیرو واقعی ابھی تک اس کے ہاتھوں میں جکڑا فضا میں لٹک رہا تھا۔

"بس اب اسے کھڑا کر دو۔۔۔۔ اس کا علاج ہو گیا ہے۔ بے چارا شریف آدمی ہے۔ ایک ہی لات کافی رہی ہے"۔۔۔۔ عمران نے

[کہ]تے ہوئے کہا اور جوانا نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے بلیک زیرو کو نیچے زمین پر کھڑا کر دیا۔ بلیک زیرو پہلے تو لڑکھڑایا مگر دوسرے لمحے وہ سنبھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اس کی مفلوج ٹانگ اب بالکل صحیح ہو گئی تھی۔

"کمال ہے عمران صاحب!۔۔۔۔ یہ تو ٹھیک ہو گئی ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ٹانگ ہلا کر دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"محاورہ تو یہی ہے کہ لاتوں کے بھوت۔۔۔۔ لیکن تم شائد کوئی کمزور سے بھوت ہو کر ایک ہی لات میں سیدھے ہو گئے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چانشی کی طرف مڑ گیا جو ہوش میں آ کر انتہائی حیرت سے یہ تماشہ دیکھ رہی تھی اس کا ایک بازو غیر فطری انداز میں لٹکا ہوا تھا اس نے دوسرے ہاتھ سے اس بازو کو تھاما ہوا تھا۔

"چانشی کا بازو شائد ٹوٹ گیا ہے عمران صاحب"۔۔۔۔ چانشی کے قریب کھڑے اس کے باپ خیاط نے انتہائی تشویش زدہ لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے چانشی کے چہرے پر شدید کرب کے آثار نمایاں ہو گئے اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی کراہیں نکلنے لگیں۔۔۔۔ شائد پہلے شدید حیرت کی وجہ سے وہ اپنی تکلیف بھول گئی تھی۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں۔ ابھی ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جوزف کو بلایا۔

"تک۔ تک۔۔۔ کیا یہ حبشی مجھے۔۔۔۔"۔۔۔۔ چانشی بری طرح [ڈر] گئی۔

"گھبراؤ مت!۔۔۔ یہ صرف رعب کے لئے منگوایا ہے تاکہ تم زیادہ چیخ پکار نہ مچا سکو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر" ـــــ جوزف نے قریب آکر پوچھا۔
"مس چانشی کا دوسرا بازو بھی توڑ دو۔ تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ایک بازو تو ناکارہ ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"یس ماسٹر" ـــــ جوزف نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھکر چانشی کا دوسرا بازو پکڑ لیا۔
"کک ـ کک ـ کیا ـ یہ کیا" ـــــ خیاط بری طرح گھبرا گیا۔
چانشی کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اپنا بازو جوزف کے ہاتھ سے چھڑانے کے لئے بری طرح جدوجہد کرنے لگی۔
"ارے ارے ـ توڑنے دیجئے ـ کیا ہو گیا" ـــــ عمران نے اس کا ٹوٹا ہوا بازو پکڑ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر پیچھے کی طرف کیا اور پھر گھما کر ذرا اونچا کیا۔ چانشی کے حلق سے ایک بار پھر زوردار چیخ نکلی۔
"ارے ارے جوزف ! ـ چھوڑ دو ـ یہ تو مس چانشی ہے۔ خیاط صاحب کی صاحب زادی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا جوزف نے جو اس کا دوسرا بازو پکڑے ہوئے تھا اس طرح بازو چھوڑ دیا جیسے اس نے ہاتھ میں مجبوراً کوئی زہریلا سانپ پکڑ رکھا ہو۔
"ارے میرا بازو تو ٹھیک ہو گیا" ـــــ چانشی نے انتہائی حیرت سے اپنے لٹکے ہوئے بازو کو حرکت دیتے ہوئے کہا۔ تنویر اور ٹائیگر دونوں ہی اس دوران مشین گنیں اٹھا کر واپس آ چکے تھے۔
"اب یہاں سے نکلنے کی کرو ـ ورنہ ابھی تو یہ جھنڈ ہسپتال بنا ہوا ہے۔ پھر قبرستان میں تبدیل ہو جائے گا" ـــــ عمران نے کہا اور تیزی

سے جھنڈ سے باہر کی طرف لپک گیا۔ باقی افراد بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ باہر میدان خالی تھا۔ کہیں کوئی کار، کوئی جیپ یا کوئی سپاہی وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا۔
"عمران صاحب ! ـ ہیلی کاپٹر" ـــــ اچانک صفدر نے چیختے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے اس طرف مڑے جدھر صفدر دیکھ رہا تھا۔ اور واقعی انہیں دائیں طرف دور سے ہی ہیلی کاپٹروں کی ایک قطار سی آتی دکھائی دی۔ فی الحال وہ دھبے سے لگ رہے تھے۔
"دوڑو ! ـ اس جھنڈ سے دور دوڑو اور پھیل کر جھاڑیوں کی اوٹ لے لو ـ دوڑو" ـــــ عمران نے یکلخت قریب کھڑے تنویر کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹی اور چیختا ہوا بائیں طرف دوڑ پڑا۔ چانشی اور اس کا باپ خیاط عمران کے پیچھے ہی دوڑ رہے تھے جبکہ باقی ساتھی پھیل کر مختلف سمتوں میں دوڑے جا رہے تھے۔ اب ہیلی کاپٹر خاصے واضح ہو گئے تھے۔
عمران جلدی سے ایک بڑی سی جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گیا جھاڑی اتنی بڑی تھی کہ چانشی اور خیاط بھی اسی میں چھپنے لگے۔
"آگے آگے ـ کسی اور جھاڑی میں ـ وہ سارے میدان میں بم برسائیں گے" ـــــ عمران نے انہیں رکتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور چانشی اور اس کا باپ رکے بغیر تیزی سے آگے دوڑتے گئے اور پھر کچھ دور جا کر وہ اکٹھے ہی ایک جھاڑی کے پیچھے دبک گئے۔ باقی ساتھی بھی کسی نہ کسی جھاڑی کی اوٹ لے چکے تھے اور اب میدان میں ہر طرف

پہلے کی طرح خاموشی سی چھاگئی تھی ۔

ہیلی کاپٹروں کی گڑگڑاہٹ اب واضح طور پر سنائی دینے لگی تھی۔
ہیلی کاپٹروں کی تعداد چھ تھی اور وہ چھ کے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر تھے
اب وہ خاصے قریب آچکے تھے اور اب وہ پھیل کر ادھر اُدھر ہو گئے
عمران ہونٹ بھینچے جھاڑی کی اوٹ سے انہیں دیکھ رہا تھا اس کے چہ
پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ ان کی تعداد بتا رہ
تھی کہ وہ صرف جھنڈ پر حملہ کرنے نہیں آئے بلکہ شائد ان کا مقصد
پورے میدان کے چپے چپے پر بم اور راکٹ برسانا ہو گا۔ اور ظاہر
اس طرح عمران سمیت اس کے سارے ساتھیوں کا ہٹ ہو جانا یقینی ہ
ہیلی کاپٹر اب خاصے نیچے آگئے تھے اور پھر ایک ہیلی کاپٹر نے سید
جھنڈ پر غوطہ لگایا۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ہیلی کاپٹر تی
سے اوپر کو اٹھا اور گھوم کر سیدھا اس طرف آیا جدھر عمران چھپا ہ
تھا۔ اسی لمحے دوسرے ہیلی کاپٹر نے جھنڈ پر غوطہ لگایا۔ عمران نے
مشین گن سیدھی کی اور پھر جیسے ہی پہلا ہیلی کاپٹر نشانے پر آیا اس نے
ٹریگر دبا دیا۔ مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی شعلوں کی قطار دہانے
میں سے نکل کر سیدھی ہیلی کاپٹر سے ٹکرائی اور ہیلی کاپٹر ایک خوفناک
دھماکے سے فضا میں پھٹ گیا۔

ہیلی کاپٹر ہٹ ہوتے ہی عمران یکلخت جھاڑی سے نکلا اور کس
جنگلی خرگوش کی طرح دوڑتا ہوا ایک اور جھاڑی کی طرف لپکا۔ لیکن ا
جھاڑی تک پہنچنے سے پہلے ہی دوسرا ہیلی کاپٹر اس کے سر پر پہنچ گ
عمران نے دوڑتے دوڑتے یکلخت جمپ لگایا اور اس کا جسم جیسے فضا

تیرتا ہوا آگے کی طرف بڑھا اور جس لمحے عمران کے جسم نے وہ جگہ چھوڑی اسی لمحے
ایک راکٹ عین اس جگہ آکر پھٹا اور خوفناک دھماکہ ہوا۔ جمپ لگانے کے بعد عمران
کے قدموں نے جیسے ہی زمین پکڑی وہ تیزی سے گھوما اور اس نے دوسرے ہیلی کاپٹر
پر فائر کھول دیا۔ لیکن گن شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے گھوم گیا اور عمران کا نشانہ خطا گیا لیکن
اسی لمحے دائیں طرف کچھ فاصلے پر سے دوسری مشین گن تڑتڑائی اور تیزی سے گھوم کر
دائیں طرف ہٹتا ہوا دوسرا ہیلی کاپٹر آگ کا گولہ بنا آگے بڑھ گیا۔ اسی لمحے عمران کی
مشین گن ایک بار پھر تڑتڑائی اور اس کے نشانے سے بچ نکلنے والے دوسرے ہیلی کاپٹر
کے بعد تیسرا ہیلی کاپٹر نشانے پر آکر ہٹ ہو گیا۔ باقی تین ہیلی کاپٹر بجائے ان کی
طرف آنے کے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مار کر پیچھے کی طرف مڑے ۔

"ٹائیگر ! ــــ دائیں ہاتھ پر پچاس قدم دوڑو" ــــــ عمران نے چیخ
کر دوسرے مشین گن بردار سے کہا اور خود وہ بائیں طرف کو تیزی سے
دوڑنے لگا۔ گو اس نے ٹائیگر کو فائرنگ کرتے ہوئے نہ دیکھا تھا
لیکن وہ جانتا تھا کہ دو ہی مشین گنیں ان کے پاس ہیں جن میں سے
ایک اس کے پاس ہے اور دوسری ٹائیگر کے پاس ۔

پھر جب تک تینوں ہیلی کاپٹر گھوم کر واپس مڑتے وہ دونوں اپنے
اپنے سپاٹ سے فاصلے پر جھاڑیوں کی اوٹ لے چکے تھے اس بار
تینوں ہیلی کاپٹر جہاں سے مڑے تھے وہیں سے سائیڈوں میں
ہو کر آگے بڑھنے لگے۔ جب کہ ایک سیدھا درمیان میں آرہا تھا۔ اس
کے ساتھ ہی انہوں نے نیچے لگی ہوئی مشین گنوں کے دہانے کھول
دیئے۔ اور اب وہ گولیوں کی بوچھاڑ کرتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے ۔

"ابھی فائر نہ کرنا ــــ انہیں آگے جا کر واپس آنے دینا ۔ واپسی پر

ان میں سے دو ہمارے نشانوں پر ہوں گے" ـــــ عمران نے دبے بیٹھے بیٹھے چیخ کر مخالف سمت میں موجود ٹائیگر سے کہا۔ کیونکہ وہ ان گن شپ ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں کی ٹریننگ کا مخصوص انداز اچھی طرح جانتا تھا۔

ہیلی کاپٹر گولیاں برساتے ہوئے ان کے سروں سے ہوتے ہوئے آگے نکل گئے اور اب تک چونکہ کسی قسم کی چیخ سنائی نہ دی تھی اور عمران کے بھنچے ہوئے ہونٹ نارمل ہو گئے۔ ورنہ اُسے خطرہ یہی تھا کہ مختلف جھاڑیوں میں چھپے ہوئے اس کے ساتھی فائرنگ کی زد میں نہ آجائیں۔

"چانشی، خیاط! ـــــ اب اس جھاڑی سے نکل کر فوراً بائیں طرف سو قدم بھاگو ـــــ ورنہ ان کے واپس مڑتے ہی تمہاری جھاڑی ان کی براہ راست زد میں ہو گی" ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے اس نے چانشی اور خیاط کو جھاڑی کے پیچھے سے نکل کر بائیں طرف بے تحاشا انداز میں دوڑتے ہوئے دیکھا اور جب ہیلی کاپٹروں کے مڑنے سے قبل اس نے انہیں ایک بڑی جھاڑی کے پیچھے چھپتے دیکھا تو اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ تیسرا ہیلی کاپٹر ٹھیک اسی جھاڑی کے اوپر سے گذرے گا جہاں پہلے یہ دونوں چھپے ہوئے تھے۔

ہیلی کاپٹر اب واپس مڑ کر اسی طرح اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے آرہے تھے۔ گو اب انہوں نے واپس آتے ہوئے اپنے زاویے بدل لئے تھے لیکن وہ بالکل اسی زاویے پر آرہے تھے جس زاویے پر

ن نے توقع کی تھی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ کیونکہ وہ تا تھا کہ لوپ فارمیشن میں جنگی پائلٹ جب گھومتا ہے تو پھر لامحالہ پ فارمیشن پر لوٹتا ہے اور اب واقعی تینوں ہیلی کاپٹر ڈیپ فارمیشن ں لوٹ رہے تھے اور ان میں سے دو بالکل عمران اور ٹائیگر کے ن پر تھے جب کہ تیسرے نے عین اسی جھاڑی پر سے گذرنا تھا جہاں شی اور اس کا باپ پہلے چھپے ہوئے تھے۔

فائرنگ کرتے ہوئے ہیلی کاپٹر جیسے ہی آگے بڑھے۔ عمران نے مشین گن سیدھی کر لی اس کی طرف آنے والے ہیلی کاپٹر کی گولیاں جس سیدھ میں پڑ رہی تھیں اس طرح وہ اس کی جھاڑی سے بیس گز دور سے گذر جاتا اور ی وہ موقع تھا جب وہ عمران کے نشانے پر ہوتا۔ چنانچہ وہی ہوا۔ اچانک مشین گنیں بیک وقت تڑتڑائیں اور اس کے ساتھ ہی آسمان پر دو خوفناک دھماکے ہوئے اور اسلحے سے لدے ہوئے دونوں ہیلی کاپٹر فضا میں ی پھٹ کر ٹکڑوں کی طرح بکھر گئے۔

تیسرا ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھا اور پھر نجانے اس کے پائلٹ دیا سوجھی کہ اس نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ لگایا اور گھوم کر اس رف کو آنے لگا جدھر سے ٹائیگر نے فائر کیا تھا کہ یکلخت ہیلی کاپٹر رختوں کے اس جھنڈ سے ٹکرا گیا جو اب کسی آتش فشاں کے اُبلتے ہوئے ے کی طرح دھڑا دھڑ جل رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکہ وا اور یہ ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو گیا۔ واقعی پائلٹ اپنے ساتھی ہیلی کاپٹروں ی تباہی پر بوکھلا گیا تھا اس لئے گھوم کر غوطہ لگاتے ہوئے وہ اس ت کا اندازہ نہ لگا سکا کہ جس گہرائی میں گھوم رہا ہے اس طرح وہ یقیناً

دھڑا دھڑ جلتے ہوئے جھنڈ سے جا ٹکرائے گا۔

"جھاڑیوں میں چھپے رہو ——— جیپیں آ رہی ہیں" ——— عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور آخری ہیلی کاپٹر کو گرتے دیکھ کر جھاڑیوں کے پیچھے سے نمودار ہونے والے اس کے ساتھی چشم زدن میں ایک بار پھر جھاڑیوں کے پیچھے دبک گئے۔

عمران کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں جہاں دس کے قریب سرخ رنگ کی جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی آ رہی تھیں لیکن پھر وہ سب سڑک پر ہی ایک دوسرے کے پیچھے رک گئیں شاید انہوں نے فضا میں پھٹتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو چیک کر لیا تھا اور دوسرے لمحے جیپیں تیزی سے آگے بڑھیں۔ وہ سڑک چھوڑ کر ناہموار زمین پر اتریں لیکن پھر آگے بڑھنے کی بجائے تیزی سے گھومتی ہوئی دوبارہ سڑک پر چڑھیں اور واپس جانے لگیں۔

"اوہ! ——— یہ تو واپس چلے گئے ——— ورنہ میرا خیال تھا کہ کم از کم اتنی گنجائش تو نکل ہی آئے گی کہ ہم ایک ایک کر کے ان میں سوار ہو جاتے ——— بہرحال اب پیدل دوڑو اور سڑک کراس کر کے دوسری طرف چلو ——— جلدی کرو" ——— عمران نے اٹھ کر کہا اور پھر اس کے سب ساتھی جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلے اور تیزی سے عمران کے پیچھے سڑک کی طرف دوڑنے لگے۔ سڑک کی دوسری طرف بھی ایسی ہی ناہموار زمین تھی جس میں جھاڑیاں تھیں لیکن اس طرف جھاڑیاں زیادہ تعداد میں اور بڑی تھیں۔

"سڑک کے قریب ہی جھاڑیوں میں چھپ جاؤ ——— یہ لوگ لازماً

ہمیں ہر طرف سے گھیریں گے ——— اور ہم نے اب اسلحہ اور جیپوں پر قبضہ کرنا ہے" ——— عمران نے سڑک کراس کرتے ہی چیخ کر کہا اور پھر سڑک کے قریب ہی بکھر کر مختلف جھاڑیوں کے پیچھے چھپتے گئے۔ عمران سڑک کے بالکل ہی قریب ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا تھا۔

ابھی انہیں وہاں چھپے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ یکلخت آسمان پر گڑگڑاہٹ سنائی دی اور پھر بڑے چھاتہ بردار جہاز نمودار ہوئے اور انہوں نے اس طرف جہاں پہلے ہیلی کاپٹر تباہ ہوئے تھے یکلخت بے شمار چھاتہ بردار اتارنے شروع کر دیئے۔ یہ سب چھاتہ بردار فوجی تھے اور ان کے پاس عجیب ساخت کی گنیں تھیں۔ ان کی تعداد تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب تھی اور وہ اس طرح میدان میں اترنے لگے جیسے ٹڈی دل اترتا ہے۔

عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ اس قدر کثیر تعداد میں تربیت یافتہ مسلح فوجیوں سے صرف دو مشین گنوں سے نمٹنا قریباً ناممکن تھا۔ لیکن اسی لمحے ایک بار پھر جیپیں اس سڑک پر نمودار ہوئیں ان کی تعداد دس تھی اور پھر وہ سب بالکل عمران کے سامنے آ کر رکیں۔ ان میں سے مسلح سپاہی نکل نکل کر اسی طرف میدان میں دوڑنے لگے۔ چھاتہ بردار بھی نیچے اترتے ہی پیراشوٹ سے نجات پا کر تیزی سے جھاڑیوں میں انہیں تلاش کر رہے تھے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی سڑک کراس کر کے دوسری طرف نہ آ جاتے تو پھر ان کا بچ نکلنا محال تھا۔ وہ زیادہ سے زیادہ چھ سات آدمی گرا لیتے لیکن اس کے بعد ان سب کا مارا جانا یقینی تھا۔ لیکن اب ان کے بچ نکلنے کا

سکوپ بن گیا تھا۔
جیسے ہی جیپوں سے مسلح سپاہی اُتر کر میدان کی طرف دوڑے
عمران نے جھاڑی کے پیچھے سے اٹھ کر ہاتھ اونچا کیا اور پھر اپنے ساتھیو
کو جیپوں کی طرف آنے کا اشارہ کیا اور خود بھی وہ جھکے جھکے انداز
چلتا ہوا ایک جیپ تک پہنچ گیا۔ جیپ کے قریب پہنچ کر اس کے
لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ جیپ میں ایک چھوٹی سی
مارٹر گن پڑی ہوئی اُسے صاف نظر آ گئی تھی۔ جیپ خالی تھی۔ عمرا
اچھل کر اس کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو اس کے چار ساتھی بھی تیز
سے جیپ کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔
"مارٹر گن اٹھا لو صفدر!۔۔۔ اور جیسے ہی میں جیپ موڑوں،
نے باقی جیپوں پر گن کا فائر کھول دینا ہے"۔۔۔ عمران نے مُڑ کر
اپنے پیچھے بیٹھے ہوئے صفدر سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ با
ساتھیوں نے اس سے پیچھے والی جیپ سنبھال لی تھی۔
چھاتہ بردار اور جیپوں سے نکلنے والے سپاہی انتہائی سرگرمی سے
ابھی تک اس وسیع میدان میں ان کو تلاش کر رہے تھے۔
عمران نے جیپ سٹارٹ کرتے ہی اُسے انتہائی پھرتی سے بائی
طرف موڑا اور جیپ اس میدان میں اُتر گئی جس میں وہ ابھی چھپے
اس کے پیچھے ہی دوسری جیپ بھی اسی طرح گھومی۔
"ارے ارے ۔۔۔ ادھر کیوں جا رہے ہو"۔۔۔ اچانک کسی
دُور سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن عمران نے جیپ کو چکر
کر جیسے ہی سیدھا کیا وہ زور سے چیخا۔

"فائر صفدر ۔۔۔ مسلسل فائر ۔۔۔ سب جیپیں تباہ ہونی چاہئیں"۔
ن نے کہا اور دوسرے لمحے جدید مارٹر گن خوفناک دھماکوں سے
س آگ اُگلنے لگی۔
عمران سڑک کے متوازی جیپ واپس دوڑائے چلا جا رہا تھا اور
منہ سڑک پر موجود جیپوں پر مارٹر گن کے فائر کئے جا رہا تھا۔ چند ہی
وں میں سڑک پر کھڑی آٹھ کی آٹھ جیپیں تباہ ہو کر بکھر گئیں اور
ن نے جیپ سڑک پر چڑھائی اور پھر ایکسیلیٹر دبا دیا۔
میدان میں موجود فوجی اب انتہائی رفتار سے جیپوں کی طرف
ڑنے لگے تھے۔ وہ ہاتھوں میں موجود گنوں سے فائر بھی کرتے آ رہے
تھے۔ لیکن پھر دونوں دوڑتی ہوئی جیپوں سے ان سب پر مارٹر گنوں
سے فائر شروع ہو گئے۔ اور ان مارٹر گنوں نے وہاں واقعی تباہی مچا
ی۔ نجانے کتنے فوجی ان مارٹر گولوں کی بھینٹ چڑھ گئے۔
چند لمحوں بعد دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس
میدان سے کافی فاصلے پر پہنچ گئیں اور پھر مارٹر گنوں کا فائر بند کر دیا گیا۔
"توبہ!۔۔۔ کس قدر خوفناک لوگ ہیں یہ"۔۔۔ اچانک چالشی کی
ہی ہوئی آواز سنائی دی۔
"ارے کیا ہماری شکلیں بدل گئی ہیں"۔۔۔ عمران نے مُڑے بغیر
مسکراتے ہوئے کہا اور چالشی کے ساتھ ساتھ اس کا باپ خیاط بھی
ہنس پڑا۔
"میں آپ کو نہیں ۔۔۔ ان فوجیوں کو کہہ رہی تھی"۔۔۔ چالشی نے
مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ اس بار صورت حال مکمل طور پر اُلٹ پیش آ رہی ہے ۔۔۔ ہم مسلسل دفاع پر مجبور کر دیئے گئے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ہر بار تو عید ہمارے حصے میں نہیں آسکتی ۔۔۔ کبھی تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو بھی عید منانی چاہیئے ۔۔۔ ویسے اگر یہ تنویر اور ٹائیگر ہوش میں آکر عین موقع پر جھنڈ سے باہر نہ آجاتے تو شاید یہ دونوں قابو میں آجاتے اور پھر عید ہم بھی منا لیتے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

دونوں جیپیں انتہائی تیز رفتاری سے پرانے شہر کی طرف جانے والے چوک کی طرف بڑھی جا رہی تھیں کہ اچانک عمران کو بائیں ہاتھ پر دور ایک چھوٹا سا فارم نظر آگیا جس کی چھت سرخ کھپریل کی تھی لیکن چھت کے درمیان سفید رنگ کی اینٹوں سے ایک گول دائرہ سا بنا ہوا نظر آ رہا تھا۔ جو بظاہر تو آرائشی نظر آتا تھا لیکن عمران اُسے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ فلسطینیوں کی انتہائی خفیہ جماعت "ماسٹر رنگ" کا مخصوص نشان ہے۔ ماسٹر رنگ فلسطینیوں کی ایسی خفیہ جماعت تھی جس سے عام فلسطینی بھی واقف نہ تھے۔ یہ فلسطینیوں کے لیڈر شاکر سرات کے ایک ساتھی ابوعبدل کی جماعت تھی جو انتہائی منظم اور باوسائل ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خفیہ گوریلا کارروائیاں کرتی تھی۔

عمران نے جیپ روک دی اور پھر مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔

"تم لوگ باہر نہیں آؤ گے ۔۔۔ میں ایک منٹ میں آیا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور خود اچھل کر نیچے اترا اور دوڑتا ہوا پچھلی جیپ کی طرف بڑھ

...ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا اس نے بھی عمران کی جیپ کے پیچھے اپنی ...ب روک دی تھی۔

"تنویر! ۔۔۔ وہ سامنے فارم ہاؤس دیکھ رہے ہو ۔۔۔ تمام ساتھی یہاں ...ز ...یں گے ۔۔۔ تم جیپ چوک تک لے جاؤ گے اور پھر وہاں ایک سائیڈ ...ب روک کر کھیتوں میں گھوم کر اس فارم ہاؤس میں واپس آؤ گے ۔ ...رشک نہیں پڑنا چاہیئے۔ سمجھے" ۔۔۔ عمران نے تنویر کے قریب ...ز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں سمجھ گیا" ۔۔۔ تنویر نے سر ہلاتے ہوئے ...ر عمران نے جیپ میں موجود تمام ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ ...ر پھر خود واپس اپنی جیپ کی طرف دوڑ گیا۔

"صفدر! ۔۔۔ تم تنویر کے ساتھ جیپ لے کر چوک تک جاؤ گے اور ...ب جیپ روک کر چکر کاٹ کر اس فارم ہاؤس میں آؤ گے" ۔۔۔ عمران ...واپس آکر صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ ...بیٹھ گیا۔

عمران کے اشارے پر باقی ساتھی جیپ سے اتر آئے اور پھر جب ...ب جیپیں آگے بڑھ گئیں تو عمران نے انہیں فارم ہاؤس کی طرف ...نے کا اشارہ کیا اور خود بھی مشین گن سنبھالے اس فارم ہاؤس کی طرف ...ھ گیا۔

فارم ہاؤس کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور سامنے ایک خوبصورت سے ...ن کے درمیان کرسی بچھائے ایک خاصی خوبصورت لڑکی بیٹھی ایک ...ہوٹے سے سفید رنگ کے کتے سے کھیل رہی تھی۔ عمران اور اس کے

ساتھیوں کو دیکھ کر کُتّے نے یکدم بھونکنا شروع کر دیا۔ تو وہ لڑکی بُری
طرح چونکی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی۔ عمران اور اس
کے ساتھی اس دوران دوڑتے ہوئے اس کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"کک ۔۔ کک ۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ لڑکی کے لہجے میں حیرت
کے ساتھ ساتھ خوف کا تاثر بھی موجود تھا۔

"ابو عبدل کی بیٹی آسیہ کو اب اتنا بزدل بھی نہیں ہونا چاہئے" ۔۔۔
عمران نے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تت ۔۔ تت ۔۔ تم مجھے کس طرح جانتے ہو" ۔۔۔۔ لڑکی اور
زیادہ پریشان ہو گئی۔

"سنو آسیہ ! ۔۔۔ ہم ماسٹر رنگ کے مہمان ہیں ۔۔۔ ابو عبدل جہاں
بھی ہو اس سے میری بات کراؤ ۔۔۔ اُسے کہو کہ پاکیشیا کا علی عمران بات
کرنا چاہتا ہے ۔۔۔ جلدی کرو۔ ابھی جی۔ پی فائیو۔ ریڈ آرمی اور اسرائیلی
فوج نے یہ پورا علاقہ گھیر لینا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی تیز لہجے
میں کہا۔

"اوہ ! ۔۔۔ یہ ساری چھاپہ مار کارروائی تمہیں پکڑنے کے لئے ہو رہی
تھی ۔۔۔ میں سمجھی تھی کہ اسرائیلی فوج جنگی مشقیں کر رہی ہے" ۔۔۔۔
لڑکی نے اب سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جنگی مشقوں میں ہیلی کاپٹر تباہ نہیں کئے جاتے ۔۔۔ لیکن اگر تم نے
دیر لگائی تو پھر واقعی جنگی مشقیں یہاں بھی شروع ہو سکتی ہیں" ۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ آیئے ۔۔۔ اگر آپ ڈیڈی کے آدمی ہیں تو ہمارے پاس ایسی

جگہ ہے جہاں آپ کو کوئی چیک نہیں کر سکتا" ۔۔۔۔ لڑکی نے کہا اور اندر
عمارت کی طرف دوڑنے لگی۔

"راشد ڈار ! ۔۔۔ تم یہیں رکو ۔۔۔ تنویر اور صفدر جیسے ہی آئیں انہیں
لے کر اندر آ جانا" ۔۔۔۔ عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے
سر ہلا دیا۔ عمران باقی ساتھیوں سمیت آسیہ کے پیچھے اندر عمارت کی
طرف بڑھ گیا۔

آسیہ ایک راہداری سے گذر کر ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچی اور
پھر عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے آسیہ
نے دروازہ بند کیا۔ اور سوئچ بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ بٹن
دبتے ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد لفٹ
رک گئی تو آسیہ نے دروازہ کھول دیا۔ اب وہ ایک بڑے سے ہال نما
کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک سائیڈ پر ایک قد آدم مشین دیوار کے
ساتھ نصب تھی۔

آسیہ ہال میں پہنچتے ہی تیزی سے اس مشین کی طرف بڑھ گئی اس
نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے۔ بٹن دبتے ہی مشین
سے ہلکی ہلکی گونجدار آوازیں نکلنے لگیں اور اس کے ساتھ ہی درمیان
میں لگی ہوئی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک نوجوان
کا چہرہ ابھر آیا۔

"یس منہ بھری ۔۔۔ کال کا مقصد" ۔۔۔۔ نوجوان کے لب ہلے اور
آواز مشین سے نکلی۔

"ڈیڈی جہاں بھی ہوں ۔۔۔ ان سے بات کراؤ۔ فوراً" ۔۔۔۔ آسیہ

نے تیز لہجے میں کہا۔

"او۔کے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر آڑھی ترچھی لکیریں سی نمودار ہونے لگ گئیں۔ آسیہ خاموش کھڑی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی سائیڈ پر خاموش کھڑے تھے۔

چند لمحوں بعد سکرین پر ایک بھاری جبڑوں اور چوڑی پیشانی والا چہرہ ابھر آیا۔ اس کے سر پہ گہرے سرخ رنگ کا رومال بندھا ہوا تھا۔ یہ ابو عبدل تھا۔

"ہاں۔۔۔ کیا بات ہے آسیہ!۔۔۔ کیوں کال کی ہے"۔۔۔۔ ابو عبدل نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ڈیڈی!۔۔۔ آپ پاکیشیا کے کسی علی عمران کو جانتے ہیں"۔۔۔۔ آسیہ نے کہا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو۔۔۔ علی عمران۔۔۔۔۔ کہاں ہے علی عمران کیا وہ فارم ہاؤس پہنچ گیا ہے"۔۔۔۔ ابو عبدل نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ڈیڈی!۔۔۔ ان سے بات کیجئے"۔۔۔۔ آسیہ نے کہا اور عمران تیزی سے آگے بڑھ کر سکرین کے سامنے آگیا۔

"ہیلو ابو عبدل!۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ اب تک تمہارے سر پہ بالوں کی تعداد لازماً کچھ بڑھ گئی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسیہ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگی۔

"اوہ!۔۔۔ عمران صاحب!۔۔۔ یہ واقعی آپ ہیں۔۔۔ اوہ!۔۔۔ آپ میک آپ میں ہوں گے۔۔۔ مجھے رپورٹ ملی تھی کہ آپ اپنے ساتھیوں

بت اسرائیل پہنچ چکے ہیں اور آجکل جی۔پی فائیو اور ریڈ آرمی آپ کی ..ش میں جگہ جگہ چھاپے مار رہی ہیں۔۔۔۔ لیکن باوجود کوشش کے میں ..پ کا پتہ نہ چلا سکا"۔۔۔۔ ابو عبدل نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا ورنہ ..ے عمران کے سکرین کے سامنے آتے ہی وہ بُری طرح چونک پڑا تھا دراصل ..ران نے اس سے ایک خاص بات کی تھی جس کی وجہ سے وہ عمران کو ..ہچان گیا تھا۔ کئی سال پہلے ایک مشن کے دوران ابو عبدل کے ساتھ ..ران نے خاصا وقت گذارا تھا۔ ابو عبدل سر سے گنجا تھا اور اسے اپنے ..ے گنجے پن کا شدید احساس تھا اس لئے عمران نے اُسے گنجے سر پر بال ..گنے کا ایک اکسیری نسخہ بتایا تھا کہ وہ روزانہ حُقّے کا پانی سر پر لگایا کرے۔ ..ی لئے عمران نے شناخت کے لئے اسی بات کو دوہرا دیا تھا۔

"لیکن دیکھ لو۔۔۔ میں نے نہ صرف تمہارا یہ فارم ہاؤس پہچان لیا۔ بلکہ تمہاری بیٹی آسیہ کو بھی پہچان لیا۔۔۔۔ حالانکہ تم نے صرف اتنا ذکر کیا تھا کہ تمہاری صرف اکلوتی بیٹی آسیہ ہے حالانکہ آسیہ گنجی نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے ابو عبدل قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"آسیہ پلیز!۔۔۔ باہر میرا ایک ساتھی موجود ہے اور دو ساتھی پہنچنے والے ہیں۔۔۔ تم ذرا جا کر انہیں بھی لے آؤ۔ ورنہ وہ اکیلے بیمار بکروں کی طرح منہ لٹکائے کھڑے ہوں گے"۔۔۔۔ عمران نے یکلخت مڑ کر آسیہ سے مخاطب ہو کر کہا اور آسیہ سر ہلاتی ہوئی تیزی سے اسی لفٹ والے دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"ابو عبدل!۔۔۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو"۔۔۔۔ عمران نے آسیہ

کے جاتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں یہیں تل ابیب میں ہوں ——— باس شاکر سرات آجکل ملک سے باہر ہیں اس لئے ان کے کام کی نگرانی بھی مجھے ہی کرنا پڑتی ہے" ——— ابو عبدل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ——— میں تمہیں مختصر طور صورت حال بتاتا ہوں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے خیاط والی دوسری عمارت سے نکلنے سے لے کر اب تک پیش آنے والے تمام واقعات مختصر طور پر بتا دیئے۔

"اوہ! ——— اوہ! اس کا مطلب ہے کہ اب دونوں کرنل یعنی کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک پاگل کتوں کی طرح ارد گرد کا علاقہ چھانیں گے" ——— ابو عبدل نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ——— کیونکہ میں نے جیپیں چوک کے قریب رکوائی ہیں اس لئے وہ ہمیں اب اس چوک کی دوسری طرف ہی تلاش کریں گے ——— بہرحال ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں فارم میں بھی آئیں تو کیا آسیہ انہیں ڈیل کر لے گی" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل کر لے گی ——— ویسے بھی آسیہ کرنل ڈیوڈ کو انکل کہتی ہے۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ کا بیٹا اور آسیہ دونوں یونیورسٹی میں ہم جماعت ہیں اور آسیہ کرنل ڈیوڈ کے گھر آتی جاتی رہتی ہے ——— کہاں ہے آسیہ ——— مجھ سے بات کراؤ" ——— ابو عبدل نے کہا۔

اسی لمحے لفٹ والا دروازہ کھلا اور آسیہ بلیک زیرو، تنویر اور صفدر

...یت اندر داخل ہوئی۔

"مس آسیہ! ——— آپ کے قبلہ والد صاحب گنج آشیانی آپ سے بات ...نا چاہتے ہیں" ——— عمران نے آسیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گنج آشیانی کیا ہوتا ہے" ——— ؟ آسیہ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ لیکن ساتھ ہی وہ مشین کی طرف بھی بڑھ آئی۔

"اس کا مطلب تمہارے ڈیڈی زیادہ بہتر طریقے سے بتا سکتے ہیں" ...ن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس ڈیڈی" ——— آسیہ نے مشین کے سامنے پہنچتے ہی کہا۔

"آسیہ! ——— عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم یہیں تہہ خانے ...ں رہنے دو اور خود باہر جا کر بیٹھو ——— اگر کرنل ڈیوڈ یا کرنل فرانک وغیرہ انہیں تلاش کرتے ہوئے آئیں تو تم نے انہیں ڈیل کر کے واپس بھجوا دینا ہے ——— اس کے بعد مجھے اطلاع کرنا۔ میں پہنچ جاؤں گا" ...ابو عبدل نے کہا۔

"اوکے ڈیڈی! ——— لیکن ڈیڈی! یہ گنج آشیانی کیا ہوتا ہے" ——— ؟ ...سیہ نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اوہ! ——— یہ عمران صاحب ایسے ہی مذاق کرتے رہتے ہیں ——— تم ...ا باہر جاؤ۔ کہیں وہ لوگ پہنچ نہ جائیں" ——— ابو عبدل نے کہا اور ...کے ساتھ ہی ایک جھماکے سے سکرین تاریک ہو گئی اور آسیہ نے ...تھ بڑھا کر مشین بند کر دی۔

"آپ حضرات کو کسی چیز کی ضرورت ہو تو سائیڈ روم میں کھانے پینے

کی ہر چیز موجود ہے ۔۔۔۔ آسیہ نے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتی لفٹ والے دروازے کی طرف بڑھ گئی ۔ چند لمحوں بعد لفٹ اوپر چلی گئی اور اب جس جگہ لفٹ تھی وہاں ایک دیوار موجود ہو گئی تھی ۔

" لو جناب ۔۔۔ فی الحال تو کچھ دیر آرام کرنے کا موقع مل گیا ہے ۔ اس لئے میں تو سو رہا ہوں ۔۔۔ آپ جائیں اور آپ کا کام " ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی ایک دیوار کے ساتھ فرش پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا ، عمران کے خراٹے تہہ خانے میں گونجنے لگے ۔ اور جانسن اور خیاط دونوں انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہی رہ گئے ۔

کرنل ھارڈ لیبارٹری کے اندر بنے ہوئے چھوٹے سے اپنے دفتر نما ے میں بیٹھا ہوا اطمینان سے شراب پینے میں مصروف تھا جب سے ٹر لارنس اس لیبارٹری کے اندر موجود تھا ۔ انہیں یہاں لیبارٹری میں ہوئے آج چوتھا روز تھا اور آج رات مشین پر کام مکمل ہو جانا تھا ۔ اس کے بعد ڈاکٹر لارنس یہ مشین لے کر لیبارٹری سے چلا جاتا اور کرنل ڈ کی ڈیوٹی بھی ختم ہو جانی تھی ۔

لیبارٹری کے اندر کرنل ھارڈ کی تنظیم ریڈ ایرو حفاظت پر تعینات ی جب کہ لیبارٹری سے باہر کی حفاظت دوسری تنظیم تارڈ کے ذمہ تی جس کا چیف کرنل جاگوڈا تھا ۔ اس بار انتظام ایسا کیا گیا تھا کہ جب تک ین مکمل نہ ہو جاتی ، نہ کوئی شخص لیبارٹری سے باہر جا سکتا تھا اور نہ ئی لیبارٹری کے اندر آ سکتا تھا ۔ لیبارٹری کو مکمل طور پر سیل کر دیا گیا تھا ۔ ف ایک خصوصی ٹرانسمیٹر کے ذریعے ان کا رابطہ بیرونی دنیا سے تھا ۔ یہ

لیبارٹری زمین دوز تھی اس لئے لیبارٹری کے اندر ہر شخص کے لئے ایک ہفتے کا مکمل راشن پہلے ہی پہنچا دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر لارنس اور اس کے ساتھی سائنسدان تو مین لیبارٹری ہال میں اپنی مشین میں مصروف رہتے تھے جب کہ کرنل ہارڈ اور اس کے ساتھی باقی لیبارٹری میں گھومتے پھرتے رہتے تھے اس لیبارٹری ہال میں بھی صرف کرنل ہارڈ ہی جا سکتا تھا اور وہ بھی صرف اس صورت میں جبکہ ڈاکٹر لارنس کسی ضرورت کے تحت اُسے طلب کرتا۔ لیکن اب تک شاید ڈاکٹر لارنس کو کوئی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی تھی اس لئے کرنل ہارڈ لیبارٹری کے مین ہال میں بھی نہ گیا تھا۔ ایک لحاظ سے کرنل ہارڈ اور اس کے ساتھی یہاں بے کار ہی تھے کیونکہ باہر سے کوئی آدمی اندر آ ہی نہ سکتا تھا اس لئے کسی قسم کے خطرے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اس لئے کرنل ہارڈ ان چار دنوں میں ہی خاصا بور ہو کر رہ گیا تھا وہ بس زیادہ تر اسی دفتر میں بیٹھا رہتا اور جب بیٹھے بیٹھے تھک جاتا تو پھر اٹھ کر لیبارٹری کی راہداری میں چلنا شروع کر دیتا۔ کبھی کبھار وہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر کرنل جاگورا سے بات چیت کر لیتا۔ لیکن کرنل جاگورا بے حد خشک قسم کا آدمی تھا۔ اس لئے اس سے بھی بس سرکاری ٹائپ باتیں ہی ہوتی تھیں۔

اس وقت بھی کرنل ہارڈ بڑا بور ہو کر کرسی پر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا کہ یکلخت ٹوں ٹوں کی مخصوص آواز سے کمرہ گونج اٹھا۔ کرنل ہارڈ یہ آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔ اس آواز کا مطلب تھا کہ سپیشل ٹرانسمیٹر پر کال آئی تھی لیکن وہ چونکا اس لئے تھا کہ یہ کال آخر کس کی طرف سے ہو سکتی تھی۔ کرنل جاگورا نے تو آج تک اُسے کال ہی نہ کیا تھا۔

کرنل ہارڈ تھا جو اُسے کبھی کبھار کال کر لیا کرتا تھا۔

کرنل ہارڈ نے بجلی کی سی تیزی سے میز کی دراز کھولی اور پھر اس کے اندر رکھا ہوا ایک چھوٹا لیکن خاصے جدید انداز میں بنا ہوا ٹرانسمیٹر باہر نکال کر میز پر رکھ دیا۔ ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں اس ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھیں۔

کرنل ہارڈ نے جلدی سے اس کے دو بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ ٹوں ٹوں کی آواز کی جگہ ایک بھاری سی آواز برآمد ہوئی جو کرنل ہارڈ کے لئے قطعی اجنبی تھی۔

"ہیلو — ہیلو پلیز اٹنڈ ریڈ ایرو چیف کرنل ہارڈ۔ اوور" — بولنے والا اپنی شناخت کرائے بغیر کرنل ہارڈ کو کال کر رہا تھا۔

"یس کرنل ہارڈ اٹنڈنگ — کون بول رہا ہے۔ اوور" — کرنل ہارڈ نے تیز اور خشک لہجے میں کہا۔

"کرنل ہارڈ! — پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے۔ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ یس — بات کرائیے۔ اوور" — کرنل ہارڈ پریذیڈنٹ کا نام سن کر اور زیادہ چونک پڑا۔

"ہیلو کرنل ہارڈ! — میں پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ اوور" — پریذیڈنٹ صاحب کی مخصوص باوقار آواز سنائی دی وہ جسے کرنل ہارڈ بخوبی جانتا تھا۔

"یس سر — کرنل ہارڈ اٹنڈنگ یو سر۔ اوور" — کرنل ہارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ لیبارٹری کے اندر سے بات کر رہے ہیں۔ اوور" ——— پریذیڈنٹ نے پوچھا۔

"یس سر۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے مختصر الفاظ میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل جاگورا کی ڈیوٹی بھی اندر ہے۔ اوور" ——— صدر مملکت نے پوچھا۔

"نو سر ——— ان کی ڈیوٹی باہر ہے ——— لیبارٹری کو مشن کی تکمیل تک مکمل طور پر سیل کر دیا گیا ہے اس لئے ہمارا رابطہ صرف سپیشل ٹرانسمیٹر پر ہی ہوتا ہے سر۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ! ——— ڈاکٹر لارنس یقیناً اپنے کام میں مصروف ہوں گے۔ اوور" صدر مملکت نے مسکراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"یس سر ——— وہ مکمل طور پر کام میں منہمک ہیں سر ——— آپ نے بات کرنی ہے سر۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے جواب دیا ویسے اس کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں کیونکہ صدر مملکت کی کال اور اس گفتگو کی اسے کوئی وجہ سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

"اگر آپ کو معلوم ہو کہ وہ مشین جو تیار کی جا رہی ہے حتمی طور پر کس وقت مکمل ہو گی تو بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے ——— میں اس موقع پر انہیں ڈسٹرب نہیں کرنا چاہتا۔ اوور" ——— صدر مملکت نے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ سر ! ——— میری ان سے آج صبح بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ آج رات گیارہ بجے کے قریب کام حتمی طور پر مکمل ہو جائے گا۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

اور اب اسے صدر مملکت کی کال کی وجہ سمجھ آ گئی تھی کہ وہ دراصل اس مشین کی تیاری کے متعلق پوچھنا چاہتے تھے۔

"اچھا ویری گڈ ! ——— اس کا مطلب ہے کہ پروگرام کے مطابق ہی کام ختم ہو گا ——— آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ مشین کتنی بڑی ہے ——— میرا مقصد ہے کہ کیا اسے ہیلی کاپٹر کے اندر رکھ کر کسی اور جگہ شفٹ کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اوور" ——— صدر مملکت نے پوچھا۔

"یس سر ! ——— بڑے ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں وہ آسانی سے شفٹ ہو سکتی ہے ——— یہ بات مجھے اس لئے معلوم ہے سر ——— کہ ڈاکٹر لارنس سے اس سلسلے میں میری بات ہو چکی ہے ——— میں نے حفاظتی نکتہ نظر سے بات کی تھی تو انہوں نے خود کہا تھا کہ اسے اگر کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے شفٹ کیا جائے تو اس طرح مشین کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ روڈ شفٹنگ کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس کے نازک پرزوں میں ڈسٹربنس پیدا ہو جائے۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے کرنل ھارڈے ! ——— اب آپ میری بات غور سے سنیں ——— آپ کو معلوم ہے کہ اس مشین سے ہم کیا کام لینا چاہتے ہیں۔ اوور" ——— صدر مملکت کا لہجہ یہ بات کرتے ہوئے خاصا سخت ہو گیا تھا۔

"یس سر ——— ڈاکٹر لارنس سے پہلی میٹنگ کے دوران یہ بات ہو گئی تھی۔ اس مشین کے ذریعے ہمیں تل ابیب سے ہی آپریٹ کر کے پاکیشیا کا اہم ترین ٹارگٹ ہٹ کیا جائے گا۔ اوور" ——— کرنل ھارڈے نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ آپریشن کہاں سے ہوگا۔ اس بارے میں معلوم ہے آپ کو
اوور" ـــــ صدر مملکت نے پوچھا۔

"نو سر ـــــ ہماری ڈیوٹی صرف ڈاکٹر لارنس اور اس کے ساتھیوں کی حفاظت اسی لیبارٹری میں کرنے کی حد تک ہے ـــــ یہاں سے ان کے جانے کے بعد ہم آف ہو جاتے ہیں۔ اوور" ـــــ کرنل ھارڈما جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے اور پرائم منسٹر نے اس مشن کے لئے نئی پلاننگ مرتب کی ہے اس لئے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک اتفاق کی وجہ سے اس مشن کے متعلق علم ہو گیا ہے ـــــ اور نہ صرف علم ہو گیا ہے بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تل ابیب پہنچ چکی ہے اور وہ مسلسل اس کوشش میں ہے کہ اس مشن کو سبوتاژ کیا جا سکے ـــــ گذشتہ دنوں جی۔ پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے انہیں ٹریس کر لیا تھا اور انہیں گرفتار کر کے کانڈی جیل کے مخصوص اور ناقابل شکست سیلز میں قید کر دیا گیا ـــــ لیکن وہ شیطان روحیں وہاں سے بھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئیں اور اب ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو مسلسل ان کے پیچھے لگی ہوئی ہیں ـــــ لیکن ابھی تک وہ انہیں پکڑنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اس لئے ہم نے فوری طور پر پلاننگ بدل دی ہے ـــــ اس سے پہلے پلاننگ یہ تھی کہ دن کے گیارہ بجے شہر کے وسط میں موجود عمارت ریڈ اسکوائر میں اس مشن ریڈ ٹارگٹ نے تکمیل پذیر ہونا ہے ـــــ مشن ایسا ہے کہ اسے کسی صورت بھی تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ ڈاکٹر لارنس کو پھر طویل عرصہ لگ جائے گا۔ اس سے

بھی طے تھا کہ مشن کی تکمیل کے وقت جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی ریڈ اسکوائر
حفاظت کریں گے۔ لیکن اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی موجودگی کی وجہ
ایسا ممکن نہیں ہو سکتا ـــــ عمارت بھی مخصوص مشین کی وجہ سے تبدیل
کی جا سکتی ـــــ اس لئے طے ہوا ہے کہ مشن ریڈ اسکوائر میں ہی مکمل
اور ٹھیک گیارہ بجے ہی ہو گا۔ لیکن اس کی حفاظت اب ریڈ ایرو
گارڈ کے ذمے لگائی جائے گی اور یہ سب کچھ انتہائی خاموشی سے
ـــــ جب کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ڈاج دینے کیلئے ریڈ اسکوائر
کافی دور ایک اور عمارت منتخب کی گئی ہے اس عمارت کا نام
ٹ ہال ہے۔ وہاں یہ ظاہر کیا جائے گا کہ دن کے دس بجے وہاں
مشن مکمل کیا جا رہا ہے ـــــ البرٹ ہال کو جانے والے تمام راستے بند
دیئے جائیں گے۔ جی۔ پی۔ فائیو اور ریڈ آرمی کھلے عام اس کی حفاظت
یں گے ـــــ عمارت کے اوپر جنگی ہیلی کاپٹر پرواز کریں گے اور وزیر اعظم
میں وہاں ٹھیک دس بجے پہنچیں گے ـــــ پھر وہاں یہی ظاہر
جائے گا کہ مشن مکمل ہو رہا ہے۔ جب کہ اصل مشن ریڈ اسکوائر میں
موشی سے مکمل ہو رہا ہو گا ـــــ ہم البرٹ ہال میں پہنچ کر انتہائی خفیہ
تے سے ریڈ اسکوائر آ جائیں گے ـــــ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہی
ھے گی کہ مشن البرٹ ہال میں مکمل کیا جا رہا ہے اس لئے وہ وہاں حملہ
ے گی تو ریڈ آرمی اور جی۔ پی فائیو مل کر ان کا مقابلہ کریں گی اور
ن کا خاتمہ کر دیں گی ـــــ اگر خاتمہ نہ کر سکے تو انہیں گرفتار کر لیا جائے
ـــــ اگر گرفتار نہ کر سکے تو زیادہ سے زیادہ وہ لوگ البرٹ ہال
تباہ کر کے مطمئن ہو جائیں گے کہ انہوں نے مشن کو سبوتاژ کر دیا ہے۔ اوور"

صدر مملکت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ لیکن ان کی تفصیل اس قدر
ہوئی تھی کہ کرنل ھارڈ سمجھ گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وجہ سے
مملکت کے ذہن پر بے پناہ دباؤ ہے۔

"ٹھیک ہے سر ——— بہترین پلاننگ ہے سر ——— ویسے بھی سر
آپ حکم دیں تو دوسری عمارت کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ میں اور کرنل
ہی مل کر ریڈ اسکوائر کو مکمل طور پر کریش پروف بنا دیں گے۔ اوور" ———
کرنل ہارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پہلے کبھی ٹکرائے ہو۔ اوور" ——— ؟
مملکت نے پوچھا۔

"نو سر ——— ایسا کبھی اتفاق نہیں ہوا ——— لیکن میں اسرائیل شفٹ ہو
سے پہلے ایکریمیا کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی میں تھا اس لئے مجھے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کے متعلق معلومات حاصل ہیں ——— پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف
ایکسٹو ہے اور وہاں ایک شخص علی عمران بہت تیز اور ہوشیار سمجھا جاتا ہے
لیکن اس کے باوجود سر، میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ریڈ ایرو کے سا
یہ لوگ دس بار بھی پیدا ہوں تو بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اوور" ——— کرنل
ھارڈ نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— ہم پہلے ہی ان لوگوں کے ہاتھوں بہت نقصان اٹھا
چکے ہیں اس لئے اب کسی قسم کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔ اس لئے جیسا تم
سے کہا جا رہا ہے تم نے ویسا ہی کرنا ہے ——— ریڈ اسکوائر میں آج رات
بارہ بجے تم اور کرنل جاگورا، ڈاکٹر لارنس کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں مشین لے
پہنچو گے اور پھر ڈاکٹر لارنس اس کی تنصیب کریں گے جبکہ تم دونوں نے انتہا

ئی سختی سے اس کی حفاظت کا بندوبست کرنا ہے لیکن یہ بندوبست اس
انداز میں ہونا چاہیئے کہ کسی عام آدمی کو بھی یہ محسوس نہ ہو سکے کہ اندر کیا ہو رہا
ہے۔ ڈاکٹر میں اور پرائم منسٹر ایک خفیہ راستے سے براہ راست اس ہال میں پہنچیں
گے جہاں ڈاکٹر لارنس کام کر رہا ہوگا۔ اس ہال میں تم لوگوں کا داخلہ بھی
ممنوع ہوگا ——— ہاں! اگر پھر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی انداز میں اس
عمارت پر حملہ آور ہو تو یہ تم دونوں کا کام ہے کہ اسے ہر صورت میں روکو۔
اوور ——— صدر مملکت نے انتہائی سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— ہم یہ ذمہ داری بخوبی پوری کریں گے سر ——— کرنل
جاگورا کو میں آپ کی ہدایات پہنچا دیتا ہوں۔ اوور" ——— کرنل ہارڈ نے کہا۔

"نہیں ——— اُسے بھی ہدایات میں خود دوں گا اور کرنل جاگورا ہی ہیلی کاپٹر
کا بندوبست کریگا اور وہی لیبارٹری کی سیل ختم کرے گا اور ہیلی کاپٹر کو
لیبارٹری کے لانگ روم کی چھت کھول کر اندر لے آئے گا۔ اس ہیلی کاپٹر
میں ڈاکٹر لارنس، اس کے مخصوص ساتھی، کرنل جاگورا اور تم ہو گے ——— تم
دونوں کی ایجنسیوں کے خاص آدمی صبح وہاں پہنچیں گے۔ لیکن تم دونوں نے
عام آدمی وہاں نہیں بلانے۔ صرف مخصوص اور خاص تربیت یافتہ لوگ
طلب کرنے ہیں۔ اوور" ——— صدر مملکت نے جواب دیا۔

"یس سر ——— میں سمجھ گیا سر۔ اوور" ——— کرنل ہارڈ نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔ کرنل ہارڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس
کے چہرے پر دبے دبے جوش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے اور یہ جوش پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے متوقع ٹکراؤ کی وجہ سے پیدا ہوا تھا اس نے جان بوجھ

کر صدر مملکت کو یہ نہیں بتایا تھا کہ بطور ایکریمین ایجنٹ وہ ایک بار پا
کے عمران سے ٹکرا چکا ہے اور عمران نے اس کی ساری پلاننگ اس
ختم کر کے رکھ دی تھی کہ اُسے اپنی جان بچا کر نکلنے کے لئے بھی انتہائی جا
جدوجہد کرنی پڑی تھی اور اسی ٹکراؤ کا یہ نتیجہ تھا کہ اُسے ملٹری فیلڈ م
شفٹ کر دیا گیا تھا اور پھر وہ وہاں سے اسرائیل شفٹ ہو گیا تھا تب
اس کی شدید خواہش تھی کہ ایک بار پھر اس عمران سے اگر اس کا ٹکراؤ ہ
تو وہ بھرپور طریقے سے اپنی شکست کا انتقام اس سے لے سکے لیکن آج
اس کا موقع نہ آیا تھا۔ لیکن اب یہ موقع آ گیا تھا اور اُسے یقین تھا کہ اس
جیت کرنل ھارڈ کی ہو گی۔ چنانچہ وہ یہی سوچتا ہوا ریڈ اسکوائر میں کل
لئے منصوبہ بندی کرنے میں مصروف ہو گیا۔ وہ ایسی منصوبہ بندی کرنا چ
تھا کہ جو صحیح معنوں میں فول پروف ہو۔

کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں ہی جی۔ پی فائیو کے ہیڈکوارٹر
ین آپریشن روم میں موجود تھے۔ دیوار سے لگی ہوئی مشین کے درمیان
ب بڑی سی سکرین روشن تھی اور اس پر اس میدان کا منظر نظر آ رہا تھا۔
ں میں عمران اور اس کے ساتھی چھپے ہوتے تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے ائیر فورس
ی مخصوص ٹارگٹ ویو مشین سے اس مشین کا نہ صرف لنک کرا دیا تھا بلکہ
د مشین کا ٹارگٹ کمانڈر سے کہہ کر اس میدان پر فکس کرا دیا تھا۔ اس
ح وہ ہیڈکوارٹر کے آپریشن روم میں بیٹھ کر اس میدان کو اس طرح
یکھ رہے تھے جیسے وہ خود میدان کے کنارے پر موجود ہوں وہ درختوں
ے جھنڈ سے نکلنے والے افراد کو دیکھ کر فوراً واپس پلٹ آتے تھے۔
یونکہ وہ اکیلے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ نہ صرف زندہ بچ گئے
یں بلکہ ٹھیک بھی ہیں۔ ورنہ اس طرح سارے کے سارے جھنڈ میں نہ
پہنچ جاتے۔ جلی ہوئی کاروں کے قریب انہیں ایک بھی لاش نظر نہ آئی

تھی اور پھر وہاں سے لوٹ کر وہ سیدھے ہیڈ کوارٹر پہنچے البتہ را
میں ہی کرنل ڈیوڈ نے کار کے ٹرانسمیٹر پر ایئر کمانڈر سے بات کی
اُسے بتایا کہ اس کے گن شپ ہیلی کاپٹروں نے دونوں کاروں کو تبا
کر دیا ہے لیکن وہ سب لوگ بچ گئے ہیں اس لئے وہ فوری طور پر
دوبارہ گن شپ ہیلی کاپٹر بھیجے اور اس وقت تک یہ ہیلی کاپٹر وہ
فائرنگ کرتے رہیں جب تک انہیں تسلی نہ ہو جائے کہ وہاں موجود
ہر آدمی ختم ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ڈیوٹیشن کا ٹارگٹ
بھی اس میدان کے ساتھ فکس کرا دیا تھا اس لئے جب وہ ہیڈ کوار
پہنچے تو مشین پر میدان کا نہ صرف منظر نظر آ رہا تھا بلکہ اس کی طرف
جاتے ہوئے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی نظر آ رہے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے فوری طور پر کال کر کے دس جیپیں بھی اس میدا
میں بھجوانے کا حکم دیا تاکہ جب ہیلی کاپٹر اپنا کام مکمل کر لیں تو پھر ان
آدمی بھی لاشوں کو چیک کر کے تسلی کر لیں۔ میدان میں اس وقت کو
آدمی دُور دُور تک نظر نہ آ رہا تھا۔

"یہ لوگ ابھی تک جھنڈ میں ہی چھپے ہوئے ہیں ــــ یہ وہا
کیا کر رہے ہیں ــــ انہیں اب تک تو وہاں سے نکل جانا چاہئے
تھا" ــــ کرنل فرانک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے ان میں سے کچھ زخمی ہوں اور یہ ان کی مرہم پٹی میں
مصروف ہوں ــــ بہرحال ابھی پتہ لگ جائے گا" ــــ کرنل ڈیو
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ہیلی کاپٹر میدان پر پہنچ کر پھیل گئے اور پھر ایک ہیلی کا

نے اس جھنڈ پر بم پھینکا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ہیلی کاپٹر بم پھینک
کر جیسے ہی اوپر کو اٹھ کر آگے آیا، ایک جھاڑی میں سے شعلوں کی
ت سی برآمد ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہیلی کاپٹر فضا میں پھٹ
کر تباہ ہو گیا۔

"اوہ! ــ اوہ! یہ کیا ہو گیا ہے ــــ اوہ! یہ لوگ تو جھاڑیوں
میں چھپے ہوئے ہیں" ــــ ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ اور
کرنل فرانک دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہرے غصے سے
مسخ ہونے کے قریب ہو گئے تھے۔

"وہ دیکھیں صاحب! ــ ایک آدمی" ــــ ساتھ کھڑے آپریٹر
نے چیخ کر کہا۔

"اوہ! ــ یہ عمران ہے ــــ ویری گڈ، مار دو اُسے" ــــ کرنل ڈیوڈ
ایک ہیلی کاپٹر کو اس دوڑتے ہوئے آدمی پر جھپٹتے دیکھ کر اس طرح چیخا
جیسے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ تک اس کی آواز پہنچ رہی ہو۔ لیکن وہ آدمی
ہیلی کاپٹر کے فائر سے جمپ لگا کر بچ گیا اور اس نے گھوم کر ہیلی کاپٹر
پر فائر کیا لیکن نشانہ خطا گیا۔ اسی لمحے سائیڈ کی جھاڑی سے شعلے نکلے
اور اس کے ساتھ ہی دوسرا ہیلی کاپٹر بھی ہٹ ہو گیا۔

"اوہ! ــ اوہ! نانسنس ــــ اوہ! یہ کیا ہو رہا ہے" ــــ کرنل
ڈیوڈ نے بے اختیار بے بسی سے اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے تیسرا ہیلی کاپٹر بھی فضا میں ہٹ کر دیا گیا۔

"اوہ! ــ یہ کیا ہو رہا ہے ــــ اوہ! ــ یہ ہو کیا رہا ہے" ــ؟
کرنل ڈیوڈ نے بُری طرح ناچتے ہوئے کہا۔ جب کہ کرنل فرانک کے چہرے

پر غصے کی بجائے شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ جس انداز میں کھلے میدان میں موجود آدمیوں اور گن شپ ہیلی کاپٹروں کے درمیان جنگ ہو رہی تھی اور جس انداز میں جنگی ہیلی کاپٹر تیزی سے تباہ ہوتے تھے کم از کم کرنل فرانک کا ذہن اسے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ایسا تو وہ کبھی تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

باقی تین ہیلی کاپٹر اب دُور ہٹ کر مخصوص جنگی انداز میں فائر کھول کر آگے بڑھ رہے تھے۔

"ویری گڈ! — اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے — اب صحیح کام ہو رہا ہے" — کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

سکرین پر ہیلی کاپٹروں سے برستی ہوئی بے تحاشا گولیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں اور پھر ہیلی کاپٹر اس طرح فائرنگ کرتے ہوئے میدان کے آخری کنارے تک پہنچ گئے۔

"یہ دیکھیے صاحب! — یہ دو آدمی — یہ ایک عورت ہے اور ایک مرد اس جھاڑی سے نکل کر دوڑ رہے ہیں" — مشین آپریٹر ایک بار پھر چیخا۔

"اب یہ جہاں چاہیں دوڑیں — اب نہیں بچ سکتے" — کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

ہیلی کاپٹر اب واپس لوٹ رہے تھے۔ ان کا زاویہ اب بدل چکا تھا اور وہ مسلسل اور بے تحاشا انداز میں فائرنگ کرتے ہوئے واپس لوٹ رہے تھے کہ اچانک دو جھاڑیوں سے شعلے نکل کر ان میں سے دو ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھے اور اس کے ساتھ ہی دو ہیلی کاپٹر فضا

[illegible] ہی پھٹ گئے۔

"ان کو مارنا ناممکن ہے — یہ شیطان ہیں" — کرنل ڈیوڈ نے [illegible] بار رو دینے والے لہجے میں کہا ہی تھا کہ تیسرا اور آخری بچ جانے والا [illegible] کاپٹر جلتے ہوئے درختوں کے جھنڈ سے ٹکرا کر تباہ ہو گیا۔

"[illegible] سب ختم ہو گئے — اوہ! سب ہیلی کاپٹر تباہ ہو گئے" — [illegible] ڈیوڈ اس طرح کرسی پر گرا جیسے اس کی رُوح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی ہو۔

اسی لمحے سائیڈ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں تو مشین آپریٹر نے جلدی سے آگے بڑھ کر مشین کے مختلف بٹن دبا دیئے۔ بٹن دبتے ہی سکرین پر جھماکے ہوتے اور پھر سکرین پر ایئر کمانڈر کا غصے سے بھوت بنا ہوا چہرہ نمودار ہوا۔

"ہیلو — ہیلو کرنل ڈیوڈ! — میں ایئر کمانڈر بول رہا ہوں۔ میرے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ ہو گئے ہیں — اب یہ کھلی جنگ ہو گئی ہے — میں نے عہد کیا ہے کہ میں ان لوگوں سے اب ہر قیمت پر انتقام لوں گا — میں نے ڈیڑھ سو مسلح چھاتہ بردار اس میدان میں اتارنے کا حکم دے دیا ہے — یہ لوگ کتنوں کو ماریں گے۔ اب ان کی لاشیں ہی اُٹھیں گی میدان سے — میں نے سوچا آپ کو بتا دوں کہ میں نے یہ قدم اٹھا لیا ہے۔ اوور" — ٹرانسمیٹر سے ایئر کمانڈر کی آواز نکلی۔

"ڈیڑھ سو چھاتہ بردار — ویری گڈ کمانڈر! — ویری گڈ — تم نے بہت عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے — اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے"۔

ہمارے آدمی بھی دس جیپوں میں وہاں پہنچیں گے اور وہ بھی ان چھاتہ برداروں کے ساتھ شامل ہو جائیں گے ——— اب انہیں ہر قیمت پر مرنا چاہیئے۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ——— اوور اینڈ آل" ——— ایئر کمانڈر نے جواب دیا اور سکرین پر دوبارہ جھماکے ہونے لگے۔

اسی لمحے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ اس منظر میں ایک جیپ کا اندرونی منظر نظر آرہا تھا جس میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا ایک بھاری چہرے والا نوجوان نمایاں نظر آرہا تھا۔

"اوہ یہ وکی ہے ——— جلدی بات کراؤ" ——— کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر آپریٹر سے کہا اور آپریٹر نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ——— وکی بول رہا ہوں کرنل ۔ اوور" ——— ایک آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"کیا بات ہے وکی ۔ اوور" ——— ؟ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"سر! ——— چھ کے چھ ہیلی کاپٹر تباہ ہو گئے ہیں ——— ہم جب وہاں پہنچے تو تین ہیلی کاپٹر ہمارے سامنے تباہ ہو گئے تھے سر ——— اس لئے ہم میدان میں اترنے کی بجائے واپس آ گئے ہیں سر ——— اب ہمارے لئے کیا حکم ہے سر ۔ اوور" ——— ؟ وکی نے پوچھا۔

"اوہ! ——— تم نے اچھا کیا کہ واپس آ گئے ——— ورنہ یہ شیطانی روحیں یقیناً تمہاری جیپوں پر بھی قبضہ کر لیتیں ——— ایئر کمانڈر کو میں نے بتا

[illegible] دیا ہے ۔ وہ اس میدان میں ڈیڑھ سو مسلح چھاتہ بردار اتار رہا [illegible] ——— جیسے ہی یہ چھاتہ بردار اتریں ۔ تم بھی جیپیں لے کر وہاں پہنچ [illegible] ور پھر ان چھاتہ برداروں کے ساتھ مل کر ان شیطانی روحوں کا خاتمہ [illegible] ——— فوراً پہنچو ۔ اوور" ——— کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

"یس سر ——— ٹھیک ہے سر ——— ویسے ہماری جیپوں میں منی مارٹر [illegible] موجود ہیں سر ——— اگر ہم چھاتہ برداروں سے پہلے پہنچ گئے تو [illegible] گنوں سے میدان پر قیامت برپا کر دیں گے سر ۔ اوور" ———

[illegible] نے جواب دیا۔

"الو کے پٹھے! ——— تمہیں ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے ہی یہ کام کرنا چاہیئے [illegible] ۔ اب تمہیں اس کا خیال آرہا ہے ——— اب تم چھاتہ برداروں [illegible] مارٹر گنیں چلاؤ گے احمق ۔ نانسنس! ——— اب انہیں استعمال نہ [illegible] ——— بس جیپوں سے اتر کر ان چھاتہ برداروں سے مل کر ان لوگوں [illegible] خاتمہ کر لو ——— اوور اینڈ آل" ——— کرنل ڈیوڈ نے بری طرح [illegible] چیختے ہوئے کہا۔

"سر! ——— آپ کے حکم کے بغیر میں انہیں استعمال نہیں کر سکتا تھا [illegible] آپ نے خود ہی تو یہ ضابطہ بنایا ہوا ہے ۔ اوور" ——— وکی نے [illegible] ہے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا اچھا! ——— اب دفع ہو جاؤ ——— اوور اینڈ آل" ——— کرنل ڈیوڈ نے جھنجھلا کر کہا اور اس کے اشارے پر آپریٹر نے دوبارہ [illegible] مشین کے بٹن دبانے شروع کر دیئے ۔ سکرین پر ایک بار پھر جھماکے شروع ہو گئے ۔ اور چند لمحوں بعد جب اس پر دوبارہ اسی میدان کا

منظر ابھرا تو آسمان چھاتہ برداروں سے بھرا ہوا تھا بیشمار چھاتہ بردار مسلسل اس میدان کے چپے چپے پر اُتر رہے تھے اور انہیں اتارنے والا جہاز واپس جا رہا تھا۔

" اوہ !۔۔۔ ویری گڈ !۔۔۔ اب یہ کسی صورت بچ کر نہ جا سکیں گے "۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بچوں کے سے انداز میں خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ کرنل فرانک سے مخاطب ہو گیا جو مسلسل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کیوں کرنل"۔۔۔۔ ؟ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" دیکھو کیا ہوتا ہے کرنل ڈیوڈ !۔۔۔ ویسے اگر ایئر کمانڈر کی کال نہ آتی تو کم از کم ہمیں میدان تو نظر آتا رہتا۔۔۔ یہ تو پتہ چلتا کہ پہلی کال کی تباہی کے بعد ان میں سے کتنے لوگ مرے ہیں اور کتنے زندہ بچے ہیں "۔۔۔ کرنل فرانک نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

" اس قدر وسیع میدان سے وہ پیدل کہاں نکل کر جا سکتے ہیں " کرنل ڈیوڈ نے کہا اور دوبارہ سکرین کو دیکھنے لگا۔

اب سکرین پر دس سرخ رنگ کی جیپیں بھی وہاں سڑک پر پہنچ کر رک چکی تھیں اور ان میں سے مسلح آدمی نکل نکل کر میدان میں دوڑتے ہوئے چھاتہ برداروں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اب تک تقریباً تین چوتھائی چھاتہ بردار میدان میں اُتر کر ادھر اُدھر دوڑ رہے تھے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کی نظریں سکرین پر اس طرح چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے کہ اچانک وہ دونوں ہی بُری طرح اچھل پڑے۔ کیونکہ سکرین کے کونے میں سڑک پر کھڑی ہوئی

جیپوں میں سے دو جیپیں یکلخت سٹارٹ ہو کر دوسری طرف گھوم گئیں اور اس کے ساتھ ہی وہ سکرین سے آؤٹ ہو گئیں کیونکہ سکرین پر سڑک کا دوسرا کنارہ نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن ابھی وہ ان جیپوں کے اس طرح اچانک حرکت میں آ جانے کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ یکلخت سڑک پر کھڑی ہوئی جیپیں تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتی چلی گئیں اور ان کے پلک جھپکنے تک آٹھ جیپیں تباہ ہو چکی تھیں۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔ ؟ کرنل ڈیوڈ کی آواز ایسے اس کے حلق سے نکلی جیسے کسی گہرے کنوئیں کے اندر سے بول رہا ہو۔

" اوہ کرنل ڈیوڈ !۔۔۔ وہ لوگ دو جیپیں لے کر نکل گئے ۔۔۔ وہ یقیناً اس میدان سے نکل کر سڑک کراس کر کے دوسری طرف چھپ گئے ہوں گے ۔۔۔ اور یہ شعلے مارٹر گنوں کے تھے جس سے انہوں نے ساری جیپیں تباہ کر دیں ۔۔۔ اب چھاتہ بردار بھی کچھ نہیں کر سکتے "۔ کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سکرین کو دیکھنے لگا جیسے اس کی آنکھیں اچانک بے نور ہو گئی ہوں۔

" آپریٹر !۔۔۔ جلدی سے زیرو ون تھری ون ایسٹ ساؤتھ فریکوئنسی ملاؤ ۔۔۔ میں اب ریڈ آرمی کو حرکت میں لاتا ہوں "۔۔۔ کرنل فرانک نے چیخ کر آپریٹر سے کہا اور آپریٹر نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف آن کرنے شروع کر دیئے۔ اور واقعی انتہائی پھرتی سے کام لیتے ہوئے چند ہی لمحوں میں اس نے فریکوئنسی سیٹ کر لی اور ٹرانسمیٹر سے آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔ کرنل فرانک کالنگ نمبر تھری ریچرڈ۔ اوور "۔۔۔۔

ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے ہی کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا۔
"یس سر —— نمبر تھری رچرڈ اٹنڈنگ۔ اوور" —— چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک کرخت سی آواز نکلی۔
"رچرڈ! —— تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور" —— کرنل فرانک نے چیخ کر پوچھا۔
"سر —— میں سیکشن ہیڈ کوارٹر میں موجود ہوں۔ اوور" —— رچرڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔
"سنو! —— قدیم کھنڈرات والی سڑک سے جی۔ پی فائیو ایکشن گروپ کی دو سرخ رنگ کی جیپیں پرانے شہر والے چوک کی طرف آ رہی ہیں۔ ان میں بین الاقوامی مجرم سوار ہیں —— تم فوراً چوک پر پہنچ کر انہیں گھیر لو —— تم نے ان جیپوں کو ہر قیمت پر تباہ کرنا ہے —— پورا سیکشن لے جاؤ اپنے ساتھ —— اور ہاں! خیال رکھنا کہ ان جیپوں میں مارٹر گنیں بھی موجود ہیں۔ اوور" —— کرنل فرانک نے چیختے ہوئے کہا۔
"بہتر سر۔ اوور" —— رچرڈ نے جواب دیا۔
"فوراً انہیں تباہ کر دو اور سپیشل زیرو فریکوئنسی پر مجھے رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل" —— کرنل فرانک نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی وہ اس طرح کرسی کی پشت سے ٹک گیا جیسے میلوں دوڑتا ہوا آیا ہو۔ اس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔ آپریٹر نے اس کے اوور اینڈ آل کہتے ہی مشین کے بٹن دوبارہ آف آن کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن جیسے ہی سکرین پر جھماکا ہوا تو اس کے ساتھ ہی ائیر کمانڈر کا چہرہ نظر آیا۔
"ہیلو ہیلو —— کرنل ڈیوڈ! —— میں کتنی دیر سے آپ سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اوور" —— ائیر کمانڈر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اب کیا فائدہ رابطہ قائم کرنے کا —— وہ لوگ تو نکل گئے۔ اوور" —— کرنل ڈیوڈ نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی جواری اپنی زندگی کی آخری بازی بھی ہار چکا ہو۔
"نہیں سر —— میں نے ویژن مشین کا ویژن سکوپ بڑھا کر انہیں ٹریس کر لیا ہے سر —— وہ جیسے ہی جیپوں کو تباہ کر کے بھاگے، میں نے فوراً ویژن سکوپ رینج بڑھا دی اور پھر میں نے دو جیپوں کو سڑک پر بھاگتے ہوئے چیک کر لیا۔ راستے میں جیپیں روک کر وہ نیچے اتر گئے اور جیپوں میں ایک ایک آدمی رہ گیا جو جیپوں کو آگے لے گئے۔ باقی افراد سڑک سے ہٹ کر ایک فارم ہاؤس میں داخل ہو گئے ہیں اور اب تک وہیں ہیں سر۔ یہ فارم ہاؤس پرائیویٹ ہے اس لئے میں اس پر حملہ نہیں کرا سکتا۔ اب آپ جیسے حکم کریں —— اور سر! وہ دونوں جیپیں بھی چوک کے قریب پہنچ گئی ہیں اور وہ دونوں آدمی اتر کر کھیتوں میں سے ہوتے ہوئے واپس اسی فارم ہاؤس کی طرف لوٹے ہیں۔ چونکہ میرا دائرہ کار ائیر رینک نہیں ہے ورنہ میں انہیں اس فارم ہاؤس کو گھیرنے کا آرڈر دے دیتا۔ البتہ ویژن سکرین پر وہ فارم ہاؤس میری نظروں میں ہے۔ اوور" —— ائیر کمانڈر نے کہا۔
"اوہ! —— ہمیں سکرین پر دکھاؤ۔ کونسا فارم ہاؤس ہے۔ اوور" —— کرنل ڈیوڈ نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے چیخ کر کہا۔ کرنل فرانک بھی ائیر کمانڈر کی آواز سن کر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

اسی لمحے سکرین پر جھماکے ہوئے اور پھر اس پر کھیتوں کے درمیان ایک جدید اور خوبصورت فارم ہاؤس نظر آنے لگا۔

"ٹھیک ہے کمانڈر! — تم اسے نگاہ میں رکھو۔ ہم وہاں خود پہنچ رہے ہیں — اوور اینڈ آل" — کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر تیزی سے آپریشن روم کے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اُڑ کر اس فارم ہاؤس تک پہنچنا چاہتا ہو۔ کرنل فرانک نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے قدیم شہر کے بیرونی چوک کی طرف اُڑی جا رہی تھی۔ ہیڈ کوارٹر سے اس نے کوئی آدمی ساتھ نہ لیا تھا۔ کیونکہ کرنل فرانک نے جیپ تک پہنچتے پہنچتے اُسے بتا دیا تھا کہ چوک پر سیکشن تھری موجود ہوگا اس لئے یہاں رُک کر آدمی اکٹھے کرنے میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے اور بات کرنل ڈیوڈ کی سمجھ میں آ گئی تھی۔

آسیہ پہلے کی طرح فارم ہاؤس کے لان میں کرسی پر بیٹھی اپنے کتے
ے کھیلنے میں مصروف تھی وہ ابوعبدل کی اکلوتی بیٹی تھی اس لئے ابوعبدل نے
ت باقاعدہ اپنے گروپ کے ماہرین سے مارشل آرٹ کے ساتھ ساتھ بڑا پ
ا فوجی ٹریننگ دلائی تھی اور آسیہ اپنے باپ کے گروپ کے لئے مخصوص
بھی کرتی تھی لیکن وہ انتہائی خفیہ گروپ میں تھی۔ اس لئے بظاہر کسی کو اس
س حیثیت کا علم نہ تھا۔ بظاہر وہ ایک معصوم سی لڑکی تھی جو یونیورسٹی میں
تی تھی۔ آجکل یونیورسٹی میں چھٹیاں تھیں اور وہ آج ہی اپنے کتے سمیت
ں فارم ہاؤس میں آئی تھی۔ یہ فارم ہاؤس اس کی پسندیدہ ترین جگہ تھی یہاں
بغیر کسی مداخلت کے اپنے مطالعے کا شوق پورا کرتی تھی۔ لیکن اب وہ
ں شخص عمران کے متعلق سوچ رہی تھی جو اس کے ڈیڈی سے اس قدر
بے تکلف تھا۔ حالانکہ وہ جانتی تھی کہ ڈیڈی انتہائی سخت طبیعت کے
دی ہیں ان کا مسکرانا بھی ناممکن تھا جبکہ اب وہ بچوں کی طرح اس عمران

کی باتوں پر ہنس رہے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اس عمران کی حیثیت
کا بھی اندازہ لگا رہی تھی جس کے پیچھے اسرائیلی ایئر فورس اس طرح کی جنگی
کارروائیاں کر رہی تھی جیسے کسی بہت بڑے دشمن سے اس کا مقابلہ
رہا ہو۔ پھر جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی ——— اُسے یہ بات انتہائی عجیب
لگ رہی تھی کہ چند آدمیوں کے ایک گروپ کے پیچھے اسرائیل کی اس قدر
منظم قوتیں پاگل ہو رہی ہیں۔

ابھی وہ بیٹھی یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ باہر جیپوں کا شور سا بلند
اور وہ بے اختیار چونک پڑی۔ اس کا کتا بھی ایک بار پھر بھونکنے لگا۔
لمحے فارم ہاؤس کے پھاٹک میں ایک جیپ تیزی سے اندر داخل ہوئی
کے پیچھے دو اور جیپیں بھی اندر آئیں۔ آسیہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی
پہلی جیپ رکتے ہی اس میں سے کرنل ڈیوڈ اچھل کر باہر آیا۔ اس کے
ساتھ ایک اور آدمی تھا اور پھر پچھلی جیپوں نے بھی مسلح افراد اگلنے شروع
کر دیئے۔

"انکل آپ! ——— اور یہاں" ——— آسیہ نے انتہائی معصوم اور حیرت
بھرے لہجے میں کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو جیپ سے نکل
انتہائی حیرت بھرے انداز میں لان میں کھڑی آسیہ کو گھور رہا تھا۔

"تو یہ فارم ہاؤس تمہاری ملکیت ہے آسیہ" ——— کرنل ڈیوڈ نے غراتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جارحانہ انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اس
کے چہرے سے انتہائی سرد مہری ٹپکنے لگی تھی۔

"یہ نہیں انکل! ——— ڈیڈی کی ملکیت ہے ——— لیکن خیریت
ہے انکل!" ——— آسیہ نے اسی طرح معصوم لہجے میں کہا۔

"ابھی چند بین الاقوامی مجرم اس فارم میں داخل ہوئے ہیں ——— وہ
یہاں ہیں ——— نکالو انہیں باہر" ——— کرنل ڈیوڈ نے آسیہ کے قریب پہنچ
کر رکتے ہوئے انتہائی غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"بین الاقوامی مجرم ——— نہیں انکل یہاں ———" آسیہ نے حیرت
بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، کرنل ڈیوڈ
کا بازو گھوما اور آسیہ اس کا زور دار تھپڑ کھا کر چیختی ہوئی لان میں جا گری۔

"بکواس کرتی ہو ——— سیدھی طرح بتاؤ کہاں ہیں وہ ——— ورنہ جان
سے مار ڈالوں گا ——— تم میرے بیٹے کی دوست ضرور ہو۔ لیکن میں فرائض
کے معاملے میں کوئی رعایت نہیں کرتا" ——— کرنل ڈیوڈ نے بری طرح
چیختے ہوئے کہا۔

آسیہ کا چھوٹا سا کتا سہمی ہوئی آوازیں نکالتا ہوا کرسی کے نیچے چھپ
گیا تھا۔

"انکل! ——— آپ نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اچھا نہیں کیا" ——— آسیہ نے
اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت بدل گیا تھا۔

"کتے کی بچی! ——— بتاتی ہے یا نہیں" ——— کرنل ڈیوڈ نے ہولسٹر سے
ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو کرنل ڈیوڈ! ——— یہ کام رچرڈ زیادہ اطمینان سے کرے گا" ———
کرنل فرانک نے ہاتھ اٹھا کر کرنل ڈیوڈ کو روکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ——— میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا ——— اسے بتانا ہوگا ———
میں اس کی روح سے بھی اگلوا دوں گا" ——— کرنل ڈیوڈ اس قدر زور سے
چیخا کہ اس کی آواز بھی پھٹ گئی۔

"رچرڈ" ـــــ کرنل فرانک نے مڑے بغیر کہا اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا ایک لمبا تڑنگا آدمی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

"یس باس" ـــــ اس آدمی نے جو یقیناً ریڈ آرمی کے نمبر تھری سیکشن کا انچارج رچرڈ تھا جواب دیا۔

"رچرڈ! ـــ اس لڑکی سے اگلواؤ کہ اس نے ان بین الاقوامی مجرموں کو کہاں چھپایا ہے ـــ لیکن خیال رکھنا کہ یہ مرنے نہ پائے" ـــــ کرنل فرانک نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس! ـــ ابھی لیجیے باس! ـــ یہ تو کیا اس کا کتا بھی ساتھ ہی بولے گا" ـــــ رچرڈ نے استہزائیہ انداز میں کہا اور اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے ایک باریک دھار کا خنجر نکالا اور جارحانہ انداز میں آسیہ کی طرف بڑھنے لگا جو گال پر ہاتھ رکھے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھی۔ رچرڈ کے جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھنے کے باوجود وہ اسی طرح ساکت کھڑی تھی۔

"آخری بار کہہ رہا ہوں آسیہ! ـــ کہ بتا دو ورنہ ـــــ" کرنل ڈیو نے غراتے ہوئے کہا۔

"بتا دوں گی ـــ اتنی جلدی بھی کیا ہے ـــ ابھی تو میں نے تم سے اپنے تھپڑ کا انتقام لینا ہے" ـــــ آسیہ نے قدم بہ قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی اس کا چھوٹا سا کتا چوں چوں کی آوازیں نکالتا ہوا دوڑ کر فارم ہاؤس کے برآمدے کی طرف بھاگ گیا اس چھوٹے سے کتے کی طرف کسی نے توجہ نہ دی۔ ان سب کی نظریں تو آسیہ پر جمی ہوئی تھیں۔

پھر اچانک رچرڈ نے آسیہ پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے لمحے ی طرح چیختا ہوا اس طرح اچھل کر پیچھے کی طرف پلٹا جیسے گیند دیوار سے ٹکرا کر پلٹتی ہے اور سیدھا اپنے پیچھے کھڑے کرنل ڈیوڈ نل فرانک سے آ ٹکرایا۔ اور وہ دونوں اچانک ٹکر کھا کر نیچے گر ے۔ رچرڈ ان کے اوپر تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں چیخ کر اٹھتے، آسیہ نے یکلخت چھلانگ لگائی اور پلک جھپکنے میں وہ لان سے نکل کر عمارت اور کے درمیان پختہ فرش پر جا پہنچی۔ ابھی اس کے قدم اس پختہ فرش ے ہی تھے کہ یکلخت عمارت کے برآمدے کے اوپر سے مشین گنوں تڑاہٹ گونج اٹھی اور برآمدے کی پوری چوڑائی سے گولیاں اس تہ فرش کے پار لان، پھاٹک اور اس سے ملحقہ حصے پر بارش طرح برسنے لگیں۔ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی چیخوں کا طوفان برپا ہو گیا اور آسیہ نے ایک اور چھلانگ لگائی اور برآمدے میں پہنچ زی سے ایک کمرے کے دروازے میں گھس گئی۔ اس نے کمرے میں تے ہی دروازہ بند کر دیا اور بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے کے کونے ں موجود اپنے چھوٹے سے کتے کی طرف دوڑ پڑی جو کونے کے ساتھ کی پر چڑھا ہوا تھا اور شیشے سے باہر دیکھ رہا تھا جب کہ اس نے اپنی ک ٹانگ کھڑکی کے کونے میں موجود ایک لوہے کے چوکور ٹکڑے پر کھی ہوئی تھی۔ ٹانگ کی مدد سے اس نے اس چوکور ٹکڑے کو اچھی طرح دبایا ہوا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ آہستہ آہستہ بھونک بھی رہا تھا۔

"ویری گڈ ٹیگی ـــ ویری گڈ ـــ اب آ جاؤ" ـــــ آسیہ نے جھک کر

کتے کو کھڑکی سے اٹھا لیا۔ اس چوکور حصے پر سے اس کی ٹانگ ہٹتے
باہر برستی ہوئی گولیاں یکلخت بند ہو گئیں۔ کیونکہ وہ دبا ہوا چوکور حصہ
کتے کی چھوٹی سی ٹانگ ہٹتے ہی باہر اُبھر آیا تھا۔

آسیہ کتے کو اٹھائے تیزی سے دوڑتی ہوئی درمیانی دروازہ کراس
کر کے اس چھوٹے سے کمرے میں پہنچ گئی جو لفٹ کی طرح نیچے اترتا
اور چند لمحوں بعد لفٹ تیزی سے نیچے اترتی چلی گئی۔ لفٹ رکتے ہی
دوڑتی ہوئی اس ہال نما کمرے میں پہنچی جہاں وہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو چھوڑ آئی تھی کہ دوسرے لمحے وہ پاگلوں کے سے انداز میں ادھر
ادھر دیکھنے لگی۔ ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں عمران تو عمران اس کا ایک
ساتھی بھی موجود نہ تھا۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا یہ بدروحیں تھیں" ۔۔۔۔ آسیہ
نے پاگلوں کے سے انداز میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں مس گنج آشیانی ۔۔۔ بدروحیں تو عورتوں سے نہیں ڈرتیں۔ یہ
تو [illegible] ایک رحمت ہوتی ہیں جن کے لئے اللہ میاں نے عورتوں کو
شجر ممنوعہ بنا رکھا ہے" ۔۔۔۔ اچانک ایک کونے میں سے عمران نے نمودار
ہوتے ہوئے کہا۔ اور وہ تیزی سے اس طرف مڑی۔

"وہ ۔۔۔ وہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک ۔۔۔۔" آسیہ نے عمران کو
دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔

"مجھے معلوم ہے ۔۔۔۔ میں نے اس مشین سے باہر کا سارا منظر بھی دیکھ
لیا ہے اور وہ خفیہ راستہ بھی ڈھونڈ نکالا ہے جس میں سے تم ہمیں نکال
کر لے جانا چاہتی تھی ۔۔۔۔ آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ ویسے تمہارا یہ کتا بڑا ٹرینڈ
ہے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسیہ بری طرح چونک پڑی۔

"اوہ! ۔۔۔ تم نے خفیہ راستہ کیسے ڈھونڈ لیا اور مشین بھی آپریٹ
کر لی ۔۔۔ یہ کیسے ممکن ہے" ۔۔۔۔ آسیہ کا ذہن ابھی تک حیرت کے
جھٹکوں کی زد میں آیا ہوا تھا۔

"اگر تمہارا یہ چھوٹا سا جیکی مشین گنیں چلا سکتا ہے تو بہرحال میں
انسان ہوں ۔۔۔۔ آؤ جلدی کرو۔ ہم تمہاری وجہ سے رک گئے
تھے۔ آؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر آسیہ کا
ہاتھ پکڑ کر اُسے اس کونے کی طرف کھینچا جدھر سے وہ نمودار ہوا تھا۔

"میں نے انہیں مار ڈالا ہے اور وہ یہ تہہ خانہ نہیں ڈھونڈ سکتے
ہمیں بھاگنے کی ضرورت نہیں ۔۔۔ میں ڈیڈی سے بات کرتی ہوں
وہ ان کی لاشیں غائب کرا دیں گے" ۔۔۔۔ آسیہ نے احتجاجی لہجے میں کہا۔

"وہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں بچ گئے ہیں ۔۔۔ تمہارے
وہاں اچھلتے ہوئے آدمی نے ان پر گر کر فوری طور پر انہیں گولیوں
سے بچا لیا اور پھر وہ تیزی سے جیپ کی آڑ میں ہو گئے ۔۔۔۔ اور اب
انہوں نے بموں سے اس پورے فارم ہاؤس کی اینٹ سے اینٹ
بجا دینی ہے ۔۔۔ جلدی آؤ" ۔۔۔۔ عمران نے اُسے کھینچتے ہوئے کہا۔

کونے کے قریب جا کر اس نے دیوار کی جڑ میں پیر مارا تو دیوار
درمیان سے پھٹ گئی اور دوسری طرف جاتی ہوئی سرنگ صاف دکھائی
دینے لگی۔ وہاں سرنگ میں عمران کے ساتھی موجود تھے۔

"اوہ آیئے" ۔۔۔۔ آسیہ نے عمران کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑاتے
ہوئے کہا اور پھر تیزی سے وہ سرنگ میں دوڑنے لگی۔ عمران نے مڑ کر

دیوار دوبارہ برابر کی اور پھر تیزی سے اس سرنگ میں دوڑنے لگا۔ ان
کے ساتھی بھی اس کی پیروی کرنے لگے۔
سرنگ خاصی طویل و عریض تھی اور کئی جگہوں سے گھوم کر آگے
بڑھ رہی تھی۔
"یہ سرنگ کہاں جاکر نکلتی ہے ـــــ کہیں سیدھی تحت الثریٰ میں
تو نہیں پہنچ جاتی ـــــ" عمران نے دوڑتے دوڑتے آسیہ سے
مخاطب ہوکر کہا۔
"یہ سرنگ دو میل لمبی ہے اور ایک ٹوٹے ہوئے فارم ہاؤس میں
جاکر ختم ہوتی ہے جو دریا کے کنارے پر ہے ـــــ وہاں سے ہم
لانچ کے ذریعے دریا پار کرکے آسانی سے زیرو ہاؤس تک پہنچ سکتے
ہیں ـــــ زیرو ہاؤس ڈیڈی کا ایک خفیہ اڈہ ہے وہاں ہر قسم کا
سامان موجود ہے جیپیں۔ کاریں۔ مسلح آدمی۔ میک اپ کا سامان
ہر چیز موجود ہے" ـــــ آسیہ نے دوڑتے دوڑتے کہا اور عمران
نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔
اور پھر واقعی سرنگ کا اختتام ایک کھنڈر نما فارم ہاؤس میں جاکر
ہوا جس کے بالکل کنارے پر ایک خاصا چوڑا دریا بہہ رہا تھا۔
فارم ہاؤس سے نکل کر وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے ایک
درختوں کے جھنڈ میں پہنچے۔ وہاں واقعی ایک بڑی سی لانچ موجود
تھی اس طرف کوئی آدمی نہ تھا۔ لانچ آسیہ نے چلائی اور تھوڑی ہی
دیر بعد وہ دریا پار کرکے اسی طرح کے درختوں کے جھنڈ تک پہنچ
گئے جو بالکل دریا کے کنارے پر تھا اور یہاں جھنڈ کے اندر دور

ایک کھاڑی سی چلی گئی تھی۔ آسیہ نے لانچ وہاں چھوڑ دی اور ایک
کھیتوں کے درمیان دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔
تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑی سڑک کے کنارے پہنچ گئے جس کی
ری طرف ایک بڑا سا سیڈ فارم نظر آرہا تھا۔ یہ پیلے رنگ کی بڑی سی
ت تھی جس پر سیڈ فارم کا جہازی سائز کا بورڈ لگا دور سے نظر آرہا تھا
یہ کا رخ اسی سیڈ فارم کی طرف تھا۔
"یہ زیرو ہاؤس ہے ـــــ؟" عمران نے سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں! ـــــ اوپر تو سیڈ فارم ہے لیکن نیچے زیرو ہاؤس ہے ـــــ
کے گروپ کا ایک اہم مرکز ـــــ طلحہ اس کا انچارج ہے اور وہ
یڈ فارم کا مالک بھی ہے ـــــ یہاں کا بڑا بااثر اور حکومت کا آدمی ہے
ں کے تعلقات براہِ راست صدر مملکت سے ہیں اس لئے آج تک
ی اس پر ذرا برابر بھی شک نہیں کرسکا" ـــــ آسیہ نے دوڑتے
وڑتے ساری تفصیل بتائی اور چند لمحوں بعد وہ سب سیڈ فارم کی عمارت
ے بند پھاٹک کے قریب پہنچ گئے۔ آسیہ نے آگے بڑھ کر پھاٹک
اوپر کا کنڈا خود ہٹایا اور پھاٹک کھول دیا۔ وہ سب اندر داخل ہوگئے
یہ خاصی وسیع عمارت تھی اور اس کے وسیع و عریض صحن میں پلاسٹک
ے بڑے بڑے تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ ایک طرف دو جیپیں بھی کھڑی
تھیں۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ایک سائیڈ پر بنی ہوئی کوٹھڑی
یں سے ایک آدمی باہر نکل آیا۔
"مس آسیہ آپ! ـــــ یہ کون لوگ ہیں ـــــ؟ آپ کی وجہ سے
ہم نے کوئی مداخلت نہیں کی" ـــــ اس آدمی نے حیرت سے عمران

ہے۔ اپنے گروپ میں بقر عید کے لئے قصاب پہلے سے ہی ملا
رکھ چھوڑا ہے ۔۔۔۔ واقعی بقر عید پر بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ لیکن
پھر تو آپ کا نام طلحہ منگیتر کی بجائے طلحہ قصائیکر ہونا چاہیئے تھا ۔۔۔
کتنے پیسے لگتے ہیں یہاں نام کی تبدیلی کا اشتہار دینے میں"۔۔۔۔ عمران
نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر! ۔۔۔ چیف باس کی کال آئی ہے "۔۔۔۔ اچانک برآمدے سے
ایک مسلح نوجوان دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا مگر خاصی جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

"چیف باس کی کال"۔۔۔۔ طلحہ نے چونک کر کہا اور جلدی سے اس
آدمی کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"یس سر ۔۔۔ طلحہ اٹنڈنگ ۔ اوور"۔۔۔۔ طلحہ کا لہجہ خاصا مودبانہ تھا۔

"طلحہ! ۔۔۔ پاکیشیا کے علی عمران صاحب اپنے ساتھیوں سمیت میرے
ذاتی فارم میں پہنچے تھے۔ لیکن ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جی۔ پی فائیو اور
ریڈ آرمی نے فارم ہاؤس پر بمباری شروع کرا دی ہے ۔۔۔۔ گو یہ لوگ
جس تہہ خانے میں موجود ہیں وہ بم پروف ہے لیکن مجھے آسیہ کی طرف
سے فکر ہے ۔۔۔ اور پھر اس بمباری کے نتیجے میں وہ تہہ خانہ لازماً
ٹریس ہو جائے گا اور اس کے بعد یقیناً پوری اسرائیلی فوج ان پر ٹوٹ
پڑے گی ۔۔۔۔ آسیہ کو یہ تو معلوم ہے کہ وہاں سے خفیہ سرنگ جاتی ہے
لیکن اسے اس سرنگ کو کھولنے کا طریقہ معلوم نہیں ۔۔۔۔ تم فوراً اپنے
گروپ کے ساتھ فارم ہاؤس پر ریڈ کر دو اور جس طرح بھی ہو سکے ان لوگوں
کو وہاں سے نکال لاؤ ۔۔۔ چاہے اس کے لئے تمہیں کتنی قربانی کیوں

نہ دینی پڑے ۔۔۔ یہ لوگ پورے فلسطین کے لئے انتہائی قیمتی ہیں۔ اوور"
ابوعبدل نے چیخ چیخ کر پوری طرح تفصیلی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"باس! ۔۔۔ مس آسیہ چند اجنبیوں کے ساتھ ابھی یہاں پہنچ چکی ہیں۔
وہ کہہ رہی ہیں کہ یہ پاکیشیا کا علی عمران ہے ۔۔۔۔ لیکن مجھے یقین
نہیں آ رہا۔ اوور"۔۔۔۔ طلحہ نے عمران کی طرف تلخ نظروں سے دیکھتے
ہوئے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہاں پہنچ چکے ہیں ۔۔۔۔ میری بات کراؤ عمران
صاحب سے۔ اوور"۔۔۔۔ ابوعبدل کی حیرت سے چیختی ہوئی آواز
سنائی دی اور طلحہ نے اسی طرح ہونٹ بھینچے بھینچے ٹرانسمیٹر عمران کی طرف
بڑھا دیا۔

"ہیلو ابوعبدل! ۔۔۔ ویسے یہ نام میری سمجھ میں نہیں آیا ۔۔۔ یہاں
شاید الٹ نام رکھنے کا رواج ہے ۔۔۔۔ تمہاری ایک ہی بیٹی ہے آسیہ
اور جہاں تک مجھے معلوم ہے عبدل نام کا کوئی بیٹا نہیں ہے پھر تمہارا نام
ابوعبدل کی بجائے ابوآسیہ ہونا چاہیئے تھا ۔۔۔۔ ادھر مسٹر طلحہ کا نام
بھی غلط ہے ۔۔۔ ایک قصائی کا نام طلحہ منگیتر کی بجائے طلحہ قصائیکر
ہونا چاہیئے۔ اگر یہاں اسی طرح ناموں کی تبدیلی کے اعلانات کی رقم
مجھے ادا کرنی پڑی تو میں تو مفلس اور قلاش ہو جاؤں گا۔ اوور"۔
عمران نے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! ۔۔۔ ضرور آپ کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے ۔
طلحہ کا نام طلحہ صالح ہے۔ طلحہ منگیتر نہیں ۔۔۔۔ البتہ یہ آسیہ کا منگیتر ضرور
ہے ۔۔۔۔ رہا میرا نام ۔۔۔ تو ہمارے ہاں لڑکیوں کے نام پر نسبت نہیں

بھنے لگتا ہے۔ اس طرح اس کی شرمندگی دُھل جاتی ہے" ——— عمران نے جواب دیا تو طلحہ بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ عمران صاحب! ——— اب واقعی مجھے پسینہ آجانا چاہیئے" ——— طلحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ جب آجائے تو مجھے بتا دینا ——— فی الحال صرف اتنا بتا دو کہ کیا اب باقی ساری عمر ہمیں یہیں کھڑا رہنا پڑے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— آیئے آیئے" ——— طلحہ نے کہا اور جلدی سے برآمدے کی طرف مڑ گیا۔

"آؤ بھئی ——— شاید یہاں چاندی کی بجائے سونا نصیب ہو جائے" عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا طلحہ کے پیچھے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔

"ریڈ ٹارگٹ کے مکمل ہو جانے کے بعد مجھے تم دونوں کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنا پڑے گا" ——— صدر مملکت نے بری طرح ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اس وقت کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں پریذیڈنٹ کی سپیشل کال پر پریذیڈنٹ ہاؤس میں ان کے سامنے موجود تھے۔ دونوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے اور وہ سر جھکائے کھڑے تھے۔

"سر ——— وہ نجانے کہاں چلے گئے ہیں ——— ہم نے انہیں ٹریس کیا تھا لیکن ———" کرنل ڈیوڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ——— مجھے ایئر کمانڈر کی طرف سے بھی تفصیلی رپورٹ مل چکی ہے ——— چھ گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ ہو چکے ہیں ——— ابو عبدل کا فارم ہاؤس تم نے تباہ کر دیا ہے ——— ابو عبدل کی بیٹی پر تم نے تشدد کیا ہے ——— ابو عبدل کی شکایت مجھے مل چکی ہے ——— لیکن تم نے حاصل

کیا کیا ہے ۔۔۔ بولو! جواب دو ۔۔۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی جن
ہیں یا بھوت ۔۔۔ مافوق الفطرت ہیں ۔۔۔ آخر کیا ہیں" ۔۔۔
صدر مملکت نے انتہائی غضیلے لہجے میں سامنے موجود میز پر مکہ مارتے ہوئے
کہا۔ ان کا لہجہ خاصا غضبناک تھا۔

"جناب! ۔۔۔ وہ لوگ اس فارم ہاؤس میں داخل ہوئے ہیں
ہم نے فارم ہاؤس کو گھیر لیا ۔۔۔ ابوعبدل کی بیٹی آسیہ نے انہیں چیک
لیا ۔۔۔ جب میں نے آسیہ سے ان کا پتہ پوچھا تو اچانک اس فارم
ہاؤس سے ہم پر مشین گنوں کے فائر کھول دیئے گئے ۔۔۔ ہم دونوں
کی جانیں بس اتفاق سے بچ گئیں ۔۔۔ اس کے بعد ہم نے فارم ہاؤس
کو کھود ڈالا۔ لیکن نہ وہ آسیہ ملی اور نہ وہ لوگ ۔۔۔ آسیہ کی اس پر
پُراسرار گمشدگی بتا رہی ہے کہ آسیہ ان لوگوں کے ساتھ فرار ہو گئی ہے
اس کا مطلب ہے کہ ابوعبدل ان کے ساتھ ملوث ہے" ۔۔۔ اس
بار کرنل فرانک نے جواب دیا۔

"آسیہ شدید زخمی حالت میں ہسپتال میں پڑی ہوئی ہے ۔۔۔ وہ
تمہارے تشدد کے خوف کی بنا پر اندر چھپ گئی تھی اور تم نے مبارک
کر کر فارم ہاؤس تباہ کر دیا ۔۔۔ وہ تو مر جاتی اگر وہ ایک دیوار کی جڑ میں
نہ ہوتی اور چھت کا سٹرکچر اسے ڈھانپ نہ لیتا ۔۔۔ تمہاری واپسی کے
بعد ابوعبدل کے آدمیوں نے اسے وہاں سے نکال کر ہسپتال پہنچایا
ہے۔ ابھی اس کی حالت خطرے سے باہر نہیں ہے اور تم جانتے ہو
ابوعبدل شاکر سرات کے مقابلے میں اسرائیلی حکومت کے لئے کتنا کام
کر رہا ہے ۔۔۔ اگر ابوعبدل نہ ہوتا تو شاکر سرات ہمارے لئے بے پناہ

مشکلات پیدا کر دیتا" ۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
"سر ۔۔۔ ہم نے تو سارا ملبہ دیکھ لیا تھا لیکن آسیہ تو وہاں نہیں ملی
تھی" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔
"تمہیں تو کوئی نظر نہیں آتا ۔۔۔ تم تو اس عمران اور اس کے ساتھیوں
کو تلاش کرتے تھے ۔۔۔ بہرحال اب سن لو! ۔۔۔ اب تم دونوں نے
کوئی کارروائی نہیں کرنی ۔۔۔ اب کل ریڈ ٹارگٹ نے مکمل ہونا ہے
اس وقت تک تم نے خاموش رہنا ہے ۔۔۔ میں نے تمام پلاننگ
مکمل کر لی ہے ۔۔۔ ریڈ اسکوائر کی حفاظت ریڈ ایرو کا کرنل ھارڈ
اور ٹارڈ کا کرنل جاگورا کریں گے ۔۔۔ تم دونوں نے البرٹ ہال
میں ڈرامہ رچانا ہے ۔۔۔ یہ لو اس پلاننگ کی فائل۔ اور جس طرح
فائل میں منصوبہ بندی ہوئی ہے۔ ویسے ہی تم نے کرنا ہے۔ جاؤ"۔
صدر مملکت نے میز کے کنارے پر رکھی ہوئی فائل اٹھائی اور ان کی
طرف بڑھا دی۔

کرنل ڈیوڈ نے فائل لی اور پھر ان دونوں نے صدر مملکت کو
سیلوٹ کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئے۔

ان دونوں کے باہر جاتے ہی صدر مملکت نے میز پر پڑے ہوئے
ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔
"ایئر مارشل کو سلام بھجوا دو" ۔۔۔ صدر مملکت نے سخت لہجے میں
کہا اور رسیور رکھ دیا۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد دروازہ کھلا ۔۔۔ اسرائیل کا ایئر مارشل

وکٹرجان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر ایئر مارشل کی یونیفارم تھی اس نے اندر داخل ہوتے ہی صدر مملکت کو سیلوٹ کیا۔

"آؤ وکٹر ۔۔۔ بیٹھو" ۔۔۔ صدر مملکت نے سر ہلا کر سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور ایئر مارشل "یس سر" ۔۔۔ کہہ کر میز کی دوسری طرف رکھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"وکٹر جان! ۔۔۔ تمہیں لیبارٹری سے ڈاکٹر لارنس۔ اس کے ساتھیوں اور مشین کو لے آنے کے متعلق تفصیلی ہدایات مل چکی ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے اس کے بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر! ۔۔۔ اور ہدایات کے مطابق تمام انتظامات مکمل کئے جا چکے ہیں سر ۔۔۔ رات کو ٹھیک ساڑھے گیارہ بجے ایک بڑا ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر لیبارٹری کے اوپر پہنچ جائے گا اور ہیلی کاپٹر کی حفاظت کے لئے جیگوار لڑاکا طیاروں کا پورا سکواڈرن کر رہا ہو گا ۔۔۔ اس سکواڈرن کا انچارج میں خود ہوں گا ۔۔۔ جس جگہ لیبارٹری ہے اس کے گرد چاروں طرف دو دو کلومیٹر کے ایریے میں ملٹری چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہو گی ۔۔۔ اس کے علاوہ اوپر آسمان کی بلندیوں پر دو آئی ہاک طیارے پورے علاقے کی دور دور تک مکمل نگرانی کر رہے ہوں گے۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر پائلٹ لیبارٹری کے اندر موجود کرنل ہارڈ سے رابطہ قائم کرے گا ۔۔۔ مخصوص کوڈ دوہرائے جائیں گے۔ جب کوڈ مکمل ہو جائیں گے تو لیبارٹری کی سیل کھول دی جائے گی اور پھر ہیلی کاپٹر اندر چلا جائے گا ۔۔۔ اندر کرنل ہارڈ نے اس ہیلی کاپٹر اور اس کے پائلٹ کی مکمل سکریننگ کے انتظامات کر رکھے ہیں تاکہ ہر قسم کا شک دشبہ

ختم ہو جائے۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ کے ساتھ ٹارڈ کے چیف کرنل جاگورا ہوں گے ۔۔۔ پائلٹ کے لئے میں نے چیمرلین کا انتخاب کیا ہے۔ اس کی وفاداری ہر قسم کے شک دشبہ سے بالاتر ہے ۔۔۔ جب کرنل ہارڈ مطمئن ہو جائیں گے تو پھر وہ ڈاکٹر لارنس کو اطلاع دیں گے اور ڈاکٹر لارنس اپنے ساتھیوں اور مشین سمیت اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو جائیں گے ۔۔۔ کرنل ہارڈ بھی ان کے ہمراہ ہوں گے۔ اور ہیلی کاپٹر باہر آ جائے گا ۔۔۔ اس کے بعد ہیلی کاپٹر کو اسی طرح ریڈ سکوائر کی عمارت کے ساتھ وسیع میدان میں اتارا جائے گا ریڈ اسکوائر میں اس دوران ٹارڈ اور ریڈ ایرو کے ایجنٹ پہنچ چکے ہوں گے ۔۔۔ ڈاکٹر لارنس اور اس کے ساتھیوں کو ریڈ اسکوائر میں پہنچا دیا جائے گا اور کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا عمارت کا کنٹرول سنبھال لیں گے اور فوج اور ایئر فورس واپس چلی جائے گی" ۔۔۔ ایئر مارشل وکٹر جان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ۔۔۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ جب ہیلی کاپٹر ڈاکٹر لارنس اور اس کی مشین کو لے کر لیبارٹری سے باہر آئے تو ہر طرف مکمل اندھیرا ہونا چاہیے ۔۔۔ تمام لائٹس بند ہونی چاہئیں ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ ہیلی کاپٹر کی اپنی لائٹس بھی بند ہوں ۔۔۔ ویسے میں نے ہدایات دے دی ہیں جیسے ہی ہیلی کاپٹر لیبارٹری سے باہر نکلے گا۔ تل ابیب ایٹمی بجلی گھر سے بجلی کی سپلائی منقطع کر دی جائے گی۔ اس طرح پورے تل ابیب پر اندھیرا چھا جائے گا ۔۔۔ جب ڈاکٹر لارنس اور اس کے ساتھی ریڈ اسکوائر کے مخصوص ہال میں پہنچ جائیں گے تب لائٹس کھولی جائیں گی" ۔۔۔

صدر مملکت نے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے جناب! ۔۔۔ اس طرح ان کے وہاں پہنچنے
کسی کو علم نہ ہو سکے گا" ۔۔۔ ایئر مارشل نے سر ہلاتے ہوئے جواب د

"اوکے! ۔۔۔ اس مشن کی ایک ایک لمحہ کی رپورٹ مجھے براہ راس
ملنی چاہیئے ۔۔۔ اور سنو! اس مشن میں معمولی سی کوتاہی بھی ناقابل معا
ہو گی" ۔۔۔ صدر مملکت کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"سر! ۔۔۔ کوتاہی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔۔۔ بہرحال اس کے
باوجود ہم سب انتہائی محتاط رہیں گے" ۔۔۔ ایئر مارشل نے جواب دیا

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب آپ جا سکتے ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے
قدرے مطمئن لہجے میں کہا اور ایئر مارشل اجازت ملنے پر اٹھے انہوں نے
ایک بار پھر فوجی انداز میں صدر مملکت کو سیلوٹ کیا اور بیرونی دروازے
طرف بڑھ گئے۔

ایئر مارشل کے جانے کے بعد صدر مملکت نے اطمینان کا طویل سانس لی
ہوئے پشت کرسی کی عقبی سیٹ سے لگا لی اور اس طرح آنکھیں بند کر لیں
جیسے ان کے اعصاب پر موجود بے پناہ دباؤ اب ختم ہو گیا ہو اور وہ اپنے
آپ کو انتہائی ہلکا پھلکا محسوس کر رہے ہوں۔ ابھی وہ آنکھیں بند کئے بیٹھے
ہوئے تھے کہ اچانک میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون گنگنا اٹھا۔ صدر مملکت نے چونک
کر آنکھیں کھول لیں۔ چند لمحے وہ لاشعوری کیفیت میں مترنم آواز میں گنگنا
ہوئے ٹیلیفون کو دیکھتے رہے پھر انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ صدر مملکت کے لہجے میں خاصا وقار تھا۔

"سر! ۔۔۔ وزیراعظم صاحب بات کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف

پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یں ۔۔۔ بات کراؤ" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"ہیلو سر ۔۔۔ میں پرائم منسٹر بول رہا ہوں" ۔۔۔ چند لمحوں بعد وزیراعظم
کی لیکن قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"فرمائیے" ۔۔۔ صدر مملکت نے نرم لہجے میں کہا۔

"...البرٹ ہال کے بارے میں تمام کارروائی مکمل کر لی ہے۔ اور اس
کا بھی انتظام کر لیا ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس والے وہاں حملہ آور
ں تو ان سے آسانی سے نمٹا جا سکے" ۔۔۔ وزیراعظم نے جواب دیا۔

"...! ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کے انتظامات بار آور ثابت ہوں گے"
ت نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تھینک یو سر ۔۔۔ بس مجھے یہی اطلاع دینی تھی" ۔۔۔ وزیراعظم
جواب دیا۔

"تھینک یو ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ
سے اٹھے اور ملحقہ ریٹائرنگ روم کی طرف بڑھ گئے وہ اب وہاں
آرام کرنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔

"آپ چاہتے کیا ہیں ــــ آپ مجھے کھل کر بتائیں ـــــ مجھے یقین
کر میں آپ کے حسب منشا تمام انتظامات کر لوں گا" ـــــ شیخ ابوعبدل
نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ تھوڑی دیر پہلے زیرو ہاؤس پہنچا تھا
اس نے عمران کو بتایا تھا کہ اس نے ہر قسم کا شک ختم کرنے کے لئے ا
گروپ کی ایک لڑکی کو آسیہ بنا کر ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ اس لڑکی کا جسم
قد و قامت بالکل آسیہ کی طرح ہے اور اس کے جسم اور خصوصی طور
چہرے پر ایسا میک اپ کیا گیا ہے کہ وہ شدید زخمی معلوم ہوتی ہے
ہسپتال کے اس خصوصی وارڈ میں اس کے گروپ کے ڈاکٹرز موجود
اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا کہ صدر مملکت تک وہ آسیہ سے
ہو کر ہسپتال پہنچے اور فارمہ ہاؤس کو ناجائز طور پر تباہ کرنے کی شکای
بھی پہنچا چکا ہے اور صدر مملکت نے نہ صرف اس سے معذرت
ہے بلکہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک دونوں کو سخت سرزنش کرنے کا و

ہے ـــــ اس پر عمران نے کھل کر اس کی عقلمندی کی تعریف کی لیکن
ابوعبدل عمران کے مشن کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنا چاہتا تھا۔
عمران اسے فی الحال ٹالے جا رہا تھا جبکہ ابوعبدل کا اصرار مسلسل
بڑھتا جا رہا تھا۔
"دیکھئے ابوعبدل! ــــ اس مشن کا تعلق فلسطین سے بالکل نہیں ہے
پاکیشیا کا اپنا معاملہ ہے۔ اس لئے میں اس معاملے میں آپ کو ملوث
نہیں کرنا چاہتا" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"عمران صاحب! ــــ آپ نے فلسطین کے لئے جو کچھ آج تک کیا
ہے اس کے لئے فلسطین کا بچہ بچہ آپ کا احسان مند ہے اور پاکیشیا کو
ہم اپنا دوسرا وطن سمجھتے ہیں ـــــ اگر اسرائیل آج اعلان کر دے کہ وہ
فلسطین کی آزادی کی قیمت پاکیشیا کے خاتمے پر چاہتا ہے ـــــ تو یقین
کیجئے ہم پاکیشیا کو ختم کرنے کی بجائے فلسطین کا مطالبہ چھوڑنے پر تیار ہو
جائیں گے" ـــــ ابوعبدل نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا اس کے
لہجے میں موجود خلوص اس قدر واضح تھا کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
"میں فلسطینیوں کا مشکور ہوں ابوعبدل صاحب! ــــ بہرحال
آپ کا خلوص واقعی قابل قدر ہے لیکن اس بار پرابلم اس قدر الجھا
اور ٹیڑھا ہے کہ باوجود کوشش کے ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ
سکے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔
"آخر پتہ تو چلے کہ ایسا کیا معاملہ ہے ـــــ ہمیں تو ایسے کسی معاملے
کا علم نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں آنے سے پہلے میں نے اپنی طرف
سے بے حد کوشش کی ہے کہ مجھے اس پرابلم کے بارے میں کچھ پتہ چل

سکے ـــ لیکن میں مکمل طور پر ناکام رہا ہوں" ـــ ابو عبدل نے
دیتے ہوئے کہا۔
"اسی سے آپ اس معاملے کی اہمیت کا اندازہ لگا لیں" ـــ
نے سر ہلاتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"تو آپ مجھے نہیں بتائیں گے" ـــ ابو عبدل نے ہونٹ کا
ہوئے پوچھا۔
"میرا تو خیال ہے کہ آپ فی الحال اس معاملے میں ملوث نہ ہوں
آپ نے ہمیں یہاں پناہ دی ہے اور ہماری وجہ سے آپ کا خاصا
ہو چکا ہے ـــ بس اتنا ہی کافی ہے" ـــ عمران نے کہا۔
"آسیہ" ـــ ابو عبدل نے آسیہ سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یس ڈیڈی" ـــ قریب بیٹھی آسیہ نے چونک کر پوچھا۔
"کھڑی ہو جاؤ" ـــ ابو عبدل نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔
"یس ڈیڈی" ـــ آسیہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گئی۔
"خنجر نکالو اور اپنے دل میں مار دو ـــ میں عمران صاحب کو اپ
خلوص کی یقین دہانی کے لئے تمہاری قربانی چاہتا ہوں" ـــ ابو عبدل
لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔
"حکم کی تعمیل ہو گی ڈیڈی" ـــ آسیہ نے بھی باپ کی طرح سپا
لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے نجانے کہاں سے ایک پتلی د
کا خنجر نکالا اور پھر اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔ لیکن اس
پہلے کہ اس کے ہاتھ میں موجود خنجر اس کے دل میں گھستا۔ عمران
بیٹھے بیٹھے بازو کو حرکت دی اور آسیہ کے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر فضا میں

ان کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔
طلحہ اور عمران کے دوسرے ساتھی حیرت سے بت بنے یہ عجیب و
ب اور ناقابل یقین منظر دیکھ رہے تھے۔
"ارے یہ تو واقعی اصلی خنجر ہے ـــ میں سمجھا کہ وہ سرکسوں والا خنجر
ہے جو لگتا تو ایسے ہے جیسے دل میں گھس رہا ہو ـــ لیکن دراصل وہ
ہو جاتا ہے" ـــ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے خنجر کو
سے انداز میں الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔
"یہ خنجر مجھے دیجئے ـــ میں نے ڈیڈی کے حکم کی تعمیل کرنی ہے" ـــ
کی سپاٹ آواز سنائی دی۔
"تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ ـــ میں تم سے زیادہ اپنے ڈیڈی کا فرمانبردار
ں ـــ اگر وہ مجھے یہ حکم دیتے تو اتنی دیر میں خنجر ان کے دل میں گھس
وتا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب ـــ میں آپ کو اپنے خلوص کا یقین دلانا چاہتا
ں ـــ آپ کا طنز واقعی درست ہے ـــ مجھے اپنی بیٹی کو یہ حکم
نے کی بجائے اپنے دل میں یہ خنجر مارنا چاہیے تھا۔ لیکن میری جان
طین کے لئے اہمیت رکھتی ہے اور فلسطین کی امانت ہے۔ اس
مجھے اپنی اکلوتی بیٹی کو یہ حکم دینا پڑا" ـــ ابو عبدل نے ہونٹ
تے ہوئے کہا وہ واقعی ذہین آدمی تھا کہ عمران کا اس قدر گہرا طنز
سمجھ گیا تھا۔
"آج مجھے یقین آ گیا ہے کہ فلسطین آزاد ہو کر رہے گا ـــ اور
ین شکست اسرائیل کے مقدر میں لکھی جا چکی ہے جس قوم میں ایسے

جذبات ہوں وہ ناقابل شکست ہوتی ہے ۔۔۔۔ بہرحال مجھے آپ
خلوص پر کوئی شک نہ تھا۔ آپ غلط سمجھے ہیں ۔۔۔ میں دراصل ا
معاملے میں آپ کو ملوث نہ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اب مجبوری ہے "۔۔۔
عمران نے مسکراتے ہوئے خنجر آسیہ کو واپس دیتے ہوئے کہا اور عمران
اس فقرے پر آسیہ اور ابو عبدل دونوں کے چہرے فرط جذبات سے
اٹھے تھے۔
" آپ کی زبان خدا مبارک کرے عمران صاحب" ۔۔۔ ابو عبدل
سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔
اس کے بعد عمران نے اُسے اسرائیل کے پاکیشیا کے خلاف موجودہ م
کے بارے میں تفصیلات بتا دیں۔
" اوہ ! ۔۔۔ اوہ ! ۔۔۔ اس قدر بھیانک منصوبہ ۔۔۔ واقعی اس
اسے اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے کہ ہمیں اس کی بھنک تک نہیں پڑی ۔
میں کل اس ریڈ اسکوائر عمارت کو بموں سے اڑا دوں گا" ۔۔۔ ابو عبد
نے تیز لہجے میں کہا۔
" تو کیا ہوا ۔۔۔ پرسوں بلیو اسکوائر اور اس کے بعد گرین اسکوائر ۔
کتنے اسکوائر آپ تباہ کریں گے ۔۔۔ یہ اس مسئلے کا حل نہیں ہے ا
مجھے یقین ہے کہ ریڈ اسکوائر کی حفاظت کے لئے پوری اسرائیلی فوج ا
ایئر فورس تعینات کر دی جائے گی" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا
" تو آپ کے ذہن میں کوئی راستہ ہو تو مجھے بتائیے " ۔۔۔ ابو عبدا
نے پوچھا۔
" دیکھئے ! ۔۔۔ ڈاکٹر لارنس ایک لیبارٹری میں اس مشین کو مکمل کر

ظاہر ہے ریڈ اسکوائر میں یہ مشین لیبارٹری سے نکال کر لائی جائے
۔۔۔ اگر مجھے کسی طرح اس پروگرام کا علم ہو جائے تو شاید کوئی راستہ
ئے " ۔۔۔ عمران نے کہا۔
" ہونہہ ۔۔۔ واقعی ٹھیک ہے ۔۔۔ ایک منٹ ۔ مجھے سوچنے دیں "
بدل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔
" اوہ ! ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔ ایک طریقہ ہو سکتا ہے ۔۔۔ ٹھیک
ہے " ۔۔۔ چند لمحوں بعد ابو عبدل نے چونکتے ہوئے کہا۔
" کیا طریقہ سوچا ہے آپ نے " ۔۔۔ ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔
" اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کون کر رہا ہے
تو میں بہت کچھ کر سکتا ہوں ۔۔۔ میرے گروپ کے آدمی ہر شعبے
میں موجود ہیں اور اس کے لئے یقیناً ملٹری فیلڈ کی خفیہ ایجنسیوں کو
تعینات کیا گیا ہو گا اور ملٹری انٹیلی جنس میں میرے آدمی موجود ہیں" ۔۔۔
ابو عبدل نے کہا۔
" کرنل ہارڈ کو آپ جانتے ہیں " ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔
" کرنل ہارڈ ۔۔۔ اوہ ہاں ! ۔۔۔ وہ ملٹری کی ایک انتہائی خفیہ ایجنسی
ریڈ ایرو کا چیف ہے " ۔۔۔ ابو عبدل نے چونک کر جواب دیا۔
" اس سے کبھی آپ کی ملاقات ہوئی ہے " ۔۔۔ عمران نے اشتیاق آمیز
لہجے میں پوچھا۔
" ہاں ! کئی بار ۔۔۔ کیوں " ۔۔۔ ابو عبدل نے اس انداز میں جواب
دیا جیسے اُسے عمران کی بات کا مطلب سمجھ نہ آیا ہو۔

"اس کا حلیہ بتا دیجیے" ——— عمران نے کہا اور ابو عبدل نے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"گڈ! ——— تو میرا اندازہ درست نکلا ——— یہ وہی کرنل ھارڈ ہے جو پہلے ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی میں تھا ——— میرا اس سے بھرپور انداز میں ٹکراؤ ہو چکا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل آپ نے درست کہا ہے ——— یہ وہی ہے" ——— ابو عبدل نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ اس وقت کرنل ھارڈ کہاں ہے" ——— عمران نے پوچھا۔

"بالکل معلوم کر سکتا ہوں ——— اس کا نمبر ٹو میرے گروپ کا خاص آدمی ہے" ——— ابو عبدل نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— آپ مجھے یہ معلومات دے دیجیے۔ باقی کام میرا" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مشین روم میں جا کر پتہ کرتا ہوں ——— مجھے یقین ہے کہ میں آپ کو اس بارے میں ابھی بتا سکوں گا" ——— ابو عبدل نے کہا۔ اور طلحہ کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کے ایک کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے" ——— ؟ ابو عبدل کے جاتے ہی بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"طلحہ کے سامنے آجانے کے بعد اب پلاننگ کا کیا سکوپ رہ گیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ آسیہ طلحہ کا یہ سن کر چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی جیسے اس کی سمجھ میں بات آ گئی ہو۔

"عمران صاحب! ——— آخر آپ ہمیں اپنی پلاننگ کیوں نہیں بتاتے" اس بار صفدر بول پڑا۔

"تمہارا سکوپ تو موجود ہے ——— کیا خیال ہے بات کروں چانشی اور اس کے باپ سے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار جھینپ گیا۔

چانشی اور اس کے باپ کو عمران کے کہنے پر طلحہ نے پہلے ہی اپنے آدمیوں کے ذریعے تل ابیب بھجوا دیا گیا تھا کیونکہ عمران کے نقطہ نظر سے اب ان کا ساتھ رہنا ان کی کارکردگی کو متاثر کر سکتا تھا۔

"آخر یہ آپ اس طرح الجھی ہوئی باتیں کیوں کر رہے ہیں" ——— آسیہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی میری منگنی نہیں ہوئی ——— اس لئے مجبوری ہے" ——— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور آسیہ بری طرح جھینپ کر رہ گئی۔

تھوڑی دیر بعد ابو عبدل دوڑتا ہوا واپس آیا اس کے چہرے پر بے پناہ جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا ہوا ——— کیا کرنل ھارڈ نرم ہو گیا ہے" ——— ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ عمران صاحب! ——— ان کی ساری پلاننگ کا پتہ چل گیا ہے انتہائی خوفناک پلاننگ ہے" ——— ابو عبدل نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس پلاننگ کے ڈریکولا جیسے دانت ہیں" ——— عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب! ——— میں معذرت خواہ ہوں، دراصل ——— ابوعبدل نے معذرت خواہ لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"دیکھیے! ——— ہمارے پاس اس قدر فالتو وقت نہیں ہے کہ ہم یہاں بیٹھے معذرتیں سنتے رہیں اور سر دھنتے رہیں ——— آپ مجھے تفصیل بتائیں بغیر کسی تمہید کے" ——— عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"ٹھیک ہے ——— کرنل ھارڈ کے نمبر ٹو سے میری بات ہوئی ہے کرنل ھارڈ نے ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اُسے تفصیلی ہدایات دی ہیں کرنل ھارڈ گذشتہ کئی روز سے کسی لیبارٹری میں موجود ہے۔ لیبارٹری کو باہر سے مکمل طور پر سیل کر دیا گیا ہے اور باہر ایک اور خفیہ ایجنسی ٹارڈ کا چیف کرنل جاگورا اپنے ایجنٹوں کے ساتھ پہرہ دے رہا ہے ——— اس نمبر ٹو کو اس سارے معاملے کی حقیقت کا علم نہیں ہے البتہ اب اُسے کرنل ھارڈ نے جو ہدایات دی ہیں ان کے مطابق ریڈ ایرو جس کا چیف کرنل ھارڈ ہے اور ٹارڈ جس کا چیف کرنل جاگورا ہے، نے ریڈ اسکوائر کا کنٹرول رات کو بارہ بجے سنبھالنا ہے ——— اور کرنل ھارڈ نے بتایا ہے کہ لیبارٹری سے ایک خصوصی مشین سائنسدانوں سمیت ایئر فورس کے ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے ریڈ اسکوائر منتقل کی جائے گی ——— اس ہیلی کاپٹر پر کرنل ھارڈ اور کرنل جاگورا بھی سوار ہوں گے اس ہیلی کاپٹر کی حفاظت جنگی طیاروں، جیگوار سکواڈرن کرے گا جس کے انچارج بذاتِ خود ایئر مارشل ہوں گے ——— اور اُوپر دو

نی جاک طیارے مکمل نگرانی پر مامور ہوں گے ——— اور مزید یہ کہ جب ہیلی کاپٹر سائنسدانوں اور مشین کو لے کر لیبارٹری سے نکلے گا تو سارے تل ابیب میں بجلی کی سپلائی بند کر دی جائے گی اور جب تک وہ مشین اور سائنسدان ریڈ اسکوائر میں نہ پہنچ جائیں گے سپلائی جاری نہیں کی جائے گی ——— ریڈ اسکوائر کے ایک ہال کو سائنسی طور پر مکمل طور پر سیل کر دیا جائے گا جس میں وہ مشین اور سائنسدان موجود ہوں گے ——— پورے ریڈ اسکوائر کے اندر ریڈ ایرو اور ٹارڈ کے خصوصی تربیت یافتہ ایجنٹ موجود ہوں گے ——— کرنل ھارڈ اور کرنل جاگورا ان کی نگرانی کریں گے ——— یہ سرگرمیاں باہر سے نظر نہ آئیں گی۔ باہر سے عمارت بند کر دی جائے گی۔ البتہ بیرونی گلیوں اور سڑکوں پر ریڈ ایرو اور ٹارڈ کے ایجنٹ عام لباس میں چپے چپے میں موجود رہیں گے" ——— ابوعبدل نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ——— آپ نے واقعی کام دکھایا ہے ——— اس کا مطلب ہے کہ جی پی فائیو اور ریڈ آرمی کو علیحدہ کر دیا گیا ہے اور نئی ایجنسیوں کو سامنے لایا گیا ہے" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جہاں تک میں کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک کو جانتا ہوں انہیں اس طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ——— ضرور ان کو کسی اور چکر میں تعینات کیا گیا ہوگا ——— ایک منٹ ——— میں معلوم کرتا ہوں" ——— ابوعبدل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک بار پھر تیزی سے مشین روم کی طرف بڑھ گیا۔

"سن لی تم نے پلاننگ" ——— عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف

مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس پلاننگ میں ـــــ ریڈ اسکوائر پر اگر براہ راست حملہ کر دیا جائے تو اسے بہرحال تباہ کیا جا سکتا ہے" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ! ـــ وہ اتنے احمق نہیں ہیں کہ یہ راستہ کھلا رکھیں۔ ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد انہوں نے لازماً اس پہلو پر سوچا ہو گا" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ہم کسی طرح اس لیبارٹری کے گرد پھیلے ہوئے فوجیوں میں شامل ہو جائیں تو اس ہیلی کاپٹر کو ہٹ کیا جا سکتا ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اس جنگی سکواڈرن پر قبضہ کر لینا چاہیئے۔ ہم انتہائی آسانی سے نہ صرف اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر سکتے ہیں بلکہ ارتھ سے نکل بھی سکتے ہیں" ـــــ بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اور میرا خیال ہے کہ ہمیں اپنی توجہ اس ریڈ اسکوائر عمارت پر مرکوز رکھنی چاہیئے ـــــ لیبارٹری اور اس کے گرد و نواح کے انتظامات انتہائی ٹائٹ ہیں ـــــ ہم وہاں الجھ بھی سکتے ہیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ٹائیگر" ـــــ عمران نے خاموش بیٹھے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس ! ـــ میرا خیال ہے کہ اگر ہم پریذیڈنٹ ہاؤس پر دھاوا بول دیں تو یقیناً صورت حال کو اپنی مرضی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے" ـــ ٹائیگر

ـے فوراً ہی جواب دیا۔

"جوانا ! ـــ تمہارا کیا خیال ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے
ـنے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مجھ سے تو نہ ہی پوچھیں تو اچھا ہے ـــ آپ جانتے ہیں کہ میں تو
ـریکٹ ایکشن کا قائل ہوں چاہے جس انداز میں بھی کیا جائے" ـــــ
ـنے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب جوزف دی گریٹ باقی رہ گئے ہیں اپنے سنہری خیالات کے
ـہار کے لئے ـــ آپ بھی فرما دیجئے" ـــــ عمران نے جوزف سے
ـب ہو کر کہا۔

"باس ! ـــ اس سارے کھیل میں مجھے فادر جوشوا کی روح کا سایہ نظر
ـہے ـــ اگر ہم شوگرالی جھیل کی سرخ جھاڑیوں سے بانچا جھیل
ـے انڈے تلاش کر لیں تو ـــــ" جوزف نے بڑے سنجیدہ
ـے میں کہنا شروع کیا۔

"تو ان انڈوں کا آملیٹ بنا کر کل صبح اطمینان سے ناشتہ کیا جا سکتا
ـے" ـــــ عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ تو تمام ساتھی
ـے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب ! ـــ یہاں تو کھیل ہی عجیب کھیلے جا رہے ہیں"۔
ـسے پہلے کہ جوزف عمران کی بات کا جواب دیتا۔ ابو عبدل نے دوبارہ
ـے میں داخل ہوتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

"ابھی جوزف نے فادر جوشوا کی روح والا کھیل بتایا ہے ـــ اب
ـبھی بتایئے کہ کس کی روح کھیل کھیل رہی ہے" ـــــ عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

"فادر جوشوا ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔۔ ؟ ابو عبدل نے حیران ہو کر پوچھا

"آپ اپنی بات کیجئے ۔۔۔۔ فادر جوشوا کو جوزف کی ملکیت ہی رہنے دیجئے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ کل البرٹ ہال پر جی. پی فائیو اور ریڈ آرمی کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے ۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل فرانک وہاں ہوں گے ۔۔۔ البرٹ ہال کو جانے والے تمام راستے بند کر دیئے جائیں گے۔ البرٹ ہال کے اوپر گن شپ ہیلی کاپٹروں کا پورا اسکواڈرن موجود ہوگا اور صدر مملکت اور وزیر اعظم بھی البرٹ ہال میں جائیں گے ۔۔۔۔ وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے جا رہے ہیں" ۔۔۔۔ ابو عبدل نے تیز تیز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن یہ دو جگہوں پر کیوں انتظامات کئے جا رہے ہیں جب کہ ابھی پہلے تم نے کہا ہے کہ ڈاکٹر لارنس اور اس کی مشین کو رات ریڈ اسکوائر پہنچایا جائے گا اور وہاں کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا کی ایجنسیاں حفاظت کریں گی" ۔۔۔۔ عمران کے لہجے میں اس بار واقعی تشویش کا عنصر نمایاں تھا۔

"دونوں ہی اطلاعات مصدقہ ہیں عمران صاحب! ۔۔۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر ہو کیا رہا ہے" ۔۔۔۔ ابو عبدل نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈبل انتظام ہمیں ڈاج دینے کے لئے کیا جا رہا ہے لیکن صدر مملکت اور وزیر اعظم کا البرٹ ہال میں پہنچنا ۔۔۔ جبکہ مشن کی تکمیل

سکوائر میں ہوگی ۔۔۔ دو متضاد باتیں ہیں ۔۔۔۔ یہ مشن ایسا ہے کہ صدر ۔کہ اس مشن کو اپنی آنکھوں کے سامنے مکمل ہوتا دیکھنا پسند کرے گا۔ کیشیا کا انتہائی سخت دشمن ہے۔ لیکن جہاں تک میں جانتا ہوں ان ن عمارتوں کے درمیان کافی فاصلہ ہے ۔۔۔۔ دونوں عمارتوں کے میان اتنی طویل سرنگ کی موجودگی بھی ممکن نہیں ہے" ۔۔۔۔ عمران ے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

"میرا آئیڈیا ہے کہ اصل مشن ریڈ اسکوائر میں ہی مکمل ہوگا۔ صرف ن ڈاج دینے کے لئے البرٹ ہال میں ڈرامہ سٹیج کیا جا رہا ہے" ۔۔۔ عبدل نے جواب دیا۔

"سب کچھ ممکن ہے ۔۔۔ ہو سکتا ہے ایسا نہ ہو تو پھر تو پاکیشیا کا اہم ر یقیناً تباہ ہو جائے گا ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ اب یہ طے ہے کہ اس مشین ر ڈاکٹر لارنس دونوں کو لیبارٹری سے نکلتے ہی ختم کرنا ہوگا۔ میں یشیا کے بارے میں ایک فیصد رسک بھی نہیں لے سکتا" ۔۔۔۔ عمران ے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن کیسے ۔۔۔۔ ؟ وہاں تو انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ئے جا رہے ہیں" ۔۔۔۔ ابو عبدل نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"حفاظتی انتظامات جس قدر سخت ہوں اتنے ہی اس میں خلا زیادہ وتے ہیں ۔۔۔ یہ ایک نفسیاتی بات ہے" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے وئے کہا اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ دوبارہ ابو عبدل ے مخاطب ہوا۔

"کرنل جاگورا کے ذمے باہر کی حفاظت ہے ۔۔۔۔ کرنل جاگورا کا حلیہ

جانتے ہیں آپ" ــــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"کرنل جاگورا اس ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر میں موجود ہوگا ـــ یہا[ں]
سے باہر موجود اس کے ساتھی تو پہلے ہی ریڈ اسکوائر پہنچ جائیں [گے]
اور کرنل جاگورا ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر لیبارٹری میں جائے گا۔ ویس[ے]
کرنل جاگورا سے میری ایک بار ایک ملٹری فنکشن میں ملاقات ہوئی [تھی]
میں اس کا حلیہ اچھی طرح جانتا ہوں" ـــــ ابو عبدل نے جواب [دیتے]
ہوئے کہا۔

"کیا حلیہ ہے اس کا" ـــــ ؟ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہو[ئے]
کہا۔ اور ابو عبدل نے کرنل جاگورا کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا اور عمران
نے سر ہلا دیا۔

"اور آپ کا وہ خاص آدمی جو کرنل ہارڈ کا نمبر ٹو ہے اس کا [حلیہ]
نام اور قد و قامت کیا ہے" ـــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے ابو عبد[ل]
سے پوچھا۔

"اس کا نام جیمز ہے" ـــــ ابو عبدل نے جواب دیا اور ساتھ
ہی اس کا حلیہ وغیرہ بھی بتا دیا۔

"او۔کے ـــ اب میں دیکھوں گا کہ پاکیشیا کے خلاف یہ مشن
کیسے مکمل ہوتا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور سب لوگ
اشتیاق بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا پلاننگ سوچی ہے آپ نے" ـــــ ؟ ابو عبدل سے نہ رہا گیا
تو وہ بول ہی پڑا۔

"آپ اب اس چکر میں ملوث ہو ہی گئے ہیں تو پھر آپ فوری طور پر

[م]یرا مطلوبہ سامان بھی مہیا کر دیجئے ـــــ ہمیں ابھی اور اسی وقت
[ضرور]ت میں آتا ہے ـــ کاغذ دیجئے مجھے۔ میں آپ کو سامان کی فہرست
[لکھ] دوں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو آسیہ تیزی سے
[اٹھ]ی اور کمرے کے کونے میں موجود ایک الماری سے ایک پیڈ اٹھا
[لائ]ی۔ پیڈ کے ساتھ ہی بال پوائنٹ بھی منسلک تھا۔
عمران نے پیڈ لیا اور پھر تیزی سے اس پر سامان کی فہرست بنانی
[ش]روع کر دی۔ پھر فہرست کے نیچے اس نے لکیر لگائی اور پھر کاغذ پیڈ
[س]ے پھاڑ کر اس نے فہرست ابو عبدل کے ہاتھ میں تھما دی ـــ اور
[ابو] عبدل غور سے فہرست پڑھنے لگا۔

"یہ سامان مگر ـــــ" ابو عبدل نے حیرت بھرے انداز میں
[فہر]ست کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر مگر چھوڑیں ـــــ سامان مہیا کریں ـــ ہمارے پاس وقت
بے حد کم ہے ـــــ اور یہاں میک اپ باکس تو لازماً ہوگا" ـــــ عمران
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل ہے ـــ آیئے میرے ساتھ" ـــــ ابو عبدل نے سنجیدہ
انداز میں کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا اور پھر
وہ ابو عبدل کے پیچھے چلتے ہوئے اس کمرے کے بیرونی دروازے کی
طرف بڑھ گئے۔

"آپ کے ذہن میں آخر ہے کیا ـــــ کم از کم ہمیں تو بتا دیں" ـــــ
بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میرے ذہن میں بھس بھرا ہوا ہے" ـــــ عمران نے انتہائی

سخت لہجے میں جواب دیا تو بلیک زیرو ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔

"راشد ڈار صاحب! ___ آپ ابھی عمران کو پوری طرح نہیں جانتے وہ اگر کچھ بتانا چاہے گا تو خود بتا دے گا ___ اور اگر نہ بتانا چاہے تو آپ تو کیا، ایکسٹو بھی اس سے کچھ نہیں پوچھ سکتا" ___ صفدر نے مسکراتے ہوئے بلیک زیرو کو اپنی طرف سے سمجھاتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

"اچھا ___ کمال ہے۔ یعنی ایکسٹو بھی نہیں پوچھ سکتا" ___ بلیک زیرو نے جان بوجھ کر کہا۔

"جی ہاں! ___ میں درست کہہ رہا ہوں" ___ صفدر نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔ اب وہ صفدر کو کیا بتاتا کہ واقعی اصل صورتحال بھی یہی ہے۔

ڈاکٹر لارنس کا چہرہ فرط مسرت سے چمک رہا تھا اس کی برسوں کی محنت آج رنگ لانے والی تھی۔ اس نے دن رات اس ریڈ ٹارگٹ پر ...لئے صرف کئے تھے کہ اس مشن کے مکمل ہوتے ہی وہ دنیا کے عظیم ترین سائنسدانوں کی صف میں شامل ہو جائے گا۔ ایک ناقابل یقین ایجاد کے موجد کی حیثیت سے ___ بھلا کون تصور کر سکتا ہے کہ اس طرح ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھ کر صرف ایک بٹن دبایا جائے گا تو ہزاروں لاکھوں میل دور ایک ٹارگٹ تباہ ہو جائے گا اور اس طرح تباہ ہو گا کہ جب تک بتایا نہ جائے کوئی ٹارگٹ کو تباہ کرنے والے کو ٹریس نہ کر سکے کسی کو علم ہی نہ ہو سکے کہ خلا میں تیرنے والا ایک سیارہ کیوں پھٹا اور اس کے ساتھ ہی اس خلائی سیارے سے ہزاروں میل دور کوئی اہم ٹارگٹ کیسے تباہ ہو گیا۔ اس نے اپنی ایجاد کردہ مشین کو ریڈ اسکوائر ہال کے وسط میں نصب کر دیا تھا اور اس کی فائنل چیکنگ بھی کر لی تھی اس

کے ساتھ صرف دو اسسٹنٹ آئے تھے باقی کو وہ وہیں لیبارٹری میں چھوڑ آیا تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے ایک ٹرانسپورٹ ہیلی کاپٹر کے ذریعے لیبارٹری سے نکل کر ریڈ اسکوائر کی عمارت میں رات کو ہی پہنچ گئے تھے۔ اُسے کسی حفاظتی انتظامات سے کوئی تعلق نہ تھا وہ تو بس اپنی مشین میں ہی مست تھا۔ اس کے ذہن میں تو صرف ٹارگٹ اور اس کی تباہی ہی گھوم رہی تھی۔ گو ریڈ ٹارگٹ کی تکمیل کا وقت گیارہ بجے طے تھا اور اس وقت سے ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مشین سے نکلنے والی ریز کی رفتار اور اس خلائی سیارہ کی گردش اور اس کی رفتار اور درمیانی فاصلے کے لئے حسابی طور پر یہی وقت طے کیا گیا تھا لیکن ابھی نو بجے تھے اور وہ اب پوری طرح تیار ہو گیا تھا۔

ہال میں ایک طرف صرف دو کرسیاں رکھی گئی تھیں اور فائنل چیکنگ کے بعد ڈاکٹر لارنس اطمینان کا ایک طویل سانس لیتا ہوا مشین سے ہٹ کر ان دو کرسیوں میں سے ایک پر آکر بیٹھ گیا۔ گو اس کا جسم مسلسل کام کرتے کرتے تھک کر چُور ہو گیا تھا۔ اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے نمودار ہو گئے تھے لیکن اس کی آنکھوں اور چہرے پر بے پناہ چمک موجود تھی۔ کامیابی کی چمک۔

اس کمرے کے تین دروازے تھے اور تینوں باہر سے بند تھے۔

”جیوش“ —— ڈاکٹر لارنس نے کرسی پر بیٹھتے ہی اپنے ایک اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر“ —— نوجوان اسسٹنٹ نے چونک کر ڈاکٹر لارنس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھوک محسوس ہو رہی ہے۔ کچھ کھانے کا انتظام کرو“ —— ڈاکٹر لارنس نے کہا۔ وہ واقعی اب بھوک محسوس کر رہا تھا۔ کیونکہ گذشتہ دو دن اور دو راتوں سے وہ بس مسلسل کافی اور چائے کے ساتھ صرف چند سینڈوچ ہی لے سکا تھا۔ اُسے کام سے ہی فرصت نہ تھی اور اب جبکہ وہ ہر لحاظ سے فارغ ہو چکا تھا تو بھوک نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔

”مگر سر —— دروازے تو باہر سے سیلڈ ہیں“ —— جیوش نے جواب دیا۔

”سیلڈ ہیں —— کیوں! —— کیا ہم قیدی ہیں“ —— ڈاکٹر لارنس اپنے اسسٹنٹ کی بات سن کر غصے سے بھڑک اٹھا۔

”قیدی نہیں سر! —— حفاظتی انتظامات کے لئے ایسا کیا گیا ہے باہر کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا اور ان کے آدمی موجود ہیں —— یہ لوگ اندر نہیں آ سکتے اور نہ ہم باہر جا سکتے ہیں جب تک مشن مکمل نہ ہو جائے دروازوں اور دیواروں میں باہر سے سائنسی آلات نصب کر دیئے گئے ہیں“ —— جیوش نے جواب دیا۔

”اوہ! —— مگر کیوں —— آخر کیوں —— کیا ہم بھاگ جائیں گے ہم تل ابیب میں بیٹھے ہیں کسی دشمن ملک میں تو نہیں ہیں —— فون ہے یہاں“ —— ڈاکٹر لارنس نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے فون تلاش کر رہا ہو۔

”جی ہاں! —— فون ہے“ —— جیوش نے ایک دیوار کے ساتھ نصب سٹینڈ پر رکھے ہوئے سُرخ رنگ کے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں بات کرتا ہوں" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے ہونٹ
کاٹتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ٹیلیفون کی طرف
بڑھ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ ٹیلیفون پر نہ کوئی ڈائل
تھا اور نہ ایسی ہی کوئی اور چیز۔ ٹیلیفون ہر طرف سے بالکل سپاٹ تھا۔
"یہ کیسا ٹیلیفون ہے ـــــ؟" ڈاکٹر لارنس نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔ پھر اس نے رسیور اٹھا لیا۔
"ـــــ" رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ایک مودبانہ
سنائی دی۔
"کون صاحب بول رہے ہیں ـــــ میں ڈاکٹر لارنس بات کر رہا
ہوں" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے سخت اور قدرے تلخ لہجے میں کہا۔
"اوہ ڈاکٹر لارنس ـــــ میں آفیسر آن سپیشل ڈیوٹی ہوں صدر مملکت
نے ایمرجنسی کے لئے میری ڈیوٹی لگائی ہے۔ فرمائیے" ـــــ دوسری
طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔
"صدر مملکت کہاں ہیں ـــــ ان سے میری بات کرائیے فوراً ـــــ ابھی
اسی وقت" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔
"جی بہتر ـــــ ہولڈ آن کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر
لارنس بری طرح ہونٹ کاٹنے لگا۔
"یس پریذیڈنٹ آن دی لائن" ـــــ چند لمحوں بعد پریذیڈنٹ کی مخصوص
آواز سنائی دی۔
"میں ڈاکٹر لارنس بول رہا ہوں جناب! ـــــ کیا میں اور میرے
اسسٹنٹ قیدی ہیں ـــــ آخر ہمیں کیوں سیلڈ دروازوں والے کمرے

نہ رکھ گیا ہے" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔
"اوہ ڈاکٹر لارنس! ـــــ آپ تو اسرائیل کے محسن ہیں ـــــ آپ یہ کیسی
ات کر رہے ہیں ـــــ ایسا سب کچھ تو صرف حفاظتی انتظامات کے
ے کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس آپ کے اس مشن کو
اہ کرنے کے لئے تل ابیب پہنچ چکی ہے اور وہ لوگ دن رات اس
وشش میں ہیں کہ کسی طرح آپ کے اس مشن کو تباہ کر دیا جائے ـــــ
آپ اپنا مشن واقعی تباہ کرانا چاہتے ہیں" ـــــ صدر مملکت نے
تیز لہجے میں کہا۔
"لیکن اس سے پہلے تو ایسا نہیں ہوا ـــــ کیا یہ سیکرٹ سروس
ہنے اور ابھی یہاں پہنچ گئی ہے" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے اس بار
رے نرم لہجے میں کہا۔
"اوہ ڈاکٹر لارنس! ـــــ لیبارٹری کو بھی باہر سے سیل کر دیا گیا تھا
آپ رات کو جس وقت ہیڈ اکوائر کے اس کمرے میں آتے ہیں۔
ں وقت سے دروازے سیلڈ ہیں ـــــ اب تو نہیں کئے گئے۔ اور
سب کچھ حفاظتی انتظامات کا ایک حصہ ہے" ـــــ صدر مملکت نے
ت بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ اچھا اچھا! ـــــ آئی ایم سوری! ـــــ شاید کام میں غرق ہونے
وجہ سے مجھے اس کا احساس تک نہیں ہوا ـــــ اب میں ذرا فارغ
ا ہوں تو مجھے بھوک لگی ہے تو میں نے اپنے اسسٹنٹ سے کچھ
انے پینے کا بندوبست کرنے کے لئے کہا تو اس نے مجھے بتایا ہے کہ
روازے باہر سے سیلڈ ہیں" ـــــ ڈاکٹر لارنس نے شرمندہ سے لہجے

میں کہا۔

"آپ کام سے فارغ ہو گئے —— وہ کیسے! —— ابھی تو گیارہ بجے میں دو گھنٹے باقی رہتے ہیں اور ریڈ ٹارگٹ نے تو گیارہ بجے مکمل ہونا ہے" —— صدر مملکت نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں! —— میں نے رات کو بالکل آرام نہیں کیا اور مشین کی تنصیب میں مصروف رہا ہوں —— اس لئے کام پہلے مکمل ہو گیا ہے —— میں نے اس مشین کی فائنل چیکنگ بھی کر لی ہے" —— ڈاکٹر لارنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ! —— تو پھر یہ مشن ابھی مکمل ہو سکتا ہے" —— صدر مملکت نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی نہیں! —— مشن تو گرین وچ سٹینڈرڈ ٹائم کے مطابق گیارہ بجے ہی مکمل ہو گا —— نہ اس سے ایک منٹ پہلے اور نہ اس سے ایک منٹ بعد" —— ڈاکٹر لارنس نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ اچھا اچھا! —— میں سمجھ گیا —— مجھے یاد آ گیا کہ اس میں ٹائم فیکٹر کی سب سے زیادہ اہمیت ہے —— بہرحال فرمائیے! اب آپ کیا چاہتے ہیں" —— ؟ صدر مملکت نے پوچھا۔

"میں نے بتایا تو ہے کہ مجھے بھوک لگ رہی ہے اس لئے کچھ سینڈوچ اور کافی کا ایک جگ اندر بھجوا دیجئے تاکہ میں اور میرے اسسٹنٹ دم کے لئے تازہ دم ہو جائیں" —— ڈاکٹر لارنس نے کہا۔

"ٹھیک ہے —— میں انتظام کرتا ہوں —— جس خفیہ دروازے سے میں نے اور وزیر اعظم صاحب نے ہال میں پہنچنا ہے اسی دروازے سے میرا ایک خاص آدمی یہ چیزیں لے کر اندر آئے گا اور آپ کو پہنچا کر واپس چلا جائے گا۔ کیونکہ اس موقع پر حفاظتی انتظامات میں کوئی رسک نہیں لیا جا سکتا" —— صدر مملکت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے —— مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" —— ڈاکٹر لارنس نے صدر مملکت کی طرف سے اوکے کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر سامنے والی دیوار کے ساتھ نصب اپنی مشین کو عقیدت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر مشین کو دیکھ کر ایسی چمک پیدا ہو جاتی جیسے کوئی بچہ اپنا پسندیدہ ترین کھلونا دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔

"ہم نے البرٹ ہال پر حملہ کرنا ہے" ـــــــ عمران نے جیپ کے ساتھ کھڑے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران سمیت سب ساتھی اس وقت جی۔ پی فائیو کی مخصوص یونیفارم میں ملبوس تھے ان سب کے چہروں پر مقامی میک اپ تھا اور سب کے کاندھوں سے سب مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ یہ وردیاں اور اسلحہ ابو عبدل نے مہیا کیا تھا۔ عمران نے ان کے چہروں پر میک اپ رات کو ہی کر دیا تھا اور پھر یونیفارمز اور اسلحہ بھی دو گھنٹوں بعد سپلائی ہو گیا تھا۔ ابو عبدل خود جا کر عمران کی دی ہوئی فہرست میں سے مطلوبہ سامان لے آیا تھا۔ وہ دو گھنٹے زیر و ہاؤس سے غائب رہا تھا اور اس دوران عمران نے ان سب کا میک اپ کر دیا تھا۔ لیکن ابو عبدل جب واپس آیا تو اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ وہ عمران کو لے کر علیحدہ کمرے میں چلا گیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک عمران اور ابو عبدل کے درمیان گفتگو ہوتی رہی

وہ عمران ابو عبدل کے ساتھ جیپ میں بیٹھ کر اکیلا چلا گیا۔ عمران کی واپسی ـت گئے ہوئی۔

صبح ناشتے کی میز پر سب نے عمران سے حالات پوچھنے کی بے حد ـشش کی لیکن عمران سب کو آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال گیا۔ ناشتے ـ بعد اس نے ایک بار پھر تنویر اور بلیک زیرو کا میک اپ تبدیل کیا اور ـو عبدل کی لائی ہوئی یونیفارمز پہن کر وہ سب تیار ہو گئے اور جیپ ـ قریب پہنچ کر پہلی بار عمران نے انہیں بتایا تھا کہ انہوں نے البرٹ ـ پر حملہ کرنا ہے۔

"ٹھیک ہے ـــ کر دیں گے حملہ ـ اور کچھ ـــــ؟" تنویر نے منہ ـتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ! ـــ راتوں رات جنس ہی بدل گئی تمہاری" ـــــ عمران ـ مسکراتے ہوئے کہا۔

"مذاق کی ضرورت نہیں ہے سمجھے! ـــ بس تم ہمیں صرف اتنا ـیا کرو کہ ہم نے کیا کرنا ہے ـــــ کیونکہ ہم تو کٹھ پتلیاں ہیں۔ صرف ـ صرف کٹھ پتلیاں ـــ جن کی ڈور اس چیف نے تمہارے ہاتھوں میں ـے دی ہے" ـــــ تنویر نے اور زیادہ بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے اتنا غصہ ـــ نہ نہ اچھے بچے اتنا غصہ نہیں کیا کرتے" ـ ان نے پچکارتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا ـ صفدر، کیپٹن شکیل اور بلیک زیرو تینوں کے چہروں پر بھی تنویر جیسی ـفیات تھیں۔ صرف ٹائیگر جوزف اور جوانا نارمل تھے۔

"عمران صاحب! ـــ وقت مت ضائع کیجئے ـــ ہم نے البرٹ ہال

پر حملہ کرنا ہے" ____ صفدر نے اس طرح کہا جیسے ٹیپ ریکارڈ رہا ہو۔

"اچھا ____ یعنی اینٹی عمران یونین قائم بھی ہو گئی ہے اور کامیاب جا رہی ہے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔

"او کے ____ مشن کینسل ____ آؤ واپس چلیں ____ میں ابو عبد کہہ دیتا ہوں وہ آج رات ہمیں تل ابیب سے باہر نکالنے کا بندوبست کر دے گا" ____ عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیوں کینسل ____ ہم نے البرٹ ہال پر حملہ کرنا ہے ____ چلو صفدر بیٹھو جیپ میں ____ راستے میں کسی سے البرٹ ہال کا پتہ پوچھ لیں گے۔ چلو" ____ تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ____ اس طرح واپس جانے سے بہتر ہے کہ ہم اپنی جانیں دے دیں۔ چلو" ____ صفدر نے کہا اور پھر جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران صاحب! ____ کیا واقعی آپ نے مشن کینسل کر دیا ہے" ____ کیپٹن شکیل نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اگر پہلے نہیں کیا تھا تو اب کر دیا ہے ____ آپ لوگ سیکرٹ کے ممبر ہیں ____ آپ بااختیار ہیں جو چاہیں کریں ____ ٹائیگر، جو اور جوانا اگر چاہیں تو آپ کے ساتھ جا سکتے ہیں ____ بہرحال میں جاؤں گا" ____ عمران نے کہا اور واپس برآمدے کی طرف مڑ گیا۔

"آخر یہ عمران صاحب کو ہو کیا گیا ہے ____ آج سے پہلے تو

کبھی ایسے رویے کا مظاہرہ نہیں کیا" ____ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جس کی اپنی آنکھوں سے بھی حیرت رہی تھی۔

"ہم باس کے ماتحت ہیں۔ اس لئے ہم بھی واپس جا رہے ہیں" ____ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ جوزف اور ٹائیگر بھی عمران کے پیچھے کی طرف چل پڑے۔

"اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے ____ یہ اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھنے لگ گیا ہے" ____ تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ لیکن ابھی اس کا ختم نہ ہوا تھا کہ یکلخت گولیوں کے دھماکے ہوئے اور تنویر جو جیپ کے کھڑا تھا چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل جیپ سے ٹکرایا اور پھر نیچے جوزف کے ریوالور سے دھواں نکل رہا تھا۔

"ابھی صرف وارننگ دی ہے ____ اب اگر تم نے باس کے خلاف لفظ کہا تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا" ____ جوزف نے انتہائی لہجے میں چیختے ہوئے کہا اور پھر دوبارہ مڑ کر برآمدے کی طرف بڑھ صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے تنویر کی طرف لپکے۔ لیکن تنویر غصے لال پیلا ہوتا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی یونیفارم کے بازوؤں پر گولیوں رگڑ کے نشانات موجود تھے۔ جوزف کی گولیاں اس کے دونوں بازوؤں کپڑے پر رگڑ ڈالتی ہوئی نکل گئی تھیں حالانکہ اس نے جاتے جاتے مڑ کر فائر کیا تھا۔

"کمال ہے ____ انتہائی حیرت انگیز نشانہ ہے جوزف کا" ____ زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں تنویر کے بازوؤں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں اسے گولی مار دونگا ہر قیمت پر" ـــ تنویر نے چیخ کر کہا۔
اپنے کندھے سے لٹکنے والی مشین گن اتارنا چاہتا تھا لیکن صفدر اور کیپٹن
شکیل نے اسے پکڑ لیا۔

"احمق مت بنو تنویر! ـــ تم جوزف کی فطرت جانتے تو ہو" ـــ
نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر ہونٹ چباتا خاموش ہوگیا۔

عمران نے حالانکہ جوزف کی فائرنگ کی آوازیں سنی تھیں لیکن اس
نے مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا اور جب تک صفدر اور کیپٹن شکیل تنویر کو سنبھالتے
وہ اندر کسی کمرے میں جا چکا تھا۔

"اب کیا کریں ـــ یہ صورت حال تو انتہائی غلط ہے ـــ میرا خیال
ہے کہ ابو عبدل کو کہہ کر کسی لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے بات کی جائے"
کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کال کیچ بھی ہو سکتی ہے کیپٹن شکیل" ـــ صفدر نے سر
ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ سب حضرات مجھ سے سینئر ہیں۔ لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں
تو میں مشورہ دوں" ـــ بلیک زیرو نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ بات کریں، سینئر جونیئر کو چھوڑیں ـــ ہم نے کبھی اس قسم کی
باتیں نہیں سوچیں" ـــ صفدر نے جواب دیا۔

"میرا مشورہ یہ ہے کہ ہمیں انتظار کرنا چاہئے ـــ عمران صاحب یقیناً
کسی خاص مقصد کے تحت ایسی باتیں کر رہے ہیں" ـــ بلیک زیرو
نے کہا۔

"لیکن وہ احمق ہے ـــ اگر اس نے واقعی مشن کینسل کر دیا اور اسرائیل

اپنے مشن میں کامیاب ہوگیا تو ایکسٹو ہماری بوٹیاں اُڑا دے گا ـــ اور
ویسے بھی کم از کم میری غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ اسرائیل ہمارے
ہوتے ہوئے پاکیشیا کے خلاف کسی مشن میں کامیاب ہو جائے۔
میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ پاکیشیا
کو معمولی سی آنچ بھی آئے" ـــ تنویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"واہ واہ! ـــ اسے کہتے ہیں مردانگی ـــ اب بات ہوئی ناں ـــ
مردوں کے ساتھ اتنے اہم مشن پر جاتے ہوئے کیا مزہ آتا تھا" ـــ
اچانک پھاٹک کے قریب سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی تو وہ
سب بے اختیار بیرونی پھاٹک کی طرف مڑ گئے۔ جہاں سے عمران اندر
داخل ہو رہا تھا۔

"آپ تو اندر گئے تھے" ـــ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ زیرو ہاؤس ہے اور یہاں اندر باہر ہر چیز زیرو ہے ـــ بہرحال
آج تنویر نے مردوں والی بات کی ہے۔ اس لئے اب سب ٹھیک ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے پھاٹک سے ایک اور نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ
میں ایک ریڈیو نما ڈبہ تھا۔

"یہ لیجئے صاحب! ـــ یہ آگیا ہے" ـــ نوجوان نے وہ ڈبہ عمران
کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب تم اندر جا کر میرے ساتھیوں کو بھیج دو" ـــ عمران
نے اس نوجوان کے ہاتھ سے ڈبہ لیتے ہوئے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا
اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"سنو دوستو! ــــ تم خواہ مخواہ ناراض ہو رہے تھے ــــ دراصل اس وقت تک مجھے بھی معلوم نہ تھا کہ اصل صورت حال کیا بنتی ہے۔ صرف اتنا طے تھا کہ ہم نے البرٹ ہال پر حملہ کرنا ہے اور میں نے تمہیں بتا دیا لیکن تم خواہ مخواہ ناراض ہو گئے ــــ اب اس ڈبے کے آنے کے بعد ساری صورت حال واضح ہو گئی ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے اس ڈبے میں" ــــ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"مٹھائی ہے ــــ تنویر کے دوبارہ مرد بن جانے کی خوشی میں پورے شہر میں تقسیم کریں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے مرد بننے پر تمہیں واقعی اتنی خوشی منانے کا حق ہے۔ کیونکہ کسی عورت کے لئے اس سے بڑا صدمہ کوئی نہیں ہوتا کہ ــــ" تنویر نے فقرہ تو خاصے غصیلے انداز میں شروع کیا لیکن آخری حصے پر پہنچتے پہنچتے وہ خود ہی ہنس دیا اور پھر اس نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی ہنس پڑے۔

"ہنسی بھی مردانہ ہے ــــ مبارک ہو" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا، ڈبے میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے جلدی سے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــــ ہیلو ــــ اے اے کالنگ ــــ اوور" ــــ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"یس ــــ اے۔ آئی اٹنڈنگ۔ اوور" ــــ عمران نے بھی آواز بدل

...ب دیا۔

"...ے۔ آئی ــــ میں نے اصل بات ٹریس کر لی ہے ــــ ہاف سن ...یک گھنٹہ پہلے افتتاح کیا جائے گا اور یہ افتتاحی تقریب سرخ کپڑوں ...ہو گی ــــ چیف گیسٹ اور سیکنڈ چیف گیسٹ اے۔ ایچ سے ...کسی خفیہ راستے سے سرخ لباس والی دکان پر پہنچیں گے ــــ وہ ...ں پہلے اے۔ ایچ پہنچیں گے ــــ ہاف سن سے تقریباً دو گھنٹے ... ــــ اور پھر وہاں سے ہاف سن سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے وہ دونوں ...ے کپڑوں والی دکان پر چلے جائیں گے۔ وقت تبدیل نہیں ہو سکتا۔ ...ر" ــــ دوسری طرف سے اسی آواز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

"کیا وہ علیحدہ علیحدہ جائیں گے یا اکٹھے۔ اوور" ــــ عمران نے پوچھا۔

"اکٹھے ــــ اور جس سواری پر وہ جائیں گے وہ خاص سواری ہو گی۔ ...ی کو معلوم نہ ہو سکے۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اس سواری کو ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ اوور" ــــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"فی الحال نہیں ــــ کیونکہ یہ صرف چیف گیسٹ اور سیکنڈ چیف گیسٹ ...ی معلوم ہے ــــ البتہ وہ اے۔ ایچ خصوصی سواری پر جائیں گے۔ ...ں سے واپسی عام سواری پر ہو گی۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے ...ب دیا گیا۔

"یہ تو خاصا مشکل کام ہے ــــ بہرحال اب اگر ہم تھوڑی سی تبدیلی کر ...یں تو مجھے یقین ہے کہ واپسی پر بھی وہ خصوصی سواری ہی استعمال ...یں گے۔ اوور" ــــ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"وہ کیسے۔ اوور" ــــ ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

اگر ہم اے۔ ایچ پر بھرپور انداز میں حملہ کر دیں اور کافی دیر انہیں اُلجھائے رکھنے کے بعد فرار ہو جائیں ــــــ تو یقیناً وہ مطمئن ہو جائیں گے اور پھر اس قدر سختی کی ضرورت نہ پڑے گی۔ اوور" ــــــ عمران نے کہا۔

ٹھیک ہے ــــ بہرحال اس پی۔ ٹی کو اپنے پاس ہی رکھیں۔ اس سے رابطہ آسان رہے گا۔ اوور" ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم نے بالکل کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو۔ اوور...... ــــ عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ــــ آپ بے فکر رہیں۔ اوور ــــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل ــــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس ڈبے کو اپنی جیب میں رکھ لیا۔

پہلے میرا پروگرام یہ تھا کہ میں تنویر کو کرنل ھارڈ اور راشد کو کرنل جاگو اور میں خود ابو عبدل کے خاص آدمی اور ریڈ ایرو کے نمبر ٹو کے میک اپ میں ریڈ اسکوائر پر پہنچ جائیں گے ــــــ اور اصل کرنل ہارڈ اور کرنل جاگورا کے آنے سے پہلے اس عمارت میں موجود ان کے آدمیوں کا خاتمہ کر کے ان کی جگہ ہم سب ممبران لے لیں ــــــ میک اپ باکس کے ذریعے ہم وہیں آسانی سے اپنی شکلیں بدل سکتے تھے ــــ شروع میں کرنل ھارڈ اور کرنل جاگورا اور جیمز بننے کی وجہ سے ہمیں عمارت کے اندر پہنچنے میں مدد ملتی تھی ــــــ پھر جب اصل کرنل صاحبان آتے تو ہم ان کے آدمیوں کے میک اپ میں وہیں رہتے اور موقع دیکھ کر

نہ کر دیتے ــــــ لیکن ابو عبدل جب سامان لے کر واپس آیا تو اس نے مجھے اطلاع دی کہ ریڈ اسکوائر میں کوئی ایسا خفیہ راستہ ہے جہاں سے ڈائریکٹ ہال میں پہنچا جا سکتا ہے تو میں نے پہلے خود جا کر اس عمارت کی چیکنگ کرنے کا پروگرام بنایا ــــــ چنانچہ میں ریڈ اسکوائر کی عمارت کے قریب پہنچ گیا اور پھر میں نے ایک آدمی کو اغوا کر کے اس کے روپ میں عمارت کے اندر پہنچ گیا ــــــ لیکن وہاں جا کر صورتحال میرے سامنے آئی کہ اس عمارت میں انتہائی زبردست سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ــــــ کرنل ھارڈ نے وہی ذہن استعمال کیا تھا ــــــ عمارت کے اصل ہال کی چھت میں ایک بڑا سوراخ کر دیا گیا تھا اور ہیلی کاپٹر اب ساتھ والے میدان میں اترنے کی بجائے سیدھا راست اس ہال کی چھت پر اُترے گا ــــــ وہاں پوری چھت پر ریڈ ایرو کے اور ٹارڈ کے منجھے ہوئے ایجنٹ ہوں گے ــــ اوپر جیگوار لڑاکا طیاروں کا سکوارڈن ــــــ اوپر دو آئی ہاک طیارے ــــ اس ہال کے دروازوں کو سائنسی طور پر مستقل سیلڈ کر دیا گیا ہے اور دیواروں پر ایسے آلات نصب کر دیئے گئے ہیں کہ ان پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا ــــــ پھر ہال کی چھت کے اس بڑے سوراخ سے ڈاکٹر لارنس، اس کے دو اسسٹنٹوں اور مشین کو اندر اتار دیا گیا۔ پھر سوراخ بند کر دیا گیا ــــــ چھت پر بھی ایسے آلات نصب کر دیئے گئے کہ اُسے کسی صورت بھی نہ توڑا جا سکتا تھا اور نہ تباہ کیا جا سکتا تھا ــــ یہ صورتحال دیکھنے کے بعد اب ہمارے پاس ایک ہی چارہ رہ گیا تھا کہ ہم کسی طرح اس خفیہ راستے کو ٹریس کریں اور پھر اس کے ذریعے اندر

داخل ہوں۔ لیکن مشن کی تکمیل کے حتمی وقت کا پتہ نہ لگ رہا تھا جو ہما
مشن کے لئے انتہائی ضروری تھا ——— اس خفیہ راستے سے صدر اور وز
نے اندر جانا تھا۔ لیکن اس سے پہلے ڈاج دینے کے لئے صدر اور وزیر
دونوں نے البرٹ ہال پہنچنا تھا۔ چنانچہ یہی فیصلہ ہوا کہ ہم البرٹ ہال پر
کو اس وقت حملہ کریں جب صدر اور وزیر اعظم وہیں موجود ہوں اور صد
وزیر اعظم کو اغوا کر کے ان کی جگہ ہمارے آدمی لے لیں ——— اور پھر وہ آ
اس خفیہ راستے سے ہال میں داخل ہو کر اس مشین کو تباہ کر دیں۔ گو اس
سو فیصد رسک تھا کیونکہ وہاں بے پناہ انتظامات کئے گئے تھے لیکن ظاہ
ہم انتظامات کی وجہ سے ڈر کر تو نہ بیٹھ سکتے تھے۔ ابو عبدل کو صبح میں
مزید معلومات کے لئے بھجوا دیا تھا اور یہ مخصوص ٹرانسمیٹر ابو عبدل نے اپنے
خفیہ اڈے سے بھجوانا تھا۔ اس کی کال کسی طرح کیچ نہیں ہو سکتی ——— یہ
ویسے تو تمہارے سامنے اندر گیا تھا لیکن پھر زیرو ہاؤس کے خفیہ راستے
باہر نکل آیا تاکہ اس ٹرانسمیٹر کو وصول کر سکوں اور تم نے دیکھا کہ وہ آگیا او
ابو عبدل نے اب جو اہم باتیں بتائی ہیں اس سے اب پروگرام یہ بنا
کہ میں اور ٹائیگر تو البرٹ ہال کے عقبی حصے میں ایک جگہ چھپ جائیں
جبکہ آپ باقی سب لوگ براہ راست البرٹ ہال پر حملہ کر دیں گے اور انہ
اچھی طرح الجھانے کے بعد فرار ہو جائیں گے۔ ابو عبدل اور اس کے ساتھی
البرٹ ہال کے گرد خفیہ طور پر پھیلے ہوئے ہیں جیسے ہی صدر اور وزیر اعظ
البرٹ ہال سے نکل کر ریڈ اسکوائر پہنچیں گے ہم دونوں اور ابو عبدل گرو
خفیہ طور پر ان کا تعاقب کریں گے۔ پھر جیسے ہی وہ راستہ ٹریس ہو گا ہم ا
راستے سے اندر پہنچ جائیں گے اور اس مشین کو تباہ کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر لا

دن ماری جائے گی۔ اس طرح پاکیشیا کے خلاف یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم
ہو جائے گا" ——— عمران نے از خود پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوہ! ——— یہ بات آپ پہلے بتا دیتے تو خوامخواہ اتنی شکر رنجی تو نہ ہوتی"
صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"جس رنج میں شکر یعنی مٹھاس شامل ہو۔ وہ بڑا ذائقے دار رنج بن جاتا
ہے ——— مطلب ہے کھٹا میٹھا۔ اور کھٹی میٹھی چیزوں کو کون پسند کرتا ہے
یہ بات تو تنویر زیادہ بہتر جانتا ہو گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو
سارے ممبر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑے۔
"تم سیدھی بات کرتے کرتے آخر پٹڑی سے کیوں اتر جاتے ہو" ———
تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"میں کیا کروں ——— پٹڑی ہی تھک جاتی ہے اس لئے اتار کر ذرا آرام
کرنے لگتی ہے" ——— عمران نے جواب دیا تو تنویر بھی ہنس پڑا۔

کرنل ڈیوڈ البرٹ ہال کی چھت پر موجود تھا۔ اس کے ہاتھوں میں انتہائی طاقتور لینز کی دُوربین تھی اور وہ اس دُوربین کی مدد سے البرٹ ہال کے اردگرد پھیلے ہوئے علاقے کو بغور اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے زمین پر چھپے ہوئے خزانوں کو تلاش کر رہا ہو۔ البرٹ ہال تل ابیب کے شمال مشرق میں واقع ایک خاصی وسیع و عریض عمارت تھی جس کے تین اطراف میں بڑی چوڑی سڑکیں تھیں اور چوتھی طرف رہائشی کالونی دُور تک پھیلی ہوئی تھی۔

تینوں اطراف میں جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی کے ایجنٹ جگہ جگہ مورچے سنبھالے ہوئے تھے۔ وہ سب بے حد چوکنا اور مستعد تھے۔ تقریباً سب کے پاس پی۔ الیون ٹرانسمیٹر موجود تھے۔ جیپوں اور کاروں کو بھی سائیڈ لائن پر کھڑا کیا گیا تھا اور انہیں اس طرح سٹارٹ رکھا گیا تھا کہ وہ پلک جھپکنے میں پوری رفتار سے دوڑ سکیں۔

کرنل فرانک البرٹ ہال کے اندرونی حصے میں موجود تھا اور ریڈ آرمی کے ذمے اندرونی حفاظت تھی۔ چھت کے اوپر چار گن شپ ہیلی کاپٹر فضا میں منڈلاتے پھر رہے تھے۔

البرٹ ہال کی طرف آنے والی سڑکوں کو ہال سے دو کلومیٹر دُور ہی بند کر دیا گیا تھا اس لئے سڑکیں خالی پڑی تھیں۔

"کاش! ۔۔۔ یہ عمران وغیرہ ادھر آ نکلیں" ۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"سر ۔۔۔ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ جب سڑکیں بلاک کر دی گئی ہیں تو پھر یہ لوگ ادھر کیسے آئیں گے" ۔۔۔۔۔ ساتھ کھڑے ہوئے اس کے اسسٹنٹ جانسن نے کہا۔

"وہ شیطانی رُوحیں ہیں جانسن! ۔۔۔ اگر انہوں نے ادھر آنے کا ارادہ کر لیا تو پھر دیکھنا کہ وہ کیسے بھوتوں کی طرح اچانک نمودار ہو جاتے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور اس کا اسسٹنٹ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد دُور سے تیز سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

"اوہ! ۔۔۔ صدر مملکت اور وزیر اعظم صاحب آ رہے ہیں" ۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس کی دُوربین پر جمی ہوئی نظریں شمال کی طرف سے آنے والی سڑک پر جم گئیں۔ کیونکہ صدر اور وزیر اعظم نے اسی طرف سے آنا تھا۔ سائرن کی آواز تیزی سے قریب آتی جا رہی تھی۔ چند لمحوں بعد سڑک پر پہلے موٹر سائیکلوں کا دستہ نمودار ہوا۔ اس کے پیچھے دو فوجی کھلی جیپیں تھیں جن میں مسلح فوجی سپاہی گنیں لئے کھڑے ہوئے تھے۔ ان جیپوں کے

کے پیچھے سیاہ رنگ کی بڑی سٹیٹ کار تھی جس پر اسرائیل کا فلیگ لہرا رہا تھا۔ اس کار میں صدر مملکت اور وزیر اعظم تھے۔ کار کی دونوں سائیڈوں پر مسلح فوجی سپاہی موٹر سائیکلوں پر سوار چل رہے تھے۔ کار کے پیچھے چار ملٹری جیپیں تھیں اور ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کار کے اوپر فضا میں اڑتا ہوا ساتھ ساتھ آ رہا تھا۔

یہ قافلہ سڑک پر دوڑتا ہوا البرٹ ہال کے گیٹ پر پہنچ کر رک گیا۔ فوجی سپاہیوں کی ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیں تو کرنل ڈیوڈ نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ اس کی ذمہ داری ختم ہو گئی تھی اور اب کرنل فرانک کی ذمہ داری شروع ہو گئی تھی۔

کچھ دیر تک ایڑیاں بجنے کی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر دوبارہ خاموشی طاری ہو گئی۔ گن شپ ہیلی کاپٹر اب البرٹ ہال کے اوپر موجود ہیلی کاپٹروں میں شامل ہو گیا تھا۔

"مجھے کچھ بے چینی محسوس ہو رہی ہے ــــ میں جا کر ایک راؤنڈ لگا آؤں" ــــ کرنل ڈیوڈ نے اچانک دوربین آنکھوں سے ہٹا کر گلے میں ڈالتے ہوئے ساتھ کھڑے جانسن سے مخاطب ہو کر کہا اور جانسن نے سر ہلا دیا۔ کرنل ڈیوڈ تیزی سے مڑا اور پھر ساتھ ہی موجود سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے پہنچا۔ وہاں اس کی جیپ موجود تھی جس میں ڈرائیور بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل ڈیوڈ اچھل کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"چلو راؤنڈ لگاؤ" ــــ کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی۔

کرنل ڈیوڈ تھوڑی دیر بعد اس جگہ پہنچ گیا جہاں سڑک بلاک کی گئی تھی۔ یہاں سڑک کے درمیان روڈ سٹینڈ رکھ کر اسے بلاک کیا گیا تھا۔ دونوں سائیڈوں میں جی۔پی فائیو کی جیپیں اور مسلح آدمی کھڑے تھے۔

کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور کو جیپ روکنے کے لئے کہا اور پھر جیپ رکتے ہی وہ اچھل کر نیچے اترا۔ جی۔پی فائیو کے سپاہیوں نے کرنل ڈیوڈ کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"ٹیری! ــــ کوئی مشکوک بات ــــ" کرنل ڈیوڈ نے ایک آفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نو سر ــــ ہم پوری طرح مستعد ہیں ــــ" ٹیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ــــ" کرنل ڈیوڈ نے [illegible] بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے سڑک پر جم گئیں۔ یہ سڑک کچھ دور آگے جا کر مڑ جاتی تھی اور ادھر آنے والی کاریں اور دوسری گاڑیاں اس موڑ پر پہنچ جانے کے بعد واپس چلی جاتی تھیں کیونکہ وہاں باقاعدہ بورڈ لگایا گیا تھا کہ آگے راستہ بند ہے۔

کرنل ڈیوڈ کو گاڑیاں آتی اور پھر موڑ کے پاس سے مڑتی ہوئی صاف نظر آ رہی تھیں۔ چند لمحے انہیں دیکھنے کے بعد اس نے واپس اپنی جیپ کی طرف مڑنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک وہ چونک پڑا۔ [illegible] ایجنسی کی ایک جیپ موڑ سے نمودار ہوئی اور پھر تیزی سے ان کی طرف آنے لگی۔

"یہ ادھر کیسے چلی گئی تھی" ــــ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر ساتھ کھڑے آفیسر ٹیری سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں جناب! — ہمارے سامنے تو گئی نہیں" — آفیسر نے جواب دیا۔

"ہونہہ" — کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔ جیپ خاصی رفتار سے ان کی طرف بڑھی آ رہی تھی اور پھر وہ بلاکنگ کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے اس میں سے جی۔ پی۔ فائیو کے دو آفیسرز نیچے کودے۔ ان کے کاندھوں پر سب مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ انہیں حیرت سے انہیں دیکھنے لگا کیونکہ یہ شکلیں اس کے لئے نامانوس تھیں وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھ آئے۔

"کون ہو تم — میں نے پہلے تمہیں نہیں دیکھا" — کرنل ڈیوڈ نے ان کے قریب آنے پر غراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

"پہلے نہیں دیکھا تو اب دیکھ لو کرنل ڈیوڈ" — آنے والوں میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے کاندھے پر لٹکی ہوئی گن اتاری ہی تھی کہ کرنل ڈیوڈ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر آفیسر ٹیری کی پشت پر آ گیا۔

کرنل ڈیوڈ کا اچھل کر اس طرح آفیسر ٹیری کے پیچھے آنا ہی اسے بچا گیا۔ کیونکہ دوسرے لمحے وہاں موجود افراد پر جیسے گولیوں کی بارش شروع ہو گئی تھی۔

آنے والی جیپ کے اندر سے بھی فائر کھول دیا گیا تھا اور فائر ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ کے سامنے موجود آفیسر ٹیری چیختا ہوا اچھل کر پیچھے پشت کے بل گرا ہی تھا کہ کرنل ڈیوڈ نے چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اپنی

پ کی اوٹ میں ہو گیا۔

فائرنگ ابھی تک مسلسل جاری تھی کہ کرنل ڈیوڈ اچھل کر اپنی جیپ ، بیٹھا اور ڈرائیور سے چیخ کر بولا۔

"بھگا دو اسے" — کرنل ڈیوڈ کا لہجہ ہذیانی تھا اور اس کے چیختے ں ڈرائیور نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو واپس البرٹ ہال کی طرف ‍کانا شروع کر دیا۔

"اور تیز بھگاؤ اسے کم بخت" — کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا ، ڈرائیور نے ہونٹ بھینچتے ہوئے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا پورا دباؤ ڈال دیا۔

"دشمنوں نے حملہ کر دیا ہے — پہلی سڑک کی فرسٹ بلاکنگ پر — ب لوگ ادھر جمع ہو جائیں — فوراً" — کرنل ڈیوڈ نے جیب سے نسمیٹر نکال کر اسے آن کر کے چیخنا شروع کر دیا۔

کرنل ڈیوڈ کی جیپ پر بھی عقبی طرف سے فائرنگ ہوئی تھی لیکن وہ ن کر نکل آیا تھا۔

"سر — کہاں جانا ہے" — ڈرائیور نے قدرے محفوظ حصے میں پہنچ ، کہا۔

"الو کے پٹھے! — ہال کے سامنے لے چلو — اور تیز بھگاؤ اسے۔ مجھے چھت پر پہنچ کر فورس کو کنٹرول کرنا ہے" — کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"بہتر سر" — ڈرائیور نے کہا اور جیپ کو اور تیزی سے بھگا دیا۔ اب س نے پوری قوت سے ایکسیلیٹر دبا دیا تھا۔

لیکن ابھی جیپ نے کچھ فاصلہ ہی طے کیا تھا کہ یکلخت اس کے عقبی

حصے میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور کرنل ڈیوڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے آرے سے اس کے جسم کو ہزاروں ٹکڑوں میں کاٹ دیا ہو۔ ہو ہر ٹکڑا فضا میں پتنگ کی طرح علیحدہ علیحدہ اڑا جا رہا ہو۔ یہ احساس صرف ایک لمحے کے لئے تھا۔ اس کے بعد اس کے ذہن پر تاریکیوں نے غلبہ پا لیا تھا۔

عمران اور ٹائیگر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ کے ساتھ اندر کی طرف کھڑے تھے۔ کوٹھی خالی تھی اور اس پر کرایہ کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ البرٹ ہال کا عقبی جنوبی حصہ اس گیٹ کے بالکل سامنے تھا۔ اور عقبی طرف ہال کی دیواروں کے ساتھ جی۔ پی فائیو کے چند ایجنٹ گھوم رہے تھے۔ عمران کے عقب میں ایک ٹیکسی کار کھڑی تھی۔ یہ ٹیکسی کار عمران آتے ہوئے ایک پارکنگ سے اڑائی تھی۔ ڈرائیور اُسے لاک کر کے کہیں گیا ہوا تھا۔ لیکن ظاہر ہے عمران کے لئے یہ لاک کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ گیٹ کی درمیانی جھری سے عمران باہر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر پہلے وہ سائرن کی آوازیں سُن چکا تھا اور یہ آوازیں سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر اور وزیر اعظم البرٹ ہال میں پہنچ چکے ہیں۔

ابھی صدر اور وزیر اعظم کو آتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دس منٹ گذرے ہوں گے کہ البرٹ ہال کی عمارت کی دوسری طرف یکلخت بے پناہ فائرنگ ہوئی

اور بموں اور راکٹوں کے دھماکوں سے فضا گونج اٹھی۔ عمران نے بے اخ
ہونٹ بھینچ لیے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھیوں نے حملہ شروع کر دی
اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ یہ حملہ انتہائی رسکی ہے۔ کسی بھی لمحے وہ سب
ان میں سے کوئی مارا جا سکتا ہے۔ البرٹ ہال پر پہرہ دینے والے گن شپ
ہیلی کاپٹر بھی تیزی سے دوسری طرف پہنچ گئے تھے اور اب تو دو
طرف جیسے قیامت کا سا سماں پیدا ہو گیا تھا۔

"یہ تو بڑی خوفناک جنگ ہو رہی ہے"_____ ٹائیگر نے بے اخ
ہو کر کہا۔

"ہاں!___ سنو! میں یہاں بت بنا کھڑا نہیں رہ سکتا_____ تم یہ ٹرانسمی
لو اور یہاں کھڑے ہو جاؤ_____ اگر کوئی ایسی کار یہاں سے نکلے جس
تمہیں شبہ ہو کہ صدر یا وزیر اعظم ہیں تو تم نے اس ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر ابو
کو اطلاع کر دینا اور ٹیکسی لے کر انتہائی محتاط انداز میں ان کا تعاقب کرنا
اور اگر ابو عبدل کی طرف سے کوئی اطلاع آئے۔ تب بھی تم نے اس کی
اطلاع کے مطابق مطلوبہ جگہ پہنچنا ہے"_____ عمران نے تیز تیز لہجے
میں اسے سمجھایا اور پھر پھاٹک کھول کر تیزی سے باہر نکل گیا۔ اس کے
جسم پر بھی جی۔ پی فائیو کی یونیفارم تھی اور کاندھے سے مشین گن لٹکی ہو
تھی۔ پھاٹک سے نکل کر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ عمارت کی مشرقی سا
کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ فائرنگ اور دھماکوں کا زیادہ زور ادھر ہی تھا
البرٹ ہال کی عقبی طرف موجود سپاہی بھی غائب ہو چکے تھے وہ بھی شا
اس جنگ میں حصہ لینے کے لئے ادھر ہی دوڑ گئے تھے۔

عمران دوڑتا ہوا جب عمارت کے تقریباً سامنے کے رخ پہنچا تو اس

نے چھلانگ لگائی اور سڑک کے کنارے پر موجود ایک بڑے سے ڈرم کی اوٹ
میں ہو کر رک گیا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں آ چکی تھی اور اس کی تیز نظریں
چاروں کا جائزہ لے رہی تھیں اور پھر اس کی نظریں اپنے سے کچھ فاصلے
پر موجود ایسے ہی ایک اور ڈرم پر جم گئیں جس کی طرف دو مسلح سپاہی کرالنگ
کرتے ہوئے تیزی سے بڑھتے جا رہے تھے۔ عمران چونکہ سائیڈ میں تھا اس
لئے اسے ڈرم کی سائیڈ میں فرش پر پڑے ہوئے ایک آدمی کا ایک دستہ نظر
آ رہا تھا۔ وہ آدمی فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کی جھلک سے عمران نے
اندازہ لگایا کہ وہ بلیک زیرو ہے وہ شائد ہٹ ہو چکا تھا۔ عمران نے جیب
سے ایک بم نکالا۔ دانتوں سے اس کا پن کھینچا اور پھر اسے پوری قوت
سے ڈرم کی طرف بڑھتے ہوئے سپاہیوں کی طرف اچھال دیا۔ ایک خوفناک
دھماکہ ہوا اور دونوں سپاہیوں کے پرخچے اڑ گئے۔ اسی لمحے سامنے سے
ایک ڈرم پر فائرنگ شروع ہو گئی اور گولیاں ڈرم سے ٹکرانے لگیں۔
عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا رخ اس طرف کیا جدھر سے فائر
ہو رہا تھا۔ اور پھر اس کی مشین گن تڑتڑانے لگی۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف
سے ایک ہلکی سی چیخ کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہو گئی۔ اور عمران یکلخت
ڈرم کے پیچھے سے نکلا اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا اس ڈرم کی طرف
دوڑ پڑا۔ آدھے راستے پر پہنچ کر اسے اپنے سر پر غیر معمولی چمک سی
محسوس ہوئی تو اس نے یکلخت ایک لمبا جمپ لگایا اور عین اسی لمحے جب
اس کے قدموں نے زمین چھوڑی، ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران جو
پہلے ہی جمپ لگا چکا تھا اس خوفناک دھماکے سے نکلنے والی ہوا کے زوردار
دباؤ کی وجہ سے گولی کی طرح اڑتا ہوا عین ڈرم کے پیچھے جا گرا۔

"عمران صاحب آپ" ——— بلیک زیرو کی آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے سنبھل کر اپنے آپ کو ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اسی لمحے بلیک زیرو نے دوسری طرف فائر کھول دیا۔

"تم کیسے پڑے تھے فرش پر" ——— ؟ عمران نے سنبھلتے ہی کہا۔

"میری پنڈلی میں زخم آیا ہے اس لئے میں چند لمحوں کے لئے بیہوش سا ہو گیا تھا ——— لیکن پھر ڈرم کے سامنے ہونے والے دھماکے نے مجھے ہوش دلا دیا۔ اسی لمحے میں نے آپ کو دوڑتے اور ادھر آتے دیکھا تو آپ کا انداز سے میں سمجھ گیا کہ یہ ہمارا کوئی ساتھی ہی ہے ——— ورنہ میں آپ پر فائر کھول دیتا" ——— بلیک زیرو نے مسلسل مشین گن کو فائرنگ پوزیشن میں دائیں بائیں گھماتے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں نے واپسی کا کیا طے کیا ہے" ——— ؟ عمران نے پوچھا۔

"صفدر ٹریخ فائر کرے گا" ——— بلیک زیرو نے جواب دیا۔

عمران نے سر ہلاتے ہوئے سچویشن کو بغور چیک کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔ اور وہ مسلسل فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کو کوریج دے کر جگہیں بھی بدل رہے تھے صرف بلیک زیرو اس سائیڈ پر اکیلا پھنسا ہوا تھا۔ سڑک پر دو جیپیں بھی تباہ ہوئی پڑی تھیں۔

"ہم نے کرنل ڈیوڈ کو بھی زخمی کر دیا ہے ——— لیکن اس کے سپاہی اسے اٹھا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں" ——— بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

جس انداز میں اس کے ساتھی ورک کر رہے تھے اس سے عمران کو خاصی تسلی ہوئی۔ کیونکہ انہوں نے واقعی انتہائی مہارت سے اردگرد پھیلی ہوئی ...ں کو الجھایا ہوا تھا۔ گن شپ ہیلی کاپٹر صرف اوپر اڑ رہے تھے۔ عمران کے ساتھیوں کا انداز ایسا تھا کہ یہ معلوم نہ ہو رہا تھا کہ وہ عمران ...تھی ہیں یا جی۔ پی فائیو کے آدمی ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک کسی ...پ ہیلی کاپٹر نے فائر نہ کھولا تھا۔

...ی لمحے عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں تو عمران نے ...ی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جو کہ ...سیور تھا۔ اس نے اس کے کونے پر موجود بٹن دبا دیا۔

"...یلو۔ ہیلو ——— اے۔ اے کالنگ اے۔ آئی۔ پی۔ اوور" ——— ...ن کی آواز سنائی دی۔

"...یس سیکنڈ ٹو اے۔ آئی اٹنڈنگ یو ——— کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ ...ی آواز سنائی دی۔

"اے۔ آئی کہاں ہیں۔ اوور" ——— ؟ ابو عبدل نے چونک کر پوچھا۔

"وہ بازار گئے ہیں اور مجھے اپنی جگہ دے گئے ہیں ——— رپورٹ دیں۔ ...ر" ——— ٹائیگر نے تیز آواز میں کہا۔

"چیف اور سیکنڈ چیف کار کی بجائے ہیلی کاپٹر کے ذریعے سرخ ...ں کی دکان پر جا رہے ہیں ——— ایک گن شپ ہیلی کاپٹر اے۔ ایچ ...ز رہا ہے۔ اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران کی نظریں ...ن پر جم گئیں۔ واقعی ایک گن شپ ہیلی کاپٹر تیزی سے البرٹ ہال ...پت پر اتر رہا تھا۔ عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو پھر۔ اوور" ——— ٹائیگر کی پریشان سی آواز سنائی دی۔

"ڈونٹ وری ۔۔۔ میں نے چند دکانیں سُرخ کپڑوں کی دکان کے ...
کھلوا رکھی ہیں ۔۔۔ مال پہنچتے ہی وہ اطلاع کر دیں گے تو میں اطلاع ...
دُوں گا ۔۔۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران ...
ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر رسیور آف کر کے اُسے دوبارہ ...
میں رکھ لیا۔

"میں جا رہا ہوں بلیک زیرو ! ۔۔۔ تم بھی اپنے ساتھیوں کو ...
یہاں سے نکلنے کی کرو ۔۔۔ اور سُنو ! ۔۔۔ انہیں بتا دینا کہ وہ ریڈ ...
کے سامنے کے رُخ رہیں ۔۔۔ ضرورت پڑی تو میں انہیں کال کر لوں ...
عمران نے جلدی سے بلیک زیرو سے کہا جو مسلسل فائرنگ میں مصروف ...
چونکہ یہ جگہ ایسی تھی کہ تینوں اطراف سے محفوظ تھی اس لئے وہ صرف ...
فائرنگ کر رہا تھا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران تیزی سے ڈرم کی اوٹ سے نکلا اور انتہائی تیز رفتاری سے ...
دوسرے ڈرم تک پہنچ گیا۔ چند لمحے وہاں رکنے کے بعد وہ دوڑتا ...
عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر عمارت کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتا ...
جب وہ اس کوٹھی تک پہنچا جس کے گیٹ پر کرایہ کے لئے خالی ...
بورڈ لٹکا ہوا تھا تو اس نے دیکھا کہ پھاٹک بدستور بند تھا۔ وہ تیزی ...
آگے بڑھا تو اسی لمحے پھاٹک کھل گیا۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ ابوعبدل کی کال آئی ہے۔ اس نے ...
ٹائیگر نے عمران کے اندر داخل ہوتے ہی کہنا شروع کر دیا۔

"میں نے سُن لی ہے۔ میرے پاس ٹرانسمیٹر رسیور ہے ۔۔۔ جلدی ک...
ہمیں خود بھی اس ہیلی کاپٹر کا تعاقب کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے ٹیکسی ...

... دوڑتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے جلدی سے پھاٹک پورا کھول دیا۔ اسی
... عمران نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر ٹیکسی کو پھاٹک کی طرف بڑھایا اور
... سے گذرتے ہوئے ٹائیگر دروازہ کھول کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔
عمران نے سر پر موجود جی۔ پی فائیو کی مخصوص کیپ کا سامنے کا رُخ الٹا
... پیچھے کر دیا تھا اس طرح وہ ٹوپی تقریباً ٹیکسی ڈرائیوروں جیسی بن گئی تھی
... ن نے ٹیکسی کو دائیں طرف موڑا اور پھر آگے جانے کی بجائے وہ سائیڈ
... میں اُسے موڑ کر تیزی سے دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی
... ونی کی درمیانی سڑک پر پہنچ گئی۔

"تم ہیلی کاپٹر کو چیک کرو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔
عمران تیزی سے ٹیکسی دوڑاتا ہوا کالونی کی سڑکوں سے گذر کر ہائی وے
... پہنچ گیا اور پھر ہائی وے سے ہوتا ہوا وہ ایک لمبا چکر کاٹ کر دوبارہ
... ب اندرون شہر جانے والی سڑک کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر کے
ہاتھ میں پکڑے ہوئے اسی خصوصی ٹرانسمیٹر پر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی
دینے لگیں۔ عمران نے تیزی سے ٹیکسی ایک سائیڈ پر موڑ کر روک دی اور
... ر ٹائیگر کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لے لیا۔ ساتھ ہی اس نے اپنی جیب میں
ہاتھ ڈال کر ٹرانسمیٹر رسیور سے نکلنے والی ہلکی سی ٹوں ٹوں کی ہلکی سی آوازیں
بٹن دبا کر بند کر دیں جب کہ ٹائیگر اب کھڑکی سے سر باہر نکال کر اوپر آسمان
کا جائزہ لے رہا تھا۔

"ہیلو۔ ہیلو ۔۔۔ اے۔ اے کالنگ۔ اوور" ۔۔۔ ٹرانسمیٹر پر ابوعبدل
کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ اے آئی اٹنڈنگ ۔۔۔ ہیلی کاپٹر کی کیا رپورٹ ہے۔ اوور"

عمران نے بدلی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"لے۔آئی ا ——— بڑا کنفیوژن پیدا ہوگیا ہے ——— ہیلی کاپٹر چیف گیسٹ ہاؤس کی طرف چلا گیا ہے ——— سُرخ کپڑوں والی دکان کی طرف نہیں گیا۔ اوور" ——— ابو عبدل کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب! ——— کیا پروگرام تبدیل کر دیا گیا ہے۔ اوور" ——— عمران کے لہجے میں بھی بے پناہ پریشانی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہے ——— ہیلی کاپٹر چیف گیسٹ ہاؤس کی طرف گیا ہے جب کہ اُسے ریڈ کی طرف جانا چاہیئے تھا۔ اوور" ابو عبدل نے جواب دیا۔

"ہوسکتا ہے وہ وہاں سے پھر کار پر واپس لوٹیں۔ اوور" ——— عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہوا ——— تب بھی ہم انہیں ٹریس نہیں کرسکیں گے ——— کیونکہ وہ لازماً سٹیٹ کار میں اب نہیں آئیں گے ——— کسی عام کار میں آئیں گے اور وہ پہچانی نہ جاسکے گی ——— اور اب وقت نہیں رہا کہ میں اپنے آدمی چیف گیسٹ ہاؤس پر نگرانی کے لئے لگاؤں۔ اوور" ——— ابو عبدل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ——— عمران نے پوچھا۔

"میں لے۔ایچ کے ساتھ ایک بارہ منزلہ کمرشل بلڈنگ کی چھت پر ہوں ——— یہاں سے میں نے ہیلی کاپٹر کو چیف گیسٹ ہاؤس کی طرف جاتے خود دیکھا ہے ——— اور یہ دونوں گیسٹ میرے سامنے اے۔ ایچ کی چھت پر اس ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے ہیں۔ اوور" ——— ابو عبدل

نے جواب دیا۔

"اوہ کے! ——— اب مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا ——— اوور اینڈ آل"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اُسے ٹائیگر کے ہاتھ میں تھمایا اور ٹیکسی کار کو تیزی سے اس طرف موڑ کر بھگا لے گیا جدھر سے تل ابیب کی طرف سڑک جاتی تھی۔ ریڈ اسکوائر پرانے تل ابیب والے علاقے میں ہی واقع تھی۔

"اب ہم انہیں کیسے ٹریس کریں گے ——— نجانے وہ کہاں سے ریڈ اسکوائر میں داخل ہوں" ——— ٹائیگر نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ابھی ایک امکان میرے ذہن میں ہے ——— پریذیڈنٹ ہاؤس سے ایک سڑک سیدھی ریڈ اسکوائر کی طرف جاتی ہے۔ ہمیں وہاں چیکنگ کرنا ہوگی" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹیکسی کو ایک اور سڑک پر موڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمارتوں کا گنجان سلسلہ شروع ہوگیا اور پھر عمران نے ٹیکسی ایک گری ہوئی عمارت کے کمپاؤنڈ میں موڑی اور اُسے ایک شکستہ دیوار کے پیچھے روک دیا۔

"تم ٹیکسی میں بیٹھو ——— میں باہر جا کر مورچہ لگاتا ہوں ——— مجھے یقین ہے کہ پریذیڈنٹ اور وزیر اعظم جس کار میں بھی ہوں گے وہ یہیں سے گذریں گے" ——— عمران نے ٹیکسی سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور پھر مشین گن وہیں ٹیکسی میں ہی پھینک کر وہ ٹوپی کو سیدھا کرتے ہوئے تیزی سے سڑک کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایسی جگہ تلاش کرنے میں کامیاب ہوگیا جہاں سے وہ اطمینان سے کھڑا ہو کر سڑک پر سے گذرنے والی گاڑیوں کو نہ صرف چیک

کرسکتا تھا بلکہ انہیں انتہائی قریب سے بھی دیکھ سکتا تھا۔

عمران نے ہاتھ پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالی تو ساڑھے دس بج رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ ریڈ ٹارگٹ کی تکمیل میں صرف آدھا گھنٹہ باقی رہ گیا تھا۔ اور اس نے جو کچھ کرنا ہے اسی آدھ گھنٹے میں ہی کرنا ہے۔ اس کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔

سڑک پر کاریں آجا رہی تھیں اور عمران کاروں کے اندر بیٹھے ہوئے افراد کو انتہائی غور سے دیکھ رہا تھا۔ اُسے سب سے زیادہ غور سے ان کاروں کو دیکھنا پڑتا تھا جن کے شیشے کلرڈ تھے ان شیشوں کے اندر جھانکنے کے لئے انتہائی توجہ چاہیئے تھی اور پوری توجہ کے باوجود اندر موجود افراد کے صرف سائے ہی نظر آتے تھے۔

اب تک کلرڈ شیشوں والی دو تین کاریں ہی اس کے سامنے سے گذری تھیں۔ لیکن ان کاروں میں بھی اب تک اُسے کوئی مشکوک کار نظر نہ آئی تھی۔

عمران بڑی بے چینی سے ریڈ اسکوائر کی طرف جاتی ہوئی کاروں کو دیکھ رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گذرتا جا رہا تھا عمران کی بے چینی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

اور پھر جب گیارہ بجنے میں سے صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے تو عمران کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔

"اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں رہ گئی کہ ریڈ اسکوائر پر براہ راست حملہ کر دیا جائے ——— جو ہوگا دیکھا جائے گا" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس اوٹ سے نکل کر اس نے بجلی کی

زی سے سڑک کراس کی اور اس شکستہ عمارت کی طرف بھاگنے لگا
ٹائیگر اور ٹیکسی موجود تھی۔ لیکن اُسے ابھی سے اپنی شکست واضح
دکھائی دینے لگی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ چند بموں اور مشین گنوں
ک سے ریڈ اسکوائر کے ہال کو کسی صورت بھی نہیں توڑا جا سکتا تھا۔
ہ وہاں کرنل ھارڈ اور کرنل جاگرا اور ان دونوں کے انتہائی تربیت
یجنٹ بھی موجود تھے۔
دھر وقت تیزی سے ختم ہوتا جا رہا تھا۔

ڈاکٹر لارنس بڑی بے چینی کے عالم میں ہال کے فرش پر ٹہل رہا تھا وہ بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتا اور پھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔ اس کا ایک اسسٹنٹ تو مشین کی سائیڈ میں کھڑا تھا جب کہ دوسرا اسسٹنٹ کمرے کے اس کونے میں تھا جہاں ایک جدید مگر ہیوی جنریٹر چل رہا تھا۔ ڈاکٹر لارنس چونکہ عین وقت پر کسی قسم کا کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا اس لئے اس نے مشین کے ساتھ خصوصی جنریٹر لگوایا ہوا تھا۔ مشین کو بجلی اسی جنریٹر سے مل رہی تھی جب کہ باقی ہال کمرے میں موجود دیگر برقی آلات عام بجلی سے کام کر رہے تھے۔

"ابھی تک صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب نہیں پہنچے جیوش!۔۔۔ اب تو گیارہ بجنے میں صرف پندرہ منٹ باقی رہ گئے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے مشین کے ساتھ کھڑے اپنے اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"انہیں آ تو جانا چاہیئے تھا۔۔۔ نجانے اب تک کیوں نہیں آئے

آپ فون پر پتہ کر لیں"۔۔۔ جیوش نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں!۔۔۔ اب واقعی فون پر معلوم کرنا پڑے گا۔۔۔ ویسے وہ آئیں نہ آئیں، مشن تو بہرحال مکمل ہونا ہی ہے"۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دیوار میں لگے ہوئے سٹینڈ پر رکھے فون کی طرف بڑھ گیا۔ فون کے قریب پہنچ کر وہ رسیور اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔ ڈاکٹر لارنس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ ڈاکٹر لارنس اٹنڈنگ"۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر لارنس!۔۔۔ میں پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"۔۔۔ دوسری طرف سے صدر مملکت کی آواز سنائی دی۔

"سر۔۔۔ آپ ابھی تک نہیں پہنچے۔۔۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا۔۔۔ گیارہ بجنے میں اب بہت تھوڑا وقت رہ گیا ہے"۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے صدر کی آواز سنتے ہی تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں!۔۔۔ اسی لئے میں نے فون کیا ہے۔۔۔ خفیہ راستے کا سسٹم اچانک خراب ہو گیا ہے اور اس کے ٹھیک ہونے کے لئے کافی وقت چاہئے۔۔۔ میں البرٹ ہال میں تھا کہ وہاں مجھے اطلاع ملی تو میں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ یہاں پریذیڈنٹ ہاؤس میں آ گیا۔۔۔ آپ کی مشین تو ٹھیک ورک کر رہی ہے نا۔۔۔ کوئی خطرے والی بات تو نہیں"۔۔۔ صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں سر۔۔۔ خطرہ کیسا۔۔۔ وہ بالکل اوکے ہے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے منتظر ہے۔۔۔ آپ دروازہ کھلوا کر آ جائیے"۔۔۔ ڈاکٹر لارنس نے کہا۔

"نہیں — اب اتنا وقت نہیں رہا۔ اسے بھی وقت چاہیے — آپ ایسا کریں کہ ٹھیک وقت پر مشن مکمل کر دیں — ہم آپ کی طرف سے وکٹری کی خبر کا شدت سے انتظار کریں گے" — صدر مملکت نے کہا۔

"بہتر جناب! — میں ٹھیک گیارہ بجے ریڈ ٹارگٹ کو ہٹ کر دوں گا اور پھر فون پر آپ کو کامیابی کی خبر سناؤں گا — او کے۔ گڈ بائی" ڈاکٹر لارنس نے کہا اور پھر دوسری طرف سے جواب سنے بغیر اس نے رسیور رکھا اور تیزی سے واپس مشین کی طرف بڑھ گیا۔

مشین پر لاتعداد چھوٹے بڑے رنگ دار بلب جل بجھ رہے تھے۔ پوری مشین پر پھیلے ہوئے چھوٹے بڑے ڈائلوں میں سوئیاں حرکت کر رہی تھیں درمیان میں موجود ایک سکرین روشن تھی اور اس پر ایک خلائی سیارہ حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ مواصلاتی خلائی سیارہ تھا اور سکرین پر اتنا بڑا نظر آ رہا تھا کہ اس کے اوپر لکھے ہوئے مخصوص نمبر بھی اسے واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ یہ نمبر ظاہر ہے زمین سے تو نظر نہ آتے تھے ان کے لکھنے کا مقصد اتنا تھا کہ خلائی لیبارٹریوں کو ان کی ماہیت اور اس کی شناخت ہوتی رہے۔

ڈاکٹر لارنس چند لمحے غور سے مشین کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا۔ گیارہ بجنے میں اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"جیوش! — ٹھیک دس منٹ بعد میں دنیا کا عظیم ترین سائنسدان بن جاؤں گا — آج میری زندگی کا سب سے اہم دن ہے — میں نے سالوں اس روز کے لئے دن رات محنت کی ہے انتہائی اور شدید محنت

اور آج مجھے اس محنت کا پھل مل رہا ہے — آج میرا نام سائنس کی تاریخ میں ہمیشہ سنہرے حرفوں میں چمکتا رہے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے" — ڈاکٹر لارنس بے حد جذباتی ہو رہا تھا۔ اس کا چہرہ اس قدر سرخ ہو گیا تھا کہ یوں لگتا تھا جیسے پورے جسم کا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آ گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں اتنی چمک تھی کہ جیسے ان کے پیچھے سرچ لائٹ جل رہی ہو۔

"بالکل سر — آج کا دن اسرائیل کے لئے بھی انتہائی اہم ہے — پاکیشیا کے اہم ترین ریسرچ سنٹر کی تباہی برسوں سے اسرائیل کے لئے خواب بنی ہوئی تھی — اور آج یہ خواب حقیقت میں بدل رہا ہے" — جیوش نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! — ہم یہودیوں کے لئے واقعی یہ اہم ترین دن ہے — آج میری وجہ سے مسلمانوں کو ایسی بدترین تباہی کا سامنا کرنا پڑے گا کہ ان کی نسلیں بھی ہمیشہ روتی رہیں گی — اور اس مشن کی کامیابی کے بعد میں صدر مملکت سے بات کر کے مسلمانوں کے مقدس ترین مقامات کی تباہی کے لئے کام شروع کر دوں گا" — ڈاکٹر لارنس نے بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر — اگر ایسا ہو جائے تو یقیناً مسلمان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائیں گے — اگر ایسا ہو جائے تو اسرائیل دنیا میں ناقابل تسخیر ہو جائے گا" — جیوش نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"ایسا ہی ہو گا — تم دیکھنا کہ ڈاکٹر لارنس ان مسلمانوں کے لئے موت ثابت ہو گا" — ڈاکٹر لارنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گھڑی دیکھی۔ اب صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"سر — آٹومیٹک سسٹم آن نہ کر دیا جائے" ——— جیوش نے بھی اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں! — میں اپنی انگلی سے بٹن دبا کر مشن کی تکمیل کا لطف لینا چاہتا ہوں — تم فکر نہ کرو — میری انگلی بالکل صحیح وقت پر بٹن دبائے گی — جیوش! — تم نہیں جانتے کہ اپنی انگلی سے مشن کی تکمیل میں جو لطف ہے وہ آٹومیٹک سسٹم میں نہیں ہے — اس لئے میں اپنی انگلی سے اس مشن کی تکمیل کے لئے بٹن دبا کر پورا پورا لطف اٹھانا چاہتا ہوں" ——— ڈاکٹر لارنس نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور جیوش سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

"کیری —" اچانک ڈاکٹر لارنس نے اپنے دوسرے اسسٹنٹ جو ہیوی جنریٹر کے قریب کھڑا تھا، مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ——— اس نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا — ایسا نہ ہو کہ عین آخری لمحے میں جنریٹر فیل ہو جائے — اور میری تمام زندگی کی محنت اور حسرت خاک میں مل جائے" ——— ڈاکٹر لارنس نے ہونٹ چباتے ہوئے اپنے دوسرے اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بے فکر رہیں سر — ایسا نہیں ہوگا — جنریٹر بالکل صحیح کام کر رہا ہے" ——— کیری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر لارنس دوبارہ مشین کی طرف متوجہ ہو گیا۔ جیسے جیسے وقت گذرتا جا رہا تھا اس کے خون کی رفتار بھی تیز ہوتی جا رہی تھی اور اب تو خون نے اس کی کنپٹیوں میں دھمک کرنے شروع کر دیئے تھے۔ اس کی نظریں مشین پر جمی ہوئی تھیں اب اس

کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی ہاتھ کو گھما کر بالکل آنکھوں کے سامنے کر لی تھی
صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اور ڈاکٹر لارنس نے ہاتھ بڑھا کر مشین
درمیان موجود سرخ رنگ کے ایک بٹن پر اپنی انگلی رکھ دی سیکنڈوں
سوئی مسلسل گھوم رہی تھی اور ڈاکٹر لارنس اب دنیا و مافیہا سے بے نیاز
گھڑی کی حرکت کرتی ہوئی سوئی کو دیکھ رہا تھا۔ اب اس سوئی کے
دو چکر باقی رہ گئے تھے۔ اور اس کے بعد ریڈ ٹارگٹ ہٹ ہو جاتا
ڈاکٹر لارنس نے ہونٹ بھینچ لئے۔ سیکنڈ کی سوئی مسلسل حرکت میں
مسلسل حرکت میں — اس کا سفر اسرائیل کی فتح اور پاکیشیا کی شکست
جاری تھا۔

عمران ہونٹ بھینچے انتہائی رفتار سے ٹیکسی چلاتا ہوا ریڈ اسکوائر کی
طرف بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے کہ ٹائیگر کو اس کا
چہرے پر نظر ڈالنے کی ہمت تک نہ ہو رہی تھی۔
چند لمحوں بعد ٹیکسی ریڈ اسکوائر کے قریب پہنچ گئی۔ اس سے آگے بڑا
بلاک نظر آ رہی تھی اور اس پر بورڈ لگا ہوا تھا کہ سڑک برائے خصوصی ...
بند ہے۔ عمران نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر درخت کے نیچے روک دی۔
"آؤ ٹائیگر! ــــ اب جان دینے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے"
عمران نے سر سے ٹوپی اتار کر پچھلی سیٹ پر پھینکتے ہوئے غرا کر کہا۔ ... اثبات میں سر ہلاتا ہوا نیچے اترا۔ عمران مشین گن سنبھالے ریڈ اسکوائر کی
عمارت کو بغور دیکھ رہا تھا۔ یہ خاصی وسیع عمارت تھی جس کے گرد دیوار ...
نہ تھا۔ چھت پر دو مسلح آدمی کھڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ عمران نے گھڑی دیکھی
تو گیارہ بجنے میں صرف بارہ منٹ باقی رہ گئے تھے۔ عمران کے ہونٹ

پہنچ گئے۔
اسی لمحے عمران کی نظریں ریڈ اسکوائر کے عقب میں ایک ملحقہ عمارت
...گئیں۔ یہ عمارت تین منزلہ تھی اور اپنی بناوٹ کے اعتبار سے رہائشی
...س پر مشتمل نظر آ رہی تھی۔ ریڈ اسکوائر کی طرف اس کی پشت تھی اور
...طرح بالکونیوں میں سوکھنے کے لئے الگنی پر کپڑے لٹکے نظر آ رہے تھے۔
"آؤ ٹائیگر" ــــ عمران نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا وہ اس عمارت
...نٹ کی طرف بڑھ گیا۔
عمارت واقعی رہائشی فلیٹس پر مبنی تھی اور عمران کے نقطۂ نظر سے اس
...سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ دو لفٹیں موجود تھیں۔ عمران تیزی سے
...لفٹ کی طرف بڑھا۔ لفٹ میں سوار ہونے کے لئے ایک موٹا آدمی
...لے بڑھنے ہی لگا تھا کہ ٹائیگر نے اُسے ایک طرف دھکیلا اور پھر عمران
...پیچھے اچھل کر لفٹ میں سوار ہو گیا۔ عمران نے لفٹ کا دروازہ بند کیا اور
...ری منزل کا بٹن دبا دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر چڑھتی گئی۔
دوسری منزل پر پہنچتے ہی عمران لفٹ سے اترا اور بے تحاشا انداز
... دوڑتا ہوا فلیٹ نمبر ۲۴ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے پوری قوت
...لات ماری تو فلیٹ کا بند دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا۔ دوسرے
...اندر سے عورت کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ وہ سامنے ہی کرسی پر
...کوئی رسالہ پڑھ رہی تھی۔ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت
...یا اور عورت چیختی ہوئی کرسی سمیت سائیڈ پر اُلٹ گئی۔ اس کی کنپٹی
...ان کا بھرپور ہاتھ پڑا تھا۔ عمران اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر دوڑتا
...پچھلے کمرے میں پہنچ گیا جس کے پیچھے بالکونی تھی اور یہ بالکونی ریڈ اسکوائر

کی چھت کے عین درمیان میں اور اس سے قدرے اونچی تھی۔ ریڈ اسکوائر اور اس بالکونی کے درمیان چھ فٹ کا خلا تھا۔

عمران بالکونی میں پہنچتے ہی انتہائی تیز رفتاری سے بالکونی کی منڈیر پر چڑھا اور دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ریڈ اسکوائر کی چھت پر پہنچ گیا۔ ریڈ اسکوائر کی چھت پر جیسے ہی اس کے قدم لگے وہ کچھ دور تک دوڑتا گیا اور پھر رک گیا۔

اسی لمحے ٹائیگر نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ اور وہ بھی ریڈ اسکوائر کی چھت پر پہنچ گیا۔

"کون ہو تم ——— کون ہو تم" ——— چھت پر موجود ریڈ ایرو کے ایجنٹ بوکھلائے ہوئے انداز میں ان دونوں کی طرف بڑھے۔

"جی۔ پی فائیو ——— اندر ڈاکٹر لارنس بیہوش ہو گئے ہیں ——— ان کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اس دوران اس نے مشین گن کو نال سے پکڑ لیا تھا۔ وہ دونوں آدمی اب عمران کے قریب آ گئے تھے۔ چونکہ عمران اور ٹائیگر کے جسموں پر جی۔ پی فائیو کی مخصوص وردی تھی اس لئے ان ایجنٹوں نے ان پر فوری فائر نہ کھولا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو ——— ؟" ان دونوں ایجنٹوں نے چونک کر کہا۔ اور تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور پھر کھٹاک کی آواز کے ساتھ ایک ایجنٹ کی کھوپڑی پر پوری قوت سے مشین گن کا دستہ پڑا۔ اور وہ چیخے بغیر اچھل کر چھت پر گر گیا۔ دوسرے ایجنٹ نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کرنی ہی چاہی تھی کہ ٹائیگر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔

"آواز نہ نکلے" ——— عمران نے آہستہ سے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ ...ی ٹائیگر کے جسم سے ایک لمحے کے لئے ٹکرایا اور پھر اس کی گردن ٹوٹ ...اس کا سر ایک سائیڈ پر لٹک چکا تھا۔ ٹائیگر نے واقعی حیرت انگیز ...رت دکھائی تھی۔

عمران آواز سنتے ہی سمجھ گیا تھا کہ ٹائیگر نے روپ ہائیڈنگ کا مخصوص ...لگا دیا ہے۔ اس لئے اب اس آدمی کا زندہ بچ جانا ناممکن تھا۔ عمران ...ی سے اس طرف دوڑا جہاں چھت کے ایک حصے پر سرخ رنگ کی ...ی ایک بڑے دائرے میں بچھی ہوئی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہی جگہ توڑ کر ...ٹر لارنس اور اس کی مشین کو نیچے اتارا گیا ہوگا۔ اس نے اندازے سے ...ی کو مرکز سمجھ کر ادھر ادھر نگاہ دوڑائی اور پھر ایک جگہ پر اس کی نظریں ...ے گئیں۔ یہاں سیمنٹ کا پلاستر نظر آ رہا تھا جو باقی حصے سے علیحدہ تھا۔ ...مران اس پلاستر کی پوزیشن دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہاں ہوا کے لئے پہلے ...دان بنا ہوا تھا جسے بند کر دیا گیا ہے۔ عمران تیزی سے اس طرف بڑھا ...نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور جنونیوں کے سے انداز میں ...پلاستر کے کنارے کو اکھاڑنے میں مصروف ہو گیا۔ ٹائیگر نے بھی اس ...پیروی کی۔ وہ دوسری طرف سے شروع ہو گیا۔

"احتیاط سے ——— اس کے اندر حفاظتی نظام کی تاریں موجود ہوں گی"۔ ...ن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر واقعی چند لمحوں کی محنت کے بعد ...پلاستر کی ایک سائیڈ کھرچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اب سرخ اور نیلے ...ے کی دو تاریں وہاں سے گذرتی صاف دکھائی دے رہی تھیں عمران ...بلدی سے پاس پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اس کو نال سے پکڑ کر

اس کا دستہ پوری قوت سے ان تاروں پر مارنا شروع کر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر لوہے کی کوئی چیز ان تاروں سے ٹکرائی تو نہ صرف سائرن بج اٹھیں گے بلکہ انتہائی طاقت ور کرنٹ اُسے بھی ہلاک کر دے گا جب کہ لکڑی چونکہ غیر موصل تھی اس لئے لکڑی کی وجہ سے ان پر رد عمل ممکن نہ تھا۔ مسلسل اور پوری قوت سے دستہ لگنے کی وجہ سے وہ تاریں پہلے تو پچکیں اور پھر ٹوٹ گئیں۔ اور عمران نے مشین گن کے دستے سے ہی انہیں ایک طرف خاصے فاصلے پر ہٹایا اور پھر خنجر سے اس نے اس جگہ کو کھودنا شروع کر دیا۔

تھوڑی سی سیمنٹ ہٹنے کے بعد نیچے سے لوہے کے سریے سے نظر آنے لگے۔ عمران نے خنجر سے ان سریوں کی سائیڈوں کو کھودنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ واقعی برق رفتاری سے کام کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہی سریوں سے چمٹی ہوئی بجری ہٹ گئی عمران نے خنجر ایک طرف پھینکا اور اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے دونوں ٹانگیں اس پلاستر کی سائیڈوں پر پھیلائیں اور پھر جھک کر دونوں ہاتھوں سے ایک سریے کو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پوری قوت سے سریے کو اوپر کھینچنا شروع کر دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ اس طرح یہ سریہ کیسے ٹوٹے گا" ۔۔۔ ٹائیگر نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"اس کا کونا قریب ہے" ۔۔۔ عمران نے زور لگاتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ ہو گیا تھا اور پھر چند لمحوں بعد واقعی ایک جھٹکے سے سریہ دائیں طرف سے کھنچ کر اوپر کو اُٹھ آیا۔ عمران کا جسم پسینے

میں ڈوب گیا تھا۔ لیکن اس نے حیرت انگیز طور پر سریہ کھینچ کر ایک سائیڈ پر کر دیا تھا۔ اب دوسرے سریوں کے درمیان اتنا خلا پیدا ہو گیا تھا کہ اس میں سے عمران کا ہاتھ اندر جا سکتا تھا۔

عمران نے جلدی سے ایک بار پھر خنجر اٹھایا اور خالی جگہ کو تیزی سے پھاڑنا شروع کر دیا۔ اب وہاں خالی بجری اور سیمنٹ کا پلاستر تھا۔ عمران کا ہاتھ انتہائی رفتار سے چل رہے تھے وہ اس وقت دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ جب کہ ٹائیگر ہاتھ میں مشین گن پکڑے چیتے کی مستعدی سے اِدھر اُدھر کا جائزہ لے رہا تھا۔ عورت چونکہ بیہوش ہو چکی تھی اس لئے اس کی طرف سے کوئی خطرہ نہ تھا۔ ان دونوں ایجنٹوں کی لاشیں اِدھر اُدھر بکھری پڑی تھیں اور چونکہ وہ دونوں تقریباً چھت کے درمیان میں تھے اس لئے سائیڈوں سے بھی انہیں دیکھا نہ جا سکتا تھا۔

عمران جنونیوں کے سے انداز میں پلاستر کو خنجر سے کھودے چلا جا رہا تھا۔ اس کے خنجر کی تیز نوک سے بجری اور سیمنٹ اُڑ اُڑ کر باہر کو گر رہا تھا۔ پھر اچانک اس کا خنجر تیزی سے نیچے ہوتا چلا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ اس کا خنجر چھت کراس کر چکا ہے اور اب نیچے خلا میں جا رہا ہے۔ اب انتہائی احتیاط کی ضرورت تھی اس نے آہستہ سے خنجر کو اِدھر اُدھر گھمانا شروع کر دیا۔ اور پھر اس نے ہاتھ کو قدرے ٹیڑھا کر کے خنجر کو اوپر کی طرف جھٹکا دیا تو کافی ساری ریت، بجری اور سیمنٹ اچھل کر باہر آ گرا۔ اب چھت میں ایک گول سا سوراخ ہو چکا تھا۔

عمران نے دانستہ اس دوران گھڑی نہ دیکھی تھی۔ اب سوراخ ہونے کے بعد جب اس کی نظر گھڑی پر پڑی تو اس کا سانس رک گیا۔ کیونکہ گیارہ

بجنے میں صرف ایک منٹ باقی رہ گیا تھا۔ اور سیکنڈ کی سوئی یہ فاصلہ بھی تیزی سے طے کرتی جا رہی تھی۔

عمران نے جلدی سے جھک کر اس سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ اب اسے نیچے کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ دیو ہیکل مشین، اس کی سائیڈ پر کھڑا ایک آدمی اور اس مشین کے بالکل سامنے سفید کوٹ پہنے ڈاکٹر لارنس کھڑا تھا۔ اس کے سر کے بال برف کی طرح سفید تھے اور انہی بالوں کی وجہ سے اس نے ڈاکٹر لارنس کی شناخت کی تھی۔

ڈاکٹر لارنس نے انگلی مشین پر نصب ایک سرخ رنگ کے بٹن پر رکھی ہوئی تھی اور نظریں کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر اس طرح لگی ہوئی تھیں جیسے وہ مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس نے مشین گن کی نال اس سوراخ میں تھوڑی سی داخل کی اور پھر اسے [illegible] ٹیڑھا کر دیا۔ سوراخ اتنا چھوٹا تھا کہ مشین گن کی نال بمشکل اس میں [illegible] آئی تھی۔ اس لئے عمران اب اندر دیکھ نہ سکتا تھا لیکن اس کے ذہن [illegible] پوری تصویر موجود تھی۔ اور اب سیکنڈوں والی سوئی منٹ کا آدھے [illegible] زیادہ فاصلہ طے کر چکی تھی۔

عمران نے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے اس کی آنکھوں سے شعلے [illegible] تھے اس نے مشین گن کو اور ذرا سا ٹیڑھا کیا اور دوسرے لمحے اس [illegible] دبا دیا۔ مشین گن کی ترتراہٹ کے شروع ہو گئے۔ عمران مسلسل فائر [illegible] جا رہا تھا اور پھر اسے نیچے سے چیخ کے دھماکے کی آواز سنائی دی۔ [illegible] دیر کے بعد پہلی بار اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔ اس [illegible] نے مشین گن واپس کھینچی اور پھر جھک کر اس سوراخ سے آنکھ لگا دی۔ [illegible]

[illegible] پرزے اڑ چکے تھے۔

ڈاکٹر لارنس اور اس کا ساتھی مردہ چھپکلیوں کی طرح فرش پر پڑے ہوئے [illegible] ان کے جسم مشین گن کی گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔

اسی لمحے عمران کو اندر سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی تو اس کا [illegible]ری سے دائیں طرف گھوما اور پھر اس کی نظریں ایک دیوار میں نصب [illegible] پڑے ٹیلیفون سیٹ پر پڑی جس کے ساتھ ایک سفید کوٹ پہنے [illegible] رسیور ہاتھ میں پکڑے بری طرح چیخ رہا تھا۔

عمران ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس نے ٹائیگر کو اپنے پیچھے آنے کا [illegible] کیا۔ دوسرے لمحے وہ دونوں آگے پیچھے دوڑتے ہوئے اس بالکونی کی [illegible] بڑھ گئے۔

اپنے جسم کو اوپر اچھال لو گے —— بالکونی اونچی ہے —— عمران [illegible] ڈکر لشاپش [illegible] پیچھے [illegible] ٹائیگر سے کہا۔

یس سر —— ٹائیگر نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے پیچھے ہٹتا گیا۔ دوسرے [illegible] پیچھے ہاتھی جمپ لگانے والے دوڑتے ہیں اس طرح وہ انتہائی تیز [illegible]ی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور اس کا جسم فضا میں قلا بازی کی صورت [illegible] اٹھتا ہوا اوپر کو اٹھتا گیا۔ [illegible] وہ قلا بازی کھا کر بالکونی کے [illegible] ایک لمحے کے لئے کھڑا ہوا اور پھر دوڑتا ہوا اندرونی کمرے میں غائب [illegible]یا۔ عمران کے لبوں پر [illegible] مسکراہٹ ابھری [illegible] کے [illegible] دوڑنے کے [illegible] طرف دو قدم دوڑ کر اپنے جسم کو اسی طرح اچھالا [illegible] پول والٹ کے کھلاڑی بانس کی مدد سے اپنے جسم کو انتہائی بلندی [illegible]رف اچھالتے ہیں اور ان کا جسم واقعی بغیر بانس کے اسی طرح اوپر [illegible]

بجنے میں لیا۔ جیسے کسی نے اُسے توپ میں رکھ کر توپ داغ دی ہو۔ پلک جھپکنے
تک وہ بھی قلابازی کھا کر بالکونی میں ایک لمحے کے لئے رُکا اور پھر اندرونی
کمرے تک دوڑتا چلا گیا۔ جہاں ٹائیگر ایک سائیڈ پر کھڑا تھا۔ اور ابھی عمران کے
قدم رُکے ہی تھے کہ یکلخت تیز سائرن ریڈ اسکوائر کی طرف سے بجنے کی
آواز سنائی دی۔

"یہیں لباس بدل لیتے ہیں ـــــ ضرور اس عورت کے شوہر کے
کپڑے ہوں گے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک الماری
کی طرف دوڑتا گیا جو اپنی ساخت کے لحاظ سے وارڈروب لگتی تھی۔

صدرِ مملکت انتہائی بے چینی کے عالم میں پریذیڈنٹ ہاؤس کے
ایک کمرے میں ٹہل رہے تھے۔ ان کی نظریں اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی
پر جمی ہوئی تھیں۔ گیارہ بجنے میں اب صرف ایک منٹ باقی رہ گیا تھا۔

"بس ایک منٹ بعد اسرائیل کا یہ عظیم ترین مشن مکمل ہو جائے گا" ـــــ
صدرِ مملکت نے اضطراب انگیز لہجے میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے وزیرِ اعظم
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ـــــ اب تو اس مشن کو مکمل ہونا ہی ہے ـــــ اب تو دنیا کی
کوئی طاقت اسے نہیں روک سکتی" ـــــ وزیرِ اعظم نے سر ہلاتے ہوئے
جواب دیا ان کے چہرے پر بھی کامیابی کی جگمگاہٹ تھی۔

"پچاس سیکنڈ ـــــ پنتالیس سیکنڈ ـــــ چالیس سیکنڈ" ـــــ
صدرِ مملکت نے اب باقاعدہ بلند آواز میں گنتی شروع کر دی۔

"تیس سیکنڈ ـــــ پچیس سیکنڈ ـــــ بیس سیکنڈ ـــــ اوہ! اب صرف

"پندرہ سیکنڈ رہ گئے ہیں ——— وکٹری ٹو اسرائیل ——— عظیم فتح" ——— صدر مملکت نے اپنے عہدے کے برخلاف بچوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"دس سیکنڈ —— پانچ سیکنڈ ——— اور گیارہ بج گئے ——— عظیم فتح۔ عظیم اسرائیل زندہ باد" ——— صدر مملکت نے نہ صرف باقاعدہ تالی بجانی شروع کر دی بلکہ وہ واقعی رقص کرنے لگے۔

"اسرائیل زندہ باد" ——— وزیراعظم بھی گیارہ بجتے ہی کرسی سے اُٹھ کر چیخنے لگے۔

"آہ! ——— آج بڑی مدت کے بعد میری یہ حسرت پوری ہوئی ہے کہ میں پاکیشیا کا اہم ترین ایٹمی ریسرچ سنٹر تباہ کر دوں ——— اس ایٹمی ریسرچ سنٹر نے ہماری رات کی نیندیں اور دن کا سکون تباہ کر دیا تھا ——— ہمیں معلوم تھا کہ پاکیشیا کے ایٹمی ریسرچ کا مطلب پورے عالم اسلام کی سربلندی اور پوری دنیا کے یہودیوں کی موت ہے ——— لیکن آج ———" صدر مملکت نے انتہائی پرجوش انداز میں کہنا شروع کر دیا جیسے وہ کسی بہت بڑے مجمع سے خطاب کر رہے ہوں۔ ابھی وہ لفظ لیکن تک ہی پہنچے تھے کہ میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون گھنگھنا اٹھا۔

"آہا! ——— ڈاکٹر لارنس کی طرف سے فتح کی کال آ گئی ——— میں ڈاکٹر لارنس کو اسرائیل کا سب سے بڑا اعزاز دوں گا" ——— صدر مملکت نے کہا اور پھر تیزی سے ٹیلیفون کی طرف لپکے۔

"ڈاکٹر لارنس! ——— فتح مبارک ہو" ——— صدر مملکت نے رسیور اٹھاتے ہی بچوں کے سے انداز میں چیخ کر کہا۔

"سر ——— ڈاکٹر لارنس اور ان کے اسسٹنٹ جوش کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے ——— میں کیری ہوں ان کا اسسٹنٹ ——— جناب! مشین بھی تباہ ہو گئی ہے ——— صرف دس سیکنڈ پہلے جناب! ——— سب کچھ تباہ ہو گیا ہے" دوسری طرف سے ہذیانی انداز میں چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور صدر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ ان کے کانوں میں انڈیل دیا ہو۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو ——— کیا تم پاگل ہو ——— اُلو کے پٹھے ——— حرامزادے پاگل ہو تم ——— کیا بکواس کر رہے ہو" ——— صدر مملکت کا ذہن واقعی کماؤف ہو کر رہ گیا تھا۔ ان کی زبان سے بے اختیار گالیاں نکلنی شروع ہو گئی تھیں۔ ذہن میں سیٹیاں سی بجنے لگ گئی تھیں۔ انہیں اپنے کانوں پر یقین ہی نہیں آ رہا تھا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب! ——— مشن مکمل ہونے میں صرف دو، پندرہ سیکنڈ رہ گئے تھے کہ اچانک چھت پر سے گولیوں کا مینہ برسنے لگا اور مشین، ڈاکٹر لارنس اور جوش سب کچھ ایک لمحے میں فنا ہو کر رہ گیا ——— مشین دھماکے سے مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے ——— ڈاکٹر لارنس اور ان کے اسسٹنٹ جوش کے جسم گولیوں سے چھلنی ہو گئے ہیں ——— [illegible] میں [illegible] کے پاس کھڑا تھا اس لئے بچ گیا ہوں ——— [illegible] ٹیلیفون کی طرف دوڑا ——— [illegible] سے [illegible] دیا گیا اور صدر مملکت کا چہرہ [illegible] ان کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے گرنے لگے [illegible] وزیراعظم جو ان کے قریب کھڑے سب کچھ سن رہے تھے انہوں نے [illegible] انہیں سنبھالا اور پھر کرسی پر بٹھا دیا۔ صدر مملکت [illegible]۔

وزیرِاعظم نے جلدی سے دوسرے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا۔
"ہیلو — فوراً ڈاکٹر کو بھیجو — صدر صاحب بیہوش ہو گئے ہیں۔
جلدی کرو" — وزیرِاعظم نے دوسری طرف سے پی۔ اے کی آواز سُنے بغیر
چیختے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

وزیرِاعظم تیزی سے گھوم کر میز کی دوسری سائیڈ پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر
کی طرف بڑھے۔ انہوں نے اس کا بٹن دبا دیا۔
"ہیلو — ہیلو — پرائم منسٹر کالنگ کرنل ہارڈ۔ اوور" — وزیرِاعظم
کے حلق سے چیخ کی سی آواز نکل رہی تھی۔

"یس سر — کرنل ہارڈ اٹنڈنگ۔ اوور" — دوسری طرف سے
کرنل ہارڈ کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید وزیرِاعظم صاحب کو اس
طرح چیختے سُن کر بوکھلا گیا تھا۔
"کرنل ہارڈ! — مشن تباہ ہو گیا ہے — ڈاکٹر لارنس اور اس
کے اسسٹنٹ کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا ہے — مشن تباہ ہو گئی
ہے — چھت پر سے فائرنگ کی گئی ہے — مشن مکمل ہونے سے
صرف دس سیکنڈ پہلے یہ فائرنگ کی گئی ہے اور مشن کو مکمل طور پر تباہ کر دیا
گیا ہے — فوراً گھیرا ڈال لو ریڈ اسکوائر کے گرد مجرموں کو کسی صورت
نہ نکلنے دو — فوراً — جلدی — ہری اپ۔ اوور" — وزیرِاعظم نے
چیختے ہوئے کہا۔
"کک — کیا — کیا سر — آپ کیا کہہ رہے ہیں — یہ کیسے ممکن
ہے — اوپر چھت تو ہر لحاظ سے بم پروف ہے — اور ہمارے ۱۱
ایجنٹ موجود ہیں سر — اور پھر کوئی سائرن تک نہیں بجا سر۔ اوور"۔

رنل ہارڈ کی پہلے سے زیادہ بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔
"بکواس مت کرو — جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو — کس طرح ہوا۔
یسے ہوا — یہ بعد میں دیکھا جائے گا — تم مجرموں کو پکڑو — وہ
بی چھت پر ہی ہوں گے — انہیں نکلنے نہ دو — انہیں دیکھتے ہی
ھون ڈالو — اڑا دو ان کے جسم — ہری اپ — اوور اینڈ آل"۔
زیرِاعظم نے چیختے ہوئے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر وہ دروازے کی
رف دوڑ پڑے۔

عمران اور ٹائیگر زیرو ہاؤس پہنچے تو عمران کے باقی ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ عمران اور ٹائیگر اس رہائشی فلیٹس سے نکل کر دوبارہ ٹیکسی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور پھر عمران نے ٹرانسمیٹر پر اپنے ساتھیوں کو فوراً زیرو ہاؤس پہنچنے کے لئے کہا اور خود بھی ذرا آگے جا کر اس نے ٹیکسی چھوڑ دی اور پھر مختلف سڑکوں سے پیدل ہوتے ہوئے وہ ایک بس کے ذریعے زیرو ہاؤس سے دو کلومیٹر دور اتر گئے۔ اور جب وہ زیرو ہاؤس پہنچے تو ان کے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے تنویر، جوزف، کیپٹن شکیل اور بلیک زیرو زخمی تھے۔ کیپٹن شکیل کے بازو میں جب کہ تنویر کی پسلیوں میں گولی لگی تھی۔ بلیک زیرو کی ٹانگ زخمی تھی اور جوزف کے دائیں کندھے میں کافی بڑا زخم تھا۔ لیکن وہ سب ہوش میں تھے کیونکہ باقی ساتھیوں نے راستے میں ہی ان کو ابتدائی طبی امداد پہنچا دی تھی۔ لیکن ان سب کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ اپنی کسی عزیز ترین ہستی کو

دفنا کر آئے ہوں۔

"عمران صاحب! ——— اب ہم واپس جا کر چیف کو کیا منہ دکھائیں گے۔ وہ لوگ تو سائرن بجا بجا کر اپنی فتح کا جشن منا رہے ہیں" ——— صفدر نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"چیف کو منہ دکھانے کی ضرورت ہی کیا ہے ——— وہ کسی کو دکھاتا ہے اپنا منہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس بار تم نے منصوبہ بندی ہی احمقانہ کی تھی ——— کیا ضرورت تھی ہمیں البرٹ ہال پر حملہ کرنے کی ——— کیا یہ حملہ براہ راست ریڈ اسکوائر پر نہ ہو سکتا تھا" ——— تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ضرور ہو سکتا تھا ——— اگر ہمارے پاس ایٹم بموں سے لیس میزائل ہوتے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"آخر ہوا کیا ——— ؟ وہ ریڈ ایرو اور ٹارڈ کے ایجنٹ ہمارے سامنے تو انتہائی مطمئن انداز میں گھومتے پھر رہے تھے اور پھر جب گیارہ بج گئے تو انہوں نے سائرن بجانے شروع کر دیئے ——— اسی وقت آپ کی واپسی کی کال آ گئی ——— آپ کیا کرتے رہے ——— وہ تہہ خانے والے منصوبے کا کیا ہوا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ منصوبہ فیل ہو گیا ——— آخری لمحات میں صدر مملکت اور وزیر اعظم نے البرٹ ہال سے ریڈ اسکوائر جانے کی بجائے واپس پریذیڈنٹ ہاؤس میں جانے کا فیصلہ کر لیا اور ہم منہ دیکھتے رہ گئے" ——— عمران کے لہجے میں بھی مایوسی کا عنصر غالب تھا اور سب ساتھیوں کے لٹکے ہوئے چہرے اور زیادہ لٹک گئے۔ ان کی آنکھیں بجھی ہوئی تھیں۔ ظاہر ہے زندگی میں پہلی بار

پاکیشیا سیکرٹ سروس مکمل طور پر ناکام ہو چکی تھی اور ان کی ناکامی کی قیمت پاکیشیا کو اپنے اہم ترین ریسرچ سنٹر تباہ ہونے کے طور پر ادا کرنی پڑی تھی۔

"ارے اتنی مایوسی کی کیا ضرورت ہے ــــ آج ان کی فتح ہوئی ہے تو کل ہماری بھی ہو سکتی ہے ــــ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ٹھیکہ تو نہیں لے رکھا تھا کہ ہر بار وہی فاتح ہو گی" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس شکست کی ہمارے ملک کو کتنی بڑی قیمت ادا کرنی پڑی ہے" ــــ صفدر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں ــــ جتنی قیمت پاکیشیا نے ادا کی ہے اس سے ڈبل میں سوپر فیاض سے دلوا دونگا ــــ آخر اس کے بنک بیلنس کب کام آئیں گے" ــــ عمران نے کہا۔

"اس بار واقعی ہماری قسمت شروع سے ہمارا ساتھ نہ دے رہی تھی پہلے دن سے جی۔ پی فائیو اور ریڈ آرمی نے ہمیں آگے لگائے رکھا ــــ ہم مسلسل دفاع اور اپنی جانوں کے تحفظ کے لئے بھاگتے رہے ہیں" ــــ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اب جو بھی ہے ظاہر ہے تم ہی بھگتو گے ــــ میرا کیا ہے ۔ میں تو سیکرٹ سروس کا ممبر ہی نہیں ہوں ــــ ایکسٹو کا رعب مجھ پر نہیں چل سکے گا ــــ زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ وہ آئندہ مجھ سے کام نہ لے گا نہ لے ــــ میں اپنے سوپر فیاض کا غیر سرکاری ماتحت بن جاؤں گا ــــ ایکسٹو سے زیادہ وظیفہ مجھے وہاں سے مل جائے گا" ــــ عمران نے کہا۔

"میں تمہیں گولی نہیں مار دونگا" ــــ تنویر نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"وہ کیوں ــــ کس جرم میں" ــــ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تم ایکسٹو سے غداری کا سوچ رہے ہو" ــــ تنویر کے لہجے میں اور زیادہ غصہ ابھر آیا۔

"یار! ــــ میں تو الٹا تم پر احسان کر رہا ہوں ــــ تمہارے لئے میدان صاف کر رہا ہوں ــــ میرے درمیان سے ہٹ جانے کے بعد ظاہر ہے جولیا بیچاری مستقبل کی بیوہ بن جائے گی اور بیوہ سے شادی کار ثواب ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ــــ اصل بات کیا ہے۔ وہ بتائیے ــــ آپ جس طرح مطمئن ہیں اور باتیں کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ صورت حال وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں" ــــ اچانک صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"بھئی میں ذرا خوش امید واقع ہوا ہوں ــــ تنویر کی طرح میری بھی خوشدامن ابھی پیدا نہیں ہوئی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی صفدر! ــــ ہم نے تو غور نہیں کیا کہ عمران صاحب اور ٹائیگر دونوں کے لباس بدلے ہوئے ہیں ــــ اور ٹائیگر تو بالکل ہی مطمئن بیٹھا ہوا ہے۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ ٹائیگر ہم سے کم محب وطن نہیں ہے" ــــ کیپٹن شکیل نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آخر ٹائیگر میرا شاگرد ہے ــــ اور یہ بھی خوش امید ــــ اوہ سوری! اس کی بھی خوشدامن نے ابھی پیدا ہونے سے انکار کر دیا ہے" ــــ عمران نے ٹائیگر کی طرف سے جواب دیا اور ٹائیگر سے نہ رہا گیا تو وہ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی سنتے ہی سب بُری طرح اچھل پڑے اور ان کے لٹکے ہوئے چہرے یکلخت چمک اٹھے۔ اور عین اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے

سے کھلا اور ابوعبدل دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے کے عضلات شدید جوش کی بنا پر بری طرح پھڑک رہے تھے۔

"عمران صاحب! — عمران صاحب! — کمال ہو گیا۔ اسرائیل کا مشن تباہ ہو گیا — ڈاکٹر لارنس اور اس کا اسسٹنٹ گولیوں سے چھلنی ہو گئے۔ مشن بھی تباہ ہو گئی انتہائی پراسرار انداز میں — مشن مکمل ہونے سے صرف دس سیکنڈ پہلے — صدر مملکت کو جب یہ خبر ملی تو وہ بیہوش ہو گئے۔ وزیر اعظم کا دماغ بھی ماؤف ہے — اسرائیلی حکام اپنے بال نوچ رہے ہیں۔ سنا ہے اچانک چھت سے فائرنگ ہوئی۔ حالانکہ چھت پر ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ اس پر ایٹم بم بھی اثر نہ کر سکتا تھا — چھت پر موجود ایڈ ایرد کے ایجنٹ مردہ پڑے ہیں۔ ایک کی گردن ٹوٹی ہوئی ہے اور دوسرے کی کھوپڑی ٹکڑوں میں بکھری ہے — یہ کیسے ہو گیا — کس نے کیا" — ابوعبدل نے بری طرح ہانپتے ہوئے کہا۔

"اچھا! — واہ! پھر تو مبارک ہو — اس کا مطلب ہے ہمارے چیف نے سیکرٹ سروس میں جن بھوت بھی بھرتی کر رکھے ہیں" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ھرا — پاکیشیا جیت گیا — پاکیشیا زندہ باد" — اچانک تنویر نے ٹارزن کی طرح گلا پھاڑ کر نعرہ مارا اور پھر اٹھ کر بے اختیار ناچنے لگا۔

"ارے ارے کسی عامل کو بلاؤ — وہ جن صاحب یہاں بھی پہنچ گئے ہیں" — عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب! — اب آپ نہیں چھپ سکتے — آپ نے خوامخواہ ہمارا خون خشک کئے رکھا — جلدی بتائیں! آپ نے کیسے اس غیر ممکن کو

ن بنایا ہے" — صفدر نے بے طرح مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے بشرت کی پھلجھڑیاں چھوٹ رہی تھیں۔

"گ — کیا مطلب! — کیا عمران صاحب نے — لیکن یہ کیسے ن ہے" — ؟ ابوعبدل کا چہرہ حیرت کی شدت سے یکلخت بگڑنے لگا۔

"تو آپ کا کیا خیال تھا کہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس میں جن بھوت بھی د ہیں — ابوعبدل صاحب! — جہاں جنوں کا شہنشاہ علی عمران موجود — وہاں بیچارے چھوٹے موٹے جن بھوتوں کے آنے کی کیا مجال ہے" — فدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے — یہ بات جولیا کو نہ بتا دینا۔ ورنہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے سکوپ تم ہو جائے گا اور بیچارے شہنشاہ جنات کی شہنشاہیت بھی اس کے کام آ سکے گی — الٹا سرخ مرچوں کی دھونیاں بھی سہنی پڑ جائیں گی" — ران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا اور کمرہ سب ممبروں کے بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد